حصّہ اوّل

مع

حصّہ دوم

کلب عالہ جاتہ

اُردوئے معلّیٰ

RARE BOOK

یعنی

کارنامۂ فصاحت وسرمایۂ بلاغت رقعات اُردو نجم الدولہ دبیر الملک مرزا نوشہ

اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ المتخلص بہ غالب

جو بلحاظ زبان واُردو دانی تعلیم اطفال کے لئے ایک دستور العمل ہے

حسب فرمائش جناب مولوی عبد الاحد صاحب باہتمام محمد قادر علیخان صاحب مہتمم

مطبع نامی گرامی مفید عام آگرہ میں مطبوع ہوا

۱۹۱۴ء

قیمت اصلی ۸/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ دیوان فصیح اللسان شیرین مقال نادر سحر البیان جناب میر مہدی صاحب المتخلص بہ مجروح شاگرد رشید جناب مرزا اسد اللہ خان غالب مدظلہم

ستائش خداوند جہان آفرین آسان نہیں کیونکر بیان ہو۔ اور نعت حضرت المرسلین [illegible] زبان کیا منہ جو بیان ہو وہ دریاے زخار ہے یہ محیط ناپیدا کنار ہے وہاں ذہن نارسا اور فہم بے سروپا بیان عقل معترف بعجز و قصور و خرد ناچار و مجبور پھر اس صورت میں قلم مقطوع اللسان کیا [illegible] کرے سواے اس کے کہ اصل مطلب گزارش کرے اور وہ یہ ہے کہ سخنوران خوش [illegible] اور ہنرمندان درست اندیشہ خوب جانتے ہیں کہ ہمیشہ سے کلام عرب کی شیرینی اور [illegible] عجم کی نمکینی گوش زد خاص و عام ہے اور ہر عقیل و فہیم اس بات پر متفق الکلام ہے مگر جو زبان کہ ہندوستان میں رواج پایا ہے یہ بھی ترکیب کی خوبی اور حسن کی اسلوبی میں انہیں [illegible] فصحاے عرب و عجم کا حقہ اس زبان کی [illegible] ہے عہد [illegible] ان [illegible] کی تحسین فرمائیں [illegible] ہر عہد میں کاملان [illegible] کی [illegible] اور کوشش بے پایان کرتے آئے [illegible] سے [illegible] ہو گیا ہے اب [illegible]

حصہ ہے ہر چند بعض حضرات کو اس بات کا غصہ ہے مگر جو صاحب کہ فہم سلیم و ذہن مستقیم و طبع رسا و مزاجِ انصاف آشنا رکھتے ہین وہ اس امر کو مان جاتے ہین کج مج الذہن و کج رائے یون ہی باتین بناتے ہین بھلا دہلی کا اس قدر کیونکر نہ مرتبہ ہو جب اس عدیم النظیر کا یہ شہر مینو بہر مسکن و ماوا ہو جس کی طبع وقاد نے عقدہائے معانی کو وا کیا ہے جس کے ذہن نقاد نے پست و بلند شاہراہ سخن کو ہموار و مصفا کیا ہے فصاحت اگر لعل ناب ہے تو وہ اُسکی آب و تاب ہے اور بلاغت اگر گوہر بے بہا ہے تو وہ اُس کی آبروے جوہر فزا ہے معنی اگر گل ہے تو وہ اُس کی شمیم روح فزا ہے۔ اور سخن اگر آئینہ ہے تو وہ اُس کی صیقل جلوہ نما ہے۔ اُس کا سینہ بے کینہ نکات حکمیہ کا گنجینہ اُس کا قلب با صفا اسرار علمیہ کا دفینہ شعر و شاعری کی اوس کی ذات نے رونق بڑہائی ہے اُردو نے اُس کی زبان پر گذر کر عزت پائی ہے جس قدر تعریف کہ بر مزوا ایما ہے یہ جناب نجم الدولہ دبیر الملک نواب اسد اللہ خانصاحب غالب تخلص کی ذات بابرکات کی خوبیونکا ایک ادنیٰ شمہ ہے ؎

میر اُستاد کہ ہے جس کا سخن عالم گیر	ہے ظہوری کا ظہور اور نظیری کا نظیر

حضرت کا جو سخن ہے وہ دُر عدن جو بات ہے از رہ معنی کرامات ہے یہ نثر کی رنگینی یہ نظم کی شیرینی یہ غزل کی فصاحت یہ قصیدہ کی متانت یہ لفظون کی محبوبی یہ ترکیب کی خوش اسلوبی یہ جدتِ معانی یہ طاقتِ لسانی یہ سلاستِ عبارت یہ روانی مطالب دیکھی نہ سنی سطرین ہین کہ موتی کی لڑیان ہین۔ باتین ہین کہ مصری کی ڈلیان ہین۔ نثر نثرہ نثار ہر نظم انجم قربان حسینِ تقریر ہر تحریر شعاع سے نثار کرنے کو آفتاب زر بدامان۔ گفتار شکر بار کو جادو کہون سحر کہون حیران ہون کیا کہون۔ لاحول ولا قوۃ کیا سودائیون کی باتین کرتا ہون کیا جادو ہے کیا سحر کا اثر ہے گفتار اعجاز طراز کی رشک سے ہندوستان مین نہ جادو ہے نہ سحر ہے ہان بابل کے کسی کونے مین چھپا ہو تو کیا خبر ہے بھلا اُس عبارت فصاحت نشان کا کیا وصف بیان ہو جس کی صفائی استعارات کی خجلت سے دُر شاہوار پانی پانی جس کی رنگینی فقرات سے جگر خون لعل رمانی نہین نہین یہ ستایش کچھ سرمایۂ نازش نہین۔ کیا موتی کیا لعل ان کی وجہ قدر و مقدار یعنی آب و تاب

اندک تغیر مین نایاب ہے اور یہ قیامت تک یکسان ۔ تہیدستانِ سرمایہ سخن کو فیض رسان عبارت
متین کی کیفیت دیکھ کر جا ہی تو کیا فلاطون خم نشین کے نتھنے ہرن ہوتے ہین اور اُس کے
ادراک غوامض مین اپنی عقل و خرد کھوتے ہین ۔ جہان ایسے ایسے سرخوشانِ خمستانِ معنی
جرعہ خوار بادہ گفتار اور نشۂ حسن بیان سے سرشار ہون پھر ہم سے نارسیدہ اُس پختگی مطالب کو
کیا پائین کہان سے ایسی قوت متخیلہ لائین سوائے اس کے کہ پہلو باریک دیکھ کر قدم لڑکھڑائین
اور اپنی نافہمی پر عرقِ انفعال مین غوطہ کھائین ۔ مگر افسوس کہ اس جنس گران ارز کا کوئی خریدار
نہ ہوا اور اس یوسفِ مصر سخندانی کا کوئی طالبِ دیدار نہ ہوا ۔ حضرت کا ظہور حضرت اکبر شاہ
کے عہد مین ہوتا شاہ عباس دارائے ایران کے عصر مین ہوتا ۔ نظیری اپنا نظیر دیکھ لیتا
ظہوری کو فن شعر مین اپنا حریف غالب نظر آجاتا ۔ خیر اب ہم یون دل خوش کرتے ہین کہ اگر
حضرت اُس وقت مین زینت بخش جہان ہوتے تو ہم کہان ہوتے یہ ہمارے طالع کی خوبی یہ ہماری
خوش نصیبی کہ ایسے منتخب روزگار کے جمال باکمال سے مقتبس انوار فیض ہوئے اور شرف قدمبوسی سے
بہرہ اندوز ۔ جب حضرت کو دیکھ لیا گویا سب سخندانانِ پیشینہ کو دیکھ لیا ۔ جب حضرت کا کلام
سُن لیا سب کا کلام سن لیا ۔ مبین میرے قول کی یہ اُردو کی تحریر ہے کہ سہل الممتنع کیا بلکہ
ممتنع النظیر ہے ۔ اِس اُردو کا نیا انداز ہے کہ جس کے دیکھنے سے روح کو اہتزاز ہے جو کہ بعد
تکمیل ہو جانے کلیاتِ نظم و نثر فارسی کہ وہ ہر ایک آویزۂ گوشِ فصاحت و پیرایہ گلوے
بلاغت ہے اور ہندوستان سے ایران تک ہر ایک نکتہ سنج کے ورد زبان ہے مدت
سے حضرت کو اس طرز نو ایجاد اُردو سے لگاؤ ہے اور خط و کتابت مین اسی کا برتاؤ ہے جب
شائقین ہندوستان نے اس تک ہندی کا مزہ چکھا ہر ایک سرمایۂ لذت مائدہ سخن سمجھ کر
طلبگار و خواستگار ہوا اس واسطے منشی جواہر سنگھ صاحب جوہر کہ یہ صاحب اخلاق
و مروت مین یکتا اور علم دوست و جوہر آشنا ملازمین معززین سرکار سے ہین اور اب پنشن دار ہین
کلام فارسی کو خوب جانتے ہین اشعار بھی اُسی زبان مین فرماتے ہین ۔ منشی صاحب کے اشعار

قابل دید ہین جناب مرزا صاحب قبلہ کے شاگرد رشید ہین چنانچہ جناب مرزا صاحب فرماتے ہین
؏ در معرکہ تیغیم کہ جوہر داریم ٭ اُن کی طبیع والا نے یہ اقتضاء کیا
کہ یہ گہرہاے شب افروز سلک تحریر مین منسلک ہوکر زینت بخش عروس سخن ہون اور
یہ گلہاے پراگندہ جمع ہو کر ایک جا گلدستہ ہون تا اُس کے رواح روح پرور سے دماغ نکتہ سرایان
غیرت چمن ہو اس واسطے میر فخرالدین صاحب مہتمم اکمل المطابع دہلی نے سعی بلیغ
اور لالہ بہاری لال صاحب منشی مطبع مذکور نے کوشش فراوان سے اکثر خطوط
جمع کئے اور قصد انطباع کیا اور اُردوے معلّٰی نام رکھا گیا اور اُن خطوں کو دو حصوں پر
منقسم کیا پہلے حصہ مین صاف صاف عبارت کے خط تحریر کئے تا طلباے مدرسہ
فائدہ اُٹھائین - دوسرے حصہ مین مطالب مشکلہ کی تحریر اور تقریظ وغیرہ لکھی تا
سخنوران معنی یاب اُس کے دیکھنے سے مزا پائین اور منشی صاحب موصوف نے
اس ہیچمدان خاکسار یعنی مجروح دل فگار سے اس کا دیباچہ لکھنے کو فرمایا - بندہ یہ سُن کر
حیران ہوا کہ یارب دُر شاہوار کے سامنے خزف ریزون کا کیا اعتبار اور لعل و زمرد مین
پتھر کے ٹکڑون کا کیا وقار مگر اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبِ سمجھ کر اور اپنے کو اسی خوان نعمت کا
ذلہ چین جان کر یہ چند سطرین لکھین بقول - عرفی -

چو ذرہ گرچہ حقیریم نسبتم این بس	کہ آفتاب بود نقطۂ مقابل ما

حصہ اول

رقعہ بنام نواب میر غلام بابا خان بہادر

نواب صاحب جمیل المناقب عمیم الاحسان سلامت - فقیر اسد اللہ عرض کرتا ہے کہ
آپ کے خط کے آنے نے میری آبرو بڑھائی حق تعالیٰ تمہین سلامت رکھے ۲۳ ورق کا دیوان
کی رسید پہنچی، جب ارشاد کے اب اور نہ بھیجو نگا قبلہ غرض شہرت ہے اس قلمرو مین مین نے
جلدین تقسیم کی ہین اس ملک مین آپ بانٹ دین اتنی میری غرض قبول ہو کہ بڑو دہ

گجرات مین سید احمد حسن صاحب مودودی اور میر ابراہیم علی خان صاحب کو ایک ایک جلد بھجوا دیجیے گا - اور چھ جلدین مولانا سیف الحق کو عطا کیجیے گا کہ وہ اپنے دوستون کو بھجوا دین - خواجہ بدر الدین خان میرے بھتیجے نے بوستانِ خیال کو اردو مین لکھا ہے اُس کا ایک اشتہار اور یہان ایک اخبار نیا جاری ہونے والا ہے اُس کے دو اشتہار اس خط کے ساتھ بھیجتا ہون آپ یا آپ کے احباب مین سے کوئی صاحب کتاب کے یا اخبار کے خریدار ہون تو اشتہار کے مضمون کے مطابق عمل مین لائین - والسلام مع الاکرام ؎

میان سیف الحق سیّاح کو سلام ۲۲ مارچ سنہ ۱۸۶۶ع

ایضاً - سبحان اللہ تعالیٰ شانہ ما اعظم برہانہ - جناب مستطاب نواب میر غلام بابا خان بہادر سے بتوسط میان داد خان صاحب شناسائی بہم پہنچی لیکن واہ اول ساغرِ دُرد اوی کیا جگر خون کن اتفاق ہے - پہلا عنایت نامہ جو حضرت کا مجھ کو آیا اُس مین خبرِ مرگ ابینا جو اُس کا جواب لکھون اور یہ میرا پہلا خط ہوگا لا محالہ مضامین اندوہ انگیز ہونگے نہ نامۂ شوق نہ محبت نامہ صرف تعزیت نامہ صریر قلم ماتمیون کے شیون کا خروش ہے جو لفظ نکلا وہ سیاہ پوش ہے - ہے ہے نواب میر جعفر علیخان جیسا امیر روشن گہر نام آور روشناس اعیان ہند و انگلنڈ وسط جوانی یعنی ۴۶ برس کی عمر مین یون مرجاے ؂ نخل چمن سروری افتاد ز پا ہاے ؎ سچ تو یون ہے کہ یہ دہر آشوب غم ہے مجموع اہلِ ہند ماتم دار و سوگوار ہون تو بھی کم ہے - اگرچہ مین کیا اور میری دعا کیا مگر اس کے سوا کہ مغفرت کی دعا کرون اور کیا کرون قطعہ سال رحلت نواب غفران مآب جب دل خار خار غم سے پرخون ہوا ہے یون موزون ہوا ہے ؂

گردید نہان مہرِ جہانتاب دریغ	شد تیرہ جہان بچشم احباب دریغ
این واقعہ را ز روے زاری غالب	تاریخ رقم کرد کہ نواب دریغ

از روے زاری زاے ہوز کے عدد بڑھائے جائین تو سنہ ۱۲۸۳ پیدا ہوتے ہین - فہذا المطلب شریکِ بزم ماتم منشی میان داد خان صاحب کو سلام - یکشنبہ بست و یکم ربیع الاول سنہ ۱۲۸۳ مطابق ششم ستمبر سنہ ۱۸۶۶ع

ایضاً۔ نواب صاحب جمیل المناقب عمیم الاحسان عنایت فرماے مخلصان زاد مجدہٗ شکر
یادآوری و دِروان پروری بجا لاتا ہون پہلے اس سے آپ کا مودت نامہ پہنچا ہے وہ میرے
خط کے جواب مین تھا اُس کا جواب نہین لکھا گیا پرسون میان سیف الحق کا خط پہنچا خط کیا تھا
خوانِ دعوت تھا مین نے کھانے بھی کھاے میوے بھی کھاے تاج بھی دیکھا گانا بھی سُنا
خدا تمکو سلامت رکھے کہ اس نالایق درویش گوشہ نشین پر اپنی عنایت کرتے ہو صاحبِ ریاست
و امارت مین ایسے جھگڑے بہت رہتے ہین مین بسبب فرطِ محبت اخبار مین تمہاری افزایش عزوجاہ
دیکھ کر خوش ہوا اور تم کو تہنیت دی ظفر نامہ ابد بہت مبارک لفظ ہی انشاء اللہ العلی العظیم ہمیشہ مظفر
و منصور ہوگے ؏ کارت بجہان جملہ چنان باد کہ خواہی + نجات کا طالب غالب۔ شنبہ ۳ - اپریل ۱۸۶۸ء
ایضاً۔ جناب سید صاحب و قبلہ بعد بندگی عرض کرتا ہون کہ عنایت نامہ آپ کا پہنچا آپ
جو فرماتے ہین کہ تو اپنی خیر و عافیت کبھی کبھی لکھا کر آگے اتنی طاقت باقی تھی کہ لیٹے لیٹے کچھ لکھتا
تھا اب وہ طاقت بھی زائل ہوگئی ہاتھ مین رعشہ پیدا ہوگیا بینائی ضعیف ہوگئی متصدی
نوکر رکھنے کا مقدور نہین عزیزون اور دوستون مین سے کوئی صاحب وقت پر آگئے تو مین مطلب
کہتا گیا وہ لکھتے گئے یہ حسنِ اتفاق ہے کہ کل آپ کا خط آیا آج ہی ایک دوست میرا آگیا کہ یہ سطرین
لکھوا دین اور یہ آپ کبھی نہ فرمائین کہ منشی میان داد خان سے تجھے قطع محبت ہوگیا ہی منشی صاحب
کی محبت اور اُن کے توسط سے آپ کی محبت دل و جان مین اسقدر سما گئی ہے جیسا اہل اسلام مین
ملکہ ایمان کا بس ایسی محبت کا موقوف ہونا کبھی ممکن نہین امراض جسمانی کا بیان اور اخلاص جگرگی
شرح کے بعد ہجوم غمہاے نہانی کا ذکر کیا کرون جیسا ابر سیاہ چھا جاتا ہے یا ٹڈی دل آتا ہے
بس اللہ ہی اللہ ہے۔ سیف الحق منشی میان داد خان کو سلام کہیئے گا اور یہ خط پڑھا دیجیے گا
نجات کا طالب غالب۔ روز چہارشنبہ - ۶ - اپریل ۱۸۶۸ء۔ فقط
ایضاً۔ نواب صاحب جمیل المناقب عمیم الاحسان نواب میر غلام بابا صاحب بہادر زاد مجدہٗ
عرض کیا جاتا ہے کہ آپ کا عنایت نامہ اور مولانا سیف الحق کا مہربانی نامہ دو لفافے میں ایک دن

پہنچے سیف الحق کے خط سے معلوم ہوا کہ جب کے مہینے مین شادیان قرار پائی ہین مبارک ہو اور مبارک ہو نظارۂ بزم جمشیدی سے محروم رہونگا گر میرا حصہ مجھکو پہنچ رہے گا خاطر جمع ہے کیون حضرت صاحبزادہ کا اسم تاریخی پسند آگیا یا نہین۔ نام تاریخی اور پھر سید بھی اور خان بھی سید مہابت علیخان۔ عجب ہے اگر پسند نہ آئے اور بہت عجب ہے کہ اس امر کی نہ آپکے خط مین توضیح نہ میان داد خان کے خط مین خیر۔ یہ مین نہین کہتا کہ خواہی نخواہی یہی نام رکھئے پسند آنے نہ آنے کی توفقیر کو اطلاع ہو جائے۔ جواب کا طالب غالب ۹۰۔ ماہ۔ اگست سنہ ۱۸۶۶ عیسوی

ایضاً۔ ستودہ بہر زبان و نامور بہر دیار نواب صاحب شفیق کرم گستر مرتضوی تبار نواب میر غلام باباخان بہادر کو مسرت بعد مسرت وجشن مبارک وہمایون ہو رقعہ گلگون نے بہار کی سیر دکھلائی۔ بسواری ریل روانہ نہونے کی لہر دل مین آئی۔ پانون سے اپاہج کانون سے بہرا۔ ضعف بصارت۔ ضعف دماغ۔ ضعف دل۔ ضعف معدہ۔ ان سب ضعفون پر ضعف طالع۔ کیونکر قصد سفر کرون۔ تین چار شبانہ روز قفس مین کسطرح بسر کرون۔ گھنٹہ بھر مین دو بار پیشاب کی حاجت ہوتی ہے۔ ایک ہفتہ دو ہفتہ کے بعد ناگاہ قولنج کے دورے کی شدت ہوتی ہے۔ طاقت جسم مین۔ حالت جان مین نہین۔ آنا میرا سورت تک کسی صورت حیز امکان مین نہین۔ خط لکھتے لکھتے خیال مین آیا کہ سید صاحب کی ولادت کی تاریخ لکھی سید انی صاحب کی بسم اللہ کی بھی تاریخ لکھا چاہیئے۔ مادہ خجستہ بہار۔ ذہن مین آیا سات عدد کم پائے۔ خجستہ بہار پر ادب کے اعداد بڑھائے شمار مین ۱۲۸۳ نظر آئے دوسرے ورق پر وہ قطعہ مرقوم ہے۔ بوڑھون کی فکر کی طاقت معلوم ہے۔ صرف جوش محبت سے چار مصرع موزون ہوئے ہین۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف ٭ راقم اسد اللہ خان غالب۔ ۱۴۔ نومبر سنہ ۱۸۶۶ء سیف الحق صاحب کو سلام۔ ایک میرے دوست مصور خاکسار کا خاکہ اُتار کر دربار کا نقشہ اُتارنے کو اکبر آباد گئے ہین وہ آجائین تو شمل تصویر تمام ہو کر آپکے پاس پہنچ جائے۔ خط از راہ احتیاط بیرنگ بھیجا ہے۔ قطعہ۔

خجستہ جشن دبستان نشینی بیگم	بفیض ہمت نواب دین و اقبالش
چو از پے ادب آموزیست خوش باشد	اگر خجستہ بہار ادب بود سالش

ایضاً۔ نواب صاحب جمیل المناقب عمیم الاحسان عالی شان ۱۲ والا دودمان زاد مجدکم۔ سلام مسنون الاسلام و دعاے دوام دولت و اقبال کے بعد عرض کیا جاتا ہے کہ ان ایام میمنت فرجام مین بواز روے اخبار بمبئی آپ کی افزائش عز و جاہ کے حالات معلوم ہوئے متواتر شکر الہی بجا لایا اور اس ترقی کو اپنی دعا کا نتیجہ جان کر اور زیادہ خوش ہوا خصوصاً عدالت العالیہ مین فتح پانا اور حق حقیقی کا ظہور مین آنا کیا کہون کیا مسرت و شادمانی کا موجب اور کس طرح کی نشاط و انبساط کا سبب ہوا ہے حق تعالے یہ فتح مبارک و ہمایون کرے قطعہ

فتح سید غلام بابا خان	خود نشان دوام اقبال ست
ہم ازین رو بود کہ غالب گفت	کہ ظفر نامۂ ابد سال ست

بہار باغ جاہ و جلال جاودان باد۔ اسد اللہ خان غالب۔ فقط

ایضاً۔ جناب نواب صاحب مین آپکے اخلاق کا شاکر اور آپ کی یاد آوری کا ممنون اور آپ کے دوام دولت کا دعا گو ہون اگر بوڑھا اور اپاہج نہوتا تو ریل کی سواری مین مقر آپ تک پہنچتا اور آپکے دیدار سے مسرت اندوز ہوتا۔ آپ میرے شفیق اور میرے محسن ہین خدا آپ کو ہمیشہ سلامت با کرامت رکھے۔ خط کے دیر دیر لکھنے کا سبب ضعف و نقاہت ہے اگر میری اوقات شبا روزی اور میرے حالات آپ دیکھین تو تعجب کرین گے کہ یہ شخص جیتا کیونکر ہے صبح سے شام تک پلنگ پر پڑا رہنا اور پھر دمبدم پیشاب کو اٹھنا ان مجموع مصائب مین سے ایک ادنی مصیبت یہ ہے کہ سنہ ۱۲۸۲ھ شروع ہوئے بسنہ ۱۲۱۲ھ کی ولادت ہے۔ اب کے رجب کے مہینے سے ستروان سال شروع ہوگا سترا بہترا بہرا بوڑھا اپاہج آدمی ہون۔ جو عنایت تم میرے حال پر فرماتے ہو صرف تمہاری خوبی ہے مین کسی لایق نہین۔ نجات کا طالب غالب۔ چہار شنبہ ۳۱۔ مئی ۱۸۶۶ء عیسوی۔

ایضاً۔ بجناب نواب صاحب جمیل المناقب عمیم الاحسان سلمہ اللہ تعالی۔ بعد سلام مسنون الاسلام

مدعاے دوام دولت و اقبال کہ ہمیشہ ورد زبان ہے گھڑی کے عطیہ کا شکر ہر گھڑی اور ہر ساعت
بجالاتا ہون پہلے تو آپ دوست اور پھر امیر۔ اور پھر سید۔ نظر ان تین امور پر اس ارمغان کو مین نے
بہت عزیز سمجھا اور اپنے سر اور آنکھون پر رکھا خداے عالم آراے آپکو سلامت رکھے اور ہر گھڑی
آپ کا مدد و مددگار رہے ظاہرا بوقت روانگی کنجی کا رکھنا سہو ہوگیا خیر یہان بن جائے گی
والسلام بالوف الاحترام۔ خوشنودی احباب کا طالب غالب۔ شنبہ سوم دسمبر سنہ ۱۸۶۴ء

ایضاً۔ نواب صاحب جمیل المناقب عمیم الاحسان امیگاہ درویشان زاد افضالکم۔ آپکا
بندہ منت پذیر غالب خونین صفیر یون نوا سنج ہوتا ہے کہ عنایت نامہ عز ورود لایا اور مژدہ قبول سے
میرا رتبہ بڑھایا جو کچھ میرے حق مین ارشاد ہوا ہے اگر اُس کو قدردانی کہون تو لازم آتا ہے
کہ اپنے کو ایک طرح کے کمال کا مالک سمجھ لون۔ البتہ آپنے ازراہ حق پسندی سخن کی قدردانی
اور میری قدر افزائی کی ہے جو اغلاط فارسی دانان ہند کے ذہن مین راسخ ہو گئے تھے اُنکو
دفع کیا ہے تو کیا بُرائی کی ہے۔ بات یہ ہے کہ ادھی لوچجی والے گمنام اپنی شہرت کے لئے مجھ سے
لڑتے ہین واہ واہ اپنے نامور بنانے کو ناحق احمق بگڑتے ہین۔ عطیہ حضرت بتوسط جناب
سیف الحق پہنچا اور مین نے اُسکو بے تکلف عطیہ مرتضوی سمجھا۔ علی مرتضی علیہ التحیۃ والثنا آپکا دادا اور
میرا آقا خدا کا احسان ہے کہ مین احسان مند بھی ہوا تو اپنے خداوند کے پوتے کا آج سے کاپی لکھی
جانے لگی اور تصحیح کو میرے پاس آنے لگی چھاپے کے واسطے برسات کا موسم اچھا ہے بس
اب اس کے چھپ جانے مین دیر کیا ہے۔ نجات کا طالب غالب۔ صبح یکشنبہ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۶۶ء

بنام منشی میان دادخان المخاطب بہ سیف الحق المتخلص بسیاح

سعادت و اقبال نشان منشی میان دادخان سے مین بہت شرمندہ ہون کہ اُن کے خطوط
کا جواب نہین لکھا۔ غزلون کے مسودے گم ہو گئے ہیں شرمندگی سے پاسخ نگار نہوا اب یہ
سطرین جو لکھتا ہون اُس خط کے جواب مین ہین جو بنارس سے آیا ہے۔ بھائی بنارس
خوب شہر ہے اور میرے پسند ہے ایک مثنوی مین نے اُس کی تعریف مین لکھی ہے

اور چراغ دیر اُس کا نام رکھا ہے وہ فارسی دیوان مین موجود ہے اُس کو دیکھنا۔ اشرف حسین خان صاحب میرے دوست ہین فتنہ وفساد کے زمانہ سے بہت پہلے اُنکا خط اور کچھ اُن کا کلام میرے پاس آیا ہے تم اُنکو میرا سلام کہنا اور مین تم سے یہ توقع رکھتا ہون کہ جس طرح تم نے لکھنؤ سے بنارس تک کے سفر کی سرگذشت لکھی ہے اسی طرح آیندہ بھی لکھتے رہوگے۔ مین سیر وسیاحت کو بہت دوست رکھتا ہون ؎

اگر بہ دل نہ خلد ہرچہ در نظر گذرد	زہے روانی عمرے کہ در سفر گذرد

خیر اگر سیر وسیاحت میسّر نہین نہ سہی ذکر العیش نصف العیش پر قناعت کی میان داد خان سیاح کی سرگذشت سیر وسفر ہی نہ سنی۔ غزل تمہاری رہنے دیتا ہون اسکے دیکھنے کی بھی فرصت نہین ہی جیسا تم نے وعدہ کیا ہے جب اور غزلین بھیجوگے اُنکے ساتھ اسکو بھی دیکھ لونگا بلکہ اقتضٰی مقتضی اسکا ہو کہ اُن غزلونکے ساتھ اس غزل کو بھی لکھ بھیجنا۔ ناتوانی زور پر ہے بڑھاپے نے نکما کر دیا ہی ضعف سستی۔ کاہلی۔ گرانجانی۔ گرانی۔ رکاب مین پانون ہی باگ پر ہاتھ ہے بڑا سفر دور ودراز در پیش ہے زاد راہ موجود نہین۔ خالی ہاتھ جاتا ہون۔ اگر ناپرسیدہ بخش دیا تو خیر۔ اگر باز پرس ہوئی تو سقر سقر ہے اور ہاویہ زاویہ ہے دوزخ جاوید ہے اور ہم ہین ہاے کسی کا کیا اچھا شعر ہے ؎

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہین کہ مرجائین گے	مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائین گے

اللہ اللہ اللہ۔ نجات کا طالب غالب۔ صبح دوشنبہ ۳۱ - دسمبر سنہ ۱۸۶۰ع

ایضاً۔ صاحب یہ سر پیٹنے کی جگہ ہے کہ تمہارا کوئی خط ڈاک مین ضایع نہین ہوتا اور میرا کوئی خط تم کو نہین پہنچتا۔ سنو چھوٹے صاحب کا خط آیا اس مین قطعہ کا شکر اور اجزاے کتاب کے بھیجنے کی تاکید تھی مین نے اُس کے جواب مین لکھا کہ اس کتاب کا چھاپا یہان ہی شروع ہو گیا انشاء اللہ تعالیٰ بعد انطباع ایک مجلد آپکے واسطے اور ایک مجلد منشی میان داد خان کے واسطے بسبیل ڈاک پارسل بھیجونگا۔ اب تم نواب صاحب سے میرا سلام کہو اور یہ اپنے نام کا خط اُن کو پڑھا دو اور ایک پتہ تم کو دیتا ہون نواب صاحب کا جو خط طلب کتاب کے باب مین آیا تھا

جس مین مندرج تھا کہ اب مین سورت کو جاتا ہون تم اجزاے کتاب کا پارسل اس پتہ سے سورت کو بھیجنا بھائی مین نے اسی پتہ سے خط بھیجا تھا نہ پہنچے تو میرا کیا گناہ - پیڈ خط گاہ گاہ تلف بھی ہوجاتا ہے اس بات پر یہ خط تم کو بیرنگ بھیجتا ہون تا کہ ضائع نہونے کا احتمال قوی رہے - فقط

صبح دوشنبہ ۱۴ ربیع الثانی - مطابق ۷ ستمبر سال حال - غالب -

ایضاً منشی صاحب سعادت و اقبال نشان سیف الحق میان داد خان سلمکم اللہ تعالے فقیر کی طرف سے سلام و دعا قبول کرین - چھوٹے صاحب کی تصویر کی رسید مین بھائی محمد حسین خان سے کہا گیا تھا کہ تم تصویر کے پہنچنے کی اطلاع دے دینا سو اب تمہاری تحریر سے معلوم ہوا کہ انہون نے اطلاع دی ہے حال تصویر کا یہ کہ مین نے اُسے سر پر رکھا آنکھون سے لگایا گویا چھوٹے صاحب کو دیکھا لیکن اسکا سبب نہ معلوم ہوا کہ نواب صاحب نے ہم سے بات نہ کی خیر دیدار تو میسر ہوا گفتار بھی اگر خدا چاہے گا تو سن لین گے - دیکھو منشی صاحب آئینہ کی تصویر کی صنعت کو سب پسند کرتے ہین مگر فقیر اسکا معتقد نہین اب دیکھو حضرت کی تصویر مین کہنیون تک ہاتھ کی تصویر ہے آگے پہنچے اور نیچے کا پتہ نہین - مکالمہ ایک طرف مصافحہ کی بھی حسرت رہ گئی اس وقت جداگانہ خط لکھنے کی فرصت نہین - نواب صاحب سے میرا بہت بہت سلام اور اشتیاق کہنا بلکہ یہ خط اُن کو ضرور دینا کہ وہ پڑھ لین - مین سادات کا نیازمند اور علی رضہ کا غلام ہون ع بندۂ شاہ شمائیم و ثناخوان شما

نجات کا طالب - غالب - ۱۷ - ذیعقدہ سنہ ۱۲۸۱ ہجری

ایضاً - برخوردار کامگار سعادت نشان منشی میان داد خان سیاح طال عمرہ - درویش گوشہ نشین غالب - حزین کی دعاے درویشانہ سے کامیاب و بہرہ مند ہون - لکھنو کی ویرانی پر دل جلتا ہے مگر تمکو یاد رہے کہ وہان بعد اس فساد کے ایک کون ہوگا یعنی راہین وسیع ہوجائینگی بازار اچھے نکل آئین گے جو دیکھے گا وہ داد دے گا اور دلی کے فساد کے بعد کون نہین ہے یہان فساد در فساد چلا جاے گا شہر کی صورت سواے اس بازار کے جو قلعہ کے لاہوری دروازہ سے شہر کے لاہوری دروازہ تک ہے سراسر بگڑ گئی اور بگڑتی جاتی ہے

دیوان کا چھاپا کیسا وہ شخص نا آشنا موسوم بہ عظیم الدین جس نے مجھ سے دیوان منگا بھیجا
آدمی نہین ہے بھوت ہے پلید ہے غول ہے قصہ مختصر سخت نامعقول ہے مجکو اُس کے
طور پر انطباع دیوان نامطبوع ہے اب مین اُس سے دیوان مانگ رہا ہون اور وہ نہین دیتا
خدا کرے ہاتھ آجائے تم بھی دعا مانگو زیادہ کیا لکھون - دوشنبہ ۱۱ جون ۱۸۶۱ع - غالب

ایضاً - صاحب مہربانی نامہ کہ گویا الفاظ اس کے سراسر نواب میر غلام بابا خان صاحب
کی زبانی تھے پہنچا جواب لکھتا ہون اور پرسش کا شکر بجا لاتا ہون ایک قرن بارہ برس سے
فردوس مکان نواب یوسف علیخان والی رامپور اپنے اشعار میرے پاس بھیجتے
تھے اور سو روپیہ مہینہ ماہ بماہ بسبیل ہنڈوی بھجواتے تھے اُس مغفور کی اندازہ دانی
دیکھئے کہ مجھ سے کبھی اُس روپیے کی رسید نہین لی آپنے خط مین ہنڈوی بھیجا کرتے
مین خط کا جواب لکھ بھیجتا اس ماہانہ کے علاوہ کبھی دو سو کبھی ڈھائی سو بھیجتے
رہتے - فتنہ و فساد کے دنون مین قلعہ کی آمد مفقود - انگریزی پنشن مسدود - یہ بزرگوار وجہ مقرری
ماہ بماہ اور فتوح گاہ گاہ بھیجتا رہا تب میری اور میرے متوسلون کی زیست ہوئی - رئیس حال
کو خدا بدولت و اقبال ابداً موبداً سلامت رکھے وجہ مقرری کی ہنڈوی ہر مہینے بحسب دستور
قدیم اپنے خط مین بھیجے جاتا ہے فتوح کی رسم دیکھئے جاری رہے یا نہین - میرے پاس
روپیہ کہان جو قاطع برہان کو دوبارہ چھپواؤن پہلے بھی نواب مغفور نے دو سو روپیہ بھیجے
تھے تب پہلا مسودہ صاف ہو کر چھپوایا گیا تھا - اب بھی وعدہ کیا تھا کہ اپریل کی وجہ مقرری
کے ساتھ دو سو بھیجین گے - وہ آخر اپریل ۱۸۶۵ع حال مین مر گئے - اپریل کا روپیہ رئیس حال
سے مین نے پایا مصرف کتاب کا روپیہ نہ آیا یاد دلاؤنگا مگر اُس مرحوم کا وعدہ سررشتہ دفتر سے
نہ تھا جو از روے دفتر اُس کی تصدیق ہو - بہر حال فکر مین ہون - اگر اسباب نے مساعدت
کی فہو المراد ورنہ ع انچہ ما در کار داریم اکثرے درکار نیست * منشی صاحب اس خط کو
ضروری جان کر بیرنگ بھیجتا ہون - نجات کا طالب - غالب - ۳۰ جولائی ۱۸۶۵ع

ایضاً۔ منشی صاحب شفیق بدل مہربان عزیز تر از جان سیف الحق میان داد خان کو فقیر غالب علیشاہ کی دعا پہنچے۔ پرسون نواب صاحب کا خط اور کل تمہارا خط آیا۔ صاحب ٹپّونکی حقیقت یہ ہے کہ تم نے لطائف غیبی کی ۱۵ جلدین سات روپیے آٹھ آنے دام بھیج کر منگوائین پھر دو روپیے کے ٹکٹ بھیج کر ٹوپیان منگوائین۔ مین نے تمہارے بھیجے ہوئے روپیونکی ٹوپیان خرید کر تم کو بھیجدین۔ جا ہو تم پہنو جا ہو چھوٹے صاحب کی نذر کرو۔ یہ جو مین نے سیف الحق خطاب دیا ہے اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کیا ہے۔ تم میرے ہاتھ ہو۔ تم میرے بازو ہو۔ میرے نطق کی تلوار تمہارے ہاتھ سے چلتی رہے گی۔ لطائف غیبی نے اعدا کی دھجیان اڑا دین ایک نئی بات سنو۔ محمد مرزا خان میرے سبھی بھائی کا نواسہ ہے اُس نے ایک اخبار نکالا ہے مسمّے بہ اشرف الاخبار۔ اُس کا ایک لفافہ تم کو بھیجتا ہون اس کو پڑھ کر معلوم کرو گے کہ تمہارا ایک اعتراض قتیل کے کلام پر چھاپا گیا ہے۔ اس ارسال و اعلام سے صرف اطلاع منظور ہے ہان ایک بات یہ بھی ہے کہ چھوٹے صاحب کی بھی نظر سے گزر جائے اور اُس سرکار مین یہ اخبار خرید کیا جائے اور تم اُن کی طرف سے حکم خریداری ابتداء جنوری ۱۸۶۷ء سے بنام محمد مرزا خان لکھوا اور وہ خط اُس پتہ سے دلی کو روانہ کرو جو اُن کے اخبار کے آخر مین لکھا ہے۔ حیران ہون کہ چھوٹے صاحب کے خط کا کیا جواب لکھون۔ اُنہون نے مجھے شرمندہ کیا اپنے کو چھوٹا اور مجھ کو بزرگ لکھا۔ سید تو سب مسلمانون کے بزرگ ہوتے ہین مین تو مسلمانون مین بھی ایک ذلیل علیل۔ فقیر۔ حقیر آدمی ہون یہ اُن کی بزرگی اُن کی خوبی اُن کی مہربانی ہے۔ حق تعالیٰ اُن کو سلامت رکھے اور اُن مقدمات مین من کل الوجوہ اُن کو فتح و ظفر نصیب ہو۔ میرا سلام کہنا اور یہ عبارت پڑھا دینا۔ ہان صاحب برادر بجان برابر میرزا معین الدین حسین خان بہادر کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ بھائی میرا جی دیکھنے کو بہت چاہتا ہے پہلے برخوردار شہاب الدین خان سے پوچھو وہ اجازت دے تو فوراً ریل پل کرتے چلے آؤ۔ فقط۔

دیدار کا طالب۔ غالب۔ سہ شنبہ ۷ شوال ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۲ فروری ۱۸۶۷ء

ایضاً صاحب کل آپ کا خط آیا میرا دھیان لگا ہوا تھا کہ آیا میان سیاح کہان ہین اور مجھ کو کیون بھول گئے ہین۔ پہلا خط تمہارا جس کا حوالہ اس خط مین دیتے ہو مین نے نہین پایا ورنہ کیا امکان تھا کہ جواب نہ لکھتا۔ جناب منشی میر امیر علی صاحب سے مجھ سے ملاقات نہین لیکن اُن کے محامد و مکارم سنتا ہون۔ جناب مولوی اظہار حسین صاحب سے البتہ اسی شہر مین دو ملاقاتین ہوئی ہین لیکن مین نے اُن کو فقیر دوست اور درویش نواز نہ پایا۔ اغنیا کے واسطے اچھے ہین۔ ہاے مولوی محمد محسن اور مولوی عبدالکریم اس عہد مین اگر اُن بزرگون مین سے ایک ہوتا تو مین کیون اپنی قسمت کو روتا وقت گزر جاتا ہے بات رہ جاتی ہے۔ ہان خان صاحب آپ جو کلکتے پہنچے ہو اور سب صاحبون سے ملے ہو تو مولوی فضل حق کا حال اچھی طرح دریافت کر کے مجھ کو لکھو کہ اُس نے رہائی کیون نہ پائی۔ اور وہان جزیرہ مین اس کا کیا حال ہے گزارا کس طرح ہوتا ہے۔ غالب جمعہ ۴۔ ماہ اکتوبر ۱۸۶۱ء

ایضاً آیئے بیٹھئے مولانا سیاح سلام علیکم۔ مزاج مبارک۔ سورت کا پہنچنا بہر صورت مبارک ہو بھائی میرا دل بہت خوش ہوا کہ تم اپنے وطن پہنچے لیکن تم کو جین کہان خدا جانے کئے ہفتہ یا کئے مہینے ٹھہرو گے اور پھر سیاحت کو نکلو گے۔ جی مین کہو گے آؤ دکن کی سیر کرین۔ حیدر آباد۔ اورنگ آباد دونو شہر اچھے ہین اُنکو دیکھین میرزا معین الدین حسین خان اور میرزا محمد حسین خان یہ دونو بیٹے ہین نواب قدرت اللہ بیگ خان کے اور قدرت اللہ بیگ خان ابن عم تھے نواب احمد بخش خان کا اور معین الدین حسین خان کی بہن منسوب ہے بھائی ضیاء الدین خان سے یہان کوئی امر نیا نہین واقع ہوا ہی حالات واطوار ہین جو دیکھ گئے ہو۔ مسجد جامع کے باب مین کچھ پرشین لاہور سے آئی تھین۔ یہان سے انکے جواب گئے ہین یقین ہے کہ واگزار کا حکم آئے اور وہ مسلمانون کو مل جاے ہنوز بدستور پہرا بیٹھا ہوا ہے اور کوئی جانے نہین پاتا۔ والسلام مع الاکرام۔ صبح سہ شنبہ ۲۔ ذیقعدہ و مئی معاً۔ غالب

ایضاً۔ نور چشم اقبال نشان سیف الحق میان داد خان سیاح کو غالب نیم جان کی دعا پہنچے واقعی تمہارے دو خط آئے ہین۔ آگے مین لیٹے لیٹے کچھ لکھتا تھا اب وہ بھی نہین ہو سکتا

ہاتھ مین رعشہ۔ آنکھون مین ضعف بصر۔ کوئی متصدی میرا نوکر نہین۔ دوست آشنا کوئی آجاتا ہے تو اُس سے جواب لکھوا دیتا ہون۔ بھائی مین تو کوئی دن کا مہمان ہون اور اخبار والے میرا حال کیا جانین۔ ہان اکمل الاخبار اور اشرف الاخبار والے کہ یہ یہان کے رہنے والے ہین اور مجھ سے ملتے رہتے ہین سو اُن کے اخبار مین مین نے اپنا حال مفصل چھپوا دیا ہے اور اُسمین مین نے عذر چاہا خطون کے جواب سے اور اشعار کی اصلاح سے اُس پر کسی نے عمل نہ کیا اب تک ہر طرف سے خطون کے جواب کا تقاضا اور اشعار واسطے اصلاح کے چلے آتے ہین اور مین شرمندہ ہوتا ہون۔ بوڑھا۔ اپاہج پورا بہرا۔ آدھا اندھا دن رات پڑا رہتا ہون حاجتی پلنگ کے تلے دھری رہتی ہے۔ تشت چوکی پلنگ کے پاس لگا رہتا ہے سو تشت چوکی پر تیسرے چوتھے دن اتفاق جانے کا ہوتا ہے اور حاجتی کی حاجت بسبب سرعت بول کے گھنٹہ بھر مین پانچ چھ بار ہوتی ہے تصویر کھینچنے والا جو ہندوستانی ایک دوست تھا وہ شہر سے چلا گیا ایک انگریز ہے وہ کھینچتا ہے۔ مجھ مین اتنا دم کہان کہ کوٹھے پر سے اترون پالکی مین بیٹھون اور اُسکے گھر جاؤن اور گھنٹہ دو گھنٹہ کرسی پر بیٹھون اور تصویر کھچوا کر جیتا جاگتا اپنے گھر پھر آؤن۔ اب تم از راہ مہربانی میر ابراہیم علیخان بہادر اور حکیم سید احمد حسن صاحب کو اور جب بمبئی سے آجائین تو نواب غلام بابا خان کو یہ خط پڑھوا دینا۔ تمہارے ہان لڑکے کا پیدا ہونا اور اُسکا مر جانا معلوم ہو کر مجکو بڑا غم ہوا۔ بھائی اس داغ کی حقیقت مجھ سے پوچھو کہ ۷۴ برس کی عمر مین سات بچے پیدا ہوئے لڑکے بھی اور لڑکیان بھی اور کسی کی عمر پندرہ مہینے سے زیادہ نہ ہوئی۔ تم ابھی جوان ہو حق تعالی تمہین صبر اور نعم البدل دے والسلام۔ ۲۵۔ اگست ۱۸۶۷ء۔ غالب۔

ایضاً۔ خانصاحب سعادت و اقبال نشان میان دادخان سیاح کو فقیر گوشہ نشین کا سلام پہنچے تمہارا کوئی خط سوائے اس خط کے جس کا مین جواب لکھتا ہون ہرگز نہین پہنچا بہت دن سے مجکو خیال تھا کہ مولانا سیاح نے مجکو یاد نہین کیا۔ کل ناگاہ تمہارا خط پہنچا آج اسکا جواب لکھتا ہون شہر مین تو کھونے کا نہین جو اس قدر عذر چاہتے ہو کھدوا دینے مین کیا تکلیف اور کیا زحمت مین

احباب کا خادم ہون۔ میر غلام بابا خان صاحب سے میرا سلام کہیئے اور وہ نگین مع نقشہ بے تکلف بھیجدیجیے آپکے حکم کی تعمیل اور اُس نگین کی درستی ہوجاوے گی۔ خاطر عاطر جمع رہے زیادہ کیا لکھون اجی سیّاح صاحب ہمارا دھیان تم مین لگا رہتا ہے کبھی کبھی خط لکھتے رہا کرو مین ایسا گمان کرتا ہون کہ اگر میر غلام بابا خانصاحب کو مُہر کھُدوانی نہ ہوتی اور وہ تم سے نہ کہتے تو تم ہرگز مجکو خط نہ لکھتے یہ تمہارا خط گویا میر غلام بابا خان کے حسب الحکم تھا۔ جی مین آیا تھا کہ انہین کو اسکا جواب لکھون اور انکے نام کا خط بھیجون مگر پھر سوچا کہ تم آزردہ ہوجاؤ گے تمہین کو خط لکھا بھائی یہ طریقہ فراموش کاری کا اچھا نہین۔ گاہ گاہ خط لکھا کرو۔ والسلام نجات کا طالب غالب۔ سہ شنبہ۔ یکم مارچ ١٨٦٦ عیسوی

ایضاً۔ منشی صاحب یہ کیا اتفاق ہے کہ میری بات کوئی نہین سمجھتا ؎

کس زبان مرا نمے فہمد		بہ عزیزان چہ التماس کنم	

یاد کرو اصل مقدمہ یہ تھا کہ مین قاطع برہان کو دوبارہ چھپوایا چاہتا ہون۔ نواب صاحب مدد دین یعنی سو دو سو جلدین خرید لین۔ حضرت نے ایک گھڑی عنایت فرمائی بھلا یہ میرے کس کام کی چار دن نچا کیا کہ پھیر دون پھر سوچا کہ بُرا مانین گے آخر کو گھڑی رکھ لی اور یہ خیال کیا کہ کتاب کے انطباع کے بعد سو ڈیڑھ سو جلدین بھیج دونگا۔ اسی خط کے ساتھ نواب صاحب کے نام کا خط گھڑی کی رسید کا بھیجتا ہے اور یہ بھی تم کو معلوم رہے کہ گھڑی کی کنجی نہین آئی ظاہرا سہو سے وہین رہ گئی ہوگی۔ ہان صاحب تیس جلدین لطائفِ غیبی کی دو پارسلون مین آگے بھیجی ہین جس کی قیمت دس روپیہ مجکو پہنچے فی الحال ایک جلد اور اپنی طرف سے بھیجی ہے رسید جلد لکھو۔ غالب۔ ٣۔ دسمبر ١٨٦٤ء

ایضاً۔ سعادت و اقبال نشان سیف الحق منشی میان داد خان سیّاح کو فقیر غالب کی دعا پہنچے خط مین آپنے بہت سے مطالب لکھے مگر تیس کتابون کی دو پارسلونکی رسید نہین لکھی یہ ایک پارسل جو بعد دو پارسلونکے بھیجا گیا ہے اسمین وہی لطائفِ غیبی ہے جسکو مین نے اپنے مطالعہ مین رکھکر صحیح کیا ہے اس کے بھیجنے سے یہ مدعا کہ تم اُن تیس رسالون کو اسکے مطابق صحیح کرلو اگر چھوٹے صاحب نے رکھ لیا ہو تو اُن سے مستعار لے کر اپنی سب کتابین صحیح کرلو اور وہ نسخہ اُن کے نذر کرو

صاحب مین نے اپنے صرف زر سے لطائف غیبی کی جلدین نہین چھپوائین مالک مطبع نے اپنی بکری کو چھاپین بنیس مین نے مول لین تیس تم کو دلوادین بیس بھائی ضیاء الدین نے لین دس مصطفی خان صاحب نے لین باقی کا حال مجھے نہین معلوم۔ دیکھو سیف الحق شیخ سعدی کا قول کیا سچا ہے ؎

اگر دنیا نباشد دردمندم	وگر باشد بمہرش پاے بندم
بلاے زین جہان آشوب ترنیست	کہ رنج خاطرست ار ہست ور نیست

جہان دولت نہین وہان مصیبت ہے۔ جہان دولت ہے وہان خصومت ہے مین تو میر غلام بابا خان کا دوست ہون۔ اُنکی دعا مانگتا ہون۔ آپ اتنی مہربانی کرین کہ یہ حالات جو واقع ہوا کرین وہ مجھکو لکھا کرین غربیلہ کی ہندی نخرہ ہے فارسی مین غربیلہ بولتے ہین۔ نجات کا طالب غالب پنجم شعبان سنہ ۱۲۸۱ھ

ایضاً بھائی سیف الحق تمھارا خط پہنچا۔ قاضی صاحب بڑودہ کو معاف رکھو۔ اگر کوئی وجہ اپنے پر اُن کے عتاب کی پاتا تو اُن سے عذر کرتا اور اپنا گناہ معاف کرواتا۔ جب سبب ملال کا ظاہر نہین تو مین کیا کرون تم برا نہ مانو کس واسطے کہ اگر مین برا ہون تو اُس نے سچ کہا اور اگر مین اچھا ہون اور اُس نے برا کہا تو اُس کو خدا کے حوالے کرو ؎

غالب برا نہ مان جو دشمن برا کہین	ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہین جسے

صاحب اس بڑھاپے مین تصویر کے پردے مین کھچا کھچا پھرون۔ گوشہ نشین آدمی عکس کی تصویر اتارنے والے کو کہان ڈھونڈون دیکھو ایک جگہ میری تصویر بادشاہ کے دربار مین کھچی ہوئی ہے اگر ہاتھ آجاوے گی تو وہ ورق بھیج دونگا۔ اجی وہ تو مین نے نواب صاحب کو ہنسی سی ایک بات لکھی تھی دوستانہ اختلاط تھا کہ بھبی مین بہرا ہون گانا کیا سنونگا۔ بوڑھا ہون ناچ کیا دیکھون۔ غذا چہ ماشہ آٹا کھانا کیا کھاؤن بمبئی بصورت انگریزی شراب مین ہو قی ہین اگر وہان آتا اور شریک محفل ہوتا تو پی لیتا نجات کا طالب غالب۔ ۵۔ ستمبر سنہ ۱۸۶۶ع

ایضاً صاحب تمہارے خط کے پہنچنے سے کمال خوشی ہوئی ٹوپیان اگرچہ تمہارے سر پر ٹھیک نہ آئین لیکن ضائع نہ گئین میرے شفیق اور تمہارے مربی کے صرف مین آئین۔ تم کو اور ٹوپیان بھیجون گا مسودے سے سخت عاجز ہون۔ وعدہ ہی وعدہ ہے وفا کا نام نہین۔ کلیات میر تقی کا انتخاب تمہارے

خط کے پہنچنے سے دو دن پہلے میر فخرالدین نے ارسال کر دیا۔ ٹکٹ انکے حوالے کر دیے۔ حضرت بہتان لگانے کی خو کس سے سیکھے ہو۔ میرے پاس کوئی غزل تمہاری نہین ہے۔ نواب صاحب کو سلام کہنا اور میری زبانی کہنا کہ ٹوپیون کو میرا ارمغان سمجھنا۔ سیف الحق کی نذر تصور نہ کرنا۔ نجات کا طالب غالب - ٢٥ - جنوری سنہ ١٨٦٥ء

ایضاً اقبال نشان سیف الحق کو دعا پہنچے۔ پانچ اشتہار اخبار کی خریداری کے اور تین اشتہار کتاب کی خریداری کے آپکے پاس پہنچتے ہین۔ چھوٹے صاحب کو ملاحظہ کروائے اور اطراف وجوانب و نزدیک بھیجئے جو صاحب کتاب اور اخبار دونو کے خریدار ہون وہ دونو کی خریداری کی اطلاع کا خط میر فخرالدین مہتمم اکمل المطابع کے نام لکھین اور وہ خط میرے پاس بھیجدین جو صاحب فقط اخبار کے خریدار ہون وہ اُس کے خریدنے کی اطلاع کا خط جو صاحب فقط کتاب کے خریدار ہون وہ اُس کی اطلاع کا خط لکھین۔ غالب - ٢٢ - مارچ سنہ ١٨٦٦ء

ایضاً مولانا سیف الحق اب تو کوئی خط تمہارا نوٹ اور ہنڈوی اور ٹکٹ سے خالی نہین ہوتا بھلا یہ تو فرمائیے کہ یہ ڈھائی روپیے کس بابت کے اور کس جنس کی قیمت کے ہین اگلے پانچ روپیے پر مین بدمزہ ہوا تھا یہ ڈھائی اور طرہ ہوئے۔ بہرحال ان کا حال لکھو کہ کیسے ہین اور کاہے کے ہین۔ اس رقعہ کا جواب جلد لکھو ٹوپیان بعد عید بھیجی جائین گی۔ عنایت کا طالب غالب - ٢٣ - اپریل سنہ ١٨٦٦ء

ایضاً منشی صاحب سعادت و اقبال نشان سیف الحق میان دادخان کو فقیر اسد اللہ کا سلام کل شنبہ ٢ فروری صبح کے وقت چھ پارسل ٣٦ درفش کاویانی کے نواب میر غلام بابا خانصاحب کی خدمت مین ارسال کیے کل ہی شام کے وقت آپکا عنایت نامہ پہنچا حال معلوم ہوا۔ خیر اب اور نہ بھیجو نگا۔ صاحب یہ تم نے پانچ روپیے کے ٹکٹ کیون بھیجے۔ مین نہ کتاب فروش نہ دلال یہ حرکت مجھے پسند نہ آئی اور تم نے برا کیا۔ حضرت ١٦ جلدین لطائف غیبی کی بھیج کر اُس کے پان سات دن کے بعد بیس نامۂ غالب کا پارسل ارسال کیا ہے لطائف کی رسید تم نے بھیجدی یقین ہے کہ نامہ غالب کا پارسل بھی پہنچ جائیگا گھبراؤ نہین۔ نواب صاحب کی خدمت مین میرا سلام اور اشتیاق ملاقات عرض کرنا نجات کا طالب غالب ١٢ - فروری سنہ ١٨٦٦ عیسوی

ایضاً منشی صاحب وہی جہان وہی زمین وہی آسمان وہی سورت بمبئی وہی دلی وہی نواب میر غلام بابا جان وہی سیف الحق سیاح وہی غالب نیمجان انگریزی ڈاک جاری ہرکارون کو ریل کی سواری ربیع الاول مین تمہارا خط آیا ربیع الثانی جمادی الاول جمادی الثانی رجب آج شعبان کی ۲۶ ہے صبح کے وقت یہ خط لکھ رہا ہون ۹ بج گئے ہین اسوقت تک نہ کوئی تمہارا خط آیا نہ کوئی نواب صاحب کا عنایت نامہ واسطے خدا کے میرے اس خط کا جواب جلد لکھو اور اس خط مین ترک نامہ و پیام کا سبب لکھو۔ آج ہی کے دن ایک پارسل چھ ٹوپیون کا ارسال کرتا ہون خدا کرے پارسل پہنچ جاے اور ٹوپیان تمہارے پسند آئین نواب صاحب کی خدمت مین میرا سلام پہنچانا۔ اور عتاب کی وجہ دریافت کرکے لکھنا۔ نجات کا طالب غالب ۳۔ جنوری ۱۸۶۶ء۔ خط بیرنگ ہے اور پارسل پیڈ۔

ایضاً برخوردار تمہارا خط پہنچا لکھنؤ کا کیا کہنا ہے وہ ہندوستان کا بغداد تھا۔ اللہ اللہ وہ سرکار امیر گر تھی جو بے سروپا وہان پہنچا امیر بن گیا۔ اس باغ کی یہ فصل خزان ہے۔ مین بہت خوشی سے تمکو اطلاع دیتا ہون کہ اردو کا دیوان غاصب ناانصاف کے ہاتھ آگیا اور مین نے نور چشم منشی شیونراین کو بھیجدیا یقین کلی ہے کہ وہ چھاپین گے جہان تم ہوگے ایک نسخہ تم کو پہنچ جائیگا۔ طریقہ سعادت مندی یہ ہے کہ ہمکو اپنی خیر و عافیت کا طالب جان کر جہان چاہو وہان سے خط لکھتے رہو اور اپنے مسکن کا پتہ ہم پر ظاہر کرتے رہو ہم تم سے راضی ہین اور چونکہ تمہاری خدمت اچھی طرح نہین کی شرمندہ بھی ہین۔ راقم اسداللہ خان مرقومہ شنبہ روز عید۔ مطابق ۳۰۔ جون ۱۸۶۶ء عیسوی۔

ایضاً منشی صاحب سعادت و اقبال نشان سیف الحق میان دادخان تم سلامت رہو۔ تمہارے خط کے صفحہ سادہ پر یہ سطرین رقم کرتا ہون تاکہ تم اپنے خط کے پہنچنے پر اطلاع پاؤ۔ نامۂ غالب صاحب مطبع نے اپنی بکری کے واسطے نہین چھاپے جو مین مول لیکر بھیجون اور تم سے اس کی قیمت مانگ لون مین نے آپ تین سو جلد چھپوائی دو روز دیک بانٹ دی آج یکشنبہ ہے پارسل روانہ ہوگا جتنے یہ نسخے اب میرے پاس باقی ہین کل تمہین بھیج دونگا۔ ہان صاحب سو روپیہ کا نوٹ پہنچا اور روپیہ وصول ہوا کاپی آج شروع ہوگئی جس دن نوٹ پہنچا اس کے دوسرے دن روپیہ مل گیا تیسرے دن مین نے تمکو

تمہارے رجسٹری ارخط کا جواب لکھ بھیجا یقین ہے کہ میرا خط پہنچ گیا ہوگا اور تم نے بموجب میری خواہش کے نواب صاحب کو دکھا دیا ہوگا۔ کل حضرت کا بھی ایک خط آیا ہے اُسکا جواب آج تمہارے خط کے ساتھ ارسال ہوتا ہے۔ بندہ پرور سچ کہتے ہو۔ رحیم بیگ کا وطن اصلی سردھنہ اور فی الحال میرٹھ مین مقیم ہے معلمی اس کا پیشہ ہے اور آٹھ دس برس سے اندھا نظم و نثر مین مولوی امام بخش صہبائی کا شاگرد اور فارسی شعر کہتا ہے۔ راقم غالب علی شاہ۔ یکشنبہ ۱۷۔ ستمبر ۱۸۶۵ء عیسوی۔

ایضاً صاحب آج تمہارے کئی خطونکا جواب لکھتا ہون۔ مولوی کرامت علی صاحب میرے شفیق ہین جس زمانہ مین وہ دلی آئے تھے میری اُن کی ملاقاتین ہوئی تھین وہ میرے دوست ہین شاگرد نہین اور ہرگز قصیدہ اُنہون نے میری مدح مین نہین لکھا آغا عبدالرزاق شیرازی نے گویا میری خستگی اور تہمت زدگی کا انتقام لیا ہے بہر حال مین تمہارا احسان مند ہون۔ اگر تم وہان نہوتے تو میری اور میر منشی کی صفائی نہوتی ان دنون ضعف دماغ دوران سر مین ایسا مبتلا ہون کہ والی رامپور کا بھی بہت سا کلام یون ہی دھرا ہوا ہے دیکھنے کی بھی نوبت نہین آئی تمہاری بھیجی ہوئی غزلین سب محفوظ دھری ہوئی ہین خاطر جمع رکھو۔ جب نواب صاحب کی غزلین دیکھونگا تو یہ بھی دیکھی جائینگی۔ جب حال یہ ہو کہ اصلاح نہ دے سکون تو فکر تاریخ کیا کرون۔ اگر میرا حال درست ہوتا تو جناب مولوی عبدالغفور خان صاحب نساخ کے دیوان کی تاریخ ضرور لکھتا اور اس خدمت گزاری کو اپنی سعادت سمجھتا۔ آپ جناب مولوی صاحب سے میرا سلام کہین اور یہ میرا رقعہ اُنکو دکھا دین۔ نجات کا طالب غالب۔ چہارشنبہ ۲۰۔ نومبر ۱۸۶۱ء

ایضاً جناب منشی صاحب آپ کا خط مُہری لفٹنٹ گورنر اگرہ کہ وہ میرا بھیجا ہوا تھا پہنچا اسکے بھیجنے کی کچھ ضرورت نہ تھی جب گورنمنٹ اعلیٰ نے مجکو خط لکھنا موقوف کیا تو لفٹنٹ گورنرونکے اگلے زمانے کے خطوط سے میرا کیا دل خوش ہوگا ایسے ایسے پچاس ساٹھ خط میرے پاس موجود ہین مجکو توجہ آنے کے بیسون کا افسوس ہے جو تم نے بابت محصول دئے۔ راقم اسداللہ۔ مرقوم ۱۰ فروری ۱۸۶۲ء

ایضاً صاحب میرا سلام تمہارا خط پہنچا دونو غزلین دیکھین خوش ہوا فقیر کا شیوہ خوشامد نہین اور فن شعر مین اگر اس شیوہ کی رعایت کیجائے تو شاگرد ناقص رہ جاتا ہے۔ یاد کرو کبھی کوئی غزل تمہاری اس طرح کی نہین

ہوئی کہ جس میں اصلاح نہوئی ہو خصوصاً روزمرہ اردو میں وہ نظمیں لفظاً اور معنیً بے عیب ہیں کہیں اصلاح
کی حاجت نہیں۔ آفرین صد ہزار آفرین۔ میر غلام بابا خانصاحب واقعی ایسے ہی ہیں جیسا تم لکھتے ہو حیات
میں دس ہزار آدمی تمہاری نظر سے گذرا ہوگا اس گروہ کثیر میں جو تم ایک شخص کے مداح ہو تو بیشک وہ شخص ہزاروں
میں ایک ہے لاریب فیہ کیا فرمایش کروں اور کیا تم سے منگاؤں وہاں کون سی چیز ہے کہ یہاں نہیں۔ آم
مجکو بہت مرغوب ہیں انگور سے کم عزیز نہیں لیکن بمبئی اور سورت سے یہاں پہنچنے کی کیا صورت مالدہ کا
آم یہاں پیوندی اور ولایتی کرکے مشہور ہے اچھا ہوتا ہے کمال یہ کہ وہاں بہت اچھا ہوگا سورت سے
دلی آم بھیجے محض تکلف ہے۔ روپئے کے آم اور چار روپیہ محصول ڈاک اور پھر سو میں سے شاید دس پہنچیں
میرے سر کی قسم کبھی ایسا ارادہ نہ کرنا۔ یہاں دیسی آم انواع و اقسام کے بہت پاکیزہ اور لذیذ اور خوشبو
افراط سے ہیں پیوندی آم بھی بہت ہیں۔ رامپور سے نواب صاحب اپنے باغ کے آموں میں سے
اکثر بسبیل ارمغان بھیجتے رہتے ہیں۔ اے لو آج بریلی سے ایک بہنگی ایک دوست کی بھیجی ہوئی آئی۔
دو ٹوکرے۔ ہر ٹوکرے میں سو آم۔ کلو داروغہ نے میرے سامنے وہ ٹوکرے کھولے دو سو میں سے
تراسی آم اچھے نکلے اور ایک سو سترہ آم بالکل سڑے ہوئے۔ اوائل جون ماہ حال میں ایک ہفتہ
مینہ برس کر پھر اب وہی آگ برس رہی ہے اور لو چل رہی ہے۔ سہ شنبہ ۱۷۔ جون ۱۸۶۶ء

ایضاً صاحب میں تم سے شرمندہ پہلا خط تمہارا مع قصیدہ پہنچا میں قصیدہ کسی کتاب میں رکھ کر بھول
گیا اب دوسرا خط دیکھکر قصیدہ یاد آیا ہر چند ڈھونڈھا نہ پایا بڑی بات یہ ہے کہ اسقدر مجکو یاد ہے کہ اسی وقت میں نے
ان اشعار کو سراسر دیکھ لیا تھا اشعار سب ہموار تھے تم اندیشہ نہ کرو اور قصیدہ نذر گذرانو اور مع الخیر وطن کو جاؤ
لیکن بھائی وطن پہنچکر ضرور مجکو خط لکھنا اور اپنے گھر کا پتہ لکھنا تاکہ میں اس نشان سے تمکو خط بھیجوں نواب
میر غلام بابا خان صاحب کو فقیر کی طرف سے سلام کہنا فقط۔ صبح سہ شنبہ ۱۸۔ نومبر ۱۸۶۶ء

ایضاً منشی صاحب سعادت و اقبال نشان۔ شکوہ تمہارا میرے سر آنکھوں پر۔ مگر کوئی خط تمہارا لجواب طلب
نہ تھا اشعار کی اصلاح سے میں نے ہاتھ اٹھایا۔ کیا کروں ایک برس سے عوارض فسادخون میں مبتلا ہوں میں
پھوڑوں کی کثرت سے سرو چراغاں ہو گیا ہے۔ طاقت نے جواب دیا۔ دن رات لیٹا رہتا ہوں کھانا کھانے

وقت پلنگ پر سے اُتر بیٹھتا ہون کھانا کھا کر ہاتھ دھو کر پھر پڑ رہتا ہون۔ حاجتی پلنگ کے پاس لگی رہتی ہے اُتر کے پیشاب کیا جاتا ہے۔ بیت الخلا جانا ایک مصیبت ہے طشت چوکی سہی مگر کئی قدم جانا پھر آنا کیا ایسا آسان ہے۔ ایک کم ستر برس کی عمر ہوئی اب نجات چاہتا ہون بہت جیا کہان تک جیون گلاب تم دوسرے صفحہ کو پڑھو، جناب نواب سید غلام بابا خان صاحب کی خدمت مین میرا سلام کہنا اور ولادت فرزند کی مبارکباد دینا اور یہ قطعہ تاریخ نذر کرنا۔ قطعہ

سید بابا یافت فرزندے کہ ماہ چاردہ	برفراز لوح گردون گردۂ تمثال اوست
فرخی بینی و یابی بہرہ از ناز و طرب	از سر ناز و طرب فرزند فرخ سال اوست

ناز کے نون کے پچاس، طرب کی طوے کے نو فرزند فرخ فال پر بڑھانے ہونگے۔ غالب روز پنجشنبہ ۱۷ اگست

ایضاً منشی صاحب سعادت و اقبال نشان منشی میان داد خان سیاح سیف الحق سلمکم اللہ تعالیٰ دعا اور سلام اور شکر اور سپاس تمہارا خط مرقومہ ۳۰۔ اگست پرسون بروز جمعہ ۸ ستمبر ۱۸۶۵ء کو پہنچا کل دسوین ستمبر ماہ حال کو سو روپیے مندرجہ اُس کے ایک صراف سے وصول ہو گئے چھوٹے صاحب نے بڑی جوانمردی اور بڑی ہمت کی اس صرف مین میرا کام ہوا اور اُنکا نام ہوا۔ الحمدللہ اب بھی ہندوستان مین ایسے لوگ ہین کہ نہ مین نے اُنکو دیکھا نہ اُنہون نے مجکو دیکھا نہ میرا کوئی حق اُن پر ثابت نہ اُن کو کوئی خدمت مجھ سے یعنی منظور خیر فقیر ہون جب تک جیونگا دعا دونگا۔ تمام عمر ممنون اور شرمندہ رہونگا۔ تمہارا بھی احسان مانونگا۔ اب دو ایک دن مین کاغذ آجاے تو اُس کا انطباع شروع ہو جائے۔ تم نواب صاحب کو میرا سلام کہو اور یہ خط دکھا دو اور عرض کرو کہ آج تک کسی بھائی یا کسی دوست کا روپیے پیسے کا احسان مند نہین ہوا تھا اب احسان بھی اُٹھایا تو اپنے آقا یعنی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فرزند کا۔ وہ جو ایک اور کتاب کا تم نے ذکر لکھا ہے۔ وہ ایک لڑکے پڑھانے والے ملاے مکتب دار کا لکھا ہے رحیم بیگ اُس کا نام میرٹھ کا رہنے والا کئی برس سے اندھا ہو گیا ہے باوجود نابینائی کے احمق بھی ہے اُس کی تحریرین نے دیکھی تم کو بھی بھیجونگا۔ مگر ایک بڑے مزے کی بات ہے کہ اس مین بیشتر وہ باتین ہین جن کو لطائف غیبی مین رد کر چکے ہو۔ بہر حال اب اُس کے جواب کی فکر نہ کرنا۔ فقط والسلام والاکرام

نجات کا طالب غالب ۔ دوشنبہ ۱۱ ستمبر ۱۸۶۵ء

ایضاً صاحب مین خدا کا شکر بجا لاتا ہون کہ تم اپنے وطن گئے اور عزیزانِ وطن کو دیکھ کر خوش ہوئے اور بہ منع الخیر والعافیہ اپنے محسن و مربی کی خدمت مین پھر آ پہنچے ۔ نواب صاحب سے میرا بہت بہت سلام کہنا اور کہنا کہ اس خط مین سلام صرف و فور اشتیاق سے لکھا ہے محبت نامہ جداگانہ جلد بھیجونگا ۔ اجی ہان میان سیف الحق رامپور سے آکر تین سو جلدین درفش کاویانی کی تیار پائین ۔ نواب میر غلام بابا خانصاحب کے حصہ برادرانہ کو ڈیڑھ سو جلد کا پشتارہ بنایا اُس پر ٹاٹ لپٹوایا ۔ ڈاک گھر بھجوایا ۔ مسترد آیا ۔ سرکاری ڈاک والون نے ہرگز اس کا بھیجنا نہ قبول کیا ۔ ٹھیکے والے ۔ بیم فلٹ پاکٹ والے ۔ ریل والے متفق اللفظ اُس کے ارسال سے انکار کرتے ہین ۔ تم یہ رقعہ حضرت کو پڑھواؤ اور اس باب مین جو وہ فرمائین وہ مجھ کو لکھو ۔ مدعا یہ ہے کہ کسیطرح یہ پشتارہ وہان تک پہنچ جاے ۔ اس خط کا جواب جس قدر جلد لکھوگے مجھ پر زیادہ احسان کروگے ۔ نجات کا طالب غالب سہ شنبہ ۔ ۲۳ جنوری ۱۸۶۶ء

ایضاً بھائی تم جیتے رہو اور مراتب علیا کو پہنچو ۔ ایک ہنسی کی بات سنو ۔ تمھارا خط منشی کنہیا لال کے نام کا میرے پاس آیا ۔ ہر چند مین نے خیال کیا اس نام کا کوئی آشنا مجھے یاد نہ آیا یہ نادانی اُن کی کہ مجھ سے کہہ نہ دیا کہ میرے نام کا خط آئے تو میرے پاس بھیج دینا بے خبری مین جو خط آیا مین نہ نام سے واقف نہ مقام سے واقف ۔ خط پھیر نہ دون تو کیا کرون خط کے واپس کرنے کے بعد ایک دن آپ بھائی میرزا محمد حسین خان کے ساتھ میرے پاس آئے اور تعارف قدیم یاد دلایا ۔ دیکھنا میان کیا خوب نسیان ہے فرماتے ہین کہ مین غدر سے پہلے دو تین بار تیرے پاس حاضر ہوا ہون ۔ انصاف کرو دو تین ملاقاتین اور دس گیارہ برس کی بات ۔ مین نسیان کا پتلا ۔ میرا قصور کیا ۔ بہر حال یہ شریف ہین اور عمدہ روزگار کیے ہوئے ہین ۔ صاحب مین نے اودھ اخبار مین دیکھا کہ چھوٹے صاحب مقدمہ جیتے اور بمبئی کے صاحبون مین اُن کی افزایش جاہ و جلال و تعظیم و توقیر کمال ہوئی ۔ مین تو تہنیت مین خط لکھون گا ۔ مگر رشک آتا ہے کہ بحوالہ اودھ اخبار لکھون اور بحوالہ سیف الحق نہ لکھون ۔ زیادہ زیادہ ۔ اسد اللہ خان غالب ۔ ۳۱ ۔ مارچ ۱۸۶۷ء

ایضاً منشی صاحب سعادت و اقبال نشان عزیز تر از جان سیف الحق میان داد خان سیاح کو غالب کی دعا پہنچے۔ پرسون ایک خط تمہارا اور ایک خط چھوٹے صاحب کا پہنچا۔ تمہارے خط مین پچاس پچاس روپیے کے دو نوٹ پہنچے سو روپیے وصول ہو گئے آج تمکو اطلاع اور نواب صاحب کو شکریہ لکھکر روانہ کرتا ہون۔ بھائی تم نے اخبار اطراف و جوانب مین میرا حال دیکھا ہوگا مین اب محض نکما ہو گیا خدا جھوٹ نہ بلوائے پچاس جگہ سے اشعار واسطے اصلاح کے آئے ہوئے بکس مین دھرے ہین۔ از انجملہ تین صاحبون کے نام لکھتا ہون۔ میر ابراہیم علی خانصاحب۔ میر عالم علی خانصاحب۔ نواب عباس علیخان رئیس حال رامپور کے حقیقی ماموں۔ غرضکہ انہین اوراق مین تمہارے کاغذ بھی دھرے ہوئے ہین جس دن ذرا افاقت پاؤنگا تو اُن سب کاغذ کو دیکھون گا۔ ۲۳- اپریل ۱۸۶۷ء

ایضاً منشی صاحب سعادت و اقبال نشان سیف الحق منشی میان داد خان سیّاح کو غالب ناتوان نیم جان کی دعا پہنچے۔ بھائی میرا حال اسی سے جانو کہ اب مین خط نہین لکھ سکتا۔ آگے لیٹے لیٹے لکھتا تھا اب رعشہ و ضعف بصارت کے سبب سے وہ بھی نہین ہو سکتا۔ جب حال یہ ہے تو کہو صاحب مین اشعار کو اصلاح کیونکر دون۔ اور پھر اس موسم مین کہ گرمی سے سر کا بھیجا پگلا جاتا ہی دھوپ کے دیکھنے کی تاب نہین رات کو صحن مین سوتا ہون صبح کو دو آدمی ہاتھون پر لے کر دالان مین لے آتے ہین ایک کوٹھری ہی اندھیری اُس مین ڈال دیتے ہین تمام دن اُس گوشۂ تاریک مین پڑا رہتا ہون۔ شام کو پھر دو آدمی بدستور لیجا کر پلنگ پر صحن مین ڈالدیتے ہین۔ تمہاری غزلین۔ میر ابراہیم علی خان بہادر کی غزلین۔ میر عالم علی خان کی غزلین حکیم میر احمد حسن صاحب کی غزلین اور کیا کہون کس کس کی غزلین یہ سب ایک جگہ دھری ہوئی ہین — اگر کوئی دن زندگی اور ہے اور یہ گرمی خیر سے گذر گئی تو سب غزلون کو دیکھون گا تصویر کا حال یہ ہے کہ ایک مصور صاحب میرے دوست میرے چہرے کی تصویر اُتار کر لے گئے اس کو تین تین مہینے ہوئے آج تک بدن کا نقشہ کھینچنے کو نہین آئے مین نے گوارا کیا آئینہ پر نقشہ اُتروانا بھی ایک دوست اِس کام کو کرتے ہین عید کے دن وہ آئے تھے مین نے اُن سے کہا کہ بھائی میری شبیہ کھینچ دو۔ وعدہ کیا تھا کہ کل تو نہین پرسون اسباب کھینچنے کا لے کر آؤنگا۔ شوال ذیعقدہ۔ ذی الحجہ۔

محرم یہ پانچوان مہینہ ہے آج تک نہین آئے۔ آغا غلام حسین خان صاحب کا قطعہ پہنچا اُس مین کچھ تو شعر اصلاح طلب بھی تھے اب اصلاح دے کون۔ مین تو اپنی مصیبت مین گرفتار ہا [sic] نے ایک میرا شاگرد رشید منشی ہرگوپال تفتہ بسواری ریل میرے دیکھنے کو آیا تھا اُس کو موقع و محل بتا دیا جو مین کہتا گیا اُس طرح وہ بناتا گیا۔ وہ قطعہ کا کاغذ بعد اصلاح کے اکمل المطابع مین بھیج دیا۔ ہفتہ آیندہ مین تم بھی دیکھ لوگے۔ مرگ ناگاہ کا طالب غالب ۱۱۔ جون ۱۸۶۷ء

بنام مولوی منشی حبیب اللہ خان المتخلص بہ ذکا

صبح جمعہ دہم شوال ۱۲۸۳ھ ۱۵ فروری ۱۸۶۷ء۔ بھائی مین نہین جانتا کہ تم کو مجھ سے اتنی ارادت اور مجھ کو تم سے اتنی محبت کیون ہے۔ ظاہرا معاملہ عالم ارواح ہے اسباب ظاہری کو اس مین دخل نہین تمہارے خط کا جواب مع اوراق مسودہ روانہ ہو چکا ہے وقت پر پہنچے گا ستر ابہتر اُردو مین ترجمہ پیر خرف ہے میری حقیقت یہ ہے کہ ستر برس کی عمر ہے پس مین اخرف ہوا حافظہ گویا کبھی تھا ہی نہین۔ سامعہ باطل بہت دن سے تھا رفتہ رفتہ وہ بھی حافظہ کی مانند معدوم ہو گیا۔ اب مہینا بھر سے یہ حال ہے کہ جو دوست آتے ہین رسمی پرسش مزاج سے بڑھ کر جو بات ہوتی ہے وہ کاغذ پر لکھ دیتے ہین غذا مفقود ہے۔ صبح کو قند اور شیرۂ بادام مقشر۔ دوپہر کو گوشت کا پانی۔ سر شام تلے ہوئے چار کباب۔ سوتے وقت پانچ روپے بھر شراب۔ اور اُسی قدر گلاب۔ خرف ہون۔ پوچ ہون۔ عاصی ہون۔ فاسق ہون۔ روسیاہ ہون۔ یہ شعر میر تقی کا میرے حسب حال ہے ؎

مشہور ہین عالم مین مگر ہون بھی کہین ہم	القصہ نہ درپے ہو ہمارے کہ نہین ہم

آج اس وقت کچھ افاقت تھی ایک اور خط ضروری لکھنا تھا بکس کھولا تو پہلے تمہارا خط نظر پڑا مکرر پڑھنے سے معلوم ہوا کہ بعض مطالب کے جواب لکھے نہین گئے ناچار اب کتابت جداگانہ مین لکھتا ہون تاکہ خلعت کا حال اور میرے اور حالات تمکو معلوم ہو جائین کہ مین قوم کا ترک سلجوقی ہون دادا میرا ماوراءالنہر سے شاہ عالم کے وقت مین ہندوستان مین آیا سلطنت ضعیف ہو گئی تھی صرف پچاس گھوڑے نقارہ نشان سے شاہ عالم کا نوکر ہوا۔ ایک پرگنہ سیر حاصل ذات کی تنخواہ اور رسالے

کی تنخواہ مین پایا۔ بعد انتقال اُس کے جو طوائف الملوک کا ہنگامہ گرم تھا وہ علاقہ نہ رہا۔ باپ میرا عبداللہ بیگ خان بہادر لکھنؤ جا کر نواب آصف الدولہ کا نوکر رہا بعد چندے حیدرآباد جا کر نواب نظام علی خان کا نوکر ہوا تین سو سوار کی جمعیت سے ملازم رہا۔ کئی برس وہان رہا۔ وہ نوکری ایک خانہ جنگی کے بکھیڑے مین جاتی رہی۔ والد نے گھبرا کر الور کا قصد کیا۔ راو راجہ بختاور سنگھ کا نوکر ہوا وہان کسی لڑائی مین مارا گیا۔ نصر اللہ بیگ خان بہادر میرا چچا حقیقی مرہٹون کی طرف سے اکبرآباد کا صوبہ دار تھا اُس نے مجھے پالا۔ ۱۸۰۶ء مین جب جرنیل لیک صاحب کا عمل ہوا صوبہ داری کمشنری ہوگئی اور صاحب کمشنر ایک انگریز مقرر ہوا۔ میرے چچا کو جرنیل لیک صاحب نے سوارون کی بھرتی کا حکم دیا چار سو سوار کا برگیڈیر ہوا۔ ایک ہزار سات سو روپیہ ذات کا اور لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ سال کی جاگیر حین حیات علاوہ سال بھر مرزبانی کی تھی کہ بمرگ ناگاہ مرگیا رسالہ برطرف ہوگیا ملک کے عوض نقدی مقرر ہوگئی وہ اب تک پاتا ہون۔ پانچ برس کا تھا جو باپ مرگیا۔ آٹھ برس کا تھا جو چچا مرگیا ۱۸۳۰ء مین کلکتے گیا۔ نواب گورنر سے ملنے کی درخواست کی دفتر دیکھا گیا۔ میری ریاست کا حال معلوم کیا گیا ملازمت ہوئی۔ سات پارچے اور جیغہ۔ سرپیچ۔ مالاے مروارید۔ یہ تین رقم خلعت ملا۔ زان بعد جب دلّی مین دربار ہوا مجکو بھی خلعت ملتا رہا۔ بعد غدر بجرم مصاحبت بہادر شاہ دربار و خلعت دونون بند ہوگئے میری بریت کی درخواست گزری تحقیقات ہوتی رہی تین برس کے بعد پنسن چھٹا۔ اب خلعت معمولی ملا۔ غرضکہ یہ خلعت ریاست کا ہے عوض خدمت نہین۔ انعامی نہین معوج الذہن نہین ہون۔ غلط فہم نہین ہون۔ بدگمان نہین ہون۔ جو جس کو سمجھ لیا اُس مین فرق نہین آتا۔ دوست سے راز نہین چھپاتا۔ کسی صاحب نے حیدرآباد سے گمنام خط ڈاک مین بھیجا۔ بند بُری طرح کیا تھا کھولتے مین سطر کٹ گئی بارے مطلب ہاتھ سے نہین جاتا بھیجنے والے کی غرض یہ تھی کہ مجکو تم سے رنج و ملال ہو۔ قدرت خدا کی میری محبت اور بڑھ گئی اور مین نے جانا کہ تم مجھے دل سے چاہتے ہو وہ خط بجنسہ تمہارے پاس اس خط مین ملفوف کر کے بھیجتا ہون زنہار دستخط کو پہچان کر کاتب سے جھگڑا نہ کرنا۔ مدعا اس خط کے بھیجنے سے یہ ہے کہ تمہاری

ترقی منصب اور افزونی مشاہرہ اس خط سے مجھے معلوم ہوئی تھی۔

ایضاً بندہ پرور تمہارے دونون خط پہنچے۔ غالب گسستہ دم۔ کوتہ قلم نہ لکھے تو یہ اور بات ہے۔ دونون خط آپ کے اور ایک پارسل محمد نجیب خان کا بہ تقدیم و تاخیر دو سہ روز موصول ہوئے آپ کا پارسل بعد مشاہدہ آپ کو بھیجا جائے گا خانصاحب کے پارسل مین ایک کتاب اور دو ورا اوراق اصلاح بھیجے جائین گے اہاہاہا محرق قاطع کا تمہارے پاس پہنچنا غضب کا ہے کہ خواستم ز خدا شد میسرم۔ مین اُس خرافات کا جواب کیا لکھتا۔ مگر ہان سخن فہم دوستون کو غصہ آگیا۔ ایک صاحب نے فارسی عبارت مین اُس کے عیوب ظاہر کیے۔ دو طالب علمون نے اردو زبان مین دو رسالے جدا جدا لکھے دانا ہو اور منصف ہو محرق کو دیکھ کر جان لے گا کہ مولف اس کا احمق ہے اور جب وہ احمق دافع ہذیان و سوالات عبدالکریم اور لطائف غیبی کو پڑھ کر متنبہ ہوا اور محرق کو دھونڈ ڈالا تو معلوم ہوا کہ بیجا بھی ہے۔ دافع ہذیان۔ سوالات۔ لطائف غیبی تینون نسخے ایک پارسل مین اس خط کے ساتھ روانہ ہوتے ہین یقین ہے کہ بتقدیم و تاخیر یک دو روز نظر انور سے گزرین۔ فی الحال اس پارسل کی رسید بفور ورود لکھیے گا۔ جب آپ کا بھیجا ہوا نسخہ مسترد پہنچے تو اُس کی رسید رقم کی جائے گی۔ چار نسخے پارسل مین ہین دو آپ لیجیے اور دو محمد نجیب خان صاحب کو دیجئے۔ دو شنبہ۔ ۲۰۔ نومبر سنہ ۱۸۶۴ع۔ غالب۔

ایضاً میرے مشفق میرے شفیق مجھ سے ہیچ و پوچ کے ماننے والے۔ مجھ سے برے کو اچھا جاننے والے میرے محب۔ میرے محبوب تمکو میری خبر بھی ہے آگے ناتوان تھا اب نیم جان ہون۔ آگے بہرا تھا اب اندھا ہوا چاہتا ہون رامپور کے سفر کا رہ آورد ہے۔ رعشہ و ضعف بصر جہان چار سطرین لکھین انگلیان ٹیڑی ہوگئین حرف سوجھنے سے رہ گئے۔ اکہتر برس جیا بہت جیا اب زندگی برسون کی نہین مہینون اور دنون کی ہے۔ پہلا خط تمہارا پہنچا اس سے تمہارا مریض ہونا معلوم ہوا۔ متواتر دوسرا خط مع غزل آیا غزل کو دیکھا سب شعر اچھے اور لطیف حافظہ کا یہ حال ہے کہ غزل کی زمین یاد نہین اتنا یاد ہے کہ ایک شعر مین کوئی لفظ بدلا گیا تھا غرضکہ

وہ غزل بعد مشاہدہ تم کو بھیجی گئی اور لکھا گیا کہ نوید حصول صحت جلد بھیجو۔ کل ایک خط رجسٹری دار آیا۔ گویا ستارہ دنبالہ دار آیا۔ حیران کہ ماجرا کیا ہے۔ بارے کھولا اور دیکھا خط نوید رفع مرض و حصول صحت سے خالی اور شکوہ ہاے بیجا سے لبریز۔ صاحب میرے نام کا خط جہان سے روانہ ہو وہین رہ جاے تو وہ رہ جائے ورنہ دلی کے ڈاک خانہ مین پہنچ کر کیا مجال ہے جو مجھ تک نہ پہنچے وہان کے ڈاک کے کارپردازونکو اختیار ہے مکتوب الیہ کو دین یا نہ دین۔ آپ مرزا صابر کا تذکرہ مانگتے ہین اُس کا یہ حال ہے کہ غدر سے پہلے چھپا اور غدر مین تاراج ہوگیا اب ایک مجلد اُس کا کہین نظر نہین آتا۔ بس اب مجھے اتنا لکھنا باقی ہے کہ اس خط کی رسید اور اپنی خیر و عافیت جلد لکھو۔ جواب خط کا طالب غالب۔ صبح جمعہ ۲۵ - ذیحجہ سنہ ۱۲۸۲ھ - ۱۲ مئی سنہ ۱۸۶۶ء

ایضاً مولانا ایک تفقدنامہ پہلے بھیجا تھا۔ اُس کے جواب مین یہان سے خط جواب طلب لکھا گیا تھا پھر ایک اور مہربانی نامہ آیا اُس مین مین نے اپنے خط کا جواب نہ پایا ناچار اس خط کے جواب کی نگارش اپنے خط جواب طلب کے پاسخ آنے پر موقوف اور ہمت آزادانہ فطرت کیّا دانہ اس تحریر کے آنے پر مصروف رکھی گئی بارے وہ کل نظر فروز اور طبیعت اُس کے مشاہدہ سے طرب اندوز ہوئی اب درنگ ورزی کی تقصیر معاف کیجئے اور اپنے دونو نگارشون کا جواب لیجئے۔ صاحب تاریخ انطباع کلیات خوب لکھی ہے۔ مگر ہزار حیف کہ بعد از اتمام انطباع پہنچی اور کتاب کی رونق افزا نہ ہوئی۔ بندہ پرور تم چراغ دودمان مہر و وفا اور منجملہ اخوان الصفا ہو۔ مجھ سے تمھین محبت روحانی ہے گویا یہ جملہ تمھاری زبانی ہے۔ دوست کی بھلائی کے طالب ہو۔ اِس شیوہ مین شریک غالب ہو۔ ایک خواہش میری قبول ہو تا کہ مجکو راحت حصول ہو۔ مبادی کا ذکر نہین کرتا ہون واقعۂ حال دل نشین کرتا ہون۔ جناب مولوی موید الدین خان صاحب کے بزرگون مین اور فقیر کے بزرگون مین باہم وہ خلت و صفوت مرعی تھی کہ وہ مقتضی اس کی ہوئی کہ ہم مین اور اُن مین برادرانہ ارتباط و اختلاط باہم ہے اور ہمیشہ یون ہی بلکہ روز افزون رہے گا۔ خط مین خط ملفوف کرنا جانب حکام سے ممنوع ہے۔ اگر یون نہ ہوتا تو مین اُن کے

نام کا خط تمہارے خط میں ملفوف کر کے بھیجتا ہون اب آپ سے یہ چاہتا ہون کہ آپ مولوی صاحب ممدوح سے ملیں اور اُن کو یہ خط اپنے نام کا دکھائیں اور میری طرف سے بعد سلام میرے کلیات کی پارسل کا اُن کے پاس اور اُن کے ذریعہ عنایت سے اُس مجلد کا حضرت فلک رفعت نواب مختار الملک بہادر کی نظر سے گزرنا اور جو کچھ اُس کے گزرنے کے بعد واقع ہو دریافت کر کے مجھ کو مطلع فرمائیں جمعہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۸۶۳ء عیسوی۔ غالب۔

ایضاً منشی صاحب الطاف نشان سعادت و اقبال توامان منشی حبیب اللہ خان کو غالب سوختہ اختر کی دعا پہنچے۔ تمہارا خط پہنچا پڑھ کر دل خوش ہوا۔ تم میری بات پوچھتے ہو مگر میں کیا لکھوں ہاتھ میں رعشہ۔ انگلیاں کہنے میں نہیں۔ ایک آنکھ کی بینائی زائل۔ جب کوئی دوست آجاتا ہے تو اُس سے خطوط کا جواب لکھوا دیتا ہون۔ مشہور ہے یہ بات کہ جو کوئی کسی اپنے عزیز کی فاتحہ دلاتا ہے موتی کی روح کو اُس کی بو پہنچتی ہے ایسے ہی میں سونگ لیتا ہون غذا کو پہلے مقدار غذا کی تولون پر منحصر تھی اب ماشون پر ہے۔ زندگی کی توقع آگے مہینون پر تھی اب دنون پر ہے۔ بھائی اس میں کچھ مبالغہ نہیں ہے۔ بالکل میرا یہی حال ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اپنی مرگ کا طالب غالب دوم شوال ۱۲۸۴ھ ہجری۔

ایضاً جان غالب تم نے بہت دن سے مجکو یاد نہیں کیا۔ ایک خط میرا ضروری جواب طلب گیا ہوا ہے اور آمدرفت ڈاک کی مدت گزر گئی اُس کا جواب تو سو کام چھوڑ کر لکھنا تھا موید برہان میرے پاس بھی آگئی ہے اور میں اُس کی خرافات کا حال بقید شمار صفحہ و سطر لکھ رہا ہون وہ تمہارے پاس بھیجون گا۔ شرط مودت بشرط آن کہ جاتی نہ رہی ہو اور باقی ہو یہ ہے کہ میں ہون یا نہون تم اس کا جواب میرے بھیجے ہوئے اقوال جہان جہان مناسب جانو درج کر دو میں اب قریب مرگ ہون۔ غذا بالکل مفقود اور امراض مستولی بہتر برس کی عمر انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میان محمد میران کو دعا۔ جواب کا طالب غالب۔ ۱۴ مارچ ۱۸۶۸ء

ایضاً بندہ پرور آج تمہارا عنایت نامہ آیا اور آج ہی مین نے اس کا جواب ڈاک میں اور اس خط کے

اسکے ساتھ پارسل کلیات کا بھی ارسال کیا۔ دسوین بارھوین دن خط۔ اور مہینا بیس دن مین پارسل پہنچیگا۔ خط کا جواب ضروری الارسال نہین۔ لیکن پارسل کی رسید ضرور لکھیئے گا۔ آپکے خط کی عبارت تو مین سمجھا لیکن مدعا مجھپر نہ کھلا۔ مین نے پارسل کب آپکے پاس بھیجا اور کب آپکو لکھا کہ آپ یہ پارسل موید الدین خان کو دیدیجیے گا پارسل کا لفافہ مولوی صاحب کے نام کا اور آپ کو اُس کے ارسال کی اطلاع اور آپ سے یہ خواہش کہ مولوی موید الدین خان صاحب سے ملئے اور میرا خط جو آپ کے نام کا ہے اُنہین دکھایئے اور اُن سے پارسل کا حال دریافت فرمایئے۔ آپ ولایتی بھی نہین جو مین یہ تصور کرون کہ اُردو عبارت سے استنباط مطلب اچھی طرح نہ کرسکے۔ بہر حال اب مدعا سمجھ لیجیے۔ اور مولوی صاحب سے ملنے کا ارادہ فرمایئے۔ اور پارسل کا حال معلوم کرکے لکھیے۔ از اسد اللہ کا طالب غالب۔ ۵۔ جمادی الاول و نوزدہم اکتوبر روز ورود نامی نامہ۔

ایضاً بندہ پرور کل آپ کا تفقد نامہ پہنچا۔ آج مین پاسخ طراز ہوا جس کاغذ پر مین یہ نقوش کھینچ رہا ہون آپ کے خط کا دوسرا ورق ہے پہچان لیجیے اور معلوم کیجیے کہ آپ کا مجموعہ کلام معجز نظام اور اُس کے بعد پیہم دو خط پہنچے۔ مین صحیفہ شریفہ کی رسید لکھ چکا ہون بلکہ اُسی خط مین محمد نجیب خان کو سلام اور ارمغان کا شکر اور اوراق اشعار اصلاح طلب کی رسید مین نے لکھ دی ہے پارسل کے سرنامہ سے میرا نام مٹا نہین۔ پارسل تلف ہوا نہین۔ آٹھ دس روز ہوئے ہونگے کہ وہ مجلد اُسی پارسل مین کہ اُسکو دگرگون کر دیا ہے بعد ادائے محصول آپ کا نام لکھکر روانہ کر دیا ہے یقین ہے کہ بعد آپ کے خط کی روانگی کے آپ پاس پہنچ گیا ہوگا۔ ہان صاحب خط دیروزہ کے ساتھ ایک خط مولوی نجف علی صاحب کے نام کا مع اُس حکم کے کہ مین اُسکو مولوی صاحب پاس پہنچاؤن مین نے پایا۔ حال یہ ہے کہ مولوی صاحب سے میری ملاقات نہین۔ صرف اتحاد معنوی کے اقتضا سے اُنہون نے دافع ہذیان لکھکر فن سخن مین مجھکو مدد دی ہے۔ منشی گوبند سنگھ دہلوی ایک اُنکے شاگرد اور میرے آشنا ہین اُنکو وہ خط بجنسہ بھیجدیا یقین ہے کہ وہ

مولوی نجف علی صاحب کو بھجوا دین گے انہین کے اظہار سے دریافت ہوا ہے کہ مولوی صاحب مرشدآباد بنگالہ مین ہین نواب ناظم نے انکو نوکر رکھ لیا ہے۔ ہر شخص نے بقدر حال ایک ایک قدردان پایا۔ غالب سوختہ اختر کو ہنر کی داد بھی نہ ملی ؎

کسم بجو دنہ پذیرفت و دہر با زرم برد	جو نامہ کہ بود نا نوشتہ عنوانش

یہ شعر میرا ہے ولیعہد خسرو دہلی میرزا فتح ملک بہادر مغفور کے قصیدہ کا اور دیکھو ایک رباعی میری ؎

دستم بہ کلید مخزنے مے بایست	در بود تہی بہ دامنے مے بایست
یا ہیچگہم بکس نیفتادے کار	یا خود بزمانہ چون منے مے بایست

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایضاً دوست روحانی و برادر ایمانی مولوی حبیب اللہ خان میرمنشی کو فقیر غالب کا سلام تم نے یوسف علیخان کو کہان سے ڈھونڈھ نکالا اور انکا تخلص اور انکا خطاب کس سے معلوم کیا بغیر نشان محلہ کے اُن کو خط کیون کر بھیجا اور وہ خط اُن کو کیون کر پہنچا ع حیرت اندر حیرت است اے یار من + پہلے یہ تو کہو کہ درفش کاویانی اور وہ قطعہ جس کی پہلی بیت یہ ہے تم کو پہنچا ہے یا نہین اگر پہنچا تو مجھ کو رسید کیون نہ لکھی ؎

مولوی احمد علی احمد تخلص نسخۂ	در خصوص گفتگوی پارس انشا کردہ است

اگر یہ پارسل پہنچ گیا ہے تو رسید لکھو اور دیباچہ ثانی جدید کی داد دو۔ اور اگر نہین پہنچا تو مجھ کو اطلاع ہو تا کہ ایک نسخہ اور بھیجون۔ زیستن دشوار۔ اس مہینے یعنی رجب کی آٹھوین تاریخ سے تہتروان برس شروع ہوا۔ غذا صبح کو سات بادام کا شیرہ قند کے شربت کے ساتھ۔ دوپہر کو سیر بھر گوشت کا گاڑھا پانی قریب شام کبھی کبھی تین تلے ہوئے کباب۔ چھ گھڑی رات گئے پانچ روپیہ بھر شراب خانہ ساز اور اسیقدر عرق شیر۔ اعصاب کے ضعف کا یہ حال کہ اٹھ نہین سکتا۔ اور اگر دونون ہاتھ ٹیک کر چارپایہ بن کر اُٹھتا ہون تو پنڈلیان لرزتی ہین معہذا دن بھر مین دس بارہ بار اور اُسی قدر رات بھر مین پیشاب کی حاجت ہوتی ہے حاجتی پلنگ کے پاس لگی رہتی ہے اُٹھا اور پیشاب کیا

اور بڑھ رہا۔ اسباب حیات مین سے یہ بات ہو کہ شب کو بدخواب نہین ہوتا بعد اراقۂ بول بے توقف نیند آجاتی ہی ماہیہ ۵۰ کی آمد ستار کا خرچ ہر مہینے مین ما للعہ ۵ کا گھاٹا۔ کہو زندگی دشوار ہے یا نہین ہے مردن ناگوار بدیہی ہے۔ مرنا کیونکر گوارا ہو گا۔ جواب خط کا طالب غالب سہ شنبہ از روے جنتری ۲۶ اور از روے رویت ۲۵ - رجب ۱۲۸۳ھ۔ اور ۴ - دسمبر ۱۸۶۶ء بھائی یہ خط از راہ احتیاط بیرنگ بھیجتا ہون

ایضاً جانان بلکہ جان مولوی منشی حبیب اللہ خان کو غالب خستہ دل کا سلام اور نور دیدہ و سرور سینہ منشی محمد میران کو دعا اور مجکو فرزند ارجمند کے ظہور کی نوید۔ جو نگارش صاحبزادہ کی طرف سے تھی رسم الخط بعینہ تمہاری تھی اب تم بتاؤ کہ رقعہ اُسی کی طرف سے تم نے لکھا ہی یا خود اُس نے تحریر کیا ہے۔ لڑکا تمہارا تمہارے ساتھ حیدرآباد نہین آیا ظاہر اب تم نے وطن سے بلایا ہی مفصل لکھو شغل مراد کا تم ہی ہے یا اس کے کوئی بھائی ہین اور یہی ہے یہ اکیلا آیا ہے یا قبائل کو بھی اسکے ساتھ تم نے بلایا ہے۔ ہان صاحب محمد میران یہ اسم مقتضی اس کا ہے کہ آپ قوم کے سید ہون نشاء افراط پرسش وفور محبت ہے نہ فضولی۔ یوسف علی خان شریف و عالی خاندان ہین۔ بادشاہ دہلی کی سرکار سے تیس ۳۰ روپیے مہینہ پاتے تھے جہان سلطنت گئی وہان وہ تنخواہ بھی گئی۔ شاعر ہین ریختہ کہتے ہین ہوس پیشہ ہین مضطر ہین۔ ہر مدعا کے حصول کو آسان سمجھتے ہین۔ علم اسی قدر ہے کہ لکھ پڑھ لیتے ہین انکا باپ میرا دوست تھا مین انکو بجاے فرزند سمجھتا ہون۔ بقدر اپنی دستگاہ کے کچھ مہینا مقرر کر دیا ہی مگر بسبب کثرت عیال وہ انکو مکتفی نہین تم انکی درخواست کے جواب سے قطع نظر کرو گے تو کیا کرو گے صاحب مین بعین عنایت آلہی کثیر الاحباب ہون ایک دوست نے کلکتہ سے مجھے اطلاع دی کہ مولوی احمد علی مدرس مدرسہ کلکتہ نے ایک رسالہ لکھا ہے نام اسکا موید برہان ہی۔ اُس رسالہ مین دفع کئے ہین تیرے وہ اعتراض جو تو نے دکنی پر کئے ہین اور تیری تحریر پر کچھ اعتراضات وارد کئے ہین اور اہل مدرسہ اور شعراے کلکتہ نے تقریظین اور تاریخین بڑی دھوم کی لکھی ہین۔ بس بھائی مین نے اسنے علم پر ایک قطعہ لکھکر چھپوایا اور کئی ورق اس دوست کو اور چار جلدین درفش کاویانی علاوہ اوراق مذکور بھیجدے اُسی زمانہ مین تین چار ورق خوب یاد ہے کہ درفش کی جلدین رکھکر تمکو بھیجے ہین یا تو مجھے

غلطیان ہی یا تمنے دو فنش کو کھول کر دیکھا نہین۔ وہ اوراق مع دو فنش زینت طاق نسیان ہین دو ورق اس لفافہ مین اپنے نزدیک تکرہ بھیجتا ہون تم بھی دیکھو اور صاحبزادہ بھی دیکھیں اور یہ جانے کہ فی الحال نظم فارسی یہی ہے اور بس۔ ہان صاحب اودھ اخبار مین ایک قصیدہ مولوی غلام امام کا دیکھا۔ مکان تنگ ست جہان تنگ ست مع مختار الملک مین متضمن استدعاے مسکن وسیع پھر مہینہ بھر بعد اسی اودھ اخبار مین یہ خبر دیکھی کہ نواب نے مسکن تو نہ بدلا مگر ۵۰ روپیہ مہینہ بڑھا دیا۔ اسی اخبار مین پھر دیکھا گیا کہ ایک صاحب نے مولوی غلام امام کے کلام پر اعتراض کیا ہے اور ان کے شاگرد وضیح تخلص نے اس کا جواب لکھا ہے آپ سے اس روداد کی تفصیل اور جواب و اعتراض و معترض کے نام کا طالب ہون بسبیل استعجال۔ دوشنبہ۔ ۱۶۔ شعبان ۱۲۶۴ ہجری۔

بنام منشی ہرگوپال صاحب المخاطب بمیرزا تفتہ

آج منگل کے دن ۵۔ اپریل کو تین گھڑی دن رہے ڈاک کا ہرکارہ آیا ایک خط منشی صاحب کا اور ایک خط تمہارا۔ اور ایک خط بابو صاحب کا لایا۔ بابو صاحب کے خط سے اور مطالب تو معلوم ہو گئے۔ مگر ایک امر مین حیران ہون کہ کیا کرون یعنی انہون نے ایک خط کسی شخص کا آیا ہوا میرے پاس بھیجا ہے اور مجھ کو یہ لکھا ہے کہ اس کو الٹا میرے پاس بھیجدینا حال آنکہ خود لکھتے ہین کہ مین اپریل کی چوتھی کو سیاتو۔ یا۔ آبو جاؤنگا۔ اور آج پانچوین ہے۔ بس وہ توکل روانہ ہو گئے اب مین وہ خط کس کے پاس بھیجون ناچار تمکو لکھتا ہون کہ مین خط کو اپنے پاس رہنے دونگا جب وہ آکر مجھ کو اپنے آنے کی اطلاع دینگے تب وہ خط ان کو بھیجونگا۔ تمکو تردد نہ ہو کہ کیا خط ہے خط نہین مینڈھو لال کایتھ عماذکی عرضی تھی بنام مہاراجہ بیکینڈ باشی سعایت بابو صاحب پر مشتمل کہ اس نے لکھا تھا کہ ہردیو سنگھ جانی جی کا دیوان اور ایک شاعر دہلی کا دیوان مہاراجہ جی پور کے پاس لایا ہے اور جانی کی درستی روزگار بے یو کی سرکار مین کر رہا ہے اور اسکے بھیجنے کی یہ وجہ کہ پہلے انکے لکھنے سے مجکو معلوم ہوا تھا کہ کسی نے ایسا کہا ہے مین نے ان کو لکھا تھا کہ تم کو میرے سر کی قسم اب ہردیو سنگھ کو بلوا لو مین امر جزوی کے واسطے امر کلی کا بگاڑ نہین چاہتا اس کے جواب مین

اُنھون نے وہ عرضی بھیجی اور لکھ بھیجا کہ راجہ مرنے والا ایسا نہ تھا کہ اِن باتون پر نگاہ کرتا اُس نے یہ عرضی گزرتے ہی میرے پاس بھیج دی فقط بارے خط کے آنے سے جانی جی کی طرف سے میری خاطر جمع ہوگئی مگر اپنی فکر پڑی یعنی بابو صاحب آبو ہونگے۔ اگر ہردیو سنگھ پھر کر آئے گا تو وہ بغیر اُن کے ملے اور اُن کے کہے مجھ تک کاہے کو آئے گا خیر وہ بھی لکھتا ہے کہ راول کہین گیا ہوا ہے اُسکے آنے پر رخصت ہوگی۔ دیکھیے وہ کب آوے اور کیا فرض ہے کہ اُسکے آتے ہی رخصت ہو بھی جاے۔ تمھاری غزل پہنچی۔ یہ البتہ کچھ دیر سے پہنچے گی تمھارے پاس۔ گھبرانا نہین۔ والدعا از اسد اللہ نگاشتہ۔ سہ شنبہ روز ورود نامہ و مرسلہ چہارشنبہ ششم اپریل ۱۸۵۳ء جواب طلب۔

ایضاً تمھاری خیر و عافیت معلوم ہوئی۔ غزل نے محنت کم لی۔ بھائی کا ہاترس سے آنا معلوم ہوا آوین تو میرا سلام کہہ دینا۔ یہ تمھارا دعا گو اگرچہ اور امور مین پایہ عالی نہین رکھتا۔ مگر احتیاج مین اسکا پایہ بہت عالی ہے یعنی بہت محتاج ہون۔ سو دو سو مین میری پیاس نہین بجھتی۔ تمھاری ہمت پر سو ہزار آفرین۔ جے پور سے مجکو اگر دو ہزار ہاتھ آجاتے تو میرا قرض رفع ہو جاتا اور پھر اگر دو چار برس کی زندگی ہوتی تو اتنا ہی قرض اور مل جاتا۔ یہ پانسو تو بھائی تمھاری جان کی قسم متفرقات مین جاکر سو ڈیڑھ سو بچ رہین گے سو وہ میرے صرف مین آوین گے۔ مہاجنون کا سودی جو قرض ہے وہ بقدر پندرہ سولہ سَے کے باقی رہے گا اور وہ جو سو بابو صاحب سے منگوائے گئے تھے وہ صرف انگریزی سوداگر کے دینے تھے۔ قیمت اُس چیز کی جو ہمارے مذہب مین حرام اور تمھارے مشرب مین حلال ہے سو وہ دے گئے یقین کہ آج کل مین بابو صاحب کا خط مع ہنڈوی آجائے بابو صاحب کے جو خطوط ضروری اور کواغذ ضروری میرے پاس آئے ہوئے تھے وہ مین نے پنجشنبہ ۲۶ مئی کو پارسل مین اُن کے پاس روانہ کردے اور اُس مین لکھ بھیجا کہ ہنڈوی اور میرے بھیجے ہوئے لفافے جلد بھیج دو پنجشنبہ۔ ۱۵۔ دن آج پورے ہوئے۔ از اسد اللہ نگاشتہ پنجشنبہ نہم جون ۱۸۵۳ء۔

ایضاً بھائی جس دن تم کو خط بھیجا تیسرے دن ہردیو سنگھ کی عرضی اور پچیس روپیہ کی رسید

اور پانسو کی ہنڈوی پہنچی۔ تم سمجھے بابو صاحب نے پچیس روپیہ ہردیو سنگہ کو دے ڈالے اور مجھ سے مجرا نہ لیے بہرحال ہنڈوی ۱۲ دن کی میعادی تھی ۶ دن گزر گئے تھے ۶ دن باقی تھے مجکو صبر کہان ستی ا کاٹ کر روپیہ لے لئے قرض متفرق سب ادا ہوا ابت سبکدوش ہوگیا آج میرے پاس معہ سہ نقد بکس مین اور ۴ بوتل شراب اور ۳ شیشے گلاب کے توشہ خانہ مین موجود ہین۔ الحمد للہ علی احسانہ۔ بھائی صاحب آگئے ہون تو میر قاسم علیخان کا خط اُن کو دیدو اور میرا سلام کہو اور پھر مجکو لکھو تا کہ مین اُن کو خط لکھون۔ بابو صاحب پھر تیور آجائین تو آپ کاہلی نہ کیجیے گا۔ اور اُنکے پاس جایئے گا کہ وہ تمہارے جویاے دیدار ہین۔ اسد اللہ سہ شنبہ ۲۴ جون ۱۸۵۳ء

ایضاً صاحب کیون مجھے یاد کیا کیون خط لکھنے کی تکلیف اٹھائی پھر یہ کہتا ہون کہ خدا تمکو جیتا رکھے کہ تمہارے خط مین مولوی قمر الدین خان کا سلام بھی آیا اور بھائی منشی نبی بخش کی خیر و عافیت بھی معلوم ہوئی وہ تو پنشن کی فکر مین تھے ظاہر یون مناسب دیکھا ہوگا کہ نوکری کی خواہش کی حق تعالیٰ اُن کی جو مراد ہو بر لاوے اُن کو میرا سلام کہہ دینا بلکہ یہ رقعہ پڑھوا دینا۔ مولوی قمر الدین خان کو بھی سلام کہنا۔ تم اپنے کلام کے بھیجنے مین مجھ سے پرسش کیون کرتے ہو چار جزو ہین تو بیس جزو ہین تو بے تکلف بھیج دو۔ مین شاعر سخن سنج اب نہین رہا صرف سخن فہم رہ گیا ہون۔ بوڑھے پہلوان کی طرح پیچ بتانے کی گون ہون۔ بناوٹ نہ سمجھنا شعر کہنا مجھ سے بالکل چھوٹ گیا۔ اپنا اگلا کلام دیکھکر حیران رہ جاتا ہون کہ یہ مین نے کیون کر کہا تھا۔ قصہ مختصر وہ اجزا جلد بھیج دو۔ غالب یکشنبہ ۱۲۔ اپریل ۱۸۵۸ء

ایضاً میرزا تفتہ تمہارے اوراق مثنوی کا پیم فلٹ پاکٹ پرسون ۱۵۔ اگست کو اور جناب میرزا حاتم علی صاحب کی نثر شاید آغاز اگست مین روانہ کر چکا ہون اُس نثر کی رسید نہین پائی اور نہین معلوم ہوا کہ میری خدمت مخدوم کے مقبول طبع ہوئی یا نہین نہین معلوم بھائی نبی بخش صاحب کہان ہین اور کس طرح ہین اور کس خیال مین ہین نہین معلوم مولوی قمر الدین خان الہ آباد سے آگئے یا نہین۔ اگر نہین آئے تو وہ وہان کیون

متوقف ہین۔ میر منشی قدیم وہان پہنچ گئے اپنا کام کرنے لگے یا کر رہے ہین۔ آپ کو بتاکید لکھتا ہون کہ ان تینون باتون کا جواب الگ الگ لکھیے اور جلد لکھیے۔ اس خط کے بہیجتے تک اغلب ہے کہ پارسل پہنچ جائے اُس کے پہنچنے کی اطلاع دیجیے گا۔ اب ایک امر سنو مین نے آغاز یازدہم مئی ۱۸۵۷ء سے یکم جولائی ۱۸۵۸ء تک روداد شہر اور اپنی سرگزشت یعنی ۱۵ مہینے کا حال نثر مین لکھا ہے اور التزام اس کا کیا ہے کہ دساتیر کی عبارت یعنی پارسی قدیم لکھی جائے اور کوئی لفظ عربی نہ آئے جو نظم اس نثر مین درج ہے۔ وہ بھی بے آمیزش لفظ عربی ہے۔ ہان اشخاص کے نام نہین بدلے جاتے وہ عربی۔ انگریزی۔ ہندی جو ہین وہ لکھدئے ہین۔ مثلاً تمہارا نام منشی ہرگوپال منشی لفظ عربی ہے نہین لکھا گیا۔ اسکی جگہہ شیوازبان لکھ دیا ہے۔ یہی میرا خط جیسا اس رقعہ مین ہے یعنی نہ چھدرا نہ گنجان۔ اوراق بے مسطر پر اس طرح کہ کسی صفحہ مین ۲۰ سطر اور کسی مین ۲۲ سطر بلکہ کسی مین ۱۹ سطر بھی آئے چالیس صفحہ یعنی ۲۰ ورق ہین۔ اگر ۱۲ سطر کے مسطر سے کوئی گنجان لکھے تو شاید دو جزو مین آجائے یہان کوئی مطبع نہین ہے سنتا ہون کہ ایک ہے اس مین کاپی نگار خوش نویس نہین ہے اگر آگرہ مین اس کا چھاپا ہو سکے تو مجھ کو اطلاع کرو۔ اس تہیدستی اور بے نوائی مین پچیس کا مین بھی خریدار ہو سکتا ہون۔ لیکن صاحب مطبع اتنے پہ کیون مانے گا اور البتہ چاہیئے کہ اگر ہزار نہ ہون تو پانسو جلد تو چھاپی جائے یقین ہے کہ پانسو سات سو جلد چھاپنے کی صورت مین ۳ ، ۴ ، قیمت پڑے۔ کاپی تو ایک ہی ہوگی رہا کاغذ وہ بھی بہت نہ لگے گا لکھائی متن کی تو آپ کو معلوم ہو گئی حاشیہ پر البتہ لغات کے معنی لکھے جائین گے۔ بہرحال اگر ممکن ہو تو اس کا تکدمہ کر وا اور حساب معلوم کر کے مجھ کو لکھو مگر منشی قمرالدین خان آگئے ہون تو اُن کو بھی شریک مصلحت کر لو۔ ان تینون باتون کا جواب اور پارسل کی رسید اور اس مطلب خاص کا جواب یہ سب ایک خط مین پاؤن ضرور ضرور ضرور۔ غالب نگاشتہ ودوان داشتہ سہ شنبہ۔ ہفدہم اگست ۱۸۵۸ء جواب طلب واسطے تاکید کے بیرنگ بھیجا گیا۔

الحمدُ لِلّٰہ اشکر تمہارا خط آیا اور دل سودا زدہ نے آرام پایا۔ تم میرا خط اچھی طرح پڑھا نہیں کرتے۔ مین نے ہرگز نہین لکھا کہ یہ عبارت دو جزو مین آجائے۔ مین نے یہ لکھا تھا کہ عبارت اس قدر ہے کہ دو جزو مین آجائے لیکن مین چاہتا ہون کہ حجم زیادہ ہو بہرحال اس نسخہ کی تقطیع اور حاشیہ مطبوع ہے۔ لغات کے معنی حاشیہ پر چڑہین اُس کی روش دلآویز اور تقسیم نظر فریب ہو۔ رباعی حاشیہ پر لکھدی اچھا کیا۔ بھائی منشی نبی بخش صاحب سے نثر کے دو فقرے جس محل پر کہ اُن کو بتائے ہین ضرور لکھوا دینا۔ مین نے جو تم کو میرزائی کا خطاب دیا ہے۔ اُن فقرون مین اس کا اظہار کیا ہے۔ بہت ضروری یہ امر ہے۔ اور مین منشی شیو نراین صاحب کو آج صبح کو لکھ چکا ہون۔ تیسرے صفحہ کے آخر یا چوتھے صفحے کے اول یہ جملہ ہے۔ اگر در دم دیگر بہ نہیب مباش ہم زند۔ نہیب کی جگہ نواے بنا دینا۔ یہ نواے مباش ہم زند نہیب مفتاعِ بی ہے۔ اگر رہ جائے گا تو لوگ مجھ پر اعتراض کرینگے۔ تیز چاقو کی نوک سے نہیب کا لفظ چھیلا جاے اور اسی جگہ نواے لکھدیا جائے۔ راے امید سنگہ نے مجھ پر عنایت اور مطبع کی اعانت کی حق تعالیٰ اُن کو اس کارسازی اور فقیر نوازی کا اجر دے۔ صاحب کبھی نہ کبھی میرا کام تم سے آپڑا ہے اور پھر کام کیسا کہ جس مین میری جان اُلجھی ہوئی ہے اور مین نے اسکو اپنے بہت سے مطالب کے حصول کا ذریعہ سمجھا ہے خدا کے واسطے پہلوتہی نہ کرو اور بدل توجہ فرماؤ کاپی کی تصحیح کا ذمہ بھائی کا ہو گیا ہے۔ جہ جلد اُن کی آراستگی کا ذمہ برخوردار عبداللطیف کا کردو میری طرف سے دعا کہو اور کہو کہ مین تمہارا بوڑھا اور مفلس چچا ہون تصحیح بھائی کرین تزئین تم کرو۔ کہتا ہون مگر نہین جانتا کہ تزئین کیونکر کیا چاہیئے۔ سنتا ہون کہ چھاپے کی کتاب کے حرفون پر سیاہی کی قلم پھیر دیتے ہین تاکہ حرف روشن ہو جائین۔ سیاہ قلم سے جدول بھی کھچ جاتی ہے پھر جلد بھی پُر تکلف بن سکتی ہے بھتیجے کی دستکاری اور صناعی اور ہوشیاری اُن کی ہے کس دن کام آوے گی۔ میرزا تفتہ تم بڑے بے درد ہو۔ دلی کی تباہی پر تم کو غم نہین آتا۔ بلکہ تم اُس کو آباد جانتے ہو۔ یہان نیچہ بند تو میسر نہین۔ صحاف اور نقاش کہان

شہر آباد ہوتا تو مین آپ کو تکلیف کیون دیتا۔ یہین سب درستی میری آنکھون کے سامنے ہوجاتی قصہ مختصر یہ عبارت منشی عبد اللطیف کو پڑھا دو۔ مین تو اُن کے باپ کو اپنا حقیقی بھائی جانتا ہون۔ اگر وہ مجھے اپنا حقیقی چچا جانین اور میرا کام کرین تو کیا عجب ہے دو روپیے فی جلد اس سے زیادہ کا مقدور نہین جب مجکو لکھو گے ہنڈوی بھیج دون گا چھ روپیے آٹھ روپیے دس روپیے حد بارہ روپیے میان کو سمجھا دینا کمی کی طرف نہ گرین چیز اچھی ہے۔ نہایت بارہ روپیہ مین چھ جلدین تیار ہون۔ منشی شیو نراین کو سمجھا دینا کہ زنہار عرف نہ لکھین نام اور تخلص بس اجزاے خطابی کا لکھنا نامناسب بلکہ مضر ہے۔ مگر ہان نام کے بعد لفظ بہادر کا اور بہادر کے لفظ کے بعد تخلص اسد اللہ خان بہادر غالب۔ بھائی تم نے اوراق مثنوی کی رسید نہ لکھی کہین وہ پارسل مین سے گر تو نہ گئے ہون۔ دیکھو کس لطف سے میرے نام کی حقیقت بیان ہوئی ہے اور اون کے چھاپنے کی ممانعت ضرور ہے مگر مین اسکی عبارت کیا بتاؤن۔ صاحب مطبع اس امر کو اُردو مین آخر کتاب پر لکھدین۔ منشی جی سے نثر لکھوالو۔ منشی عبد اللطیف کو یہ خط پڑھا دو نہیب کی جگہ نوا بنا دو۔ صاحب مطبع کو میرا پتہ بتا دو۔ خاتمہ پر ممانعت کا حکم صاحب مطبع سے لکھوا دو برخوردار عبد اللطیف سے مقدار روپیہ کی دریافت کر کے مجکو لکھ بھیجو۔ اپنی مثنوی کی رسید لکھو اپنے بجان و دل مصروف ہونے کا اقرار کرو۔ اِن سب امور کی مجھے خبر دو۔ غالب جمعہ سوم ستمبر ۱۸۵۸ء ہنگام نیمروز۔

ایضاً میرزا تفتہ کو دعا پہنچے۔ دونون فقرے جس محل پر بتائے ہین حاشیہ پر لکھدئے ہون گے نہیب کے لفظ کو چھیل کر نواے بنا دیا ہوگا۔ برخوردار منشی عبد اللطیف کو میرا خط اپنے نام کا دکھا دیا ہوگا۔ اُن کی سعادتمندی سے یقین ہے کہ میری التماس قبول کرین اور ادھر توجہ ہون۔ کاپی لکھی جائی اور چھاپا ہونا شروع ہو گیا ہوگا۔ اگر پتھر بڑا ہے تو چاہیئے آٹھ آٹھ صفحے بلکہ بارہ بارہ صفحے چھاپے جائین اور کتاب جلد منطبع ہو جائے۔ بھائی منشی صاحب کی شفقت کا حال پوچھنا ضرور نہین مجھ پر مہربان اور حسن کلام کے قدردان ہین۔ اُس کی تصحیح مین بے پا

کرین گے تو کیا میری تفضیح کے روادار ہو نگے۔ بھائی تم نے بھی اور منشی شیونراین صاحب نے بھی لکھا۔ مین ایک عبارت لکھتا ہون اگر پسند آ ئے تو خاتمہ عبارت مین چھاپ دو نامہ نگار۔ غالب خاکسار کا یہ بیان ہے کہ یہ جو میری سرگزشت کی داستان ہے اس کو مین نے مطبع مفید خلائق مین چھپوایا ہے اور میری راے مین اس کا یہ قاعدہ قرار پایا ہے کہ اور صاحبان مطابع جب تک مجھ سے طلب رخصت نہ کرین اپنے مطبع مین اس کے چھاپنے پر جرأت نہ کرین۔ اس کے سوا اگر کوئی طرح کی تحریر منظور ہو تو منشی شیونراین صاحب کو اجازت ہے کہ میری طرف سے چھاپ دین۔ یہ سب باتین پہلے بھی لکھ چکا ہون۔ اب دو امر ضروری الاظہار تھے اسواسطے یہ خط لکھا ہے۔ ایک تو اَردو عبارت دوسرے یہ کہ میرے شفیق مکرم سید اکرم حسین صاحب کا خط میرے نام آیا ہے اور اُنھون نے ایک بات جواب طلب لکھی ہے اسکا جواب اسی خط مین لکھتا ہون تمکو چاہیئے کہ ان سے کہہ دو بلکہ یہ عبارت اُن کو دکھا دو بندہ پرور نواب عطاء اللہ خان میرے بڑے دوست اور شفیق ہین اُنکے فرزند رشید میر غلام عباس المخاطب بہ سیف الدولہ یہ دو نو صاحب صحیح و سالم ہین شہر بسبب بایہر دہ چار کوس پر کوئی کانو ہو وہان رہتے ہین شہر مین اہل اسلام کی آبادی کا حکم نہین اور ان کے مکانات قرق ہین ضبط ہو گئے ہین نہ واگزاشت کا حکم ہے۔

ایضاً میرزا تفتہ اس غمزدگی مین مجکو ہنسانا تمہارا ہی کام ہے۔ بھائی تضمین گلستان چھپوا کر کیا فائدہ اُٹھایا ہے جو انطباع سنبلستان سے نفع اُٹھاؤ گے روپیہ جمع رہنے دو آمد اچھی چیز ہے اگرچہ قلیل ہو اور اگر روپیہ لینا منظور ہے تو ہرگز اندیشہ نہ کرو اور درخواست دیدو۔ بعد نو مہینے کے روپیہ تم کو مل جاے گا یہ میرا ذمہ کہ اس نو مہینے مین کوئی انقلاب واقع نہ ہو گا اگر احیاناً ہو بھی تو ہوتے ہوتے اُس کو مدت چاہیئے۔ رستخیز بیجا ہو چکا۔ اب ہو تو رستخیز ہو۔ یعنی قیامت اور اُس کا حال معلوم نہین کہ کب ہوگی۔ اگر اعداد کے حساب سے دیکھو تو بھی رستخیز کے ۱۲۷۰ ہوتے ہین۔ احتمال فتنہ سال آیندہ پر رہا سو بھی موہوم۔ میان مین جو آخر جنوری کو رام پور جا کر آخر مارچ مین یہان آگیا ہون تو کیا کہون کہ یہان کے لوگ میرے حق مین کیا کیا کچھ کہتے ہین

ایک گروہ کا قول ہے کہ یہ شخص والی رامپور کا اُستاد تھا اور وہان گیا تھا۔ اگر نواب نے کچھ سلوک نہ کیا ہوگا تو بھی پانچہزار روپیہ سے کم نہ دیا ہوگا۔ ایک جماعت کہتی ہے کہ نوکری کو گئے تھے مگر نوکر نہ رکھا۔ ایک فرقہ کہتا ہے کہ نواب نے نوکر رکھ لیا تھا اور سو روپیہ مہینا کر دیا تھا۔ لفٹنٹ گورنر الہ آباد جو رامپور آئے اور اُن کو غالب کا وہان ہونا معلوم ہوا تو اُنہون نے نواب صاحب سے کہا کہ اگر ہماری خوشنودی چاہتے ہو تو اس کو جواب دو نواب نے برطرف کر دیا۔ یہ تو سب سن لیا اب تم اصل حقیقت سنو۔ نواب یوسف علیخان بہادر تیس تیس برس کے میرے دوست اور پانچ چھ برس سے میرے شاگرد ہین۔ آگے گاہ گاہ کچھ بھیج دیا کرتے تھے۔ اب جولائی ۱۸۵۹ء سے سو روپیہ مہینا ماہ بماہ بھیجتے ہین۔ بلاتے رہتے تھے اب مین گیا دو مہینے رہکر چلا آیا۔ بشرط حیات بعد برسات کے پھر جاؤنگا۔ وہ سو روپیہ مہینا یہان رہون۔ وہان رہون خدا کے ہان سے میرا مقرر ہے۔ غالب ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۶۲ء

ایضاً کیون صاحب۔ کیا یہ آئین جاری ہوا ہے کہ سکندر آباد کے رہنے والے دلّی کے خاک نشینون کو خط نہ لکھین بھلا اگر یہ حکم ہوا ہوتا تو یہان بھی تو اشتہار ہو جاتا کہ زنہار کوئی خط سکندر آباد کو یہان کی ڈاک مین نہ جائے بہرحال ؏ کس بشنود یا نشنود من گفتگوے میکنم۔ کل جمعہ کے دن ۱۲ تاریخ نومبر کو ۳ جلدین بھیجی ہوئی برخوردار شیونراین کی پہنچین کاغذ۔ خط۔ تقطیع۔ سیاہی۔ چھاپا سب خوب دل خوش ہوا اور شیونراین کو دعا دی۔ سات کتابین جو میرزا حاتم علی صاحب کی تحویل مین ہین وہ بھی یقین ہے کہ آج کل پہنچ جائین معلوم نہین منشی شیونراین نے اندور کو واسطے راے امید سنگھ کے کس طرح بھیجی ہین یا ابھی نہین بھیجین۔ صاحب تم اس خط کا جواب جلد لکھو اور اپنے قصد کا حال لکھو۔ سکندر آباد کب تک رہوگے۔ آگرہ کب جاؤگے۔ شنبہ ۱۳ نومبر ۱۸۵۸ء۔ جواب طلب۔

ایضاً صاحب ۲۵۔ اپریل کو ایک خط اور ایک پارسل ڈاک مین ارسال کر چکا ہون آج ۳۰ ہے یقین ہے کہ خط اور پارسل دونون پہنچ گئے ہونگے۔ ایک امر ضروری باعث

اس تحریر کا ہے کہ جو مین اس وقت روانہ کرتا ہون۔ ایک میرا دوست اور تمھارا ہمدرد ہے
اس نے اپنے حقیقی بھتیجے کو بیٹا کر لیا تھا۔ اٹھارہ انیس برس کی عمر قوم کا کھتری خوبصورت
خوشرفتار نوجوان سنہ ۱۲۷۴ھ مین بیمار پڑ کر مر گیا اب اس کا باپ مجھ سے آرزو کرتا ہے کہ ایک
تاریخ اس کے مرنے کی لکھون ایسی کہ وہ فقط تاریخ نہ ہو بلکہ مرثیہ ہو کہ وہ اس کو پڑھ پڑھ کر
رویا کرے سو بھائی اس سائل کی خاطر مجکو عزیز اور فکر شعر متروک معہذا یہ واقعہ تمھارے
حسب حال ہے جو خونچکان شعر تم نکالو گے وہ مجھ سے کہان نکلین گے بطریق مثنوی بیس
تیس شعر لکھدو۔ مصرع آخر مین مادہ تاریخ ڈال دو۔ نام اسکا برج موہن تھا۔ اور اس کو
بابو بابو کہتے تھے۔ چنانچہ مین بحر ہزج مسدس مخبون مین ایک شعر تمکو لکھتا ہون چاہو اس کو
آغاز مین رہنے دو اور آئندہ اسی بحر مین اور اشعار لکھ لو۔ چاہو کوئی اور طرح نکالو۔ لیکن یہ خیال
مین رہے کہ سائل کو متوفی کے نام کا درج ہونا منظور ہے اور بابو برج موہن سوائے اس
بحر کے یا بحر رمل کے اور بحر مین نہین آسکتا وہ شعر میرا یہ ہے ؎

برہم بون نام بابو برج موہن	چکد خونِ دلِ ریش از لبِ من

غالب۔ نگاشتہ روز جمعہ سی ام۔ اپریل ۱۸۵۸ء

ایضاً بھائی تمھارا وہ خط جس مین اوراق مثنوی ملفوف تھے پہنچا۔ اوراق مثنوی۔ اوراق
دستنبو کے ساتھ پہنچین گے۔ اب تمھارے مطالب کا جواب جدا جدا لکھتا ہون۔ الگ
الگ سمجھ لینا۔ صاحب تم نے مرزا حاتم علی صاحب سے کیون کہا۔ بات اتنی تھی کہ وہ مجکو لکھ
بھیجے کہ نثر آئی اور مرزا صاحب نے پسند کی اب ان سے میرا سلام کہو اور یہ کہو کہ آپ کے شکر
بجالانے کا شکر بجالاتا ہون۔ چھاپے کے باب مین جو آپنے لکھا وہ معلوم ہوا۔ اس تحریر کو جب
دیکھو گے تب جانو گے اہتمام اور عجلت اس کے چھپوانے مین اس واسطے ہے کہ اسمین سے
ایک جلد نواب گورنر جنرل بہادر کی نذر بھیجونگا۔ اور ایک جلد بذریعہ انکے جناب ملکہ معظمہ انگلستان
کی نذر کرونگا۔ اب سمجھ لو طرز تحریر کیا ہوگی اور صاحبان مطبع کو اسکا انطباع کیون نا مطبوع ہوگا

جیتے رہو۔ اس غمزدگی مین مجکو ہنسایا۔ وہ کون ملا تھا جس نے تم کو پڑھایا ع گرچہ عمل کار خردمند نیست + عملِ کار اہلِ کار۔ یہ شعر شیخ سعدی کا بادشاہ کی نصیحت مین ہے ع جز بخردمند مفرما عمل + یعنی خدمت و اعمال سواے علما اور عقلا کے اور کی تفویض نکر پھر خود کہتا ہے ع گرچہ عمل کار خردمند نیست + یعنی اگرچہ خدمات و اشغال سلطانی کا قبول کرنا خردمندون کا کام نہین۔ اور عقل سے بعید ہے کہ آدمی اپنے کو خطر مین ڈالے عمل الگ ہے اور کار مضاف ہے بطرف خردمند کے ورنہ دُہائی خدا کی عمل کار اہل کار کے معنی پر نہین آتا۔ مگر قتیل اور واقف یا اور پورب کے ملکیون کی فارسی۔

ایضاً میری جان کیا سمجھے ہو سب مخلوقات تفتہ و غالب کیونکر بن جائین ع ہر کسے را بہر کارے ساختند + انت متا سو متا مصری میٹھی نمک سلونا کبھی کسی شے کا مزانہ بدلیگا اب جو مین اُس شخص کو نصیحت کرون وہ کیا نہ سمجھے گا کہ غالب کیا جانے کہ عبدالرحمن کون ہے اور مجھ سے اس سے کیا۔ سم وراہ ہے بے شبہ جانے گا کہ تفتہ نے لکھا ہوگا۔ مین اُس کی نظر مین سبک ہو جاؤنگا اور تم سے وہ اور بھی سرگران ہو جائیگا اور یہ جو تم لکھتے ہو کہ تو نے اُس شخص کو اپنے عزیزون مین گنا ہے۔ بندہ پرور مین تو بنی آدم کو مسلمان یا ہندو۔ یا نصرانی۔ عزیز رکھتا ہون اور اپنا بھائی گنتا ہون۔ دوسرا مانے یا نہ مانے۔ باقی رہی وہ عزیزداری جس کو اہلِ دنیا قرابت کہتے ہین اُس کو قوم اور ذات اور مذہب اور طریق شرط ہے۔ اور اُس کے مراتب و مدارج ہین۔ نظر اس دستور پر اگر دیکھو تو مجکو اُس شخص سے خس برابر علاقہ عزیزداری کا نہین۔ ازراہ حسن اخلاق اگر عزیز لکھدیا یا کہدیا تو کیا ہوتا ہے۔ زین العابدین خان عارف میرے سالے کا بیٹا یہ شخص اُس کے سالے کا بیٹا اسکو جو چاہو سمجھ لو۔ خلاصہ یہ کہ جب اُدھر سے آدمیت نہ ہوئی تو اب اُس کو لکھنا لغو و بے فائدہ بلکہ مضر ہے۔ تمہارا میرٹھ جانا اور نواب مصطفٰے خان سے ملنا ہم پہلے ہی دریافت کر چکے ہین۔ اب تمہارے خط سے مراد آباد ہو کر سکندر آباد آنا معلوم ہوگیا۔ حق تعالی شانہ تمکو خوش و خرم رکھے مرقومہ جمعہ ۲ ستمبر ۱۸۵۹ء

ایضاً صاحب تمہارا خط مع رقعہ مرد سخن فہم پہنچا۔ تمہاری خوشامد نہین کرتا۔ سچ کہتا ہون کہ تمہارے کلام کی تحسین کرنے والا فی الحقیقت اپنے فہم کی تعریف کرتا ہے جواب مین درنگ اس راہ سے ہوئی کہ مین مصطفی خان کی ملاقات کو بسبیل ڈاک میرٹھ گیا تھا تین دن وہان رہا۔ کل وہان سے آیا آج تم کو یہ خط بھجوایا۔ محررہ و مرسلہ چہارشنبہ ۲ جنوری سنہ ۱۸۵۹ء

ایضاً میرزا تفتہ کل قریب دوپہر کے ڈاک کا ہرکارہ وہ جو خط بانٹا کرتا ہے آیا اور اُس نے پارسل موم جامے مین لپٹا ہوا دیا۔ پہلے تو مین بھی حیران رہا کہ پاکٹ خطون کی ڈاک مین کیون آیا بارے اُس کی تحریر دیکھی تو تمہارے ہاتھکا پیم فلٹ لکھا ہوا اور دو ٹکٹ لگے ہوئے مگر اُسکے آگے کالی مُہر اور کچھ انگریزی لکھا ہوا۔ ہرکارہ نے کہا کہ ۱۲؎ دلوائیے۔ دلوا دیے اور پارسل لے لیا مگر حیران کہ یہ کیا پیچ پڑا قیاس ایسا چاہتا ہے کہ تمہارا آدمی جو ڈاک گھر گیا اُس کو خطون کے بکس مین ڈال آیا۔ ڈاک کے کارپردازون نے غور نہ کی اور اُس کو بیرنگ خطون کی ڈاک مین بھیج دیا۔ وہ صاحب جو میرے عرف سے آشنا اور میرے نام سے بیزار ہین یعنی منشی بھگوان پرشاد مثل خوان میرا سلام قبول کرین۔ غالب ۲۰ جولائی سنہ ۱۸۵۸ء

ایضاً بھائی مجھ مین تم مین نامہ نگاری کاہے کو ہے مکالمہ ہے۔ آج صبح کو ایک بھیج چکا ہون اب اس وقت تمہارا خط اور آیا۔ سنو صاحب لفظ مبارک میم حا میم دال اسکے ہر حرف پر میری جان نثار ہے مگر چونکہ یہان سے ولایت تک حکام کے ہان سے یہ لفظ یعنی محمد اسد اللہ خان نہین لکھا جاتا مین نے بھی موقوف کر دیا ہے۔ رہا میرزا و مولانا و نواب ان مین تم کو اور بھائی کو اختیار ہے جو چاہو سو لکھو۔ بھائی کو کہنا اُن کے خط کا جواب صبح کو روانہ کر چکا ہون۔ مرزا تفتہ اب تم تزئین جلد ہاے کتاب کے باب مین برادرزادہ سعادت مند کو تکلیف نہ دو۔ مولانا مہربان کو اختیار ہے جو چاہین سو کرین خط تمام کر کے خیال مین آیا کہ وہ جو مرزا صاحب سے مجکو مطلوب ہے تم پر بھی ظاہر کرون صاحب وہان ایک اخبار موسوم بہ آفتاب عالمتاب نکلتا ہے اُس کے مہتمم نے

التزام کیا ہے کہ ایک صفحہ یا ڈیڑھ صفحہ بادشاہ دہلی کے حالات کا لکھتا ہے۔ نہین معلوم آغاز کس مہینے سے ہے حکیم احسن اللہ خان یہ چاہتے ہین کہ سابق کے جو اوراق ہین جب سے ہون وہ جو چھاپہ خانہ مین مسودہ رہتے ہین اس کی نقل کاتب سے لکھوا کر یہان بھیجی جاے اُجرت جو لکھی آئے گی وہ بھیجی جائیگی۔ اور ابتداے ۱۸۵۸ع سے اُن کا نام خریدارون مین لکھا جاے دو ہفتہ کے دو نمبر اُن کو ایک لفافہ مین بھیجدیے جائین اور پھر ہر مہینے ہفتہ در ہفتہ اُن کو لفافہ اخبار کا پہنچا کرے۔ یہ مراتب جناب مرزا حاتم علی صاحب کو لکھ چکا ہون اور اب تک آثار قبول ظاہر نہین ہوئے۔ نہ لفافے حکیم صاحب پاس پہنچے نہ اُن صفحات کی نقل میرے پاس آئی۔ آپ کو اس مین سعی ضرور ہے۔ اور ہان صاحب آفتاب عالم تاب کا مطبع تو کشمیری بازار مین ہے مگر آپ مجکو لکھین کہ مفید خلائق کا مطبع کہان ہے۔ عجب ہے کہ ان صاحب شفیق نے میری تحریرات کا جواب نہین لکھا۔ فرمایش حکیم احسن اللہ خان صاحب کی بہت اہم ہے عند الملاقات میرا سلام کہہ کر اُس کا جواب بلکہ وہ اخبار اُن سے بھجواؤ جمعہ ۷ ستمبر۔

ایضاً بھائی مین نے مانا تمہاری شاعری کو مین جانتا ہون کہ کوئی دم تمکو فکر سخن سے فرصت نہ ہوگی پر جو تم نے التزام کیا ہے ترصیع کی صنعت کا اور دو لخت شعر لکھنے کا اس مین ضرور نشست معنی بھی ملحوظ رکھا کرو۔ اور جو کچھ لکھو اُس کو دوبارہ سہ بارہ دیکھا کرو۔ کیون صاحب یہ ڈبل خط پوسٹ پڈ بھیجنا اور وہ بھی دلی سے سکندرآباد کو آیا۔ حاتم کے سوا اور میرے سوا کسی نے کیا کہا ہوگا کیا ہنسی آتی ہے تمہاری باتون پر خدا تم کو جیتا رکھے اور جو کچھ تم چاہو تمکو دے جانی جی کی بڑی فکر ہے مین تمکو لکھا چاہتا تھا کہ اُن کا حال لکھو۔ تمھارے خط سے معلوم ہوا کہ تم کو بھی نہین معلوم کہ وہ کہان ہین۔ یقین ہے کہ اجمیر مین ہونگے مگر خط نہین بھیجا جاتا کہ وہان مقیم نہین ہین خدا جانے کب چل نکلین بہر حال تم بھرتپور سے قریب ہو اور اُن کے متوسلون کو جانتے ہو اور اگر ہو سکے تو کسی کو لکھ کر خبر منگوا لو اور جو کچھ تمکو معلوم ہو وہ مجکو بھی لکھو۔ منشی صاحب مع منشی عبد اللطیف کول مین آگئے۔ کل اُن کا خط مجکو آیا تھا آج

اُس کا جواب بھی روانہ کر دیا۔ اسد اللہ یکشنبہ ۲۱۔ ماہ۔ اگست سنہ ۱۸۵۳ء

ایضاً بھائی آج مجکو بڑی تشویش ہے اور یہ خط مین تم کو کمال سراسیمگی مین لکھتا ہون جس
دن میرا خط پہنچے اگر وقت ڈاک کا ہو تو اُسی وقت جواب لکھکر روانہ کرو اور اگر وقت نہ رہا
ہو تو ناچار دوسرے دن جواب بھیجو۔ منشاء تشویش و اضطراب کا یہ ہے کہ کئی دن سے
راجہ بھرت پور کی بیماری کی خبر سُنی جاتی تھی۔ کل سے اور بُری خبر شہر مین مشہور ہے تم
بھرت پور سے قریب ہو یقین ہے کہ تم کو تحقیق حال معلوم ہوگا جلد لکھو کہ کیا صورت ہے
راجہ کا مجکو غم نہین مجکو فکر جانی جی کی ہے کہ اُسی علاقہ مین تم بھی شامل ہو صاحبان انگریز
نے ریاستون کے باب مین ایک قانون وضع کیا ہے یعنی جو رئیس مر جاتا ہے سرکار اُس ریاست
پر قابض و متصرف ہو کر رئیس زادہ کے بالغ ہونے تک بندوبست ریاست کا اپنے طور پر
رکھتی ہے۔ سرکاری بندوبست مین کوئی قدیم الخدمت موقوف نہین ہوتا۔ اس صورت مین
یقین ہے کہ جانی صاحب کا علاقہ بدستور قایم رہے مگر یہ وکیل ہین معلوم نہین مختار کون
ہے اور ہمارے بابو صاحب ہین اور اس مختار مین صحبت کیسی ہے رانی سے اُن کی کیا
صورت ہے تم اگرچہ بابو صاحب کی محبت کا علاقہ رکھتے ہو لیکن اُنہون نے ازراہ دوراندیشی
تمکو متوسل اُس سرکار کا کر رکھا ہے اور تم مستغنیانہ اور لااُوبالیانہ زندگی بسر کرتے تھے
زنہار اب وہ روش نہ رکھنا۔ اب تمکو بھی لازم آپڑا ہے۔ جانی جی کے ساتھ روشناس حکام والا
مقام ہونا۔ پس چاہیے کول کی آرایش کا ترک کرنا اور خواہی نخواہی بابو صاحب کے ہمراہ رہنا
میری راے مین یون آیا ہے اور مین نہین لکھ سکتا کہ موقع کیا ہے اور مصلحت کیا ہے
جانی جی بھرت پور آئے ہین یا اجمیر مین ہین کس فکر مین ہین اور کیا کر رہے ہین واسطے خدا کے
نہ مختصر نہ سرسری بلکہ مفصل اور منقح جو کچھ واقع ہوا ہو اور جو صورت ہو مجکو لکھو اور جلد کہ مجھ پر
خواب و خور حرام ہے۔ کل شام کو مین نے سنا آج صبح قلعہ نہین گیا اور یہ خط لکھکر ازراہ احتیاط
بیرنگ روانہ کیا ہے۔ تم بھی اس کا جواب بیرنگ روانہ کرنا۔ آدھ آنہ ایسی بڑی چیز نہین۔ ڈاک

کے لوگ بیرنگ خط کو ضروری سمجھکر جلد پہنچاتے ہین اور پوسٹ پیڈ پڑا رہتا ہے۔ جب اس محلہ مین جانا ہوتا ہے تو اُس کو بھی پہنچاتے ہین۔ زیادہ کیا لکھون کہ پریشان ہون۔ نوشتۂ چاشتگاہ دوشنبہ ۲۸۔ مارچ ۱۸۵۳ء ضروری۔ جواب طلب۔

ایضاً میان مرزا تفتہ ہزار آفرین کیا اچھا قصیدہ لکھا ہے۔ واہ واہ چشم بد دور تسلسل معنی سلاست الفاظ۔ ایک مصرع مین تمکو محمد اسحٰق شوکت بخاری سے توارد ہوا یہ بھی محل فخر و شرف ہے کہ جہان شوکت پہنچا وہان تم پہنچے وہ مصرع یہ ہے ع چاک گردیدم واز جیب بداماں رفتم۔ پہلا مصرع تمہارا اگر اُس کے پہلے مصرع سے اچھا ہوتا تو میرا دل اور زیادہ خوش ہوتا۔ خدا تمکو اتنا جلائے کہ ایک دیوان ۲۰ جزو قصائد کا کہہ لو۔ مگر خبردار قصائد بقید حروف تہجی نہ جمع کرنا صاحب مجھے اِس بزرگوار کا معاملہ دیہ جو تم نے اس کا وطن اور پیشہ اب لکھا ہے سابق کا تمہارا لکھا ہوا سب یاد ہے۔ مین نے اِس کو دوست بطریق طنز لکھا ہے۔ بہرحال وہ جو مین نے خاقانی کا شعر لکھ کر اُس کو بھیجا اُس کی مان مرے اگر میرے اُس خط کا جواب لکھا ہو۔ بڑا پُرانا قصہ تم نے یاد دلایا۔ داغ کہنۂ حسرت کو چمکایا۔ یہ قصیدہ منشی محمد حسن کی معرفت روشن الدولہ پاس اور روشن الدولہ کے توسط سے نصیر الدین حیدر کے پاس گزرا اور جس دن گزرا اُسی دن پانچ ہزار روپیہ کے بھیجنے کا حکم ہوا۔ متوسط یعنی منشی محمد حسن نے مجکو اطلاع نہ دی۔ مظفر الدولہ مرحوم لکھنو سے آئے اُنھون نے یہ راز مجھ پر ظاہر کیا اور کہا خدا کے واسطے میرا نام منشی محمد حسن کو نہ لکھنا ناچار مین نے شیخ امام بخش ناسخ کو لکھا کہ تم دریافت کرکے لکھو کہ میرے قصیدہ پر کیا گزری۔ اُنہون نے جواب لکھا کہ پانچ ہزار ملے تین ہزار روشن الدولہ نے کھائے دو ہزار منشی محمد حسن کو دئے اور فرمایا کہ اس مین سے جو مناسب جانو غالب کو بھیجدو۔ کیا اُس نے ہنوز تمکو کچھ نہ بھیجا۔ اگر نہ بھیجا ہو تو مجکو لکھو۔ مین نے لکھ بھیجا کہ مجھے پانچ روپیے بھی نہین پہنچے۔ اس کے جواب مین اُنہون نے لکھا کہ اب تم مجھے خط لکھو۔ اُس کا مضمون یہ ہو کہ مین نے بادشاہ کی تعریف مین قصیدہ بھیجا ہے اور یہ مجکو معلوم ہوا ہے کہ وہ قصیدہ حضور مین

گذرا مگر یہ مین نے نہین جانا کہ اسکا صلہ کیا مرحمت ہوا مین کہ ناسخ ہون اپنے نام کا خط بادشاہ کو پڑھوا کر اُن کا کھایا ہوا روپیہ اُن کے حلق سے نکال کر تم کو بھیجدونگا۔ بھلائی یہ خط لکھ کر مین نے ڈاک مین روانہ کیا آج خط روانہ ہوا۔ تیسرے دن شہر مین خبر اُڑی کہ نصیرالدین حیدر مر گیا۔ اب کہو مین کیا کرون اور ناسخ کیا کرے۔ غالب دوشنبہ ۱۹۔ اگست ۱۸۶۱ء

ایضاً آؤ مرزا تفتہ میرے گلے لگ جاؤ۔ بیٹھو اور میری حقیقت سنو۔ یکشنبہ کو مولوی مظہرالحق آئے تھے اُن سے سب حال معلوم ہوا۔ پہلا خط تم کو اُن کے بھائی مولوی انوارالحق نے بموجب حکم رنگلش صاحب کے لکھا تھا۔ پھر ایک خط صاحب نے آپ مسودہ کر کے اپنی طرف سے لکھوا۔ دو نو دیوان تمہارے اور نشتر عشق اور ایک تذکرہ اور یہ چار کتابین تمہاری بھیجی ہوئی اُن کو پہنچین۔ صاحب تم سے بہت خوش اور تمہارے بہت معتقد ہین کہتے ہین کہ ہم جانتے ہین اتنا بڑا شاعر کوئی اور ہندوستان مین نہوگا کہ جو پچاس ہزار بیت کا مالک ہو۔ فائدہ اس التفات کا یہ کہ تمہارا ذکر بہت اچھی طرح سے لکھین گے باقی ما بخیر شما بسلامت

ہان ان کے تحت مین ۔ مشاہرہ کے علاقے ہین۔ اگر تمہاری اجازت ہو تو اس امر مین اُن سے کلام کرون۔ میرا عجب حال ہے حیران ہون کہ تمہین میرا کلام کیون نہین باور آتا ہے

گمان زیست بود بر منت ز بیدردی
بد است مرگ و لے بد تر از گمان تو نیست

سامعہ گیا تھا اب باصرہ بھی ضعیف ہو گیا۔ جتنی قوتین انسان مین ہوتی ہین سب مضمحل ہین حواس سراسر مختل ہین حافظہ گویا کبھی نہ تھا شعر کے فن سے گویا کبھی مناسبت نہ تھی رئیس رامپور سو روپیہ مہینا دیتے ہین۔ سال گزشتہ اُن کو لکھ بھیجا کہ اصلاح نظم جو اس کا کام ہے اور مین اپنے مین حواس نہین پاتا متوقع ہون کہ اس خدمت سے معاف رہون جو کچھ مجھے آپ کی سرکار سے ملتا ہے عوض خدمات سابقہ مین شمار کیجئے تو مین سکہ لمبر سہی ورنہ خیرات خوار سہی۔ اور اگر یہ عطیہ بشرط خدمت ہے تو جو آپ کی مرضی ہے وہی میری قسمت ہے

ہے برس دن سے اُن کا کلام نہین آتا۔ فتوح مفرری نومبر تک آئی اب دیکھیے آگے کیا ہوتا ہے۔ آج تک نواب صاحب از راہ جوانمردی دیے جاتے ہین۔ اور بھائی تمھاری مشق چشم بد دور صاف ہوگئی رطب ویابس تمھارے کلام مین نہین رہا۔ اور اگر خواہی نخواہی تمھارا عقیدہ یہی ہے کہ اصلاح ضرور ہے تو میری جان میرے بعد کیا کروگے مین چراغ دم صبح و آفتاب سرکوہ ہون انا للہ وانا الیہ راجعون ۱۴ رجب۔ نجات کا طالب غالب۔

ایضاً مرزا تفتہ عجب اتفاق ہوا پنجشنبہ کے دن ۲۲۔ اپریل کو کلیان خط ڈاک مین ڈال کر آیا کہ اُس کے متعاقب پارسل کا ہرکارہ آیا اور تمھارا بھیجا ہوا پاکٹ لایا رسید لکھنی مین نے زائد سمجھی اور اُس کا دیکھنا شروع کیا۔ بیکار محض اور تنہا ہون پانچ پہر کا دن میری بُری دل لگی ہوگئی خوب دیکھا سچ تو یون ہے کہ ان اشعار مین مین نے بہت حظ اُٹھایا۔ جیتے رہو۔ تمھارا دم غنیمت ہے۔ بھائی کا حال مفصل لکھو پنشن کے طالب ہین یا نوکری کے۔ منشی عبد اللطیف کہان ہے اور کس طرح ہے۔ علاقہ بنا ہوا ہے یا جاتا رہا۔ صاحب لفٹنٹ گورنری کا محکمہ بالکل الہ آباد کو گیا یا ہنوز کچھ یہان بھی ہے۔ منشی غلام غوث صاحب کہان ہین۔ نوکر ہین یا مستعفی عدالت دیوانی کا محکمہ یہین رہیگا یا الہ آباد جائیگا۔ اس کا اور گورنری کے محکمہ کا ساتھ ہی چاہیے یہ بھی وہین جاوے۔ آج تمھارے اشعار کا کاغذ بہ فلٹ پاکٹ اسی خط کے ساتھ ڈاک مین بھیجا گیا ہے یقین ہے کہ یہ خط کل پرسون اور وہ پاکٹ پانچ چار دن مین پہنچ جائے۔ غالب یکشنبہ ۲۵۔ اپریل سنہ ۱۸۵۸ء

ایضاً مرزا تفتہ۔ ایک امر عجیب تم کو لکھتا ہون اور وہ امر بعد تعجب مفرط کے موجب نشاط مفرط ہوگا۔ مین اجراے پنشن سرکار انگریزی سے مایوس تھا بارے وہ نقشہ پنشن دارون کا جو یہان سے بن کر صدر کو گیا تھا اور یہان کے حاکم نے بہ نسبت میرے صاف لکھدیا تھا کہ یہ شخص پنشن پانے کا مستحق نہین ہے۔ گورنمنٹ نے برخلاف یہان کے حاکم کی راے کے میری پنشن کے اجرا کا حکم دیا اور وہ حکم یہان آیا اور مشہور ہوا۔ مین نے بھی سُنا اب کہتے ہین کہ ماہ آیندہ یعنی مئی کی پہلی کو تنخواہ کا بٹنا شروع ہوگا۔ دیکھا چاہیے پچھلے روپیے کے باب

مین کیا حکم ہوتا ہے۔ غالب ۱۶۔ اپریل سنہ ۱۸۶۰ء

ایضاً صاحب تمھارا خط آیا مین نے اپنے سب مطالب کا جواب پایا۔ امراؤ سنگہ کے حال پر اُس کے واسطے مجکو رحم اور اپنے واسطے رشک آتا ہے۔ اللہ اللہ ایک وہ ہین کہ دو بار اُن کی بیڑیان کٹ چکی ہین۔ اور ایک ہم ہین کہ ایک اوپر پچاس برس سے جو پھانسی کا پھندا گلے مین پڑا ہے تو نہ تو پھندا ہی ٹوٹتا ہے نہ دم ہی نکلتا ہے اُس کو سمجھاؤ کہ تیرے بچون کو مین پال لون گا تو کیون بلا مین پھنستا ہے۔ وہ جو مصرع تم نے لکھا ہے وہ حکیم ثنائی کا ہے اور وہ نقل حدیقہ مین مرقوم ہے ؎

پسرے با پدر بزاری گفت	کہ مرا یار شو بہرہ جفت
گفت بابا زنا کن و زن نہ	پند از خلق گیر و از من نہ
در زنا گر بگیر دت عسسے	ہلد کو گر گرفت چون تو بسے
زن کنی ہرگزت رہا نکند	ور تو بگزاریش چہا نکند

بس تو اب تم سکندر آباد مین رہے۔ کہین اور کیون جاؤ گے۔ بنک گھر کا روپیہ اُٹھا چکے ہو اب کہان سے کھاؤ گے۔ میان نہ میرے سمجھانے کو دخل ہے نہ تمھارے سمجھنے کی جگہ ہے۔ ایک خرچ ہے کہ وہ چلا جاتا ہے جو ہوتا ہے وہ ہوا جاتا ہے اختیار ہو تو کچھ کیا جاے کہنے کی بات ہو تو کچھ کہا جائے۔ مرزا عبد القادر بیدل خوب کہتا ہے ؎

رغبت جاہ چہ و نفرت اسباب کدام	زین ہوسہا بگزر یا مگزر مے گزرد

مجکو دیکھو کہ نہ آزاد ہون نہ مقید نہ رنجور ہون نہ تندرست۔ نہ خوش ہون نہ ناخوش نہ مردہ ہون نہ زندہ جیے جاتا ہون باتین کئے جاتا ہون۔ روٹی روز کھاتا ہون۔ شراب گاہ گاہ پیے جاتا ہون جب موت آئیگی مر رہونگا۔ نہ شکر ہے نہ شکایت ہے جو تقریر ہے بہ سبیل حکایت ہے بارے جہان رہو جس طرح رہو ہر ہفتہ مین ایک بار خط لکھا کرو۔ یکشنبہ ۱۹ دسمبر سنہ ۱۸۵۸ء

ایضاً دیکھو صاحب یہ باتین ہمکو پسند نہین سنہ ۱۸۵۸ء کے خط کا جواب سنہ ۱۸۵۹ء مین بھیجتے ہو

اور مزا یہ ہے کہ جب تم سے کہا جائیگا تو یہ کہو گے کہ مین نے دوسرے ہی دن جواب لکھا ہی
لطف اس مین ہے کہ مین بھی سچا اور تم بھی سچے۔ آج تک راے امید سنگہ یہین ہین
اور ابھی نہین جائین گے تمہارا مدعا حاصل ہو گیا ہے۔ جس دن وہ آئے تھے اُسی دن
مجھسے کہہ گئے تھے مین بھول گیا اور اُس خط مین تم کو نہ لکھا۔ صاحب وہ فرماتے تھے کہ
مین نے کئی مجلد مرزا تفتہ کے دیوان کے اور کئی نسخے تضمین اشعار گلستان کے اُن کی خواہش
کے بموجب کوئی پارسی ہے بمبئی مین اُس کے پاس بھیج دیے ہین یقین ہے کہ وہ ایران
کو ارسال کرے گا۔ امید سنگہ نے اس پارسی کا نام بھی لیا تھا۔ مین بھول گیا۔ اب جو تم کو
اُس خیال مین مبتلا پایا تو اُن کا بیان مجکو یاد آیا۔ جانتا ہون کہ وہ کہان رہتے ہین
دو بار اُن کے گھر گیا بھی ہون مگر محلہ کا نام نہین جانتا نہ میرے آدمیون مین کوئی جانتا
ہے۔ اب کسی جاننے والے سے پوچھ کر تم کو لکھ بھیجون گا۔ میر بادشاہ صاحب سے عندالملاقات
میری دعا کہہ دینا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ لکھنے کے قابل بات پھر بھول گیا۔ کل میر کرامت علے
صفا تخلص کہ مین نے آگے اُن کو کبھی نہین دیکھا تھا۔ ناگاہ مجھسے آکر ملے اور تمہارا حال
پوچھتے رہے مین نے کہہ دیا کہ بخیر و عافیت سکندر آباد مین ہین۔ جب مین نے اُن سے
کہا کہ کیا وہ تمہارے آشنا ہین اُنھون نے کہا صاحب وہ بزرگ اور اُستاد ہین مین اُن کا
شاگرد ہون کہین مدرسہ کے علاقہ مین نوکر ہین۔ بسبیل ڈاک آئے تھے اور آج ہی بسبیل
ڈاک انبالہ کو گئے۔ انبالہ اُن کا وطن ہے اور نوکر بھی وہ اُسی ضلع مین ہین۔ غالب
نگاشتہ دوشنبہ ۳ جنوری ۱۸۵۹ع

ایضاً صاحب قصیدہ کے چھاپے جانے کی بشارت صاحب مطبع نے مجکو بھی دی ہے
خدا اُن کو سلامت رکھے۔ کل مرزا صاحب کے خط مین اُن کو ایک مصرع کسی اُستاد کا لکھ
چکا ہون مین سراسر اُن کا ممنون احسان ہون۔ میرا سلام کہنا۔ اور لفافہ اخبار کے نہ
پہنچنے کی اطلاع دینا میرے نام کا کوئی لفافہ ضایع نہین جاتا۔ خدا جانے اُس پر کیا

بجوگ پڑا ظاہرا اُنہون نے پوسٹ پیڈ بھیجا ہوگا۔ پھر پوسٹ پیڈ بھی کیون تلف ہو۔ سفیہہ بمعنی صداے اسپ لغت فارسی ہے بشین مکسور و یاے معروف و ہاے ہوز مفتوح و ہاے ثانی زدہ اور عربی مین اُس کو صہیل کہتے ہین۔ صیہہ کوئی لغت نہین ہے۔ نہ عربی نہ فارسی اگر غنیمت کے کلام مین صیہہ لکھا ہے تو کاتب کی غلطی ہے غنیمت کا کیا گناہ۔ دزخود زرو ہندسے گاہے شماریافت۔ اصل مصرعہ یون ہے۔ مین نے سہو سے خدا جانے کیونکر لکھدیا ہی بھائی مہرخوان کے دو معنی ہین۔ ایک تو خطاب کہ جو سلاطین امرا کو دین اور دوسرے وہ نام جو لڑکون کا پیار سے رکھین یعنی عرف حاشیہ پر شوق سے لکھوادو۔ مگر تم نے دیکھا ہوگا کہ اس عبارت سے جو تمہارے ذکر مین ہے پہلے مہرخوان کے معنی حاشیہ پر چڑھ گئے ہین مکرر لکھنے کی حاجت کیا ہی اور اگر لکھ بھی دو تو قباحت کیا ہو۔ بھائی صاحب کیون مضائقہ فرمائین۔ حال اوراق کی تحریر کا معلوم ہوا

۵ صاحبان کونسل کی راے ولایت آگرہ یعنی میرے محکمہ مین منظور و مقبول۔ نام میرا جس طرح چاہو لکھدو

بنام آنکہ او نامے ندارد
بہر نامے کہ خوانے سر بر آرد

شفیق با تحقیق مولانا مہر ذرہ بیمقدار کا سلام قبول کرین۔ کل آپکو خط لکھ چکا ہون آج یا کل پہنچ جائیگا۔ رات سے ایک بات اور خیال مین آئی ہے مگر چونکہ محکم و کار فزائی ہے کہتے ہوئے ڈرتا ہون۔ ڈرتے ڈرتے عرض کرتا ہون۔ بات یہ ہے کہ دو جلدین طلائی لوح کی بولایت کے واسطے تیار ہونگی اور وہ چار جلدین جو یہان کے حکام کے واسطے درکار ہونگی اُن کی صورت یہی ٹھہری ہے کہ سیاہ قلم کی لوح اور انگریزی جلد۔ کیون بھائی صاحب قرار داد اور تجویز یہی ہے اور پھر سمجھا چاہیئے کہ یہ چار جلدین کس کس کی نذر ہین۔ نواب گورنر جنرل بہادر۔ چیف کمشنر بہادر۔ صاحب کمشنر بہادر دہلی۔ ڈپٹی کمشنر بہادر دہلی۔ یہ کیا میری بدوضعی ہے کہ جناب آڈمنسٹین صاحب کی نذر نہ بھیجون۔ آخر گورنمنٹ کی نذر انہین کی معرفت بھیجونگا۔ نہ صاحب ایک جلد اُن کی نذر بہت ضروری ہے آپ گنجایش نکال کر جیسی یہ چار جلدین بنوائین ایک اور بھی ایسی ہی بنوائین یقین ہے کہ آپ اس راے کو پسند فرمائین گے اور چار کی جگہ پانچ بنوائین گے۔ یہ عرض مقبول اور یہ گستاخی کہ

بار بار آزار دیتا ہون معاف ہو۔ بھائی مرزا تفتہ کل کے مرزا صاحب کے خط مین سے اُس مادہ تاریخ کا قطعہ لکھ لینا۔ تمکو لکھ چکا ہون ایک قطعہ مرزا صاحب کا ایک قطعہ تمہارا بلکہ ایک قطعہ مولانا حقیر سے بھی لکھواؤ۔ صبح پنجشنبہ۔ سی ام ستمبر ۱۸۵۸ء

ایضاً اجی مرزا تفتہ تم نے روپیہ بھی کھویا اور اپنی فکر کو اور میری اصلاح کو بھی ڈبویا۔ ہاے کیا بری کاپی ہے اپنے اشعار کی اور اس کاپی کی شان جب تم پر کھلتی کہ تم یہان ہوتے اور بیگمات قلعہ کو پھرتے چلتے دیکھتے صورت ماہ دو ہفتہ کی سی اور کپڑے میلے۔ پائچے لیر لیر جوتی ٹوٹی یہ مبالغہ نہین بلکہ بے تکلف۔ سنبلستان ایک معشوق خوبروی بدلباس ہے بہر حال دو نو لڑکون کو دو نو جلدین دیدین اور معلم کو حکم دیا کہ اسی کا سبق دے چنانچہ آج سے شروع ہو گیا۔ مرقومہ صبح سہ شنبہ ۱۹ ماہ اپریل ۱۸۶۱ء۔ غالب۔

ایضاً آج پنجشنبہ کے دن ۱۸ نومبر کو تمہارا خط آیا اور مین آج ہی جواب لکھتا ہون کیا تماشہ ہے کہ تمہارا خط پہنچتا ہے اور میرا خط نہین پہنچتا میرے خط کے نہ پہنچنے کی دلیل یہ ہے کہ تم نے صلاحی غزل کی رسید نہین لکھی مین نے کتب کا پہنچنا تمکو لکھا تھا اُس کا تم نے ذکر نہ لکھا۔ صاحب ۳۴ کتابین پہنچ گئین اور تقسیم ہو گئین۔ سات کتابین مرزا مہر کی بھیجی ہوئی موافق اُن کی تحریر کے آج شام تک اور مطابق منشی شیونراین کی اطلاع کے کل تک میرے پاس پہنچ جائین گی اور بھی منشی شیونراین نے اندور کی کتابون کی روانگی کی اطلاع دی ہے منشی نبی بخش صاحب تمہارے خط نہ لکھنے کا بہت گلہ رکھتے ہین شاید مین تمکو لکھ بھی چکا ہون۔ میر قاسم علی صاحب کی بدلی کا حال معلوم ہوا یہ میرے بڑے دوست ہین۔ دلی ان دنون مین آگئے تھے مجھ سے مل گئے ہین انکو ایک کتاب ضرور بھیج دینا۔ بھائی مین ہرگز نہین جانتا کہ میر بادشاہ دہلوی کون ہین اور پھر ایسے کہ جو کہین کے منصف ہون کچھ اُنکے خاندان کا حال اور اُنکے والد کا نام لکھو تو مین غور کرون ورنہ مین تو اس نام کے آدمی سے آشنا نہین ہون پنجشنبہ ۱۸ نومبر ۱۸۵۸ء وقت دوپہر

ایضاً بندہ پرور ایک مہربانی نامہ سکندر آباد سے اور ایک علیگڈہ سے پہنچا یقین ہے کہ بابو صاحب

تمھارے خط کے جواب مین کچھ حال لکھین گے اور تم موافق اپنے وعدہ کے مجکو لکھو گے
اب جب اس خط کا جواب تمھارے پاس سے آئیگا تب تمھارے اشعار تمکو پہنچین گے
ہاے ہاے میر تفضل حسین خان ہاے ہاے ؎

رفتی و ہمراہ خبر نہ کردی		بر بیکسیم نظر نہ کردی	

یہان یہ سنا گیا ہے کہ میر احمد حسین ٹرا بیٹا اُن کا اُن کے کاو پر مقرر ہوا اور میر ارشاد حسین
بدستور نائب رہے۔ اسد اللہ ۲۳ فروری ۱۸۵۲ء

ایضاً صاحب ایک خط تمھارا پرسون آیا اُس مین مندرج تھا کہ مین میرٹھ جاؤنگا۔ آج صبح کو ایک خط
تمھارا اور آیا اسمین مندرج کہ پہلی جولائی کو جاؤنگا اور تجھ سے ملتا جاؤن گا۔ پرسون کے خط مین بھی
اور آج کے خط مین بھی پارسل کا ذکر تھا کہ ۲۰ جون کو ہم نے بھیجا ہے۔ بیسوین جون کو آج دسوان
دن ہے اس دن مین کوئی پارسل کوئی بیم فلٹ پاکٹ میرے پاس نہین پہنچا۔ آخری بم فلٹ
پاکٹ دو مثنویون کا وہ تھا کہ جس مین ایک مثنوی بلند شہر کے واقعہ کی تھی کہ ایک لڑکا مر گیا
اُسکی ارتھی پھکتی رہی اُس کا عاشق سامنے کھڑا جلتا رہا سو ان دونون مثنویون کو مین نے
اصلاح دے کر تمھارے پاس بھیج دیا ہے بلکہ یون یاد پڑتا ہے کہ تم نے اس کی رسید بھی لکھ بھیجی
ہے لیکن مجکو گمان یہ ہے کہ یہ امر ۲۰ جون سے آگے کا ہے، بہر تقدیر بعد اس پارسل کے کوئی
اور پارسل میرے پاس نہین آیا۔ اصلاحی کوا غذ ہر طرف کے عموماً اور تمھارے خصوصاً دو دن سے
زیادہ مین نہین رکھتا جو کاغذ مجھ تک نہ پہنچے مین ناچار ہون بلکہ خود میرے ایک خط کا جواب تم پر قرض ہے
یا تو وہ نہ پہنچا یا تم نے اُس کا جواب لکھنا ضرور نہ جانا وہ خط جس مین میر بادشاہ کا دلی آنا اور اُن کا
مجھ سے ملنا اور تمھارا ذکر مجھ مین اور اُن مین ہونا معہذا راجہ امید سنگہ کا دلی مین آنا اور بیخبر میرے گھر
آجانا اور تمھارا اُن سے ذکر ہونا اور اُن کا یہ کہنا کہ اُن کا کل ایک خط میرے پاس آیا تھا سو مین نے
اُسکا جواب لکھ بھیجا تھا۔ اب مین کیا جانون کہ تم کو یہ خط پہنچا یا نہین پہنچا۔ تمھارا وہ پارسل جس کو تم اب
مانگتے ہو میرے پاس ہرگز نہین آیا۔ غالب۔ چارشنبہ ۲۹ جون ۱۸۵۹ء وقت نیمروز۔

ایضاً اچھا میرا بھائی ہنیب والے دو ورقے چار سو ہون پان سو ہون سب بدلوا ڈالنا۔ کاغذ کا جو نقصان ہو وہ مجھ سے منگوا لینا۔ اس لفظ کے رہ جانے مین ساری کتاب نکمی ہو جائیگی اور میرے کمال کو دھبا لگ جائیگا۔ یہ لفظ عربی ہے ہر چند مسودہ مین بنا دیا تھا لیکن کاتب کی نظر سے رہ گیا۔ لکھتے ہو کہ مرزا صاحب دو جلدین درست کرین گے یہ تو صورت اور ہے یعنی مین نے چھ جلدین بارہ روپیہ کی لاگت مین بکارسازی و ہنر پردازی برخوردار منشی عبداللطیف چاہین تھین منتظر تھا کہ اب اُن کا قبول کرنا مجکو لکھو گے اور روپیہ مجھ سے منگواؤ گے۔ ظاہرا عبداللطیف نے پہلو تہی کیا۔ مرزا صاحب اگر کفیل ہوئے تھے تو چھ جلدین بنواتے نہ کہ دو۔ البتہ اس احتمال کی گنجایش ہے کہ وہ بہت پر تکلف اور چار بہ نسبت اُس کے کچھ کم اگر یون ہے تو یہ تو مدعاے دلی میرا ہی مگر اطلاع ضرور ہے۔ راے امید سنگھ کے نام کا خط باحتیاط رہنے دو جب وہ آئین اُنکو دیدو۔ یہ جو تم لکھتے ہو کہ ہنیب کا لفظ لکھ دیا گیا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چھاپا شروع ہو کر دور تک پہنچ گیا کیا عجب ہے کہ کتابین جلد منطبع ہو جائین۔ ہمارے منشی شیو نراین صاحب اپنے مطبع کے اخبار مین اس کتاب کے چھاپے کا اشتہار کیون نہین چھاپتے تا کہ درخواستین خریدارون کی فراہم ہو جائین۔ میرزا تفتہ سنو۔ ان دنون مین میرے محسن حکیم احسن اللہ خان آفتاب عالمتاب کے خریدار ہوئے ہین اور مین نے بموجب اُن کے کہنے کے برادر دینی مولانا مہر کو لکھا ہے حضرت نے لاولنعم جواب مین نہین لکھا تم اُن سے کہو کہ وہ ستمبر ۱۸۵۸ء سے خریدار ہین آج ۱۶ ستمبر کی ہے۔ دو نمبر اخبار کے حکیم صاحب کے نام کا سرنامہ خان چند کے کوچہ کا پتہ لکھ کر روانہ کرین۔ آیندہ ہفتہ بہفتہ بھیجے جائین۔ اور حکیم احسن اللہ خان کا نام خریدارون مین لکھ لین۔ دوسرے اخبار مذکور مین ایک صفحہ ڈیڑھ صفحہ بادشاہ دہلی کے اخبار کا ہوتا ہی جس دن سے کہ وہ اخبار شروع ہوا ہی اُس دن سے صرف اخبار شاہی کا صفحہ نقل کر کے ارسال کرین کاتب کی اُجرت اور کاغذ کی قیمت یہان سے بھیجدی جائیگی۔ بھائی تم مرزا صاحب سے اسکو کہہ کر جواب لو اور مجکو اطلاع دو۔ ہنیب کے نہیب سے مرا جاتا ہون اُس کی درستی کی خبر بھیجو۔ باقی جو چھاپے کے حالات ہون اُس کی آگہی ضرور ہے۔ غالب پنجشنبہ ۱۶ ستمبر ۱۸۵۸ء

ایضاً میری جان آخر لڑکے ہو بات کو نہ سمجھے مین اور تفتہ کا اپنے پاس ہونا غنیمت نہ جانون مین نے یہ لکھا تھا کہ بشرط اقامت بلا لون گا اور پھر لکھتا ہون کہ اگر میری اقامت یہان کی ٹھہری تو بے تمھارے نہ رہونگا نہ رہونگا زنہار نہ رہونگا۔ منشی بالمکند بے صبر کا خط بلند شہر سے دلی اور دلی سے رامپور پہنچا تلف نہین ہوا اگر مین یہان رہ گیا تو یہان سے اور اگر دلی چلا گیا تو وہان سے اصلاح دے کر اُن کے اشعار بھیج دونگا بے صبر کو ایک بار مہینا بھر صبر چاہیئے۔ وہ لفافہ بدستور رکھا ہوا ہے ازبسکہ یہان کے حضرات مہربانی فرماتے ہین اور ہر وقت آتے ہین۔ فرصت مشاہدہ اوراق نہین ملی تم اسی رقعہ کو اُن کے پاس بھیج دینا۔ غالب سہ شنبہ ۱۴ فروری سنہ ۱۸۶۰ع

ایضاً کیون صاحب مجھ سے کیون خفا ہو آج مہینا بھر ہو گیا ہوگا یا بعد دو چار دن کے ہو جائیگا کہ آپ کا خط نہین آیا انصاف کرو کتنا کثیر الاحباب آدمی تھا کوئی وقت ایسا نہ تھا کہ میرے پاس دو چار دوست نہ ہوتے ہون۔ اب یارون مین ایک شیوجی رام برہمن اور بالمکند اس کا بیٹا یہ دو شخص ہین کہ گاہ گاہ آتے ہین اس سے گزر کر لکھنو اور کالپی اور فرخ آباد اور کس کس ضلع سے خطوط آتے رہتے تھے ان دوستون کا حال ہی نہین معلوم کہ کہان ہین اور کس طرح ہین وہ آمد خطوط کی موقوف صرف تم تین صاحبون کے آنے کی توقع اُس مین وہ دونون صاحب گاہ گاہ ہان ایک تم کہ ہر مہینے مین ایک دو بار مہربانی کرتے ہو سنو صاحب اپنے پر لازم کر لو ہر مہینے مین ایک خط مجھ کو لکھنا اگر کچھ کام آپڑا دو خط تین خط ورنہ صرف خیر و عافیت لکھی اور ہر مہینے مین ایک بار بھیج دی بھائی صاحب کا بھی خط دس بارہ دن ہوئے کہ آیا تھا۔ اُس کا جواب بھیج دیا گیا۔ مولوی قمر الدین خان یقین ہے کہ الہ آباد گئے ہون کس واسطے کہ مجکو مئی مین لکھا تھا کہ اوائل جون مین جاؤن گا بہر حال اگر آپ آزردہ نہین تو جس دن میرا خط پہنچے اُس کے دوسرے دن اس کا جواب لکھیے اپنی خیر و عافیت منشی صاحب کی خیر و عافیت مولوی صاحب کا احوال اس سے سوا گوالیار کے فتنہ و فساد کا ماجرا جو معلوم ہوا ہو وہ الفاظ مناسب وقت مین ضرور لکھنا۔ راجہ جو وہان آیا ہوا ہے اُسکی حقیقت دھولپور کا رنگ صاحبان عالیشان کا ارادہ وہان کے بندوبست کا کسطرح پر ہے

آگرہ کا حال کیا ہی وہان کے رہنے والے کچھ خائف ہین یا نہین۔ غالب نگاشتہ شنبہ ۱۹ جون ۱۸۵۸ء

ایضاً برخوردار میرزا تفتہ دوسرا مسودہ بھی کل پہنچا تم سچے اور مین معذور۔ اب میری کہانی سنو آخر جون مین صدر پنجاب سے حکم آگیا کہ پنشن داران ماہ بماہ نہ پائین۔ سال مین دوبار بطریق ششماہہ فصل بفصل پایا کرین ناچار ساہوکار سے سود کاٹ کر روپیہ لیا گیا تا رامپور کی آمد مین مل کر صرف ہو یہ سود چھ مہینہ تک اسی طرح کٹوان دینا پڑیگا ایک رقم معقول گھاٹے مین جائے گی ۔

رسم ہے مردہ کی چھماہی ایک — خلق کا ہے اسی چلن پہ مدار
مجکو دیکھو کہ ہون بقیدِ حیات — اور چھماہی ہو سال مین دوبار

دس گیارہ برس سے اُس تنگنا مین رہتا تھا سات برس تک ماہ بماہ چار روپیہ دیا گیا اب تین برس کا کرایہ کچھ اوپر سو روپیہ یکمشت دیا گیا۔ مالک نے مکان بیچ ڈالا جس نے لیا ہی اُس نے مجھ سے پیام بلکہ ابرام کیا کہ مکان خالی کردو۔ مکان کہین ملی تو مین اُٹھون۔ بیدردنے مجکو عاجز کیا اور مدد نگادی وہ صحن بالاخانے کا جس کا دو گز کا عرض اور دس گز کا طول اُس مین پاڑ بندھ گئی رات کو وہین سویا گرمی کی شدت پاڑ کا قرب۔ گمان یہ گزرتا تھا کہ یہ کٹگڑا ہے اور صبح کو مجکو پھانسی ملے گی۔ تین راتین اسی طرح گزرین دوشنبہ ۹ جولائی کو دوپہر کے وقت ایک مکان ہاتھ آگیا وہان جا رہا جان بچ گئی یہ مکان بہ نسبت اُس مکان کے بہشت ہی اور یہ خوبی کہ محلہ وہی بلی مارون کا۔ اگرچہ ہے یون کہ مین اگر اور محلہ مین بھی جا رہتا تو قاصدانِ ڈاک وہین پہنچتے یعنی اب اکثر خطوط لال کنوئین کے پتے سے آتے ہین اور بے تکلف یہین پہنچتے ہین۔ بہر حال تم وہی دلی بلی مارون کا محلہ لکھ کر خط بھیجا کرو۔ دو مسودے تمہارے اور ایک مسودہ بے صبر کا یہ تین کاغذ درپیش ہین۔ دو ایک دن مین بعد اصلاح ارسال کئے جائین گے خاطر عاطر جمع رہے۔ صبح جمعہ ۲ جولائی ۱۸۶۰ء

ایضاً کاشانہ دل کے ماہ دو ہفتہ منشی ہرگوپال تفتہ تحریر ین کیا کیا سحر طرازیان کرتے ہین اب ضرور آپڑا ہے کہ ہم بھی جواب اُسی انداز سے لکھین سنو صاحب یہ تم جانتے ہو کہ زین العابدین خان مرحوم میرا فرزند تھا اور اب اُس کے دونون بچے کہ وہ میرے پوتے ہین میرے پاس آرہے

ہین اور دم بدم مجکو ستاتے ہین اور مین تحمل کرتا ہون خدا گواہ ہے کہ مین تم کو اپنے فرزند کی جگہ سمجھتا ہون۔ بس تمہارے نتائج طبع میرے معنوی پوتے ہوئے جب ان عالم کے پوتون سے کہ مجھے کھانا نہین کھانے دیتے مجکو دوپہر کو سونے نہین دیتے ننگے پانو میرے پلنگ پر رکھتے ہین کہین پانی لڑھاتے ہین کہین خاک اڑاتے ہین مین نہین تنگ آتا تو ان معنوی پوتون سے کہ ان مین یہ باتین نہین ہین کیون گھبراؤن گا۔ آپ ان کو جلد میرے پاس بسبیل ڈاک بھیجیے کہ مین ان کو دیکھون وعدہ کرتا ہون کہ پھر جلد ان کو تمہارے پاس بسبیل ڈاک بھیجدونگا حق تعالےٰ تمہارے عالم صورت کے بچون کو جیتا رکھے اور ان کو دولت اقبال دے اور تم کو ان کے سر پر سلامت رکھے اور تمہارے معنوی بچون یعنی نتائج طبع کو فروغ شہرت اور حسن قبول عطا فرماوے۔ بابو صاحب کے نام کا خط ان کے خط کے جواب مین پہنچتا ہے ان کو دیجیے گا اور ہان صاحب بابو صاحب اور تم آبو کو جانے لگو تو مجکو اطلاع کرنا اور تاریخ روانگی لکھہ بھیجنا تاکہ مین بیخبر نہ رہون۔ والدعا۔ اسد اللہ نگاشتہ جمعہ ۱۸ جون سنہ ۱۸۵۲ء

ایضاً شفیق بالتحقیق منشی ہرگوپال تفتہ ہمیشہ سلامت رہین۔ آپ کا وہ خط جو آپنے کانپور سے بھیجا تھا پہنچا۔ بابو صاحب کے سیر و سفر کا حال اور آپ کا لکھنؤ جانا اور وہان کے شعرا سے ملنا سب معلوم ہوا۔ اشعار جناب رند کے پہنچنے کے ایک ہفتے کے بعد درست ہو گئے اور اصلاح اور اشارے اور فوائد جیسا کہ میرا شیوہ ہے عمل مین آیا جب تک کہ ان کا یا تمہارا خط نہ آوے اور اقامت گاہ معلوم نہو مین وہ کوا غذ ضروری کہان بھیجون اور کیونکر بھیجون اور کیون بھیجون اب جو تمہارے لکھنے سے جانا کہ ۱۹ فروری تک اکبر آباد آؤ گے تو مین نے یہ خط تمہارے نام لکھہ کر لفافہ کر رکھا ہے آج انیسوین ہے پرسون اکیسوین کو لفافہ آگرہ کو روانہ ہوگا۔ بابو صاحب کو مین نے خط اس واسطے نہین لکھا کہ جو کچھ لکھنا چاہیے تھا وہ خاتمہ اوراق اشعار پر لکھہ دیا ہے تمکو چاہیے کہ ان کی خدمت مین میرا سلام پہنچاؤ۔ اور سفر کے انجام اور حصول مرام کی مبارکباد دو اور اوراق اشعار گزرانو اور یہ عرض کرو کہ جو عبارت خاتمہ پر مرقوم ہے

اُسکو غور سے بڑھیے اور اپنا دستور العمل گردانیے نہ یہ کہ سرسری دیکھئے اور بھول جائیے بس تمام ہوا وہ پیام کہ جو بابو صاحب کی خدمت مین تھا۔ اب پھر تم سے کہتا ہون کہ وہ جو تم نے اُس شخص کولی کا حال لکھا تھا معلوم ہوا۔ ہرچند اعتراض اُن کا لغو اور پرسش اُن کی بیہودہ ہو۔ مگر ہمارا یہ منصب نہین کہ معترض کو جواب نہ دین یا سائل سے بات نہ کرین۔ تمہارے شعر پر اعتراض اس راہ سے کہ وہ ہمارا دیکھا ہوا ہے گویا ہم پر ہے اس سے ہمین کام نہین کہ وہ مانین یا نہ مانین کلام ہمارا اپنے نفس مین معقول و استوار ہے جو زباندان ہوگا وہ سمجھیگا غلط فہم و کج اندیش لوگ نہ سمجھین نہ سمجھین ہم کو تمام خلق کی تہذیب و تلقین سے کیا علاقہ تعلیم و تلقین واسطے دوستون کے اور یارون کے ہے نہ واسطے اغیار کے۔ تمہین یاد ہوگا کہ مین نے تمہین بارہا سمجھایا ہے کہ خود غلطی پر نہ رہو اور غیر کی غلطی سے کام نہ رکھو۔ آج تمہارا کلام وہ نہین کہ کوئی اس پر گرفت کر سکے مگر یہان ع حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست ٭ والسلام والاکرام۔

اسد اللہ رقم زدہ۔ ۱۹ فروری در مرسلہ بست و یکم فروری سنہ ۱۸۵۲ء

ایضاً منشی صاحب تمہارا خط اسدن یعنی کل بدھ کے دن پہنچا کہ مین چار دن سے لرزے مین مبتلا ہون اور مزہ یہ ہے کہ جس دن سے لرزہ چڑھا ہے۔ کھانا مطلق مین نے نہین کھایا آج پنجشنبہ پانچوان دن ہے کہ نہ کھانا دن کو میسر ہے اور نہ رات کو شراب حرارت مزاج مین بہت ہے ناچار احتراز کرتا ہون۔ بھائی اس لطف کو دیکھو کہ پانچوان دن ہے کھانا کھائے ہرگز بھوک نہین لگی اور طبیعت غذا کی طرف متوجہ نہین ہوئی۔ بابو صاحب والامناقب کا خط تمہارے نام کا دیکھا اب اُس ارسال مین وہ آسانی نہ رہی اور بندہ دشواری سے بھاگتا ہے۔ کیون تکلیف کرین اور اگر بہرحال اُن کی مرضی ہے تو خیر مین فرمان پذیر ہون۔ اشعار سابق و حال میرے پاس امانت ہین بعد اچھے ہونے کے اُن کو دیکھون گا اور تم کو بھیج دونگا۔ اِتنی سطرین مجھ سے بہزار جر ثقیل لکھی گئی ہین۔ اسد اللہ روز پنجشنبہ ۲ مارچ سنہ ۱۸۵۲ء

ایضاً صاحب تم جانتے ہو کہ یہ معاملہ کیا ہے اور کیا واقع ہوا وہ ایک جنم تھا کہ جس مین ہم تم

باہم دوست تھے اور طرح طرح کے ہم مین تم مین معاملات مہر و محبت درپیش آئے شعر کہے دیوان جمع کئے اُسی زمانہ مین ایک بزرگ تھے کہ وہ ہمارے تمہارے دوست دلی تھے اور منشی نبی بخش اُن کا نام اور حقیر تخلص تھا۔ ناگاہ نہ وہ زمانہ رہا نہ وہ اشخاص نہ وہ معاملات نہ وہ اختلاط نہ وہ انبساط بعد چند مدت کے پھر دوسرا جنم ہم کو ملا اگرچہ صورت اس جنم کی بعینہ مثل پہلے جنم کے ہے یعنی ایک خط مین نے منشی نبی بخش صاحب کو بھیجا اُس کا جواب مجھکو آیا اور ایک خط تمہارا کہ تم بھی موسوم بہ منشی ہرگوپال و متخلص بہ تفتہ ہو آج آیا۔ اور مین جس شہر مین ہون اُس کا نام بھی دلی اور اُس محلہ کا نام بلی مارون کا محلہ ہے۔ لیکن ایک دوست اُس جنم کے دوستون مین سے نہین پایا جاتا۔ واللہ ڈھونڈھنے کو مسلمان اس شہر مین نہین ملتا۔ کیا امیر کیا غریب کیا اہل حرفہ اگر کچھ ہین تو باہر کے ہین۔ ہنوز البتہ کچھ کچھ آباد ہو گئے ہین اب پوچھو کہ تو کیونکر مسکن قدیم مین بیٹھا رہا۔ صاحب بندہ مین حکیم محمد حسن خان مرحوم کے مکان مین نو دس برس سے کرایہ کو رہتا ہون اور یہان قریب کیا بلکہ دیوار بدیوار ہین گھر حکیمون کے اور وہ نوکر ہین راجہ نرندر سنگھ بہادر والی پٹیالہ کے راجہ نے صاحبان عالیشان سے عہد لے لیا تھا کہ بروقت غارت دہلی یہ لوگ بچ رہین چنانچہ بعد فتح راجہ کے سپاہی یہان آبیٹھے اور یہ کوچہ محفوظ رہا ورنہ مین کہان اور یہ شہر کہان مبالغہ نہ جاننا۔ امیر غریب سب نکل گئے جو رہ گئے تھے وہ نکالے گئے۔ جاگیردار پنشن دار۔ دولتمند اہل حرفہ کوئی بھی نہین ہے۔ مفصل حال لکھتے ہوئے ڈرتا ہون۔ ملازمانِ قلعہ پر شدت ہے اور بازپرس اور دار و گیر مین مبتلا ہین مگر وہ نوکر جو اس ہنگام مین نوکر ہوئے ہین اور ہنگامے مین شریک رہے ہین۔ مین غریب شاعر دس برس سے تاریخ لکھنے اور شعر کی اصلاح دینے پر متعلق ہوا ہون خواہی اُس کو نوکری سمجھو خواہی مزدوری جانو۔ اس فتنہ و آشوب مین کسی مصلحت مین مین نے دخل نہین دیا صرف اشعار کی خدمت بجا لاتا رہا اور نظر اپنی بے گناہی پر شہر سے نکل نہین گیا میرا شہر مین ہونا حکام کو معلوم ہے۔ مگر چونکہ میری طرف بادشاہی دفتر مین سے یا مخبرون کے بیان

سے کوئی بات پائی نہین گئی لہذا طلبی نہین ہوئی ورنہ جہان بڑے بڑے جاگیردار بلائے ہوئے یا پکڑے ہوئے آئے ہین میری کیا حقیقت تھی۔ غرض کہ اپنے مکان مین بیٹھا ہون دروازہ سے باہر نہین نکل سکتا۔ سوار ہونا اور کہین جانا تو بہت بڑی بات ہے۔ رہا یہ کہ کوئی میرے پاس آوے شہر مین ہے کون جو آوے گھر کے گھر بے چراغ پڑے ہین۔ مجرم سیاست پاتے جاتے ہین۔ جرنیلی بندوبست یازدہم مئی سے آج تک یعنی شنبہ پنجم دسمبر ۱۸۵۷ء تک بدستور ہے کچھ نیک و بد کا حال مجکو نہین معلوم بلکہ ہنوز ایسے امور کی طرف حکام کو توجہ بھی نہین دیکھئے انجام کار کیا ہوتا ہے۔ یہان باہر سے اندر کوئی بغیر ٹکٹ کے آنے جانے نہین پاتا تم زنہار یہان کا ارادہ نہ کرنا۔ ابھی دیکھا چاہئیے مسلمانون کی آبادی کا حکم ہوتا ہی یا نہین بہرحال منشی صاحب کو میرا سلام کہنا اور یہ خط دکھا دینا۔ اس وقت تمہارا خط پہنچا اور اسی وقت مین نے یہ خط لکھ کر ڈاک کے ہرکارہ کو دیا۔

ایضاً آج سنیچر بار کو دوپہر کے وقت ڈاک کا ہرکارہ آیا اور تمہارا خط لایا۔ مین نے پڑھا۔ اور جواب لکھا اور کلیان کو دیا وہ ڈاک کو لے گیا خدا چاہے تو کل پہنچ جائے۔ مین تم کو لکھ چکا ہون کہ دلی کا قصد کیون کرو اور یہان آکر کیا کرو گے۔ بنک گھر مین سے خدا کرے تمہارا روپیہ مل جائے بھائی میرا حال یہ ہے کہ دفتر شاہی مین میرا نام مندرج نہین نکلا۔ کسی مخبر نے بہ نسبت میرے کوئی خبر بدخواہی کی نہین دی۔ حکام وقت میرا ہونا شہر مین جانتے ہین۔ فراری نہین ہون روپوش نہین ہون۔ بلایا نہین گیا۔ دار و گیر سے محفوظ ہون۔ کسی طرح کی باز پرس ہو تو بلایا جاؤن مگر ہان جیسا کہ بلایا نہین گیا خود بھی بروے کار نہین آیا۔ کسی حاکم سے نہین ملا۔ خط کسی کو نہین لکھا۔ کسی سے درخواست ملاقات نہین کی۔ مئی سے پنشن نہین پایا۔ کہو یہ دس مہینے کیون کر گزرے ہونگے۔ انجام کچھ نظر نہین آتا کہ کیا ہوگا۔ زندہ ہون مگر زندگی وبال ہے۔ ہرگوبند سنگھ یہان آئے ہوئے ہین ایک بار میرے پاس بھی آئے تھے۔ والدعا غالب۔ روز شنبہ۔ سی ام جنوری ۱۸۵۸ء۔ وقت نیمروز۔

ایضاً کیون صاحب روٹھے ہی رہوگے یا کبھی منو گے بھی۔ اور اگر کسی طرح نہین منتے تو روٹھنے کی وجہ تو لکھو۔ مین اس تنہائی مین صرف خطون کے بھروسے جیتا ہون یعنی جس کا خط آیا مین نے جانا کہ وہ شخص تشریف لایا۔ خدا کا احسان ہے کہ کوئی دن ایسا نہین ہوتا جو اطراف و جوانب سے دو چار خط نہین آرہتے ہون۔ بلکہ ایسا بھی دن ہوتا ہے کہ دو دو بار ڈاک کا ہرکارہ خط لاتا ہے ایک دو صبح کو اور ایک دو شام کو میری دل لگی ہوجاتی ہے دن اُن کے پڑھنے اور جواب لکھنے مین گزر جاتا ہے یہ کیا سبب دس دس بارہ بارہ دن سے تمہارا خط نہین آیا یعنی تم نہین آئے خط لکھو۔ صاحب نہ لکھنے کی وجہ لکھو آدھ آنے مین بخل نہ کرو ایسا ہی ہے تو بیرنگ بھیجو غالب سوموار ۲ دسمبر ۱۸۵۸ء

ایضاً مہاراج آپ کا مہربانی نامہ پہنچا۔ دل میرا اگرچہ خوش نہ ہوا لیکن نہ خوش بھی نہ رہا بہر حال مجکو کہ نالایق و ذلیل ترین خلائق ہون اپنا دعا گو سمجھتے رہو کیا کرون اپنا شیوہ ترک نہین کیا جاتا۔ وہ روش ہندوستانی فارسی لکھنے والون کی مجکو نہین آتی کہ بالکل بھاٹون کی طرح بکنا شروع کرین میرے قصیدے دیکھو تشبیب کے شعر بہت پاؤگے اور مدح کے شعر کمتر۔ نثر مین بھی یہی حال ہے۔ نواب مصطفےٰ خان کے تذکرے کی تقریظ کو ملاحظہ کرو کہ اُن کی مدح کتنی ہے۔ میرزا رحیم الدین بہادر حیا تخلص کے دیوان کے دیباچہ کو دیکھو۔ وہ جو تقریظ دیوان حافظ کے بموجب فرمایش جان جاکوب بہادر کے لکھی ہے اُس کو دیکھو کہ فقط ایک بیت مین اُنکا نام اور اُن کی مدح آئی ہے اور باقی ساری نثر مین کچھ اور ہی اور مطالب ہین واللہ باللہ اگر کسی شاہزادے یا امیرزادے کے دیوان کا دیباچہ لکھتا تو اُس کی مدح نہ کرتا کہ جتنی تمہاری مدح کی ہے ہم کو اور ہماری روش کو اگر پہچانتے تو اتنی مدح کو بہت جانتے۔ قصہ مختصر تمہاری خاطر کی اور ایک فقرہ تمہارے نام کا بدل کر اُس کی عوض ایک فقرہ اور لکھدیا ہے اس سے زیادہ یعنی میری روش نہین۔ ظاہرا تم خود فکر نہین کرتے اور حضرات کے بہکانے مین آجاتے ہو وہ صاحب تو بیشتر اس نظم و نثر کو مہمل کہین گے کسواسطے

کہ اُن کے کان اس آواز سے آشنا نہین۔ جو لوگ کہ قتیل کو اچھے لکھنے والون مین جانتے ہین وہ نظم و نثر کی خوبی کو پہچانین گے۔ ہمارے شفیق منشی نبی بخش صاحب کو کیا عارضہ ہے کہ جس کو تم لکھتے ہو ما ء الجبن سے بھی نہ گیا۔ ایک نسخہ طب محمد حسین خانی مین لکھا ہے اور وہ بہت بے ضرر اور سود مند ہے۔ مگر اثر اس کا دیر مین ظاہر ہوتا ہے وہ نسخہ یہ ہے کہ پان سات سیر پانی لیوین اور اُس مین سیر بھر چھیچے تولہ بھر چوب چینی کوٹ کر ملا دین اور اُس کو جوش کرین اس قدر کہ چہارم پانی جل جاوے پھر اُس باقی پانی کو چھان کر کوری ٹھلیا مین بھر رکھین اور جب باسی ہو جاوے اُسکو پئیں جو غذا کھایا کرتے ہین کھایا کرین۔ پانی دن رات جب پیاس لگے یہی پئین تبرید کی حاجت پڑے اسی پانی مین پئین روز جوش کرو اگر جینوا کر رکھو چھوڑ برس دن مین اس کا فائدہ معلوم ہوگا میر اسلام کہکر یہ نسخہ عرض کر دینا آگے اُن کو اختیار ہے۔

ایضاً تمہارا خط پہنچا مجکو بہت رنج ہوا واقعی اُن چھوٹے لڑکون کا پالنا بہت دشوار ہوگا دیکھو مین بھی تو اسی آفت مین گرفتار ہون۔ صبر کرو اور صبر نہ کروگے تو کیا کروگے کچھ بن نہین آتی مین مسہل پین ہون یہ نہ سمجھنا کہ بیمار ہون حفظ صحت کے واسطے مسہل لیا ہے تمہارے اشعار غور سے دیکھ کر بھائی منشی نبی بخش صاحب کے پاس لفافہ تمہارے نام کا بھیج دیا ہے جب تم آؤگے تب وہ تم کو دین گے۔ جہان جہان تردد و تامل کی جگہ تھی وہ ظاہر کر دی ہی اور باقی سب اشعار بدستور رہنے دئے ہین اب تمکو یہ چاہیئے کہ کول پہنچ کر مجکو خط لکھو اس لفافہ کی رسید اور اپنا سارا حال مفصل لکھو اس مین تساہل نہ کرو۔ بابو صاحب کے خط کا جواب اجمیر کو روانہ کر دیا جائے گا آپ کی خاطر جمع رہے زیادہ اس سے کیا لکھون۔ اسد اللہ

ایضاً صاحب تم نے لکھا تھا کہ مین جلد آگرہ جاؤنگا تمہارے اس خط کا جواب نہ لکھ سکا جواب تو لکھ سکتا تھا مگر کلیان کا پانو سوجھ گیا تھا وہ چل نہین سکتا تھا۔ مسلمان آدمی شہر مین ٹکٹ پر بن ٹکٹ بھیج نہین سکتا ناچار تم کو خط نہ بھیج سکا۔ بعد چند روز کے جو کہار اچھا ہوا تو مین تمکو آگرہ مین سمجھکر سکندرآباد خط نہ بھیج سکا۔ مولوی قمرالدین خان کے خط مین تمکو سلام لکھا۔ کل

اُن کا خط آیا وہ لکھتے ہین کہ میرزا تفتہ ابھی یہان نہین آئے اس واسطے آج یہ رقعہ تمکو بھیجا ہون۔ میرا حال بدستور ہے دیکھیے خدا کو کیا منظور ہے۔ حاکم اکبر نے اگر کوئی نیا بندوبست جاری نہین کیا۔ یہ صاحب میرے آشنائے قدیم ہین مگر مین مل نہین سکتا خط بھیجا ہے ہنوز کچھ جواب نہین آیا۔ تم لکھو کہ اکبرآباد کب جاؤگے۔ والدعا۔ غالب جمعہ ۵ مارچ ۱۸۵۸ء

ایضاً صاحب میرٹھ سے آکر تمکو خط لکھ چکا ہون شاید نہ پہنچا ہو۔ اس واسطے ازروے احتیاط لکھتا ہون کہ نواب مصطفے خان کے ملنے کو بسبیل ڈاک میرٹھ گیا اور سہ شنبہ کے دن دلی آگیا اور چارشنبہ کے دن تمکو خط بھیجا۔ کل آخر روز راجہ امید سنگھ بہادر میرے گھر آئے تھے تمہارا خط اُنکے دکھانے کو رکھ چھوڑا تھا وہ انکو دکھایا۔ پڑھ کر یہ فرمایا کہ کسی اور شہر مین قصد اقامت نہین ہے نیا ایک تکیہ بنایا چاہتا ہون آدمی بندرابن گئے ہین کوئی مکان مول لین گے وہان اپنی وضع پر رہون گا۔ میرا سلام لکھنا اور یہ پیام لکھنا کہ آپ کا کلام بمبئی تک پہنچ گیا اب طہران کو بھی روانہ ہوجائے گا ؎

سواد ہند گرفتی بہ نظم خود تفتہ	بیا کہ نوبت شیراز و وقت تبریز است

صبح یکشنبہ۔ سی ام جنوری ۱۸۵۹ عیسوی۔

ایضاً از عمر و دولت برخوردار باشند۔ بدھ کا دن تیسری تاریخ فروری کی ڈیڑھ پہر دن باقی رہے ڈاک کا ہرکارہ آیا اور خط مع رجسٹری لایا۔ خط کھولا سو روپیہ کی ہنڈوی بل جو کچھ کیئے وہ ملا۔ ایک آدمی رسید مہری لے کرنیل کے کیڑے چلا گیا سو روپے چہرہ شاہی لے آیا۔ آنے جانے کی دیر ہوئی اور بس چوبیس روپیے للعہ داروغہ کی معرفت اُٹھے تھے وہ دیے گئے پچاس روپے محل مین بھیج دئے چھبیس روپیے عہ باقی رہے وہ بکس مین رکھ لئے روپیہ کے رکھنے کے لیے بکس کھولا تھا سو یہ رقعہ بھی لکھ لیا۔ کلیان سودا لینے بازار گیا ہوا ہے اگر جلد آگیا تو آج ورنہ کل یہ خط ڈاک مین بھیج دونگا۔ خدا تمکو جیتا رکھے اور اجر دے۔ بھائی بری آبنی ہی انجام اچھا نظر نہین آتا قصہ مختصر یہ کہ قصہ تمام ہوا۔ غالب۔ چارشنبہ ۳ فروری ۱۸۵۸ء وقت دوپہر۔

ایضاً صاحب تمہارا خط میرٹھ سے آیا مرآۃ الصحائف کا تماشا دیکھا سنبلستان کا چھاپا خدا تمکو مبارک کرے اور خدا ہی تمہاری آبرو کا نگہبان رہے بہت گزر گئی ہے۔ تھوڑی رہی ہے۔ یہ بھی گزری۔ ابھی گزر جائے گی۔ مین تو یہ کہتا ہون کہ عرفی کے قصائد کی شہرت سے عرفی کے کیا ہاتھ آیا جو میرے قصائد کے اشتہار سے مجکو نفع ہوگا سعدی نے بوستان سے کیا پھل پایا جو تم سنبلستان سے پاؤ گے اللہ کے سوا جو کچھ ہے موہوم و معدوم ہے نہ سخن ہے نہ سخنور ہے نہ قصیدہ ہے نہ قصد ہے لا موجود الا اللہ۔ جناب بھائی صاحب یعنی نواب مصطفی خان بہادر سے ملاقات ہو تو میرا سلام کہہ دینا ہمشیرہ کی پنشن کا جاری ہوجانا بہت خوشی کی بات ہے مگر خوشی سے تعجب زیادہ ہے کیا عجب ہے کہ اس سے بھی زیادہ خوشی اور زیادہ تعجب کی بات روے کار آوے یعنی آپکا پنشن بھی واگزاشت ہوجاوے اللہ اللہ اللہ۔ صبح یکشنبہ ۲۰ جنوری

ایضاً بھائی مین نے دلی کو چھوڑا اور رامپور کو چلا۔ پنجشنبہ ۱۹ کو مراد نگر۔ اور جمعہ ۲۰ کو میرٹھ پہنچا۔ آج شنبہ ۲۱ کو بھائی مصطفی خان کے کہنے سے مقام کیا۔ یہان سے یہ خط تمکو لکھ کر بھیجا کل شاہجہانپور پرسون گڈھ مکتیسر رہونگا۔ پھر مراد آباد ہوتا ہوا رامپور جاؤنگا۔ اب جو مجکو خط بھیجو رامپور بھیجنا۔ سرنامہ پر رامپور کا نام اور میرا نام کافی ہے۔ اب اسی قدر لکھنا کافی تھا۔ باقی جو کچھ لکھنا ہے وہ رامپور سے لکھونگا۔ راقم غالب۔ مرقومہ چاشتگاہ شنبہ ۲۱ جنوری سنہ ۱۸۶۰ع

ایضاً برخوردار سعادت آثار منشی ہرگوپال سلمہ اللہ تعالی۔ اس سے آگے تمکو حالات مجمل لکھ چکا ہون ہنوز کوئی رنگ قرار نہین پایا۔ بالفعل نواب لفٹنٹ گورنر بہادر مرادآباد اور وہان سے رامپور آئینگے بعد اُنکے جانے کے کوئی طور اقامت یا عدم اقامت کا ٹھہریگا منظور مجکو یہ ہے کہ اگر یہان رہنا ہوا تو فوراً تمکو بلا لونگا جو دن زندگی کے باقی ہین وہ باہم بسر ہوجائین والدعا۔ راقم غالب یکم مارچ سنہ ۱۸۶۰ع

ایضاً میرزا تفتہ کو دعا پہنچے۔ بہت دن سے خط کیون نہین لکھا۔ اگر مین ہو یا نہین میرزا حاتم علی صاحب کا شفقت نامہ آیا یہان سے اُس کا جواب بھیجا گیا وہان سے اُس کا جواب آگیا میر مکرم حسین صاحب کا خط پرسون آیا دو چار دن مین اس کا جواب لکھونگا۔ میرا حال بدستور ہے

ع نہ نوید کامیابی نہ نہیب نامیدی + بھائی صاحب کا خط کئی دن ہوئے کہ آیا ہے اور
وہ میرے خط کے جواب میں ہے: دو ایک دن کے بعد جب جی باتیں کرنے کو چاہے گا تب
اُن کو خط لکھون گا تم اگر ملو تو اُن سے کہہ دینا کہ بھائی قاسم علی خان کے شعر نے مجکو بڑا
مزا دیا۔ حسن اتفاق یہ کہ کئی دن ہوئے تھے جو مین نے ایک ولایتی چغہ اور ایک شالی رومال
ڈھائی گز اولال کو دیا تھا اور وہ اُس وقت روپیہ لے کر آیا تھا۔ مین روپیہ لے کر اور خط
پڑھ کر خوب ہنسا کہ خط اچھے وقت آیا۔ غالب ۱۸ جولائی ۱۸۵۹ء

ایضاً صاحب تم تو اپچھے خاصے عارف اور تمہارا کشف سچا ہے۔ مین راہ دیکھ رہا تھا کہ
تمہارا خط آئے تو جواب لکھون کل تمہارا خط شام کو آیا آج صبح کو جواب لکھا گیا بات یہ ہے کہ
نامور آدمی کے واسطے محلہ کا پتہ ضرور نہین۔ مین غریب آدمی ہون مگر فارسی انگریزی جو خط
میرے نام کے آتے ہین تلف نہین ہوتے بعض فارسی خط پر تا محلہ کا نہین ہوتا۔ اور انگریزی
خط پر تو مطلق پتا ہوتا ہی نہین۔ شہر کا نام ہوتا ہے تین چار خط انگریزی ولایت سے مجھ کو
آئے جانے اُن کی بلا کہ بلی ماردن کا محلہ کیا چیز ہے وہ تو بہ نسبت میرے بہت بڑے
آدمی ہین۔ سیکڑون خط انگریزی ہر روز اُن کو آتے ہین خلاصہ یہ کہ مین نے پھر اُن کے
پاس آدمی بھیجا اور آپ کا خط اپنے نام کا بھیج دیا۔ اُنھون نے میرے آدمی سے کہا کہ
نواب صاحب کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ مین اس کا جواب کیا لکھون محلے کا پتا آپ ہی
لکھ بھیجیے سو مین پہلے امر واقعی تمکو لکھکر تمہاری خواہش کے موافق لکھتا ہون۔ اُن کے
مکان کا پتا بلی ماردن کا محلہ دسون کا کوچہ۔ دستنبو کا حال یہ ہے کہ مین نے ایک بار
سات روپیہ کی ہنڈوی بھیج کر بارہ جلدین اور ایک جنتری اُن سے منگوائی پھر اُن کو
دام کے ٹکٹ بھیج کر دو جلدین لکھنو کو اُنھین کے ہاتھون وہین سے بھجوائین اور اُسکے
بعد پھر ۱۸ کے ٹکٹ بھجوا کر دو جلدین وہین سے سر دھنے کو بھجوائین۔ غرض اس تحریر سے
یہ ہے کہ مین بعد اُس پچاس جلد کے سولہ جلدین اور اُن سے لے چکا ہون مگر نقد۔ ہرگز

قرض مین تے نہین منگواے ہین۔ایک بار ہنڈوی اور دو بار ٹکٹ بھیج چکا ہون تم کو میری جان کی قسم بہس طور پر اُن کو لکھ بھیجنا کہ غالب نے کتنی کتابین منگوائی ہین۔ اور نقد منگوائی ہین یا قرض اور جو وہ لکھین مجکو لکھ بھیجنا۔ بشنبہ ۱۹ فروری ۱۸۵۹ء۔ غالب۔

ایضاً صاحب ہم تمہارے اخبار نویس ہین اور تمکو خبر دیتے ہین کہ برخوردار میر بادشاہ آئے ہین اُنکو دیکھکر خوش ہوا وہ اپنے بھائیون سے مل کر شاد ہوئے۔ تمہارا حال سن کر مجکو رنج ہوا کیا کرون نہ اپنے رنج کا چارہ کر سکتا ہون نہ اپنے عزیزون کی خبر لے سکتا ہون ع ہر انچہ ساقی ما ریخت عین الطاف است + آج جو تھا دن ہے یعنی منگل کے دن کوئی پہر بھر دن چڑھا ہوگا کہ راجہ امید سنگھ بہادر ناگاہ میرے گھر تشریف لائے پوچھا گیا کہ کہان سے آئے ہو فرمایا کہ آگرہ سے آتا ہون۔ بساون کی گلی مین جو حکیمون کی گلی کے قریب ہے جو اس صاحب کی کوٹھی اُنھون نے مول لی ہے اور اُس کے قریب کی زمین افتادہ بھی خریدی ہے اور اُس کو بنوا رہے ہین۔ تمہارا مین نے ذکر کیا کہ ہر خط مین تم کو پوچھتے ہین اور لکھتے ہین کہ مین نے کئی خط بھیجے جواب نہین آیا بولے کہ ایک خط اُن کا آیا تھا اُس کا جواب لکھ چکا ہون۔ پھر اُن کا کوئی خط نہین آیا۔ بہرحال میرے چھوڑے نکل رہے ہین مین بازدید کو نہین گیا۔ شاید وہ آج گئے ہون یا جاوین پھر اکبر آباد کو جائین گے مین آج آدمی اُن کے پاس بھیجون گا۔ کل مرزا حاتم علی مہر کا خط آیا تھا تم کو بہت پوچھتے تھے کہ آیا میرزا تفتہ کہان ہین اور کس طرح ہین بھائی اُن کو خط لکھ بھیجو۔ محررہ ۔ ۱۷ جون ۱۸۵۹ء

ایضاً صاحب تمہارا خط آیا دل خوش ہوا تمہاری تحریر سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمکو آگرہ سے کتابونکا منگوانا بے ارسال قیمت مظنون ہے چنانچہ جو تصنیف تم نے لکھا ہے بھائی کیا مین تمکو جھوٹ لکھونگا اور شیونراین نے اگر ذکر ارسال قیمت کا نہین لکھا کہ بے ارسال قیمت منگوائی ہین تمکو میرے سر کی قسم اور میری جان کی قسم شیونراین سے اتنا پوچھو کہ اُس پچاس جلد کے بعد کی جلدین غالب نے اور منگوائین اور قیمت بھیج کر منگوائین یا قیمت اُس سے لینی ہے۔ دیکھو مین نے

قسم لکھی ہے یون ہی عمل مین لانا۔ راے امید سنگھ صاحب یہین ہین مجھسے ان دونون مین ملاقات نہین ہوئی جو تمھارے خط کا ذکر آیا یقین ہے کہ پہنچ گیا ہوگا۔ اور یہ جو تم نے مجکو لکھا تھا کہ اگر دسون کا کوچہ چھٹے گا تو وہ خط تیرے پاس آئیگا سو وہ میرے پاس نہین آیا۔ صاحب تم کو وہم کیون ہے ایک امیر نامور آدمی ہے اُس کے نام کا خط کیون نہ پہنچیگا ایضاً اجی مرزا تفتہ۔ بھائی منشی نبی بخش صاحب کو تمھارے حال کی بڑی پرسش ہے تم نے اُن کو خط لکھنا کیون موقوف کیا ہے وہ مجکو لکھتے تھے کہ اگر آپ کو مرزا تفتہ کا حال معلوم ہو تو مجکو ضرور لکھیے گا۔ غالب یکشنبہ ۱ فروری ۱۸۵۹ء

ایضاً کیون مرزا تفتہ تم بے وفا یا مین گناہ گار یہ بھی تو مجکو معلوم نہین کہ تم کہان ہو۔ ابھی ایک صاحب میری ملاقات کو آئے تھے تقریباً تمھارا ذکر درمیان آیا وہ کہنے لگے کہ وہ کول مین ہین اب مین حیران ہون کہ خط کول بھیجون یا سکندرآباد۔ اگر کول بھیجون تو مسکن کا پتہ کیا لکھون بہرحال سکندرآباد بھیجتا ہون خدا کرے پہنچ جائے۔ تمھارا دیوان بطریق پارسل میرے پاس آیا مین نے ہرکارے کو راجہ امید سنگھ بہادر کے گھر کا پتہ بتا کر وہان بھجوا دیا یقین ہے کہ پہنچ گیا ہوگا۔ پانچ چار دن سے سنتا ہون کہ وہ متھرا اور اکبرآباد کی طرف گئے ہین مجھسے مل کر نہین گئے۔ بہرحال اس خط کا جواب جلد لکھو اور ضرور لکھو۔ بھائی تم سیاح آدمی ہو جہان جایا کرو مجکو لکھ بھیجا کرو کہ مین وہان جاتا ہون۔ یا جہان جاؤ وہان سے خط لکھو۔ تمھارے خط کے نہ آنے سے مجھے تشویش رہتی ہے میری تشویش تم کو کیون پسند ہے۔ محررہ یکشنبہ ۲۷ مارچ ۱۸۵۹ء۔ غالب۔

ایضاً شنبہ ششم مئی ۱۸۶۰ء ہنگام نیمروز۔ بھائی آج اسوقت تمھارا خط پہنچا۔ پڑھتے ہی جواب لکھتا ہون۔ زرسہ سالہ مجتمعہ ہزار مین کہان سے ہوئے سات سو پچاس روپیے سال پاتا ہون تین برس کے دو ہزار دو سو پچاس ہوئے سو روپیے مجھے مدد خرچ ملے تھے وہ کٹ گئے۔ ڈیڑھ سو متفرقات مین گئے رہے دو ہزار روپیے میرا مختار کار ایک بنیا ہے اور مین اُس کا قرضدار قدیم ہون اب جو وہ دو ہزار لایا اُس نے اپنے پاس رکھ لئے اور مجھ سے کہا کہ میرا حساب کیجئے

سات لکم پندرہ سو اُس کے سودمول کے ہوئے - قرض متفرق کا اسی سے حساب کروایا - گیارہ سو کئی روپیے وہ نکلے - پندرہ اور گیارہ - ۲۶ سو ہوئے اصل ہین یعنی دو ہزار مین چھ سو کا گھاٹا وہ کہتا ہے پندرہ سو میرے دیدو پان سو سات روپیے باقی کے تم لے لو - مین کہتا ہون متفرقات گیارہ سو چکا دے تو سو باقی رہے - آدھے تو لے - آدھے مجکو دے یہ سون چوتھی کو وہ روپیے لایا ہے کل تک قصہ نہین چکا مین جلدی نہین کرتا دو ایک مہاجن بیچ مین ہین ہفتہ بھر مین جھگڑا فیصل ہو جائے گا - خدا کرے یہ خط تمکو پہنچ جائے جس دن برات سے پھر کر آؤ اسی دن مجکو اپنے ور دو مسعود کی خبر دینا - والدعا - غالب -

ایضاً نور نظر و لخت جگر مرزا تفتہ تم کو معلوم رہے کہ راے صاحب مکرم و معظم راے امید سنگھ بہادر یہ رقعہ تم کو بھیجین گے تم اسی رقعہ کو دیکھتے ہی اُن کے پاس حاضر ہونا اور جب تک وہان رہین تب تک حاضر ہوا کرنا - اور دستنبو کے باب مین جو اُن کا حکم ہو بجالانا اُن کو پڑھا بھی دینا اور فی جلد کا حساب سمجھا دینا - پچاس جلد کی قیمت عنایت کرین گے وہ لے لینا - جب کتاب چھپ چکے دس جلدین راے صاحب کے پاس اندور بھیج دینا اور چالیس جلدین بموجب اُن کے حکم کے میرے پاس ارسال کرنا اور وہ جو مین نے پانچ جلدکی آرایش کے باب مین تمکو لکھا ہے اُس کا حال مجکو ضرور لکھنا - ہان صاحب ایک رباعی میرے سہو سے رہ گئی ہے اُس رباعی کو چھاپا ہونے سے پہلے حاشیہ پر لکھ دینا جہان یہ فقرہ ہے نے نے اختر بخت خسرو در بلندی بجاے رسید کہ رخ از خاکیان نہفت سے

جائے کہ ستارہ شوخ چشمی ورزد
خورشید ز اندیشۂ جادر گردش

افسر افسار و گرزن ارزن ارزد
بر چرخ نہ بینی کہ چسان مے لرزد

چونکہ حاشیہ معنی لغات سے بھرا ہوا ہے تو تم اس فقرے کے آگے نشان بنا کر اوپر کے حاشیہ پر رباعی لکھدینا - اور حاشیہ مین پر جہان اور معنی لکھے ہوئے ہین وہان رباعی کے لغات کے معنی خفی قلم سے لکھ دینا افسر - افسار - گرزن بہ ہردو فتحہ جادر گردش - غالب نگاشتہ ۱۲ - اگست ۱۸۵۸ع

ایضاً میرزا تفتہ تمہارا خط آیا فقیر کو حقیر کا حال معلوم ہوا - خدا فضل کرے اگر تم اس راز کے اظہار کو منع نہ کرتے تو بھی میرا شیوہ ایسا لغو نہین ہے کہ مین اُن کو لکھتا - لکھتے ہو کہ میرزا مہر کے دو چار روپیے زائد صرف ہوگئے تو کیا اندیشہ ہے - حال یہ ہے کہ مین نے اُن سے استفسار کیا تھا اُنہون نے مجکو لکھا کہ کتابون کی درستی مین وہی بارہ روپیے صرف ہوئے ہین - محصول کی ایک رقم خفیف اگر مین نے اپنے پاس سے دی تو اس کا کیا مضایقہ مجکو تمہارا قول مطابق واقع نظر آتا ہے - البتہ اُن کے دو تین روپیے اُٹھ گئے ہون گے لالہ گنگا پرشاد شاد تخلص اپنے کو تمہارا شاگرد بتاتے ہین مگر ریختہ کہتے ہین - کئی دن ہوئے کہ یہان آئے اور بالمکند بےصبر کی غزلین اصلاح کو لائے وہ دیکھ کر اُن کو حوالے کر دین ہنری اسٹوارٹ ریڈ صاحب ممالک مغربی کے مدرسون کے ناظم اور گورنمنٹ کے بڑے مصاحب ہین امن کے دنون مین ایک ملاقات میری اُن کی ہوئی تھی مین نے اب ایک کتاب سادہ بے جلد اُن کو بھیجی تھی کل اُن کا خط مجھ کو اُس کتاب کی رسید مین آیا - بہت تعریف لکھتے تھے اور ہان بھی ایک تماشا اور ہے وہ مجکو لکھتے تھے کہ یہ دستنبو پہلے اس سے کہ تم بھیجو مطبع مفید خلائق نے ہمارے پاس بھیجی ہے اور ہم اس کو دیکھ رہے اور خوش ہو رہے تھے کہ تمہارا خط مع کتاب کے پہنچا اُن کے اس لکھنے سے یہ معلوم ہوا کہ مطبع مین سے گورنر کی نذر بھی ضرور گئی ہوگی کیا اچھی بات ہے کہ وہان بھی میرے بھیجنے سے پہلے میرا کلام پہنچ جائیگا مین چیف کمشنر پنجاب کو یہ کتاب بھیج چکا ہون اور نواب گورنر کی نذر اور ملکہ کی نذر اور سکرٹرون کی نذر یہ پارسل انشاء اللہ تعالی آج روانہ ہو جائین گے - دیکھون چیف کمشنر کیا لکھتے ہین اور گورنر کیا فرماتے ہین ؎

تا نہال دوستی کے بر دہد — حالیا رفتیم و تخمے کاشتیم

شنبہ ۲۷ نومبر ۱۸۵۸ء - غالب -

ایضاً میرزا تفتہ صاحب پرسون تمہارا دوسرا خط پہنچا تم سے بردا کیا ہے ایک فتوح کا منتظر

جوان اشعار میں نے اپنے ضمیمہ مین تم کو شریک کر رکھا ہے۔ زمانہ فتوح کے آنے کا قریب آگیا ہے انشاء اللہ خط میرا مع حصہ فتوح جلد پہنچے گا۔ پنڈت بدری ناتھ یا بدری داس ڈاک منشی کرنال باآنکہ مجھ سے اُس سے ملاقات ظاہری نہین ہے مگر مین جب جیتا تھا تو وہ اپنا کلام میرے پاس اصلاح کیواسطے بھیجتا تھا بعد اپنے مرنے کے مین نے اس کو لکھ بھیجا کہ اب تم اپنا کلام منشی ہرگوپال تفتہ کے پاس بھیج دیا کرو اب تمکو بھی لکھتا ہون کہ تم میرے اس لکھنے کی اُن کو اطلاع لکھو۔ مین زندہ ہون اوپر کے ملبر مین جو اپنے کو مردہ لکھا ہے وہ باعتبار ترک اصلاح نظم لکھا ہے ورنہ زندہ ہون مردہ نہین بیمار بھی نہین۔ بوڑھا ناتوان مفلس قرضدار کانون کا بہرا قسمت کا بے بہرہ زیست سے بیزار مرگ کا امیدوار غالب۔

ایضاً بھائی تم سچ کہتے ہو کہ بہت مسودے اصلاح کے واسطے فراہم ہوئے ہین مگر یہ نہ سمجھنا کہ تمہارے ہی قصائد پڑے ہین۔ نواب صاحب کی غزلین بھی اسیطرح دھری ہوئی ہین برسات کا حال تمہین بھی معلوم ہے اور یہ بھی تم جانتے ہو کہ میرا مکان گھر کا نہین ہے کرایہ کی حویلی مین رہتا ہون جولائی سے مینہ شروع ہوا شہر مین سیکڑون مکان گرے اور مینہ کی نئی صورت دن رات مین دو چار بار برسے اور ہر بار اس زور سے کہ ندی نالے بہ نکلین بالاخانہ کا جو دالان میرے بیٹھنے اُٹھنے سونے جاگنے جینے مرنے کا محل اگرچہ گرا نہین لیکن چھت چھلنی ہوگئی کہین لگن کہین چلمچی کہین اُگالدان رکھ دیا۔ قلمدان کتابین اُٹھا کر توشہ خانے کی کوٹھری مین رکھ دیے مالک مرمت کی طرف متوجہ نہین۔ کشتی نوح مین تین مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اب نجات ہوئی ہے نواب صاحب کی غزلین اور تمہارے قصائد دیکھے جائینگے میر بادشاہ میرے پاس آئے تھے تمہاری خیر و عافیت اُن سے معلوم ہوئی تھی۔ میر قاسم علی صاحب مجھ سے نہین ملے پرسون سے نواب مصطفےٰ خان صاحب یہان آئے ہوئے ہین ایک ملاقات اُن سے ہوئی ہے ابھی یہین رہین گے بیمار ہین احسن اللہ خان معالج ہین فصد ہوچکی ہے جونکین لگ چکی ہین۔ اب مسہل کی فکر ہے۔ سوا اس کے سب طرح خیر و عافیت ہے مین ناتوان بہت ہوگیا ہون گویا صاحب فراش

ہون کوئی شخص نیا تکلف کی ملاقات کا آجائے تو اٹھ بیٹھتا ہون ورنہ پڑا رہتا ہون لیٹے لیٹے خط لکھتا ہون لیٹے لیٹے مسودات دیکھتا ہون - اسد اللہ - صبح جمعہ ۱۴ - ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۶۲ع

ایضاً پرسون تمہارا خط آیا حال جو معلوم تھا وہ پھر معلوم ہوا غزلین دیکھ رہا تھا آج شام کو دیکھنا تمام ہوا تھا غزلون کو رکھ دیا تھا چاہتا تھا کہ اُن کو بند کر کے رہنے دو لون کل نو بجے دس بجے ڈاک مین بھیج دون - خط کچھ ضرور نہین مین اسی خیال مین تھا کہ ڈاک کا ہرکارہ آیا جانی جی کا خط لایا اُس کو پڑھا اب مجکو ضرور ہوا کہ خلاصہ اُس کا تم کو لکھون یہ رقعہ لکھا خلاصہ بطریق ایجاز یہ ہے کہ عرضی گزری دیوان گزرا راول جی کے نام کا خط گذرا راجہ صاحب دیوان کے دیکھنے سے خوش ہوئے جانی جی نے جو ایک معتمد اپنا سعد اللہ خان وکیل کے ساتھ کر دیا ہے وہ منتظر جواب کا ہے - راول جی نئے اجنٹ کے استقبال کو گئے ہین اور اب اجنٹ علاقہ جےپور کی راہ سے نہین آتا - آگرہ اور گوالیار - کرولی ہوتا ہوا اجمیر آئے گا - اور اس راہ مین جےپور کا عمل نہین - پس چاہیے کہ راول جی آئے پھر آوین اُن کے آئے پر عرضی کا جواب ملے گا اور اس مین دیوان کی رسید بھی ہوگی - بھائی جانی جی تم کو بہت ڈھونڈھتے اور تمہارے بغیر بہت بے چین ہین - مین نہ تمکو کچھ کہہ سکتا ہون نہ اُن کو سمجھا سکتا ہون - تم وہ کرو کہ جس مین سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے ہان یہ بھی جانی جی نے لکھا تھا کہ بہت دن کے بعد منشی جی کا خط آیا ہے - اسد اللہ

ایضاً بھائی پرسون شام کو ڈاک کا ہرکارہ آیا اور ایک خط تمہارا اور ایک خط جانی جی کا لایا تمہارے خط مین اوراق اشعار اور بابو صاحب کے خط مین جےپور کے اخبار دو دن سے مجکو وجع المفاصل ہے اور مین بہت بے چین ہون ابھی اشعار کو دیکھ نہین سکتا بابو صاحب کے بھیجے ہوئے کاغذ تمکو بھیجتا ہون اشعار بعد دو چار روز کے بھیجے جاوینگے - اسد اللہ مرسلہ جمعہ ۲۵ فروری سنہ ۱۸۵۳ع

ایضاً صاحب تمہارا خط آیا حال معلوم ہوا

جہانیان ز تو برگشتہ اند گر غالب
ترا چہ باک خدائے کہ داشتی داری

خدا کے واسطے میرے باب مین لوگون نے کیا خبر مشہور کی ہے - بہ نسبت حکیم احسن اللہ خان کے

جو بات مشہور ہے وہ محض غلط ہاں مرزا الہی بخش جو شاہزادون مین ہین اُن کو حکم کراچی بندر جانے کا ہے اور وہ انکار کر رہے ہین دیکھئے کیا ہو حکیم جی کو اُن کی حویلیان مل گئی ہین اب وہ مع قبائل اُن مکانون مین جا رہے ہین اتنا حکم اُن کو ہے کہ شہر سے باہر نہ جائین ہائے ع توبیکسی و غریبی ترا کہ مے پرسد * نہ جزا نہ سزا نہ نفرین نہ آفرین نہ عدل نہ ظلم نہ لطف نہ قہر ۵ا دن پہلے تک دن کو روٹی رات کو شراب ملتی تھی اب صرف روٹی ملے جاتی ہے شراب نہین - کپڑا ایام تنعم کا بنا ہوا ابھی ہے اس کی کچھ فکر نہین ہے مگر تم کو میرے سر کی قسم یہ لکھ بھیجو کہ میری خبر تم نے کیا سنی مجھے اُس کے معلوم ہونے سے مزا ملے گا -

غالب - شنبہ ۵ نومبر ۱۸۵۹ع

ایضاً صاحب عجب اتفاق ہے آج صبح کو ایک خط تمکو اور ایک خط جاگیرے گانو کی تہنیت مین اپنے شفیق کو ڈاک مین بھیج چکا تھا کہ دوپہر کو رضی الدین نیشاپوری کا کلام ایک شخص بیچتا ہوا لایا مین تو کتاب کو دیکھ لیتا ہون مول نہین لیتا - قضارا جب مین نے اُس کو کھولا اُسی ورق مین یہ مطلع نکلا ؎

اگر بہ گنج گہر میلم او فتاد چہ باک	کفِ جواد ترا از برائے آن دارم

چاہتا تھا کہ تم کو لکھون کہ ناگاہ تمہارا خط آیا مجکو لکھنا ضرور ہوا آج تمہین دو خط بھیجے ہین ایک تو صبح کو بوسٹ پیڈ اور ایک اب بارہ پر تین بجے بیرنگ - اس شعر کو اب چاہو رہنے دو - اے اے تم بھائی سے ملے غیاث اللغات کھلوائی جواد کا لغت دیکھا مگر میرا ذکر نہ کیا کہ وہ تمہارا جو بیا حال ہے دستنبو اور اُسکے چھاپے کا ذکر نہ کیا البتہ تم ذکر کرتے تو وہ دونون باب مین کچھ فرماتے اور مجکو دعا سلام کہہ دیتے - چونکہ تم نے اپنے خط مین کچھ نہین لکھا اس سے معلوم ہوا کہ بھائی کچھ نہین کہا - اگر اُنہون نے کچھ نہین کہا تو اُن کا ستم اور اگر اُن کا کہا ہوا تم نے نہین لکھا تو تمہارا کرم بہرحال خوب مصرع حافظ کا تم نے مجکو یاد دلایا ہے ع یارب مباد کس را مخدوم بے عنایت خواہی تم خواہی منشی نبی بخش سلمہ اللہ تعالیٰ یہ یاد رہے یہ مصرع اگر مجھ پر زنجیر سے باندھو گے

تو بھی نہیں بندے گا۔ اگر دستنبو کو سراسر غور سے دیکھو گے تو اپنا نام پاؤ گے اور یہ بھی جانو گے کہ وہ تحریر تمہاری اس تحریر سے سو برس پہلے کی ہے۔ آخر روز دوشنبہ ۲۳۔ اگست۔

ایضاً جان من وجانان من کل مین نے تمکو سکندرآباد مین سمجھ کر خط بھیجا۔ شام کو تمہارا خط آیا معلوم ہوا کہ تم اکبرآباد پہنچے خیر وہ خط پوسٹ ہیڈ ہوگیا ہے شاید الٹا نہ پھرے اگر پھر آئے گا تو خیر آج یہ خط تمکو اکبرآباد بھیجتا ہون پہنچنے پر جواب لکھنا۔ تقطیع رباعی کی بہت خوب۔ مگر خیر ہر ایک بات کا وقت ہے ہم کو ہر طرح لطف صحبت اور لطف شعر اٹھا لینا۔ بھائی منشی نبی بخش صاحب کے نام کا خط پڑھکر اُن کو دیدینا اور اُس کا مضمون معلوم کر لینا۔ جس حاکم کو مین نے خط اور قطعہ بھیجا ہے آسکے سررشتہ دار کوئی صاحب ہین۔ من بھول اُن کا نام ہے مجھ سے ناآشناے محض ہین۔ اگر تعارف ہوتا تو استدعا کرتا کہ اس تحریر کو پیش کیجئے۔ کاش تم سے آشنائی ہوتی تو تمہین اوپرا اوپر ایک خط لکھکر اُن کو بھیج دیتے کہ غالب ایک فقیر گوشہ نشین اور بے گناہ محض اور واجب الرحم ہے اس کے حصول مطالب مین سعی سے دریغ نکرنا ؎

چرخ کج رو را اگر دانیم کز یاران کیست	سے توان آورد استغنا سفارش نامۂ

باقی جو حال ہے وہ بھائی کے نام کے ورق مین لکھ چکا ہون۔ تم پڑھ لوگے دوبارہ لکھنا کیا ضرور۔ شنبہ ۶ مارچ ۱۸۵۸ع۔ جواب طلب۔

ایضاً میرے مہربان میری جان میرزا تفتہ سخندان تمہارا سکندرآباد اور میرے خط کا تمہارے پاس پہنچنا تمہاری تحریر سے معلوم ہوا زندہ رہو اور خوش رہو۔ مین نثر کی داد اور نظم کا صلہ مانگنے نہین آیا۔ بھیک مانگنے آیا ہون۔ روٹی اپنی گرہ سے نہین کھاتا سرکار سے ملتی ہے وقت رخصت میری قسمت اور منعم کی ہمت۔ نواب صاحب از روے صورت روح مجسم اور باعتبار اخلاق آیت رحمت ہین۔ خزانہ فیض کے تحویلدار ہین جو شخص روز ازل سے جو کچھ لکھوا لایا ہے اسکے پٹنے مین دیر نہین لگتی۔ ایک لاکھ کئی ہزار روپیہ سال غلہ کا محصول معاف کر دیا۔ ایک اہل کار کا ساٹھ ہزار کا محاسبہ معاف کیا اور بیس ہزار روپیہ نقد دیا۔ منشی نولکشور صاحب کی عرضی

پیش ہوئی خلاصہ عرضی کا یہ کہ اس بیلو کا منشی صاحب کے کچھ عطیہ تقریب شادی صبیہ بھیجیں ہم سعادتمند پر نہین کھلی مصطفےٰ خان صاحب بتقریب تہنیت مسند نشینی و شمول جشن آنے والے ہین اس وقت تک نہین آئے جشن یکم دسمبر سے شروع ۵ دسمبر کو خلعت کا مسموع نجات کا طالب غالب دوشنبہ ۲۸ نومبر ۱۸۶۵ء۔ وقت چاشت۔

ایضاً میرزا تفتہ جو کچھ تم نے لکھا یہ بیدردی ہے اور بدگمانی۔ معاذاللہ تم سے اور آزردگی مجکو اس پر ناز ہے کہ مین ہندوستان مین ایک دوست صادق الولا رکھتا ہون جس کا ہرگوپال نام اور تفتہ تخلص ہے تم ایسی کون سی بات لکھو گے کہ موجب ملال ہو۔ رہا غماز کا کہنا اسکا حال یہ ہے کہ میرا حقیقی بھائی کل ایک تھا وہ تیس برس دیوانہ رہ کر مر گیا مثلاً وہ جیتا ہوتا اور ہوشیار ہوتا اور تمہاری برائی کہتا تو مین اسکو جھڑک دیتا اور اس سے آزردہ ہوتا بھائی مجھ مین کچھ اب باقی نہین ہے برسات کی مصیبت گزر گئی لیکن بڑھاپے کی شدت بڑھ گئی۔ تمام دن پڑا رہتا ہون بیٹھ نہین سکتا اکثر پڑے پڑے لکھتا ہون۔ معہذا یہ بھی ہے کہ اب مشق تمہاری پختہ ہو گئی خاطر میری جمع ہے کہ اصلاح کی حاجت نہ پاؤنگا۔ اس سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ قصائد سب عاشقانہ ہین بکار آمدنی نہین خیر کبھی دیکھ لونگا جلدی کیا ہے تین بات جمع ہوئین میری کاہلی تمہارے کلام کا محتاج بہ اصلاح نہ ہونا۔ کسی قصیدہ سے کسی طرح کے نفع کا تصور نہ ہونا۔ نظر ان مراتب پر کاغذ پڑے رہے لالہ بالمکند بیصبر کا ایک پارسل ہے کہ اس کو بہت دن ہوئے آج تک سرنامہ بھی نہین کھولا نواب صاحب کی دس پندرہ غزلین پڑی ہوئی ہین ؎

ضعف نے غالب نکما کر دیا	ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

یہ قصیدہ تمہارا کل آیا آج اس وقت کہ سورج بلند نہین ہوا اسکو دیکھ الفاظ کیا آدمی کے ہاتھ ڈاک گھر بھجوایا۔ غالب ۲۷ نومبر ۱۸۶۳ء

ایضاً منشی صاحب مین سال گزشتہ بیمار تھا بیماری مین خدمت احباب سے مقصر نہین رہا اب مردہ ہون مردہ کچھ کام نہین کر سکتا۔ کمشنر و ڈپٹی کمشنر و غیرہ حکام شہر سے ترک ملاقات ہے

مگر ڈپٹی کلکٹر مظہر سے کہ وہ مہتمم خزانہ ہے ہر مہینے مین ایک بار ملنا ضرور ہے اگر نملون تو مختارکار کو تنخواہ نہ ملے ۔ مگر ووڑ صاحب ڈپٹی کلکٹر چھ مہینے کی رخصت لے کر ولایت چلے گئے اُن کی جگہ ریشگن صاحب مقرر ہوئے اُن سے ناچار ملنا پڑا ۔ وہ تذکرہ شعراء ہند کا انگریزی مین لکھتے ہین مجھ سے بھی انھون نے مدد چاہی مین نے سات کتابین بھائی ضیاء الدین خان صاحب سے مستعار لے کر اُن کے پاس بھیجدین پھر اُنھون نے مجھ سے کہا کہ جن شعراء کو تو اچھی طرح جانتا ہے انکا حال لکھ بھیج مین نے ۱۶ - آدمی لکھ بھیجے بقید اسکے کہ اب زندہ موجود ہین اور اس سواد کی صورت یہ ہے ۔ نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر رئیس لوہارو فارسی اور اُردو دونون زبانون مین شعر کہتے ہین ۔ فارسی مین نیّر اور اُردو مین رخشان تخلص کرتے ہین اسد اللہ خان غالب کے شاگرد نواب مصطفے خان بہادر علاقہ دار جہانگیرآباد اُردو مین شیفتہ اور فارسی مین حسرتی تخلص کرتے ہین اُردو مین مومن خان کو اپنا کلام دکھاتے تھے ۔ منشی ہرگوپال معزز قانون گو سکندرآباد کے فارسی شعر کہتے ہین تفتہ تخلص کرتے ہین اسد اللہ خان غالب کے شاگرد ظاہرا بعد اس فہرست کے بھیجنے کے اُنھون نے کچھ اپنے منشی سے تمکو لکھوایا ہوگا پھر کچھ آپ لکھا ہوگا ۔ مجکو اس حال سے کچھ اطلاع نہین تمھارے خط کی رو سے مین نے اطلاع پائی اب مین مولوی مظہر الحق اُن کے منشی کو بلواؤنگا اور سب حال معلوم کرونگا اصل یہ ہے کہ تذکرہ انگریزی زبان مین لکھا جاتا ہے اشعار ہندی اور فارسی کا ترجمہ شامل نہ کیا جائیگا صرف شاعر کا اور اُسکے اُستاد کا نام اور شاعر کے مسکن و وطن کا نام مع تخلص درج ہوگا ۔ خدا کرے کچھ تمکو فائدہ ہو جاے ورنہ بظاہر سواے درج ہونے نام کے اور کسی بات کا احتمال نہین ہے ریشگن صاحب اب عدالت خفیفہ کے جج ہو گئے ۔ ڈاکٹر ووڑ صاحب بہادر ولایت سے آگئے اپنا کام کرنے لگے ریشگن صاحب شہر سے باہر دو کوس کے فاصلے پر رہتے ہین ۔ مہینہ جاڑے کا موسم بڑے جاڑے کا عالم وہانتک جاتا ڈرتا ہون اور پھر کوئی مطلب نکلتا ہوا نظر مین نہین بہرحال مولوی مظہر الحق پرسون یکشنبہ کے دن میرے پاس آئین گے حال معلوم کر کے اگر میرا جانا یا لکھنا تمھاری فلاح کا موجب ہوگا تو ضرور جاؤنگا ۔ غالب روز جمعہ ۹ - دسمبر ۱۸۶۳ع

ایضاً بھائی آج صبح کو بسبب حکیم صاحب کے تقاضا کے شکوہ آمیز خط جناب مرزا صاحب کی

خدمت مین لکھ کر بھیجا۔ کلیان خط ڈاک مین ڈالکر آیا ہی تھا کہ ڈاک کا ہرکارہ ایک خط تمھارا اور ایک خط مرزا صاحب کا لایا۔ اب کیا کرون خیر چپ ہو رہا۔ شکوہ محبت بڑھائیگا۔ مرزا صاحب کی عنایت کا شکر بجا لاتا ہون۔ یقین ہے کہ جلدین میری خاطر خواہ بن جائین گی۔ کس واسطے کہ جو آج کے خط مین اُنھون نے لکھا ہے وہ بعینہ میرا مکنون ضمیر ہے۔ خدا اُن کو سلامت رکھے میرا سلام کہہ دینا اُن کے خط کا جواب کل پرسون بھیجون گا۔ راے امید سنگھ بہادر خوبان روزگار مین سے ہین۔ فقیر کا سلام نیاز اُن کو کہہ دینا۔ خدا کرے اُنکے سامنے کتابین چھپ چکین بارے جب وہ گوالیار کو تشریف لے جائین تو مجکو اطلاع لکھنا۔ نیب کے جگہ نواب بن جانے سے خاطر جمع ہو گئی۔ بھائی مین فارسی کا محقق ہون کاتب اُن اجزا کا جن کی روسے کاپی لکھی جاتی ہے فارسی کا عالم ہے علم اُس کا غیاث الدین رامپوری اور حکیم محمد حسین دکنی سے زیادہ ہے تصحیح سے غرض یہ ہے کہ کاپی سراسر موافق ان اوراق کے ہو نہ یہ کہ فرہنگون مین دیکھا جائے آگے اس سے تمکو بھی اور بھائی کو بھی لکھ چکا ہون اب صرف اُس تحریر کا اشارہ لکھنا منظور تھا۔ آج جس طرح مجکو تمھارا اور مرزا صاحب کا خط پہنچا لازم تھا کہ حکیم صاحب کو بھی لفافہ اخبار پہنچ جاتا مگر اس وقت تک نہین پہنچا اور یہ دوپہر کا وقت ہے خیر پہنچ جائیگا مین نے تمھارا خط اُن کے پاس بھیج دیا تھا اُنھون نے تمھاری راے منظور کی اب تم وہ اخبار جس طرح کہ تم نے لکھا ہے اُن کے پاس بھیجدو اور صاحب مطبع قیمت اخبار اور اُجرت کاتب اُن کو لکھ بھیجے اپنے نام اور مسکن سے اُن کو اطلاع دے پس اُس کو اپنے طور پر روپیہ بھیجدین گے ہم تم واسطہ شناسائی ہمدگر ہو گئے۔ ہان اگر احیاناً روپیہ کے بھیجنے مین دیر ہو گی تو مین کہہ کر بھجوا دون گا یہ البتہ میرا ذمہ ہے۔

ایضاً شفق میرے کرمفرما میرے تمھارا خط اور تین دو ورقہ چھاپے کے پہنچے۔ شاید میرے دکھانے کے واسطے بھیجے گئے ہین ورنہ رسم تو یون ہے کہ پہلے صفحہ پر کتاب کا نام اور مصنف کا نام اور مطبع کا نام چھاپتے ہین اور دوسرے صفحہ پر لوح سیاہ قلم سے بنتی ہے اور کتاب

لکھی جاتی ہے اسکا بھی چھاپا اسی طرح ہوگا غرض کہ تقطیع اور شمار سطور اور رکابی کا حسن خط اور الفاظ کی صحت سب میرے پسند صحت الفاظ کا کیا کہنا ہے۔ واللہ بے مبالغہ کہتا ہون اگر بھائی منشی نبی بخش صاحب بدل متوجہ ہون تو اگر احیانا اصل نسخہ مین سہو کاتب سے غلطی واقع ہوئی ہو تو اسکو بھی صحیح کر دین گے تم میری طرف سے اُنکو سلام کہنا بلکہ یہ خط دکھا دینا خدا کرے انجام تک یہی قلم اور یہی خط اور یہی طرز تصحیح چلی جائے جدول بھی مطبوع ہے پہلے صفحہ کی صورت اور دوسرے صفحہ کی لوح بھی خدا چاہے تو دل پسند اور نظر فریب ہوگی کاغذ کے باب مین یہ عرض ہے کہ فرنچہ کاغذ اچھا ہے۔ چھ جلدین جو نذر حکام ہین وہ اس کاغذ پر ہون اور باقی چاہو شیو رامپوری پر اور چاہو نیلے کاغذ پر چھاپو اور یہ بات کہ وہ جلدین جو ولایت جانے والی ہین وہ اُس کاغذ پر چھاپی جائین اور باقی شیو رامپوری پر یا نیلے کاغذ پر یہ تکلف محض ہے یہان کے حاکمون نے کیا کہا ہے کہ اُن کی نذر کی کتابین اچھے کاغذ پر نہ ہون مگر جو ایسا ہی صرف اور خرچ زائد پڑتا ہو تو خیر دو جلدین اس کاغذ پر اور چار جلدین شیو رامپوری ہون باقی جلدون مین تمہین اختیار ہے۔ ہان صاحب اگر ہو سکے تو کاپی کی سیاہی ذرا اور سیاہ اور درخشندہ ہو اور آخر تک رنگ نہ بدلے۔ آگے اس سے مین نے برخوردار منشی عبداللطیف کو لکھا تھا کہ ان چھ کتابون کی کچھ تزئین اور آرایش کی فکر کرین معلوم نہین تم نے وہ پیام اُن کو پہنچایا یا نہین۔ آپ اور منشی عبداللطیف اور مرزا حاتم علی صاحب مہر باہم صلاح کرین اور کوئی بات خیال مین آوے تو بہتر ورنہ ان چھ نسخون کی جلدین انگریزی ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو روپیے کی لاگت کی بنوا دینا۔ اور اسکا روپیہ تیاری سے پہلے مجھ سے منگوا لینا۔ آن کہ ہمہ را در یک دم بہ نوید شوید آورد اگر در دم دیگر بہ نہیب مباش ہم زند الخ۔ اس مین نہیب کا لفظ کچھ میری سہل انکاری سے اور کچھ سہو کاتب سے رہ گیا ہے اس کو تیز چاکو سے چھیل کر بہ نواے لکھ دینا۔ یعنی بہ نواے مباش ہم زند ضرور ضرور۔ اور اس کا انتظار نہ کیجیو کہ جب یہان چھاپا آئے گا تو بنا دینگے نہ اصل

کتاب مین غلط رہے نہ چھاپے مین غلط ہو۔ اگر اجزاے اصل میر امیر علی صاحب کاپی نویس کے پاس ہون تو انکو یا بھائی منشی نبی بخش صاحب کو یہ رقعہ دکھا کر سمجھا دینا اور بنوا دینا۔ از غالب روز سہ شنبہ ہفتم ستمبر ۱۸۵۸ء

ایضاً بیٹے رہو اور خوش رہو اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی۔ زیادہ خوشی کا سبب یہ کہ تم نے تحریر کو تقریر کا پیرایہ دے دیا تھا۔ گرمی ہنگامہ انطباع دیوان وغیرہ مین پہلے سے جانتا ہون۔ بنک گھر کا روپیہ معرف کاغذ و کاپی ہے۔ خدا تمکو سلامت رکھے مغتنمات سے ہو۔ رجب علی بیگ سرور نے جو افسانہ عجائب لکھا ہے آغاز داستان کا شعر مجکو بہت مزا دیتا ہے ؎

یادگار زمانہ ہین ہم لوگ	یاد رکھنا فسانہ ہین ہم لوگ

مصرع ثانی کتنا گرم ہے اور یاد رکھنا فسانہ کے واسطے کتنا مناسب۔ منشی عبد اللطیف کے گھر مین لڑکے کے پیدا ہونے کی خبر مجکو ہو چکی ہے اور تہنیت مین بھائی کو خط لکھ چکا ہون۔ اب جو اُن سے ملو تو میرا سلام کہہ کر اُس خط کے پہنچنے کی اطلاع لے لینا۔ مولوی معنوی جب کانپور سے معاودت فرمائین مجکو اطلاع دینا میرا حال بدستور ہے وہمان پہلو ہمان بستر ہمان درد

شنبہ ۲۲ جون روز ورود نامہ۔ غالب۔

ایضاً برخوردار تمہارا خط پہنچا اصلاحی غزلون کی رسید معلوم ہوئی۔ مقطع اب اچھا ہو گیا رہنے دو کل جمعہ کے دن ۱۹ نومبر کو سات کتابون کا پارسل بھیجا ہوا سوا نامہر کا پہنچا۔ زبان نہین جو تعریف کرون۔ شاہانہ آرایش ہے آفتاب کی سی نمایش ہے مجھے یہ فکر کہ کہین اُن کا روپیہ تیاری مین صرف نہ ہوا ہو۔ اچھا میرے بھائی اس کا حال جو تمکو معلوم ہو مجکو لکھ بھیجو۔ رقعات کے چھاپے جانے مین ہماری خوشی نہین ہے۔ لڑکون کی سی ضد نہ کرو۔ اور اگر تمہاری اسی مین خوشی ہے تو صاحب مجھ سے نہ پوچھو تم کو اختیار ہے یہ امر میرے خلاف راے ہے۔ میر بادشاہ کی اور اپنی ناشناسائی آگے تم کو لکھ چکا ہون اب تمہارے اس خط سے معلوم ہوا کہ وہ تمہارے

اعلا حراو سنگھ کے آشنا ہین کچھ ان کے خاندان کا نام و نشان دریافت ہو تو مجکو بھی لکھ بھیجو تا کہ مین جانون کہ یہ کس گروہ مین سے ہین۔ میان وہ راست و دروغ بہ گردن راوی نے مجکو بہت پریشان کیا ہے واسطے خدا کے جو راوی نے روایت کی ہے وہ مجکو ضرور لکھو اور تاج گنج کے رہنے والون کی ابتری کی حقیقت سے بھی اطلاع دو۔ حکم عفو تقصیر عام ہو گیا ہے لڑنے والے آتے جاتے ہین اور آلات حرب و پیکار دیکر توقیع آزادی پاتے ہین۔ یہ دو شخص کیسے مجرم تھے جو مقید ہوئے۔ محررہ صبح شنبہ ۲۰ نومبر ۱۸۵۸ء۔ غالب

ایضاً بھائی وہ خط پہلا تمکو بھیج چکا تھا کہ بیمار ہو گیا۔ بیمار کیا ہوا توقع زیست کی نہ رہی قولنج اور پھر کیسا شدید کہ پانچ پہر مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپا کیا۔ آخر عصارہ ریوند اور ارنڈی کا تیل پیا اس وقت تو بچ گیا مگر قصہ قطع نہ ہوا۔ مختصر کہتا ہون میری غذا تم جانتے ہو کہ تندرستی مین کیا ہے دس دن مین دو بار آدھی آدھی غذا کھائی گویا دس دن مین ایک بار غذا تناول فرمائی۔ گلاب اور املی کا پنا اور آلو بخارہ کا افشردہ اس پر مدار رہا کل سے خوف مرگ گیا ہے اور صورت زیست کی نظر آئی ہے آج صبح کو بعد دوا پینے کے تمکو یہ خط لکھا ہے یقین تو ہے کہ آج پیٹ بھر کر روٹی کھا سکون۔ صاحب وہ جو مین نے ۲۲ شعر مرثیہ کے لکھ کر تم کو بھیجے۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ تم اپنے اشعار دوسرے ماتم زدہ کو دیدو کس واسطے کہ تمھاری تحریر سے معلوم ہوا تھا کہ کوئی اور بھی فلک زدہ ہے اور یہ جو تم لکھتے ہو کہ کچھ اوپر اسی شعر مین سے ایک شعر بھی تو نے نہ لیا۔ اس کا حال یہ ہے کہ وہ شعر سب دست و گریبان تھے۔ ایک کو ایک سے ربط ایک یا دو شعر اس مین سے کیونکر لئے جاتے اشعار سب میرے پسند بے ستم۔ بے عیب۔ وہ جو تم لکھتے ہو کہ صفدر بابو برج موہن میزنم اور اس کا دوسرا مصرعہ مین بھول گیا ہون مگر قافیہ مین من سے یہ شعر غالب کو برا معلوم ہوا ہوگا واللہ باللہ جب تک کہ تم نے نہین لکھا میرے خیال مین بھی یہ بات نہ تھی بہر حال بات وہی ہے جو مین اوپر لکھ آیا ہون۔ بارے اب کہئیے بھائی منشی نبی بخش صاحب اور مولوی قمر الدین خان صاحب

روزون سے متواسے ہوش مین آئے یا نہین آئے۔ آج ۹ شوال کی ہے شش عید کا
بھی زمانہ گزر گیا۔ خدا کے واسطے اُن کی خیر و عافیت لکھوا و رید عبارت بھائی صاحب کی
نظر انور سے گزرانو شاید وہ مجکو خط لکھین۔ غالب محررہ و مرسلہ دوشنبہ ۴ مئی ۱۸۵۹ء
ایضاً اللہ اللہ ہم تو کول سے تمہارے خط کے آنے کے منتظر تھے۔ ناگاہ کل جو خط آیا معلوم
ہوا کہ دو دن کول مین رہ کر سکندر آباد گئے ہوا ور وہان سے تم نے خط لکھا ہے دیکھئے
اب یہان کب تک رہو اور آگرہ کب جاؤ۔ پرسون برخوردار شیونراین کا خط آیا تھا لکھتے تھے
کہ کتابون کی شیرازہ بندی ہو رہی ہے اب قریب ہے کہ بھیجی جائین۔ مرزا مہر بھی ایک
ہفتہ بتاتے ہین دیکھئے کس دن کتابین آجائین۔ خدا کرے سب کام دلخواہ بنا ہو۔ ہان
صاحب منشی بالمکند بیصبر کے ایک خط کا جواب ہم پر قرض ہے۔ مین کیا کرون اُس خط مین
اُنھون نے اپنا سیر و سفر مین مصروف ہونا لکھا تھا پس مین اُن کے خط کا جواب کہان بھیجتا۔ اگر
تم سے ملین تو میرا سلام کہہ دینا۔ اور مطبع آگرہ سے کتابون کا حال تو تم خود دریافت کرہی لوگے
میرے کہنے اور لکھنے کی کیا حاجت۔ چارشنبہ سیوم نومبر ۱۸۵۸ء
ایضاً یکشنبہ سوم ذی القعدہ و پنجم جون سال حال۔ صاحب آج تمہارا خط صبح کو آیا مین دوپہر
کو جواب لکھتا ہون۔ تمھاری ناسازگاری طبیعت سُن کر دل کڑھا۔ حق تعالیٰ تم کو زندہ اور تندرست
اور خوش رکھے۔ اوراق مثنوی بھیجے ہوئے بہت دن ہوئے جس مین حکایت طالب علم
اور سنار کی تھی واقعہ بلند شہر کا اور وہ اوراق مین نے بک پاکٹ نہین بھیجے خط مین لپیٹ کر
چونکہ خط وبل تھا دو ٹکٹ لگا کر ارسال کئے ہین رسید ملے تو اُس کو دیکھکر تاریخ معلوم ہو جائے قیاس
سے ایسا جانتا ہون کہ یہان سات دن ہوئے ہونگے۔ منشی نبی بخش کا خط بہت دن سے نہین
آیا گھر اُن کا تاج گنج۔ وہ خود مع بعض متعلقین آگرہ ایک بار تاج گنج کے پتہ سے خط اُن کو بھیجا
تھا جواب نہ آیا۔ اب ناچار برخوردار شیونراین سے اُن کا حال پوچھونگا۔ تم باہمہ کمالات خفقانی
بھی ہو۔ راے امید سنگہ سے خط کی امید کیون رکھتے ہو جب آگرہ جاؤگے اور وہ وہان ہونگے تو

ملاقات ہوجاے گی۔ مین خود واقف نہین کہ وہ کہان ہین ازروے قیاس کہہ سکتا ہون کہ آگرہ یا بندرابن کبھی کہین سے اُن کا کوئی خط مجکو آیا ہو تو مین گنہگار۔ غالب

ایضاً لو صاحب کھچڑی کھائی دن بہلاے کپڑے پھاٹے گھر کو آئے ۶ جنوری ماہ و سال حال دوشنبہ کے دن غضب الہی کی طرح اپنے گھر پر نازل ہوا۔ تمہارا خط مضامین دردناک سے بھرا ہوا رامپور مین مین نے پایا جواب لکھنے کی فرصت نہ ملی۔ بعد روانگی کے مرادآباد مین پہنچ کر بیمار ہو گیا پانچ دن صدر الصدور صاحب کے ہان پڑا رہا۔ اُنہون نے بیمارداری اور غمخواری بہت کی۔ کیون ترک لباس کرتے ہو۔ پہننے کو تمہارے پاس ہی کیا جسکو اُتار کر پھینکو گے ترک لباس سے قید ہستی مٹ نہ جائیگی۔ بغیر کھائے پیے گزارا نہ ہوگا سختی و سستی رنج و آرام کو ہموار کردو جس طرح ہو اسی صورت سے بہر صورت گزرنے دو۔

تاب لائے ہی بنے گی غالب ۔۔۔ واقعہ سخت ہے اور جان عزیز

اس خط کی رسید کا طالب غالب۔

ایضاً

میرزا تفتہ کہ پیوستہ بدل جا دارد ۔۔۔ ہر کجا ہست خدایا بسلامت دارش

صاحب کئی بار جی چاہا کہ تم کو خط لکھون مگر متحیر کہ کہان بھیجون۔ اب جو تمہارا خط آیا معلوم ہوا کہ حضرت ابھی لکھنو مین رونق افروز ہین خط نہ بھیجون تو گنہگار۔ مین نے یہ عرض کیا ہے کہ مجھ مین اصلاح کی مشقت کی طاقت نہین رہی علاوہ تمہارا کلام پختگی کو پہنچ گیا ہے اصلاح طلب نہین رہا ہے شیر اپنے بچے کو ایک مدت تک آئین شکار سکھاتا ہے جب وہ جوان ہوجاتا ہے تو خود بے اعانت شیر شکار کیا کرتا ہے۔ یہ مین نے نہین کہا کہ تم مجھے اپنے کلام کے دیکھنے سے محروم رکھو جو غزل قصیدہ لکھا کرو نہ مسودہ بلکہ ایک نقل اُس کی ضرور مجکو بھیجا کرو۔

ایضاً سہ شنبہ ۳ ربیع الثانی و ششم ستمبر۔ صاحب کل پارسل اشعار کا ایک آنے کا ٹکٹ لگا کر اور اُس پر یہ لکھ کر کہ یہ پارسل ہے خط نہین ہے ڈاک مین بھیج دیا۔ ڈاک منشی نے کہا

کہ خطون کے صندوق مین ڈال دو خدمتگار ناخواندہ آدمی اُس کا حکم بجا لایا اور اُس کو خطون کے صندوق مین ڈال آیا وہ لفافہ کہ یہ خط نہین ہو بارسل ہے دست آویز معقول ہے اگر وہانکے ڈاکیے تم سے خط کا محصول مانگین تو تم اُس حیلہ کے ذریعے سے گفتگو کر لینا۔ مکان میرے گھر کے قریب حکیم محمود خان کے گھر کے نزدیک عطار بھی پاس بازار بھی قریب ڈھائی روپیہ کرایہ کو موجود مگر مالک مکان سے یہ وعدہ ہو کہ ہفتہ بھر کسی اور کو نہ دونگا۔ بعد ایک ہفتہ کے اگر تمہارا مسافر آیا تو مجھا ورکرا کے دینے کا اختیار ہے۔ رامپور کے باب مین مختصر کلام یہ ہے کہ نہین والی رامپور کو لکھ سکتا ہون نہ اس لکھنے کی وجہ تم کو لکھ سکتا ہون اگر ریل مین بیٹھ کر آجاؤ گے تو زبانی کہدون گا۔ غالب۔

ایضاً منشی صاحب سعادت و اقبال نشان منشی ہرگوپال صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ غالب کی دعاے درویشانہ قبول کرین۔ ہم آپ کو سکندرآباد قانونگویونکے محلے مین سمجھے ہوئے ہین۔ اور آج لکھنؤ راجہ مان سنگھ کی حویلی مطبع اودہ اخبار مین بیٹھے ہوئے مدار یہ حقہ لکھنؤ کا پی رہے ہین۔ اور منشی نولکشور صاحب سے باتین کر رہے ہین۔ بھلا منشی صاحب کو میرا سلام کہنا آج یکشنبہ ہو۔ اخبار کا لفافہ ابھی تک نہین پہنچا ہر ہفتے کو پنجشنبہ حد جمعہ کو پہنچتا تھا مرزا تفتہ کیا فرماتے ہو کیسے ریٹگن صاحب کہان ریٹگن صاحب پنجشنبہ کے دن ۱۹ جنوری سنہ حال کو وہ پنجاب کو گئے ملتان یا پشاور کے ضلع مین کہین کے حاکم ہوئے ہین مین اپنی ناتوانی کے سبب اُنکی ملاقات تو دیع کو نہین گیا انوار الحق گھاٹ پر نوکر ہین ۵۰ مشاہرہ پاتے ہین۔ زیادہ زیادہ نجات کا طالب غالب صبح یکشنبہ ۱۲ فروری سنہ ۱۸۶۵ء

ایضاً نور چشم غالب از خود رفتہ مرزا تفتہ خدا تمکو خوش اور تندرست رکھے نہ دوست بخیل نہ مین کاذب مگر بقول میر تقی ع اتفاقات ہین زمانہ کے ✦ بہرحال کچھ تدبیر کیجاے گی اور انشاء اللہ صورت وقوع جلد نظر آئے گی تعجب ہے کہ اس سفر مین کچھ فایدہ نہ ہوا ؎

یا کرم خود منا ندر عالم		یا مگر کس درین زمانہ نکرد	

اغنیاے دہر کی مدح سرائی موقوف کرو اشعار عاشقانہ بطریق غزل کہا کرو۔ اور خوش رہا کرو۔ نجات کا طالب غالب۔ سہ شنبہ ۲۴ نومبر سنہ ۱۸۶۳ء

ایضاً صاحب بندہ مین نے بکس کا ایک ایک خانہ دیکھا سواے تین کاغذ و نکے کوئی کاغذ تمہارا نہ نکلا اور اس وقت بہ سبب کم فرصتی کے مین ردیف اُن تینون قصیدونکی نہین بتا سکتا اور وہ مقدمہ مشہ کا باقتضاے حالات زمانہ سُست ہو گیا ہے مٹ نہین گیا دیر آید درست آید انشاء اللہ تعالیٰ اب میرا حال سنو ع

در نومیدی بسے امید است	پایانِ شب سیہ سپید است

ہمیشہ نواب گورنر جنرل کی سرکار سے دربار مین مجھکو ۷ پارچے اور تین رقم جواہر خلعت ملتا تھا۔ لارڈ کیننگ صاحب میرا دربار خلعت بند کر گئے ہین نا امید ہو کر بیٹھ رہا اور مدت العمر کو مایوس ہو رہا اب جو یہان لفٹنٹ گورنر پنجاب آئے ہین مین جانتا تھا کہ یہ بھی مجھ سے نہ ملین گے کل انہون نے مجھکو بلا بھیجا بہت سی عنایت فرمائی اور فرمایا کہ لارڈ صاحب دلی مین دربار نہ کرین گے میرٹھ ہوتے ہوئے اور میرٹھ مین اُن اضلاع کے علاقہ دارون اور مالگزارون کا دربار کرتے ہوئے انبالہ جائنگے دلی کے لوگونکا دربار وہان ہوگا تم بھی انبالہ جاؤ شریک دربار ہو کر خلعت معمولی لے آؤ۔ بھائی کیا کہون کہ کیا میرے دل پر گزری گویا مردہ جی اُٹھا مگر ساتھ اس مسرت کے یہ بھی سنا گہ رہا کہ سامانِ سفر انبالہ و مصارف بے انتہا کہان سے لاؤن اور طرہ یہ کہ نذر معمولی میری قصیدہ ہے۔ اِدھر قصیدہ کی فکر اُدھر روپیہ کی تدبیر۔ حواس ٹھکانے نہین۔ شعر کام دل و دماغ کا ہے وہ روپیہ کی فکر مین پریشان میرا خدا یہ مشکل بھی آسان کرے گا لیکن ان دنون مین نہ دن کو چین ہے نہ رات کو نیند ہے یہ کئی سطرین تمہین اور ایسی ہی کئی سطرین جناب نواب صاحب کو لکھ کر بھیج دی ہین۔ جیتا رہا تو انبالہ سے آکر خط لکھون گا۔ روز چارشنبہ ۱۳ رمضان ۴ فروری۔

ایضاً بھائی تم نے مجھے کون سا دو چار سو روپیہ کا نوکر یا پنشن دار قرار دیا ہے جو دس بیس روپیہ مہینا قسط کی آرزو رکھتے ہو تمہاری باتون پر کبھی کبھی ہنسی آتی ہے اگر اچھا ہوتا تم کبھی دلی کے ڈپٹی کلکٹر یا وکیل کمپنی ہوتے تو مجھکو بڑی مشکل پڑتی بہرحال خوش رہو اور متفکر نہ ہو۔ پانچ روپیہ مہینا پنشن انگریزی مین سے قسط مقرر ہو گیا تا اداے زر ابتداے جون ۱۸۵۳ء یعنی ماہ آیندہ سے یہ قسط جاری ہوگی۔

بابو صاحب کا خط تمہارے نام کا پہنچا عجب تماشا ہے وہ درنگ کے ہونے سے خجل ہوتے ہین اور مین انکے عذر چاہنے سے مرا جاتا ہون - ہاے اتفاق آج مین نے انکو لکھا اور کل راجہ کے مرنے کی خبر سنی واللہ باللہ اگر دو دن پہلے خبر سن لیتا تو اگر میری جان پر آبنتی تو بھی انکو نہ لکھتا جے پور کے آئے ہوے روپیے کی ہنڈوی اس وقت تک نہین آئی شاید آج شام تک یا کل تک آجاوے خدا کرے وہ آبو پہاڑ پر سے ہنڈوی روانہ کردین ورنہ پھر خدا جانے کہان کہان جائین گے اور روپیہ بھیجنے مین کتنی دیر ہو جاوے گی - خدا کرے زر مصارف ہردیو سنگھ اسی مین سے مجرا لین میری کمال خوشی ہے اور یہ نہ ہو تو عـہ ہردیو سنگھ کو میری طرف سے ضرور دین منشی صاحب کا ایک خط ہاترس سے آیا تھا کل اسکا جواب ہاترس کو روانہ کر چکا ہون - والدعا از اسد اللہ محررہ دوشنبہ (۲) مئی ۱۸۵۳ء

ایضاً کل تمہارا خط آیا راز نہانی مجھ پر آشکارا ہوا مین سمجھا ہوا تھا کہ تم دیوانگی اور شورش کر رہے ہو اب معلوم ہوا کہ حق بجانب تمہارے ہے مین جو اپنے عزیز کو نصیحت کرتا ہون تو اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہتا ہون کہ اے دل تو اپنے کو اس عزیز کی جگہ سمجھ کر تصور کر کہ اگر تجھ پر یہ حادثہ پڑا ہوتا یا تو اس بلا مین گرفتار ہوا ہوتا تو کیا کرتا عیاذاً باللہ - اب مین تمکو یون کہون کہ بے حرمتی گوارا کرو اور رفاقت نہ چھوڑو - بلکہ یہ بھی زائد ہے جو دوست سے کہئے کہ تو ہمارے واسطے اس کو ترک کر بہرحال دوست کی دوستی سے کام اس کے افعال سے کیا غرض جو محبت و اخلاص ان مین تم مین ہے بدستور بلکہ روز افزون رہے - ساتھ رہنا اور پاس رہنا نہین ہے نہ سہی ؎

وصلے کہ در آن ملال باشد	ہجران بہ ازان وصال باشد

آمدم برسر مدعا تمہاری راے ہم کو اس بات مین پسند عجب طرح کا پیچ پڑا کہ نکل نہین سکتا نہ تمکو سمجھا سکتا ہون اور نہ ان کو کچھ کہہ سکتا ہون مجھے تو اس موقع مین سواے اس کے کہ تماشائی نیرنگ قضا و قدر بنا رہون کچھ بن نہین آتی ؎

بہ بینم کہ تا کردگار جہان	درین آشکارا چہ دارد نہان

جسے پورا کام محض اتفاقی ہے بے قصد و بے فکر دہ پیش آیا ہے ہونا کانہ ادھر متوجہ ہوا ہون بوڑھا ہوگیا ہون بہرا ہوگیا ہون۔ سرکار انگریزی مین بڑا پایہ رکھتا تھا۔ رئیس زادون مین گنا جاتا تھا پورا خلعت پاتا تھا اب بدنام ہوگیا ہون اور ایک بہت بڑا دھبا لگ گیا ہے کسی ریاست مین دخل کر نہین سکتا تھا۔ مگر ہان اُستاد یا پیر یا مداح بن کر راہ و رسم پیدا کرون کچھ فائدہ اُٹھاون کچھ اپنے کسی عزیز کو وہان داخل کردون دیکھو کیا صورت پیدا ہوتی ہے ۵

تا نہال دوستی کے بردہد	غالبا رفتیم و تخمے کاشتیم

صحاف کے ہان سے دیوان ابھی نہین آیا آج کل آجائیگا پھر اس کے جزودان کی تیاری کرکے روانہ کرونگا۔ ابھی کول مین آرام کرو۔ اپنے بچون مین اپنا دل بہلاؤ۔ اگر جی چاہے تو اکبرآباد چلے جائیو وہان اپنا دل بہلائیو۔ دیکھو اس خود داری مین اُدھر سے کیا ہوتا ہے اور وہ کیا کرتے ہین۔ والسلام۔ اسد اللہ۔ جمعہ دہم دسمبر ۱۸۵۴ء

ایضاً صبح دوشنبہ پنجم جمادی الاول و نوزدہم نومبر سال حال مرزا تفتہ کل تمہارا خط مع کاغذ اشعار آیا آج تمکو یہ خط لکھتا ہون اور اسی خط کے ساتھ خط موسومہ میر بادشاہ بھیجتا ہون کاغذ اشعار کل یا پرسون روانہ ہوگا۔ فن تاریخ کو دون مرتبہ شاعری جانتا ہون اور تمہاری طرح سے یہ بھی میرا عقیدہ نہین ہے کہ تاریخ وفات لکھنے سے اداے حق محبت ہوتا ہے بہرحال مین نے منشی نبی بخش مرحوم کی تاریخ رحلت مین یہ قطعہ لکھ کر بھیجا منشی قمر الدین خان صاحب نے پسند کیا قطعہ یہ ہے ۵

شیخ نبی بخش کہ با حسن خلق	داشت مذاق سخن و فہم تیز
سال وفاتش ز پے یادگار	با دل زار و مژۂ دجلہ ریز
خواستم از غالب آشفتہ سر	گفت مدہ طول و بگو رستخیز

ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ کوئی لفظ جامع اعداد نکال لیا کرتے ہین بلکہ قید معنی دار ہونے کی بھی مرتفع ہے جیسا کہ یہ مصرع ۵ در سال عرس ہر آنکہ ماند بیند + انوری کے قصائد کو دیکھو دو چار جگہ ایسے الفاظ قصیدہ کے آغاز مین لکھے ہین جسمین اعداد سال مطلوب نکل آتے ہین اور معنی کچھ

نہیں ہوتے لفظ ارتحیر کیا پاکیزہ معنی دار لفظ ہے اور پھر واقع کے متناسب اگر تاریخ ولادت یا تاریخ شادی میں یہ لفظ لکھتا تو بے شبہ نامستحسن تھا۔ قصہ مختصر اگر تاریخ کی فکر موجب اداے حق مودت ہے تو میں حق دوستی ادا کرچکا زیادہ کیا لکھوں۔ داد کا طالب غالب۔

ایضاً کیوں مہاراج کول میں آنا اور جناب منشی نبی بخش صاحب کے ساتھ غزل خوانی کرنی اور ہم کو یاد نہ لانا مجھ سے پوچھو کہ میں نے کیونکر جانا کہ تم مجکو بھول گئے۔ کول میں آئے اور مجکو اپنے آنے کی اطلاع نہ دی نہ لکھا کہ میں کیونکر آیا ہوں اور کب تک رہونگا اور کب جاؤنگا اور بابو صاحب کہاں جاملونگا خیر اب جو میں نے بے حیائی کرکے تمکو خط لکھا ہے لازم ہے کہ میرا قصور معاف کرو اور مجکو ساری اپنی حقیقت لکھو تمہارے ہاتھ کی لکھی ہوئی غزلیں بابو صاحب کی میرے پاس موجود ہیں اور اصلاح پاچکی ہیں اب میں حیران ہوں کہ کہاں بھیجوں۔ ہرچند انھوں نے لکھا ہے کہ اکبرآباد ہاشم علی خان کو بھیج دو لیکن میں نہ بھیجونگا۔ جب وہ اجمیر یا بھرت پور پہنچ کر مجکو خط لکھیں گے تو میں اُنکو وہ اوراق ارسال کرونگا یا تم جو لکھوگے اُس پر عمل کرونگا بھائی ایک دن شراب نہ پیو یا کم پیو اور ہمکو دو چار سطریں لکھ بھیجو کہ ہمارا دھیان تم میں لگا ہوا ہے

اسد اللہ۔ رقم زدہ یکشنبہ۔ چارم جنوری ۱۸۵۳ء

ایضاً صاحب تمہاری سعادت مندی کو ہزار ہزار آفرین تمکو یوں ہی چاہیئے تھا۔ لیکن میں نے تو ایک بات بطریق تمنا لکھی تھی۔ جیسا کہ عربی میں لیت اور فارسی میں کاشکے۔ اب تم روداد سنو عرضی میری سر جان لارنس چیف کمشنر بہادر کو گزری اُس پر دستخط ہوئے کہ یہ عرضی مع کاغذ ضمیمہ سائل کے پاس بھیج دی جاے اور یہ لکھا جائے کہ معرفت صاحب کمشنر دہلی کے پیش کرو۔ اب سررشتہ دار کو لازم تھا کہ میرے نام موافق دستور کے خط لکھتا یہ نہوا وہ عرضی حکم چڑھی ہوئی میرے پاس آگئی میں نے خط صاحب کمشنر دہلی چارلس سانڈرس کو لکھا اور وہ عرضی حکم چڑھی ہوئی اُس میں ملفوف کرکے بھیجدی صاحب کمشنر نے صاحب کلکٹر کے پاس یہ حکم چڑھاکر بھیجی کہ سائل کی پنشن کی کیفیت لکھو۔ اب وہ مقدمہ صاحب کلکٹر کے ہاں آیا ہے ابھی صاحب کلکٹر نے

تعمیل اُس حکم کی نہین کی ہے سو ان تو اُنکے ہان یہ روبکاری آئی ہے دیکھئے کچھ مجھ سے پوچھتے ہین
یا اپنے دفتر سے لکھ بھیجتے ہین دفتر کہان رہا ہے جو اُسکو دیکھین گے۔ بہرحال یہ خدا کا شکر ہے
کہ بادشاہی دفترین سے میرا کچھ شمول فساد مین پایا نہین گیا۔ اور مین حکام کے نزدیک یہان
تک پاک ہون کہ پنشن کی کیفیت طلب ہوئی ہے اور میری کیفیت کا ذکر نہین ہے یعنی
سب جانتے ہین کہ اس کو لگاؤ نہ تھا۔ مولوی قمرالدین خان کا کول نہ جانا اور راہ سے پھر آنا معلوم
ہوا حق تعالیٰ اُن کو زندہ اور تندرست رکھے میرا سلام کہنا اور یہ خط پڑھا دینا۔ بھائی منشی نبی بخش
صاحب کو سلام اور اُن کے بچون کو دعا کہنا اور یہ خط ضرور ضرور پڑھا دینا اور کہنا کہ بھائی ہدایت
تو اچھی ہے نہایت بھی خدا اچھی کرے نہ وہ عزت اور وہ ربط و ضبط جو ہم رئیس زادون کا تھا اب
کہان۔ روٹی کا ٹکڑا ہی ملجائے تو غنیمت ہے۔ گورنری کلکتہ اور گورنری آگرہ اور ایجنٹی و کمشنری و دیوانی
و فوجداری و کلکٹری دہلی سے جو حکم میرے خط اور عرضی پر ہوا ہے مشتمل اُس حکم پر خط میرے نام آیا ہے
حاکم نے اب بھی یہی حکم دیا تھا کہ لکھا جاوے کہ یون کرو۔ عملہ نے خط نہ لکھا صرف وہ عرضی حکم
چڑھی ہوئی بھیج دی خیر ع ہرچہ از دوست میرسد نیکوست + سنو میرزا تفتہ اب مین جو اپنا
حال تم کو لکھا کرون وہ تم میرے بھائی کو اور مولوی قمرالدین خان کو دکھا دیا کرو۔ تین تین
جگہ ایک بات کو کیون لکھون۔ جمعہ ۱۲ مارچ ۱۸۵۸ء

ایضاً بھائی ہان مین نے زبدۃ الاخبار مین دیکھا کہ رانی صاحب مر گئین۔ کل ایک دوست کا
خط اکبرآباد سے آیا وہ لکھتا ہے کہ راجہ مرا رانی مرین۔ ابھی ریاست کا کوئی رنگ قرار نہین پایا
صورت انتظام جانی بیجناتھ کے آنے پر موقوف ہے یہانتک اُس دوست کی تحریر ہے ظاہرا
اُسکو بابو صاحب کا نام نہین معلوم ان کے بھائی کا نام یاد رہ گیا۔ صرف اُس دوست نے بطریق
اخبار لکھا ہے اُس کو میری اور جانی کی دوستی کا بھی حال معلوم نہین حاصل اس تحریر سے
یہ ہے کہ اگر یہ خبر سچ ہے تو ہمارے دوست کا نام بنا رہے گا۔ آمین یارب العالمین۔ صاحب
جے پور کا مقدمہ اب لایق اس کے نہین ہے کہ ہم اُس کا خیال کرین ایک بنا ڈالی تھی وہ نہ

راجہ لڑکا ہے اور چھوڑا ہی۔ راول جی اور سعد اللہ خان بنے رہتے تو کوئی صورت نکل آتی
جواب آپ لکھتے ہین کہ راجہ تیرے دیوان کو پڑھا کرتا ہے اور پیش نظر رکھتا ہے۔ یہ بھی تو
ازروے تحریر منشی ہر دیو سنگھ کہتے ہین اُن کا بیان کیون کر دلنشین ہو۔ وہ بھی جو بابو صاحب
چکے ہین کہ پانسو روپیہ نقد اور خلعت مرزا صاحب کے واسطے تجویز ہو چکا ہے ہولی ہو چکی اور مین
لر چلا۔ پھاگن چیت بیساکھ نہین معلوم ہولی کس مہینہ مین ہوتی ہے آگے تو پھاگن مین ہوتی تھی۔ بندہ
بابو صاحب نے پہلی بار تو مجکو دو ہنڈویان بھیجی ہین سو سو روپیہ کی ایک تو میر احمد حسین میکش
واسطے راجہ صاحب کی طرف سے تاریخ تولد کنور صاحب کے انعام ہین اور ایک اپنی طرف سے
بطریق نذر شاگردی بعد اُسکے دو ہنڈویان سو سو روپیہ کی بعد چار چار پانچ پانچ مہینے کے آئین
میر احمد حسین کے صلے کے روپیون کے چار سو اور اُس سے علاوہ تین سو اور یہ کہ چارسو یا تین
سو کتنے دن مین آئے اس کا حساب کنور صاحب کی عمر پر حوالہ ہے اگر وہ دو برس کے ہین تو دو برس
مین اور اگر تین برس کے ہین۔ تو تین برس مین۔ ہان صاحب یہ وہی میر قاسم علی صاحب ہین جو
میرے پرانے دوست ہین پرسون یا اترسون جو ڈاک کا ہرکارہ تمہارا خط لایا تھا وہ ایک خط
میر صاحب کے نام کا کوئی میان حکمت اللہ ہین اُن کا میرے مکان کے پتہ سے لایا تھا وہ مین نے
لے کر رکھ لیا ہے۔ جب میر صاحب آجاوین تو تم اُن کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ حضرت اگر میرے
واسطے نہین تو اس خط کے واسطے آپ دلی آئیے۔ غالب۔

۹۱ ایضاً عجب تماشا ہے بابو صاحب لکھ چکے ہین کہ ہر دیو سنگھ آگیا اور پانسو روپیہ کی ہنڈوی لایا
مگر اُس کے مصارف کی بابت اُنیس روپیے کئی آنے اُس ہنڈوی مین محسوب ہو گئے ہین سو مین
اپنے پاس سے ملا کر پورے پانسو کی ہنڈوی تجکو بھیجتا ہون مین نے اُنکو لکھا کہ مصارف
ہر دیو سنگھ کے مین مجرا دونگا تکلیف نہ کرو عہ یہ میری طرف سے ہر دیو سنگھ کو اور دیدو اور باقی
کچھ کم ساڑھے چارسو کی ہنڈوی جلد روانہ کرو۔ سو بھائی آج تک ہنڈوی نہین آئی مین حیران
ہون وجہ حیرانی کی یہ کہ اس ہنڈوی کے بھروسے پر قرضدارون سے وعدہ جون کے اوائل کا

کیا تھا آج جون کی پانچوین ہے وہ تقاضا کرتے ہین اور مین آج کل کر رہا ہون شرم کے
مارے بابو صاحب کو کچھ نہین لکھ سکتا جانتا ہون کہ وہ سینکڑا پورا کرنے کی فکر مین ہونگے پھر وہ کیون
اتنا تکلف کرین تیس روپیے کی کونسی ایسی بات ہے - اگر مصارف ہر دیو سنگھ میرے ہان سے
مجرا ہوئے تو کیا غضب ہوا - اُنتیس ۲۹ اور پچیس ۲۵ - چون ۵۴ روپیہ نکال ڈالین اور باقی ارسال کرین
لفافے خطوط کے جو مین نے بھیجے تھے وہ بھی ابھی نہین آئے با این ہمہ یہ کیسی بات ہے کہ مین
یہ بھی نہین جانتا کہ بابو صاحب کہان ہین - پہاڑ پر ہین یا بھرت پور آئے ہین اجمیر آنے کی تو
ظاہرا کوئی وجہ نہین ہے ناچار کثرتِ انتظار سے عاجز آکر آج تمکو لکھا ہے تم اس کا جواب مجکو
لکھو اور اپنی راے لکھو کہ وجہ درنگ کی کیا ہے زیادہ زیادہ - اسد اللہ مرقومہ پنجم جون ۱۸۶۳ء روز پنجشنبہ جواب طلب

ایضاً میر اسلام پہنچے خط اور کاغذ اشعار پہنچا سابق و حال ابھی سب یون ہی دھرے رہینگے
اگرچہ گرمی رفع ہو گئی مینہ برسنے لگا ہواے سرد چلنے لگی مگر دل مکدر ہے اور حواس ٹھکانے
نہین - بادشاہ کا قصیدہ سارا اور ولی عہد کا قصیدہ بے خاتمہ آگے سے کہہ رکھا تھا اُسکا
خاتمہ بہزار مشقت رمضان مین کہہ لیا اور عید کو دو تو پڑھ دیے - بھائی منشی نبی بخش صاحب
کو پرسون یا اترسون بھیجونگا اُن سے لیکر تم بھی دیکھنا مین نے اُن کو لکھ بھیجا ہے کہ منشی
ہر گوپال صاحب کو بھی دینا کہ وہ پڑھ لین اور چاہین تو نقل لے لین اس کے سوا اور
جو کچھ تمہارے خط مین لکھا تھا وہ جواب طلب نہین اور یون ہی ہے جو تم سمجھے ہو - اسد اللہ

ایضاً کیون صاحب اس کا کیا سبب ہے کہ بہت دن سے ہماری آپ کی ملاقات نہین ہوئی
نہ مرزا صاحب ہی آئے نہ منشی صاحب ہی تشریف لاے وہان ایک بار منشی شیو نراین صاحب
نے کرم کیا تھا اور خط مین یہ رقم کیا تھا کہ اب ایک فرمہ باقی رہا ہے - اس راہ سے مین یہ تصور
کر رہا ہون کہ اگر ایک فرمہ نثر کا باقی تھا تو اب قصیدہ چھاپا جاتا ہوگا - اور اگر فرمہ قصیدہ کا
تھا تو اب جلدین بنی شروع ہو گئی ہونگی - تم سمجھے مین تمہارے اور بھائی منشی نبی بخش صاحب
اور جناب مرزا حاتم علی صاحب کے خطوط کے آنے کو تمہارا اور اُن کا آنا سمجھتا ہون تحریر گویا وہ

مکالمہ جو باہم ہوا کرتا ہے۔ پھر تم کہو مکالمہ کیون موقوف ہے اور اب کیا دیر ہے اور وہان کیا ہوتا ہے۔ بھائی صاحب کو کاپی کی تصحیح سے فراغت ہوگئی۔ مرزا صاحب نے جلدین صحاف کو دی ہین۔ میں اب اُن کتابون کا آنا کب تک تصور کرون۔ دسہرے مین ایک دو دن کی تعطیل مقرر ہوئی ہوگی کہین دوالی کی تعطیل تک نوبت نہ پہنچ جائے۔ ہان صاحب تم نے کبھی کچھ حال قمر الدین خانصاحب کا نہ لکھا۔ آگے اس سے تم نے اگست ستمبر مین اُن کا آگرے کا آنا لکھا۔ پھر وہ اکتوبر تک کیون نہ آئے۔ وہان تو منشی غلام غوث خانصاحب اپنا کام بدستور کرتے ہین۔ پھر یہ اُس دفتر مین کیا کر رہے ہین کہین کسی اور کام پر معین ہوگئے ہین اس کا حال جلد لکھو مجھ کو یاد پڑتا ہے کہ تم نے لکھا تھا کہ منشی غلام غوث خانصاحب کو ایک گانو جاگیر مین ملا ہے۔ مولوی قمر الدین خانصاحب اُس کے بندوبست کو آیا چاہتے ہین اُس کا ظہور کیون نہ ہوا ان سب باتون کا جواب جلد لکھیے جناب مرزا صاحب کو میرا سلام کہیئے اور یہ پیام کہیئے کہ کتاب کا حسن کانون سے سنا دل کو دیکھنے سے زیادہ یقین آیا مگر آنکھون کو رشک ہے کانون پر اور کان چشمک زنی کر رہے ہین آنکھون پر یہ ارشاد ہو کہ آنکھونکا حق آنکھون کو کب تک ملے گا۔ بھائی صاحب کو بعد از سلام کہیئے گا کہ حضرت اپنے مطلب کی تو مجکو جلدی نہین ہے آپ کی تخفیف تصدیع چاہتا ہون یعنی اگر کاپی کا قصہ تمام ہو جانے تو آپ کو آرام ہو جائے۔ جناب منشی شیو نراین صاحب کی عنایتون کا شکر میری زبانی ادا کیجیگا اور یہ کہیئے گا کہ آپ کا خط پہنچا چونکہ میرے خط کا جواب تھا اور شہدا کوئی امر جواب طلب نہ تھا اس واسطے اُس کا جواب نہین لکھا زیادہ زیادہ ؛ نگاشتہ و روان داشتہ صبح شنبہ ۱۶۔ اکتوبر ۱۸۵۸ء راقم غالب

ایضاً صاحب عجب تماشا ہے تمہارے کہے سے منشی شیو نراین صاحب کو خط لکھا تھا سو کل اُن کا خط آیا اور اُنہون نے دستنبو کی رسید لکھی۔ ڈاک کا ہرکارہ تو اُن کے پاس سے گیا ہوگا آخر تمہین نے بھیجا ہوگا یہ کیا کہ تم نے مجکو اُس کی رسید اور میرے خط کا جواب نہ لکھا۔ اگر یہ گمان کیا جاے کہ تم نے راے امید سنگہ کی ملاقات ہو لینے پر خط کا لکھنا منحصر رکھا ہے تو وہ بھی ہوچکی ہوگی مجھے تو صورت ایسی نظر آتی ہے کہ گویا تم الگ ہوگئے ہو۔ کتاب مطبع مین حوالے کردی اب

اُس کی تزئین و تصحیح سے کچھ غرض نہین - پس اگر یون ہے تو مین اس انطباع سے درگزرا
سینکڑون مطالب و مقاصد رہجائین گے اور پھر اس وحشت کی وجہ کیا اگر کہا جائے کہ وحشت
نہین ہے تو اُس کتاب اور مثنوی کی رسید نہ لکھنے کی وجہ کیا بے تکلف قیاس چاہتا ہے کہ تم مجھ سے
خفا ہو گئے ہو - خدا کے واسطے خفگی کی وجہ لکھو - صبح کو مین نے یہ خط روانہ کیا ہے - بدھ کا دن
ستمبر کی پہلی تاریخ اگر شام تک تمہارا خط آیا تو خیر ورنہ تمہاری رنجش کا بالکل یقین ہو جائیگا اور بسبب
وجہ نہ معلوم ہونے کے جی گھبرائے گا - مین تو اپنے نزدیک کوئی سبب ایسا نہین پاتا - خدا کے
واسطے خط جلد لکھو اگر خفا ہو تو خفگی کا سبب لکھو - جانتا ہون کہ تم رائے امید سنگھ سے بھی نہ ملے
ہو گے عیاذاً باللہ مین اُن سے شرمندہ رہا کہ مین نے کہا تھا کہ ہان مرزا تفتہ دستنبو تمکو اچھی طرح
پڑھا دین گے اگرچہ ایسے حال مین کہ مجکو تم پر الگ ہونے اور پہلو تہی کرنے کا گمان گزرا ہے
کوئی مطلب تمکو لکھنا نہ چاہیئے مگر ضرورت کو کیا کرون ناچار لکھتا ہون - صاحب مطبع نے
خط کے لفافہ پر لکھا ہے مرزا نوشہ صاحب غالب - اسد غور کرو کہ یہ کتنا بے جوڑ جملہ ہے ڈرتا ہون کہ
کہین صفحہ اول کتاب پر بھی نہ لکھدین - آیا فارسی کا دیوان یا اُردو یا پنج آہنگ یا مہر نیمروز چھاپے
کی یہ کوئی کتاب اُس شہر مین نہین بھیجے جو وہ میرا نام لکھ دیتے تم نے بھی اُن کو میرا نام نہین
بتایا صرف اپنی نفرت عرف سے وجہ اس واویلا کی نہین ہی بلکہ سبب یہ ہے کہ دلی کے حکام
کو تو عرف معلوم ہے مگر کلکتہ سے ولایت تک یعنی وزراء کے محکمہ مین اور ملکہ عالیہ کے حضور مین کوئی
اس نالایق عرف کو نہین جانتا - پس اگر صاحب مطبع نے مرزا نوشہ صاحب غالب لکھ دیا تو مین
غارت ہو گیا - کھویا گیا - میری محنت رایگان گئی گویا کتاب کسی اور کی ہو گئی - لکھتا ہون اور پھر سوچتا ہون
کہ دیکھون تم یہ پیام مطبع مین پہنچا دیتے ہو یا نہین - بدھ کا دن ستمبر کی پہلی تاریخ - غالب

ایضاً بھائی صاحب سہ کتابین بھیجی ہوئی برخوردار منشی شیونراین کی کل جمعہ کے ۱۲- نومبر کو
پہنچین کاغذ اور سیاہی اور خط کا حسن دیکھ کر مین نے از روے یقین جانا کہ طلائی کام پر یہ کتابین
طاؤس بہشت بن جائین گی حورین اُن کو دیکھ کر شرمائین گی - یہ تو سب درست مگر دیکھیے مجکو اُن کا

دیکھنا کب تک میسر ہو۔ آپ بر گمان تساہل کا گزرے یہ تو کیون کر ہو۔ ہان صحاف جلد کے بنانے کی نسبت سے میرے حق کا جلاوہ بن جاوے یعنی مدت مناسب سے زیادہ دیر نہ لگائے۔ اور ہان حضرت کچھ ایسی پختگی ارسال وقت کریں گے کہ وہ پارسل آشوب تلف سے محفوظ رہے بہت عزیز اور بہت کام کی چیز ہے مجکو وہ ایک ایک مجلد اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے۔ یاالٰہی یہ خط اور مین ہو اور وہ ساتون کتابون کا پارسل تیرے حفظ و امان مین مجھ تک پہنچ جاوے اور یہ تو تو بھلا یہ ہو کہ اس خط کا جواب لکھئے اُس مین یہ مرقوم ہو کہ آج ہم نے کتابون کا پارسل روانہ کیا ہے ؎

یارب این آرزوے من چہ خوش است | تو بدین آرزو مرا برسان

مرسلہ شنبہ ۱۳ نومبر ۱۸۵۸ عیسوی۔

ایضاً | رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی مین معاف + آج کچھ درد مرے دل مین سوا ہوتا ہے

بندہ پرور پہلے تم کو یہ لکھا جاتا ہے کہ میرے دوست قدیم میر کرم حسین صاحب کی خدمت مین میرا سلام کہنا اور یہ کہنا اب تک جیتا ہون اور اس سے زیادہ میرا حال مجکو بھی معلوم نہین مرزا حاتم علی صاحب مہر کی جناب مین میرا سلام کہنا۔ اور یہ میرا شعر میری زبان سے پڑھنا ؎

شرط اسلام بود ورزش ایمان بالغیب | اے تو غائب ز نظر مہر تو ایمان من ست

تمہارے پہلے خط کا جواب بھیج چکا تھا کہ اُس کے دو دن یا تین دن کے بعد دوسرا خط پہنچا سنو صاحب جس شخص کو جس شغل کا ذوق ہو اور وہ اُس مین بے تکلف عمر بسر کرے اس کا نام عیش ہے۔ تمہاری توجہ مفرط بطرف شعر و سخن۔ تمہاری شرافت نفس اور حسن طبع کی دلیل ہے اور بھائی یہ جو تمہاری سخن گستری ہے اسکی شہرت مین میری بھی تو نام آوری ہے میرا حال اس فن مین اب یہ ہے کہ شعر کہنے کی روش اور اگلے کہے ہوئے اشعار سب بھول گیا۔ مگر ہان اپنے ہندی کلام مین سے ڈیڑھ شعر یعنی ایک مقطع اور ایک مصرع یاد رہ گیا ہے سو گاہ گاہ جب دل اُلٹنے لگتا ہے تب دس پانچ بار یہ مقطع زبان پر آجاتا ہے ؎ .

زندگی اپنی جب اس شکل سے گزری غالب | ہم بھی کیا یاد کرین گے کہ خدا رکھتے تھے

پھر جب سخت گھبراتا ہون اور تنگ آتا ہون تو یہ مصرع پڑھ کر چپ ہو جاتا ہون ع اے مرگ ناگہان تجھے کیا انتظار ہے + یہ کوئی نہ سمجھے کہ مین اپنی بے رونقی اور تباہی کے غم مین مرتا ہون جو دکھ مجکو ہے اُس کا بیان تو معلوم مگر اُس بیان کی طرف اشارہ کرتا ہون۔ انگریز کی قوم مین سے جو ان روسیاہ کالون کے ہاتھ سے قتل ہوئے اس مین کوئی میرا امیدگاہ تھا اور کوئی میرا شفیق اور کوئی میرا دوست اور کوئی میرا یار اور کوئی میرا شاگرد ہندوستانیون مین کچھ عزیز کچھ دوست کچھ شاگرد کچھ معشوق سو وہ سب کے سب خاک مین مل گئے۔ ایک عزیز کا ماتم کتنا سخت ہوتا ہے جو اتنے عزیزون کا ماتم دار ہو اُسکو زیست کیونکر نہ دشوار ہو۔ ہاے اتنے یار مرے کہ جواب مین مرون گا تو میرا کوئی رونے والا بھی نہ ہوگا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۵

بنام شاہزادہ بشیر الدین صاحب

حضرت پیر و مرشد برحق سلامت تقصیر معاف مین مدعی اور آپ مدعی علیہ بھی اور حاکم بھی۔ وجہ استغاثہ یہ کہ آپ نے مجھے اپنے حلقہ ارادت سے خارج کر دیا۔ عرائض جواب طلب کا جواب نہین ایک عنایت نامہ سابق مین۔ آب زلال میرود بر پر چینگ۔ یہ جملہ مرکبہ لکھا ہوا تھا مین اس کو پڑھ بھی نہ سکا معنی تو علاوہ رہے۔ مین نے عریضہ لکھا اور جملہ کی حقیقت حال کا انکشاف چاہا اب تک جواب نہین پہنچا جی گھبرا رہا ہے جب تک اس کا جواب نہ پاؤن گا آرام نہ آئے گا۔ برخوردار اقبال نشان میرزا شہاب الدین خان بہادر کی زبانی آپ کے مزاج مبارک کی خیر و عافیت سنی مگر وہ جو تحریر پر دستخطی سے تسلی ہوتی ہے۔ وہ کہان۔ حضرت اب تو خالصاً للہ والرسول میرا گناہ معاف اور دستخط خاص سے مجکو اس جملہ کے معانی لکھ بھیجیے۔ زیادہ حد ادب۔ عفو جرم کا طالب غالب

ایضاً

در پرستش سستم و در کامجوئی استوار | بادشہ را بندۂ کم خدمت پرخوار ہست

حضرت پیر و مرشد برحق روز افزونی کاہش اب اس حد کو پہنچی ہے کہ ع تقسیم جزو لایتجزی محال ہے آگے باد زمہریر نے لہو خشک کر دیا تھا اب آتشِ دوزخ نے رہا سہا جلا دیا۔ کل عنایت نامہ

آیا آپ جو رقم فرماتے ہین کہ تو نے میرے خط کا جواب نہین بھیجا مجکو با وصف استیلاے نسیان خیال مین آتا ہے کہ مین حضرت کے فرمان کا جواب لکھ چکا ہون ۔ ڈاکے اب ڈاکو ہو گئے ہین اگر وہ لفافہ ڈاک مین تلف ہو گیا ہو تو کچھ بعید نہین ۔ متوقع ہون کہ اُس کا نہ پہنچنا میری نارسائی بخت کی تاثیر سمجھا چاہیئے ۔ مین مجرم نہ ٹھہرون ۔ زیادہ حد ادب نجات کا طالب غالب ۔ روز دوشنبہ ۱۱ - اپریل ۱۸۶۸ء

ایضاً تم سلامت رہو ہزار برس		ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار

آج منگل ۱۶ جون ۱۸۶۸ء ۱۲ بجے عنایت نامہ آیا ۔ سرنامہ دیکھکر سفیدہ صبح مراد سمجھا ۔ ننگا ایک چھوٹی سی خس کی ٹٹی کے پاس بیٹھا ہوا تھا ۔ خط پڑھ کر وہ حال طاری ہوا کہ اگر ننگا نہوتا تو گریبان پھاڑ ڈالتا ۔ اگر جان عزیز نہ ہوتی تو سر پھوڑتا اور کیونکر اس غم کی تاب لاتا کہ مین نے اپنے کو لکھواکر بصورت تصویر آپ کی خدمت مین بھیجا ۔ لفافہ انگریزی اقبال نشان شہاب الدین خان سے لکھواکر بیرنگ ارسال کیا ۔ اس فرمان مین اُس لفافے کی رسید نہ پائی تظاہرا ڈاک پر ڈاکو گرے اور میرے پیکر بے روح کے ٹکڑے اُڑا دے بیتاب ہو کر یہ عبارت حضرت کو بھیجی ہوئی لفافہ مین لپیٹ کر روانہ کی اب جب آپ اور لفافہ بھیجینگے تو مطالب باقی کا جواب مع اوراق اشعار بھیجونگا ۔ زیادہ حد ادب ۔

بنام سید بدرالدین احمد المعروف بہ فقیر صاحب

حضرت مخدوم مکرم معظم جناب فقیر صاحب دامت برکاتہم ۔ بعد بندگی عرض کیا جاتا ہے کہ آپکا عنایت نامہ پہنچا حال معلوم ہوا ۔ بابو صاحب کے واسطے میرا جی بہت جلا ۔ زمانہ اِن دنون مین اُن سے برسر امتحان ہے ۔ پروردگار اُنکو سلامت رکھے اور صبر و شکیب عطا کرے ۔ علاوہ ناساعدت روزگار کی وہ صورت شدائد رنج سفر کی وہ حالت ۔ ناسازگاری مزاج کا وہ رنگ ۔ ان سب باتون سے علاوہ یہ کتنی بڑی مصیبت ہے کہ جوان داماد مر جاوے اور بیٹی بیوہ ہو جاوے ۔ مرگ و زیست کا سر رشتہ خدا کے ہاتھ ہے آدمی کیا کرے ۔ دل پر میرے جو گزری ہے وہ میرا دل جانتا ہے ۔ ہان بحسب ظاہر

تعزیت نامہ لکھنا چاہیئے۔ حیران ہون کہ اگر خط لکھون توکس پتہ سے لکھون ناچارا بھی تامل ہی جب وہ بھرت پور آجائین توآپ اُن کے آنے کی مجکو اطلاع دیجئے گا کچھ لکھ بھیجون گا نواب علی نقی خان صاحب کے خط کے جواب مین جو آپنے مجکو لکھا تھا وہ مجکو یاد رہے گا جب نواب صاحب آجائین گے مین انکو سمجھا دونگا آپ ہندی اور فارسی غزلین مانگتے ہین۔ فارسی غزل تو شاید ایک بھی نہین کہی ہان ہندی غزلین قلعہ کے مشاعرہ مین دو چار لکھی تھین سو وہ یا تمھارے دوست حسین مرزا صاحب کے پاس ہونگی یا ضیاء الدین خان صاحب پاس میرے پاس کہان آدمی کو یہان اتنا توقف نہین کہ وہان سے دیوان منگوا کر نقل اُتروا کر بھیج دون۔ سید محمد صاحب کو اور اُن کے دونو بھائیون کو میری دعا پہنچے۔ اسد اللہ۔ نگاشتہ چہار شنبہ۔ ۳ ربیع الثانی ۱۲۷۱ ہجری مطابق ۳ جنوری ۱۸۵۵ عیسوی۔

ایضاً مخدوم مکرم جناب فقیر صاحب کی خدمت عالی مین عرض کیا جاتا ہے کہ بہت دن سے آپنے مجکو یاد نہین کیا اور مجکو کچھ آپ کا حال معلوم نہین۔ بابو صاحب خدا جانے کہان ہین اور کس کام مین ہین اُن کا بھی کچھ حال مجکو معلوم نہین۔ منشی ہرگوپال تفتہ کی تحریر سے بابو صاحب کا حال اکثر اور تمھاری خیر و عافیت گاہ گاہ دریافت ہو جاتی تھی سو وہ بہت دنون سے علی گڈہ مین ہین اگرچہ خط اُن کے آتے رہتے ہین مگر اُن کو بھی بابو صاحب کا حال معلوم نہین اور تم سے تو بعید ہی ہے پھر تمھاری خیر و عافیت کیا لکھین۔ بہر حال مقصود اس تحریر سے یہ ہے کہ نواب میر علی نقی خان صاحب آپ سے ملین گے یہ بہت عالی خاندان ہین۔ نواب ذوالفقار خان اور نواب اسد خان کی اولاد مین سے ہین اور تمھارے مامون صاحب یعنی نواب محمد میر خان مغفور کے بڑے دوست ہین اب یہ نوکری کی جستجو کو نکلے ہین۔ آپ ان کی تعظیم و توقیر مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین اور راج کا حال سب ان پر ظاہر کرین اور اہالی سرکار سے ان کو ملوا دین اور بابو صاحب سے جو ان کو ملوائیے تو یہ میرا خط جو آپ کے نام کا ہے جناب بابو صاحب کو پڑھوا دیجئے کیا خوب ہو کہ یہ اُس سرکار مین نوکر ہو جائین اور اگر نوکری کی صورت نہ بنے تو راج سے اُن کی رخصت بآئین شایستہ

عمل مین آوے۔ نواب اسد خان عالمگیر کے وزیر تھے اور فرخ سیر اُن کا بٹھایا ہوا تھا۔ فرخ سیر نے ذوالفقار خان کو مار ڈالا تو از روے کتب تواریخ ظاہر ہے کہ سلطنت کیسی برہم ہو گئی اور خود فرخ سیر پر کیا گزری۔ قصہ کوتاہ ان کی تقریب مین جو مدارج آپ صرف کرین گے اور جس قدر آپ ان کی بہبود مین کوشش کرینگے احسان مجھ پر ہوگا۔ زیادہ زیادہ۔ اسد اللہ۔

ایضاً سید صاحب جمیل المناقب عالی خاندان سعادت و اقبال توامان مجکو بہی یاد سے غافل اور سید احمد کی خدمت گزاری سے فارغ نہ سمجھین۔ بہ کیا کرون صورت مقدمہ عجیب و غریب ہے یہ بہنین اور اُن کا بہائی باہم موافق رہین گے تو کوئی صورت نکل آئے گی۔ حساب و ناطق سیم و زر روپیہ اشرفی سنتا ہون کہ کچھ نہین۔ ہان جاداد سو سید کے اظہار سے معلوم ہوا کہ وہ تقسیم نہ ہو گی۔ کرایہ اُس کا تقسیم ہو جایگا۔ مین راے کیا دون اور سمجھاؤن کیا۔ کئی دن ہوئے کہ مین حسین مرزا صاحب کے ہان گیا تھا وہان میان بھی بیٹھا تھا باہم اُن دونو صاحبون مین یہی باتین ہو رہی تھین تم بھی میری مانند حیرت زیادہ تھے قضا و قدر کو چھوڑو نیرنگ تقدیر کے تماشائی رہو۔ گھاٹا نہین ٹوٹا نہین نقد مال کا پتا نہین املاک کا کرایہ بٹ رہیگا گھبراتے کیون ہو یہ دلی والونکی خفقانیت کے حالات ہین۔ تمہارا بھتیجا یعنی سید حسین خان بچ گیا۔ عوارض کی آندہی دفع ہو گئی۔ توقع زیست کی قوی ہے صرف طاقت کا آنا باقی ہے۔ صد سر بڑا اُٹھایا ہے۔ میناہ بھر مین جیسے تھے ویسے ہی ہو جاوینگے انشاء اللہ العلی العظیم۔ صبح دوشنبہ ۲۵ مئی ۱۸۶۳ء۔

ایضاً پیر و مرشد آج نوان دن ہے حسین مرزا صاحب کو الور گئے اگر ہوتے تو اُن سے پوچھتا کہ حضرت میرا دیوان کس مطبع مین طبع ہوا اور حاشیے اُس پر کس نے چڑھائے۔ خدا جانے حسین مرزا نے کیا کہا اور حضرت کیا سمجھے اب یہ حقیقت مجھ سے سنئے ۱۸۶۲ء یعنی سال گذشتہ مین قاطع برہان چھپی۔ پچاس جلدین مین نے مول لین اور یہ وہ زمانہ ہے کہ آپ دلی آئے ہین مین نے یہ سمجھکر کہ یہ تمہارے کس کام کی ہے تمہین نہ دی تم مانگتے اور مین نہ دیتا تو گنہگار تھا۔ اب کوئی جلد باقی نہین ہے۔ رہا دیوان اگر ریختہ کا منتخب کہتے ہو تو وہ اس عرصہ مین دلی اور کانپور دو جگہ چھاپا گیا اور تیسری جگہ آگرہ

مین چھپ رہا ہے۔ فارسی کا دیوان بیس پچیس برس کا عرصہ ہوا جب چھپا تھا پھر نہین چھپا۔ مگر ان
سال گزشتہ مین منشی نولکشور نے شہاب الدین خان کو لکھ کر کلیات فارسی جو ضیاء الدین خان
نے غدر کے بعد بڑی محنت سے جمع کیا تھا وہ منگا لیا اور چھاپنا شروع کیا وہ پچاس جزو ہین۔ یعنی
کوئی مصرع میرا اُس سے خارج نہین اب سنا ہی کہ وہ چھپ کر تمام ہو گیا ہے روپیہ کی فکر مین ہون
ہاتھ نہ آجاے تو ص ۵۰ بھیج کر بیس جلدین منگواؤن۔ جب آجائین گی ایک آپ کو بھی بھیج دونگا
نواب محی الدین خان صاحب کا حال سُن کر جی بہت خوش ہوا۔ میری طرف سے سلام و نیاز کے بعد مبارکباد دینا

ایضاً۔ حضرت آپ کے خط کا جواب لکھنے مین درنگ اس راہ سے ہوئی کہ مین منتظر رہا میان کے آنے
کا۔ اب جو وہ مجھ سے مل گئے اور اُن کی زبانی سارا حال سُن لیا تو جواب لکھنے بیٹھا۔ سنو صاحب
ایک منشی محمد تقی ہی تو نہین یہان تو سا تارو ہین ہے۔ محمد تقی ایک اُس کی دو بہنین تین۔ منشی
آغا جان کی تین بیٹیان اور ایک بیٹا چار یہ سات مدعی۔ ایک ان مین سے سید کی بی بی بھی ہی
نہ وہ حکام ہین جن کو مین جانتا تھا نہ وہ عملہ ہے جس سے میری ملاقات تھی۔ نہ وہ عدالت کے قواعد
ہین جن کو پچاس برس مین نے دیکھا ہی۔ ایک کونے مین بیٹھا ہوا نیرنگ روزگار کا تماشہ دیکھ رہا ہون
یا حافظ یا حفیظ ورد زبان ہی تمھارے بھائی غلام حسین خان مرحوم کا بیٹا حیدر حسن خان خدا ہی
خدا ہی بچاوے۔ آج تیرہوان دن ہے کہ تپ مفارقت کرتی ہی نہ دست بند ہوتے ہین نہ قے موقوف ہوتی
ہے۔ چارپائی کاٹ دی ہی۔ حواس زائل ہو گئے ہین انجام اچھا نظر نہین آتا۔ کام تمام ہے
والسلام والاکرام مرقومہ ۲۴ ذی قعدہ سنہ ۱۲۷۹ ہجری۔ عافیت کا طالب غالب۔

بنام چودھری عبد الغفور المتخلص بہ سرور

جناب چودھری صاحب آپ کا عنایت نامہ اس وقت پہنچا اور یہ وقت صبح کا ہے دن بدھ کا
ربیع الثانی کی چوبیسوین اور دسمبر کی پہلی۔ کتاب کے پارسل کی رسید معلوم ہوئی۔ حکیم عبد الرحیم خان
کوئی نامی اور نامور نہین ہین یہان کے قاضی زادون مین سے ایک شخص ہین۔ طبابت کرنے
لگے ہین میرے بھی آشنا ہین صرف سلام علیک۔ زیادہ ربط نہین ہی سو اُن کا حال مجھکو معلوم

نہین کہ وہ کہان ہین اور کس طرح ہین آگے حضرت صاحب کی خدمت مین عرض کیا تھا کہ آپ جو کچھ لکھین وہ بمقام چودھری صاحب لکھا جائے۔ حضرت نے نہ مانا اور پھر عبارت بدستخط خاص لکھی واللہ باللہ نہ مجھ سے نہ اور کسی سے پڑھی گئی۔ ناچار آپ کا خط پھر آپ کو بھیجتا ہون حضرت سے کچھ نہ فرمایئے گا مگر اس عبارت کو اپنے ہاتھ سے نقل کر کے مجکو بھجوایئے گا ضرور اور جلد
شفیق مکرم جناب چودھری غلام رسول صاحب کی خدمت مین سلام پہنچے۔

ایضاً جناب عالی آج آپ کا تفقد نامہ مرقومہ یازدہم شعبان مطابق پنجم مارچ بقید روز دوشنبہ پہنچا پہلے تو ان تاریخون کے حساب سے تطابق مین مین الجھا پھر خط کے پہنچنے سے بہت خوش ہوا ڈاک کیا ہے خاک ہے خیر ادھر پڑا ادھر جواب لکھا خدا کرے یہ میرا خط جلد پہنچے ورنہ یہ آپکو خیال ہوگا کہ غالب نے ہمارے خط کا جواب نہ لکھا حقیقت میری مجملاً یہ ہے کہ راہ و رسم مراسلت حکام عالی مقام سے بدستور جاری ہوگئی ہے۔ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر غرب و شمال کو نسخہ دستنبو بسبیل ڈاک بھیجا تھا ان کا خط فارسی مشعر تحسین عبارت و قبول صدق ارادت و مودت بسبیل ڈاک آگیا۔ پھر قصیدہ بہاریہ تہنیت و مدحت مین بھیجا گیا اس کی رسید آگئی وہی خان صاحب بسیار مہربان دوستانہ القاب اور کاغذ افشانی ازان بعد ایک قصیدہ جناب رابرٹ منٹگمری صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر قلمرو پنجاب کی مدح مین بتوسط صاحب کمشنر بہادر دہلی گیا اس کے جواب مین بھی خوشنودی نامہ بتوسط کمشنر بہادر کل مجکو آگیا۔ پنشن ابھی تک مجکو نہین ملی جب ملے گی حضرت کو اطلاع دی جائے گی پیر و مرشد عالم ہین اور مین جاہل ہون ان کی تسلیم نہ کرنے کو مین نے تسلیم کیا اور پھر تسلیم بجالایا۔ اے حضرت جناب مخدوم مکرم چودھری غلام رسول صاحب کی خدمت مین انہین الفاظ مین رسم مبارکباد ادا کی گئی تھی نہ عبارت آرائی نہ طبع آزمائی۔ کچھ عجب نہین کہ وہ خط بھی مئی و جون مین آپ کو پہنچ جائے۔ آپ کا بھی تو مارچ کا خط مجکو اب آخر اپریل مین پہنچا ہے۔ جناب شیخ صاحب کیون مجھکو محجوب کرتے ہین اس باب مین اس سے زیادہ عرض نہین کر سکتا کہ افادہ مشترک ہے قصیدہ و مثنوی بھیج دیجئے لطف اٹھاؤن گا اور جو کچھ

میرے خیال مین آئے گا بے تکلف عرض کرونگا۔ میرا سلام کہیے اور مثنوی اور قصیدہ اُن سے لے کر جلد بھیج دیجئے۔ اپنے عم عالی مقدار کی خدمت مین میرا سلام پہنچائیے اور کہیے کہ حضرت خلاصہ مکتوب سابق یہی الفاظ ہندی تھے شاید کچھ تغیر بالمرادف ہو تو ہو یہ شادی ابصد ہزار مسرت آپ کو مبارک ہو اور اُن کی اولاد دیکھنی اور اسی طرح اُن کی شادی کرنی نصیب ہو۔ فیض علی خان صاحب کو میرا سلام پہنچے۔ مین بھی آپ کی ملاقات کا مشتاق اور آپ کا مداح رہونگا۔ خط کا لفافہ اس خط مین ملفوف کرکے یہ بھیجتا ہون یہ آج پہنچا اور آج ہی مین نے اس کا جواب لکھا کاتب وہی ہے جو لفافہ ملفوفہ کا مکتوب الیہ ہے۔

ایضاً جناب چودھری صاحب آپکے تلطف نامہ کے ورود کی مسرت اور پارسل کے پہنچنے کی حیرت باعث اس کی ہوئی کہ آپ کو پھر تکلیف دون اور باآنکہ جواب طلب نہ تھا جواب لکھون بندہ پرور مین نے پارسل کی رسید لے لی تھی اب آپکے خط کو پڑھ کر کاربردازان ڈاک پاس وہ رسید بھجوائی۔ انھون نے کتاب دیکھکر میرے آدمی سے کہہ دیا کہ سکندرہ راو کی رسید یہ موجود ہے اب پارسل کی جوابدہی وہان والونکے ذمہ ہے یہ سنکر مینے یہ مناسب جانا کہ وہ رسید آپکے پاس بھیجدون آپ سکندرہ راو کے ڈاک خانہ مین بھجوا کر اُن سے پارسل منگوائین اور اب اس رسید کا میری طرف راجع ہونا کسی صورت مین ضرور نہین۔ والسلام

ایضاً جناب چودھری صاحب کی یاد آوری اور مہر گستری کا شکر بجا لاتا ہون۔ آپ کا خط مع قصیدہ و مثنوی پہنچا۔ مثنوی کو جداگانہ بطریق بیرنگ پاکٹ بھیجتا ہون اور یہ خط جداگانہ ارسال کرتا ہون۔ لفافہ اس کا بھی آپکے نام کا ہے۔ آپکے خواب کا ماجرا اور صبح کو ادھر کا قصد اور پھر اپنے چچا صاحب کے کہنے سے نظر تابستان پر اس عزم کا ملتوی رکھنا معلوم ہوا آپکے چچا صاحب نے کرامت کی کہ جو آپ کو منع کیا ڈاک کی سواری پر اگر آپ اس شہر مین میرے مکان تک آجاتے تو ممکن تھا مگر رہنا شہر مین بے حصول اجازت حاکم احتمال ضرور رکھتا ہے۔ اگر خیر ہو تو ہو اگر خبر ہو جاے تو البتہ قباحت ہے زنہار کبھی یہ گمان نہ کیجیے گا کہ دلی کی عملداری میرٹھ اور آگرہ اور بلاد شرقیہ کی مثل ہے۔ یہ پنجاب احاطہ مین شامل ہے۔ نہ قانون نہ آئین جس حاکم کی

جو راے مین آوے وہ ویسا ہی کرے بہرحال ؎ اے واے زمحرومی دیدار دگر ہیچ ہانشا اللہ
العظیم دو تین مہینے مین یہان بھی صورت امن و امان کی ہو جائے گی مگر میری آرزو باتیقا
اس صورت مین بھی بر نہ آئے گی۔ مین یہ تاکے ہوئے ہون کہ میری اور تمہاری ملاقات اس
طرح ہو کہ ہم تم ہون اور حضرت صاحب عالم صاحب ہون اور باہم حرف و حکایت کرین۔ اگر زمانہ میری
خواہش کے موافق نقش قبول کرتا ہے تو مین مارہرہ کو آتا ہون۔ حضرت پیر و مرشد کا اشتیاق اور اسی
جلسہ مین تمہارے دیدار کا شوق ایسا نہین ہے کہ مجکو آرام سے بیٹھا رہنے دے گا۔ صاحب
یہ مثنوی تو میرے واسطے ایک مرثیہ ہو گئی ہے ہے اس بزرگوار کے جگر مین کیا کیا گھاو پڑے ہونگے
تب یہ تراوش خونناب ظہور مین آئی ہو گی مزا یہ ہے کہ عنوان بیان سے حق بجانب انہین کے معلوم
ہوتا ہے چونکہ اصل کاغذ میری نظر مین نہین اور حقیقت حال مجھ پر مجہول ہے اسواسطے انجام
و آغاز اندازہ و انداز کچھ نہین سمجھا حک اصلاح کو آپ بنظر اصلاح ملاحظہ فرمائین مین نے بحسب
دستور ہر جگہ بمنشاء اصلاح لکھ دیا ہے بشیخ صاحب سے میرا سلام کہیے گا اور کہیے گا کہ کیا کرون دور ہون
معذور ہون مدد نہین کر سکتا۔ امانت کے مراسم تقدیم کو نہین پہنچا سکتا۔ خدا تمہارا نگہبان رہے والسلام

ایضاً شفیق مکرم مظہر لطف و کرم جناب چودہری صاحب کی خدمت مین بعد سلام یہ عرض
کرتا ہون کہ آپ کا مہربانی نامہ آیا میرا رنج و تشویش مٹا یا میری خدمت مقبول ہوئی خوشی
حصول ہوئی۔ میر امداد علی شاہ کو میری دعا کہنا ان کا باپ میرا بڑا یار تھا میری طرف سے خاطر
جمع کر دیجیے گا اب سبیل اچھی نکل آئی۔ چودہری صاحب کے ذریعہ جو کچھ مجکو بھیجنا ہو گا بھجواؤن گا جناب
چودھری صاحب آج کا میرا خط کاسۂ گدائی ہے یعنی تم سے کچھ مانگتا ہون۔ تفصیل یہ کہ مولوی
باقر دہلوی کے مطبع مین سے ایک اخبار ہر مہینے مین چار بار نکلا کرتا ہے مسمیٰ بہ دہلی اُردو اخبار
بعض اشخاص سنین ماضیہ کے اخبار جمع کر رکھا کرتے ہین اگر احیاناً آپکے یا کسی آپکے دوست کے ہان
جمع ہوتے چلے آئے ہون تو اکتوبر ۱۸۳۷ء سے دو چار مہینے کے آگے کے اوراق دیکھے جائین
جس مین بہادر شاہ کی تخت نشینی کا ذکر اور میان ذوق کے دو سکہ انکے نام کا کہکر نذر کرنے کا

ذکر مندرج ہو بے تکلف وہ اخبار چھاپہ کا اصل بجنسہ میرے پاس بھیج دیجئے۔ آپ کو معلوم رہے کہ اکتوبر کی ساتوین آٹھوین تاریخ ۱۸۳۷ء مین یہ تخت پر بیٹھے ہین اور ذوق نے اسی مہینے مین یا دو ایک مہینے کے بعد سکے کہہ کر گزرانے ہین۔ احتیاطاً پانچ چار مہینے تک کے اخبار دیکھ لئے جائین۔ یہان تک میری طرف سے ابرام ہے کہ اگر بمبئی کسی اور شہر مین کوئی آپ کا دوست جامع ہو اور آپ کو اُس پر علم ہو تو وہان سے منگوا بھیجیے۔ والسلام مع الاکرام

ایضاً شفیق میرے عنایت فرما۔ تمھاری مہربانی کا شکر بجا لاتا ہون نہایت سعی یہ تھی کہ آپ کی طرف سے ظہور مین آئی۔ مین نے کلکتہ مین مہتمم مطبع جام جہان نما کو لکھ بھیجا ہے اور ترک سعی کیا ہے۔ آپ بھی فکر نہ کیجئے۔ اگر کہین سے آپ کے پاس آجائے تو مجکو بھیج دیجئے میرے پاس آئے گا تو مین تم کو اطلاع دیدون گا۔ عنایت الہٰی کا کون شخص مشتاق نہ ہوگا۔ اس کی پرسش زائد مین خدمت گزاری کو حاضر ہون وہ جب چاہین اپنا کلام بھیج دین میرا سلام اور یہ پیام کہدیجئے گا۔ صاحب تم نے ہمارے پیر و مرشد کو ہم پر خفا کر دیا۔ بھلا وہ خط نہ لکھین نہ لکھین کبھی تم کو فرما دین کہ غالب کو میری دعا لکھ بھیجنا۔ بہرحال میرا سلام و نیاز عرض کیجئے اور اُن کے مزاج مبارک کی خیر و عافیت لکھئے اور یہ لکھیئے کہ اگر خدا نخواستہ وہ مجھ سے ناخوش ہین تو ناخوشی کی وجہ کیا ہے۔ اپنے چچا صاحب کی خدمت مین سلام پہنچائیے گا اور مولانا عطا کو سلام شوق کہیے گا۔

ایضاً میرے شفیق ولی چودھری عبد الغفور صاحب کو خدا سلامت رکھے دیکھو میرے حواس کا اب یہ عالم ہے کہ تمھارے نام کی جگہ تمھارے چچا صاحب کا نام لکھا تھا۔ اسی طرح سابق کے خط مین سرنامے پر یہ لکھا ہوگا ؎

بسا ریشہ جوانے کہ غالبش نامند | کنون بہ بین کہ چہ خون میچکد ز ہر نفسش

جو خط کہ آپ کے خطوط کے جواب مین آئے ہین اُن کے بھیجنے کی کیا حاجت تھی آپ کی سعی اور اپنی ناکامی پہلے سے میرے دل نشین اور خاطر نشان ہے جیسا کہ کوئی اُستاد کہتا ہے ؎

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل	کہ خضر از آب حیوان تشنہ مے آرد سکندر را

وہ اخبار نہ کھین سے ہاتھ آیا اور نہ آئے گا مین اپنے خدا سے امیدوار ہون کہ میرا کام بغیر اُسکے نکل جائے گا۔ بندہ پرور میرا کلام کیا نظم کیا نثر کیا اُردو کیا فارسی کبھی کسی عہد مین میرے پاس فراہم نہین ہوا۔ دو چار دوستون کو اس کا التزام تھا کہ وہ مسودات مجھ سے لے کر جمع کر لیا کرتے تھے سو اُن کے لاکھون روپیے کے گھر لٹ گئے جس مین ہزارون روپیہ کے کتابخانے بھی گئے اُس مین وہ مجموعہ ہاے پریشان بھی غارت ہوئے مین خود اُس مثنوی کے واسطے خون در جگر ہون ہاے کیا چیز تھی۔ پارسل مین خطوط بھیجنے محل اندیشہ ہے خدا نے بچایا چونکہ اب وہ خط آپکے کچھ کام کے نہ سمجھا از راہ احتیاط پارسل مین سے نکال لئے۔

ایضاً میرے کرم فرما میرے شفیق ۵

شرطِ اسلام بود ورزش ایمان بالغیب	اے تو غائب ز نظر مہر تو ایمان منست

آپکے اس خط کا جواب بعد لکھنے اس شعر کے منحصر التماس پر ہے کہ میری طرف سے تحریر جواب خط مین کبھی تقصیر نہ ہوگی لیکن اغلب و اکثر ابتدا یہ تحریر نہ ہوگی۔ یہ خط ناچار از روے اضطرار واپس بھیجتا ہون واسطے خدا کے میرے پیر و مرشد کے ارشادات کو ایک اور کاغذ پر اپنے ہاتھ سے نقل کرکے بھیج دیجئے تاکہ مجھ بدنصیب کو معلوم ہو کہ حضرت نے کیا لکھا ہے۔ جناب چودھری غلام رسول صاحب کی خدمت مین سلام نیاز۔ اُستاد شیخ عطا حسین صاحب کی جناب مین سلام۔

ایضاً میرے شفیق دلی کو میرا اسلام پہنچے۔ کل انشا کا پارسل پہنچا اور آج خط۔ انشا کا نام بہارستان اور آپ کا تخلص سرور۔ بہارستان مضاف اور سرور مضاف الیہ۔ بہارستان سرور اچھا نام ہے قطعہ کا وعدہ نہین کرتا۔ کس واسطے کہ اگر بے وعدہ پہنچ جائے گا تو لطف زیادہ دے گا۔ اور اگر نہ پہنچے گا تو محل شکایت نہ ہوگا۔ رفع فتنہ و فساد اور بلاد مین مسلم۔ یہان کوئی طرح آسایش کی نہین ہے۔ اہل دہلی عموماً برے ٹھہر گئے۔ یہ داغ ان کے جبین حال سے عموماً مٹ نہین سکتا مین اموات مین ہون مردہ شعر کیا کہے گا۔ غزل کا ڈھنگ بھول گیا۔ معشوق کس کو قرار دون جو غزل کی

روشن ضمیر مین آوے۔ رہا قصیدہ ممدوح کون ہے۔ ہاے انوری گویا میری زبان سے کہتا ہی ؎

اے دریغا نیست ممدوحے سزاوار مدیح | اے دریغا نیست معشوقے سزاوار غزل

گورنمنٹ کے دربار مین ہمیشہ سے میری طرف سے قصیدہ نذر گزرتا ہے۔ اشرفیان نہین اور خلعت ریاست دو دانی کا سات پارچہ اور تین رقم جیغہ سرپیچ مالاے مروارید مجکو ملا کرتا ہے اب نواب گورنر جنرل بہادر یہان آتے ہین۔ دربار مین بلاے جانے کی توقع نہین پھر کس دل سے قصیدہ لکھون۔ صناعت شعر اعضاے وجوارح کا کام نہین دل چاہیے۔ دماغ چاہیے۔ ذوق چاہیے امنگ چاہیے۔ یہ سامان کہان سے لاؤن جو شعر کہون۔ چونسٹھ برس کی عمر ولولہ شباب کہان۔ رعایت فن اس کے سبب کہان۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایضاً پیرومرشد سلام نیاز پہنچے۔ کف الخضیب صور جنوبی مین سے ایک صورت ہے۔ اسکے طلوع کا حال مجکو کچھ معلوم نہین۔ اختر شناسانِ ہند کو اس کا حال کچھ معلوم نہین اور ان کی زبان مین اس کا نام بھی یقین ہے کہ نہ ہوگا۔ قبول دعا وقت طلوع منجملہ مضامین شعری ہے جیسے کتان کا پرتو ماہ مین چھٹ جانا اور زمرد سے افعی کا اندھا ہو جانا۔ آصف الدولہ نے افعی تلاش کر کے منگوایا اور قطعات زمرد اُس کے محاذی چشم رکھے کچھ اثر نہ ہوا۔ ایران وروم وفرنگ سے انواع کپڑے منگواے چاندنی مین پھیلاے مسکا بھی نہین۔ تحویل آفتاب بہ حمل کے باب مین موٹی بات یہ ہے کہ ۲۰ مارچ کو واقع ہوتی ہے۔ کبھی ۲۱۔ کبھی ۲۲ بھی آپڑتی ہے۔ اس سے تجاوز نہین رہا۔ طالع وقت تحویل درست کرنا بے کتب فن اور مبلغ علم ممکن نہین میرے پاس یہ دونون باتین نہین ؎

ندانم کہ گیتی چسان مے رود | چہ نیکو چہ بد در جہان مے رود

مین تو اب روز وشب اسی فکر مین ہون کہ زندگی تو یون گزری اب دیکھئے موت کیسی ہو ؎

عمر بھر دیکھا کیا مرنے کی راہ | مر گئے پر دیکھئے دکھلائین کیا

میرا ہی شعر ہے اور میرے ہی حسب حال ہے۔ سکہ کا وار تو مجھ پر ایسا چلا جیسے کوئی چھرا یا کوئی گراب۔ کس سے کہون کس کو گواہ لاؤن۔ یہ دو نو سکے ایک وقت مین کہے گئے ہین۔

یعنی جب بہادر شاہ تخت پر بیٹھے تو ذوق نے یہ دو سکے کہہ کر گزرانے۔ بادشاہ نے پسند کیے مولوی محمد باقر جو ذوق کے معتقدین مین تھے اُنہون نے دلی اُردو اخبار مین یہ دونو سکے چھاپے۔ اس سے علاوہ اب وہ لوگ موجود ہین کہ جنہون نے اُس زمانے مین مرشد آباد اور کلکتہ مین یہ سکے سُنے ہین اور اُن کو یاد ہین۔ اب یہ دونو سکے سرکار کے نزدیک میرے کہے ہوئے اور گزرانے ہوئے ثابت ہوئے ہین۔ مین نے ہر چند قلمرو ہند مین دلی اُردو اخبار کا پرچہ ڈھونڈھا کہین ہاتھ نہ آیا۔ یہ دھبا مجھ پر رہا۔ پنشن بھی گئی اور وہ ریاست کا نام و نشان خلعت و دربار بھی مٹا۔ خیر جو کچھ ہوا چونکہ موافق رضائے الٰہی کے ہے اُس کا گلہ کیا ۵

چون جنبش سپہر بہ فرمان داورست	بیداد نبود انچہ بما آسمان دہد

یہ تحریر بطریق حکایت ہے نہ بسبیل شکایت گویند از ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ پرسش رفت کہ چہ حال داری فرمود کدام حال خواہد بود کسے را کہ خدا از روے فرض طلبد و پیمبر سنت و زن نان خواہد و ملک الموت جان۔ قصہ مختصر اب زیست بامید مرگ ہے۔ قاطع منطبعہ دیکھا جائے اور بے حیف و بے میل از راہ انصاف دیکھا جائے۔ مرشد زادون کو سلام مسنون اور دعائے افزونی عمر و دولت پہنچے

ایضاً میرے شفیق آپ کا خط آیا اور اُس کے آنے نے تمہاری رنجش کا وسوسہ میرے دل سے مٹایا۔ ایک قاعدہ آپ کو بتاتا ہون اگر اُس کو منظور کیجیے گا تو خطوط کے نہ پہنچنے کا احتمال اُٹھ جائے گا اور رجسٹری کا دردِ سر جاتا رہے گا آدھ آنہ نہ سہی ایک آنہ سہی آپ بھی خط بیرنگ بھیجا کیجیے اور مین بھی بیرنگ بھیجا کرون۔ پیڈ خطوط تلف بھی ہوتے ہین۔ اس قاعدہ کا جیسا کہ مین واضع ہوا ہون بادی بھی ہوا اور یہ خط بیرنگ بھیجا۔ پنشن جاری ہو گیا۔ تین برس کا چڑھا ہوا روپیہ مل گیا۔ بعد ادائے قرض ۱۱ عہ بچے۔ اب ماہ بماہ روپیہ ملتا ہے۔ مگر یہی تین مہینے ستمبر۔ اکتوبر۔ نومبر۔ ملین گے۔ دسمبر ۱۸۶۰ء تنخواہ ششماہی ہو جائے گی۔ اس سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ چار روپیے سینکڑا سالانہ عموماً وضع ہوا کرے گا۔ اس حساب سے میرے حصہ مین ڈھائی روپیہ مہینا آیا ۹ عہ کے ساتھ رہین گے۔ کچھ رام پور سے ماہ بماہ آتا ہے یہ دونو آمدنین

مل کر خوش و ناخوش گزارا ہو جاتا ہے۔ یہان شہر ڈھ رہا ہے بڑے بڑے نامی بازار خاص بازار
اور اُردو بازار اور خانم کا بازار کہ ہر ایک بجاے خود ایک قصبہ تھا اب پتا بھی نہین کہ کہان
تھے۔ صاحبانِ امکنہ اور دکاکین نہین بتا سکتے کہ ہمارا مکان کہان تھا اور دکان کہان
تھی۔ برسات بھر مینہ نہین برسا اب نیشہ اور کلند کی طغیانی سے مکانات گر گئے۔ غلہ گران
ہے موت ارزان ہے۔ میوہ کے مول اناج بکتا ہے۔ ماش کی دال ۸ سیر۔ باجرا ۱۲ سیر
گیہون ۱۲ سیر۔ چنے ۱۶ سیر۔ گھی ۱۰ سیر۔ ترکاری مہنگی۔ ان سب باتون سے بڑھ کر یہ بات
ہے کہ کنوار کا مہینا ہے جاڑے کا دور کہتے ہین پانی گرم۔ دھوپ تیز۔ لو چلتی ہے جیٹھ
اساڑھ کی سی گرمی پڑتی ہے۔ حضرت رفعت و جہت جناب صاحب عالم کی خدمت مین
دوستانہ سلام اور مریدانہ بندگی بہ انکسار تمام عرض کرتا ہون۔ حضرت کو کس راہ سے میرے آنے
کا انتظار ہے مین نے مرشد زادہ کے خط مین کب اپنا عزم لکھا یا کسی نے آپ سے میری زبانی
کہا کہ آپ روز روانگی کے تقرر سے اطلاع چاہتے ہین۔ ہان آپ کی قدمبوسی کی تمنا اور انوار الدولہ
کے دیدار کی آرزو حد سے زیادہ ہے اور ایسا جانتا ہون کہ یہ آرزو گور مین لیجاؤن گا۔ تنخواہ
کے اجرا کا حال اور مستقبل مین اُس کے وصول کی صورت اُن سطرون سے جو آغاز مکتوب
چودھری عبد الغفور صاحب کی خدمت مین لکھی گئی ہین مع روداد شہر معلوم کر لیجئے گا۔ لالہ
گوبند پرشاد صاحب ہنوز میرے پاس نہین آئے ہین۔ دنیادار نہین فقیر خاکسار ہون تواضع
میری خو ہے انجاح مقاصد خلق مین حتے الوسع کمی کرون تو ایمان نصیب نہو۔ انشاء اللہ العزیز
وہ فقیر سے راضی و خوشنود رہین گے۔ جناب مستطاب حضرت محمد امیر صاحب کی خدمت مین بعد
سلام نیاز یہ گذارش ہے کہ میرے پاس حضرت کا سلام پیام سواے ایک بار کے کبھی نہین پہنچا
اب ان سطور کو اپنا ذریعہ افتخار سمجھا اور نوید مقدم مبارک سے بہت خوش ہوا یہ جو خانہ کوچی گزر یا گی
اور بے اطمینانی کا آپ کو مجھ پر گمان ہے اور اس کا رنج ہے یہ خلاف واقع کسی نے آپ سے
کہا ہے۔ مین مع زن و فرزند ہر وقت اسی شہر مین قلزم خون کا شناور رہا ہون۔ دروازہ سے باہر قدم

نہین رکھا نہ پکڑا گیا نہ نکالا گیا نہ قید ہوا نہ مارا گیا کیا عرض کرون کہ میرے خدا نے مجھ پر کیسی عنایت کی اور کیا نفس مطمئنہ بخشا جان و مال و آبرو مین کسی طرح کا فرق نہین آیا۔ تنخواہ جس کو حضرت نے یومیہ لقب دیا ہے اُس کا حال اوپر کی تحریر سے دریافت ہوگا۔ فقیر کو اپنا دوست اور معتقد اور مشتاق تصور فرماتے رہے گا۔ مرشد زادہ مرتضوی دودمان سید شاہ عالم کو سلام و دعا۔ ڈپٹی صاحب سے مجھ سے ملاقات کثرت سے نہین ہے اُن کو کثرت اشتغال سے فرصت نہین۔ مجکو افراط ضعف سے طاقت نہین۔ اگر بحسب اتفاق کہین ملاقات ہوگئی تو آپ کا سلام کہدون گا۔ آپ اپنے اخوان عالی شان کو میرا سلام پہنچا دیجئے گا ع بندۂ شاہِ شمائیم و ثنا خوانِ شما +

ایضاً میرے مشفق چودھری عبدالغفور صاحب اپنے خط اور قصیدہ بھیجنے کا مجکو شکرگزار اور قصیدہ سابق کی اب تک اصلاح نہ پانے سے شرمسار تصور فرمائین۔ اور ان دونو قصیدون کے باہم پہنچنے کا انتظار کرین ۵

نوید وصل دہیم مے دہد ستارہ شناس	نگر دہ ژرف نگاہے مگر در اختر من

تحقیق کہ اب روے سخن جناب فیض نصاب جامع مدارج جمع الجمع بزم وحدت کے فروزندہ شمع مستغرق مشاہدہ شاہد ذات حضرت عالم صاحب قدسی صفات کی طرف سے اور یہ شعر افتتاح کلام ہے پہلے کچھ باتین کہ بادی النظر مین خارج از مبحث معلوم ہون گی لکھی جاتی ہین۔ مین پانچ برس کا تھا کہ میرا باپ مرا نو برس کا تھا کہ چچا مرا۔ اس کی جاگیر کے عوض میری اور میرے شرکاے حقیقی کے واسطے شامل جاگیر نواب احمد بخش خان دس ہزار روپیہ سال مقرر ہوئے اُنھون نے نہ دیے۔ مگر تین ہزار روپیہ سال اُس مین سے خاص میری ذات کا حصہ ساڑھے سات سو روپیہ سال مین نے سرکار انگریزی مین یہ غبن ظاہر کیا کولبرک صاحب بہادر رزیڈنٹ دہلی اور استرلنگ صاحب بہادر سکرٹر گورنمنٹ کلکتہ متفق ہوئے میرا حق دلانے پر رزیڈنٹ معزول ہو گئے سکرٹر گورنمنٹ بمرگ ناگاہ مر گئے۔ بعد ایک زمانے کے بادشاہ دہلی نے پچاس روپیہ مہینا مقرر کیا۔ اُن کے ولی عہد نے

چار سو روپیے سال ولیعہد اس تقرر کے دو برس بعد مر گئے۔ واجد علی شاہ بادشاہ اودھ کی سرکار سے بہ صلۂ مدح گستری پانسو روپیے سال مقرر ہوئے وہ بھی دو برس سے زیادہ نہ جیے یعنی اگرچہ اب تک جیتے ہین مگر سلطنت جاتی رہی اور تباہی سلطنت دو ہی برس مین ہوئی دلی کی سلطنت کچھ سخت جان تھی۔ سات برس مجکو روٹی دے کر بگڑی۔ ایسے طالع مربی کش اور محسن سوز کہان پیدا ہوتے ہین۔ اب مین جو والی دکن کی طرف رجوع کرون۔ یاد رہے کہ متوسط یا مر جائے گا یا معزول ہو جائے گا۔ اور اگر یہ دونو امر واقع نہ ہوئے تو کوشش اُس کی ضایع ہو جائے گی اور والی شہر مجکو کچھ نہ دے گا اور احیاناً اُس نے سلوک کیا تو ریاست خاک مین مل جائے گی اور ملک مین گدھے کے ہل پھر جائین گے اے خداوند بندہ پرور یہ سب باتین وہمی اور واقعی ہین اگر ان سے قطع نظر کر کے قصیدہ کا قصد کرون قصد تو کر سکتا ہون تمام کون کرے گا سوا نے ایک ملکہ کے کہ وہ پچاس پچپن برس کی مشق کا نتیجہ ہے۔ کوئی قوت باقی نہین رہی۔ کبھی جو سابق کی اپنی نظم و نثر دیکھتا ہون تو یہ جانتا ہون کہ یہ تحریر میری ہے مگر حیران رہتا ہون کہ مین نے یہ نثر کیونکر لکھی تھی اور کیونکر یہ شعر کہے تھے۔ عبدالقادر بیدل کا یہ مصرع گویا میری زبان سے ہے ع عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ + پایان عمر ہے۔ دل و دماغ جواب دے چکے ہین۔ سو روپیہ رامپور کے ساٹھ روپیے پنشن کے روٹی کھانے کو بہت ہین۔ گرانی اور ارزانی امور عامہ مین سے ہے۔ دنیا کے کام خوش و ناخوش چلے جاتے ہین۔ قافلے کے قافلے آمادہ رحیل ہین دیکھو منشی نبی بخش مجھ سے عمر مین چھوٹے تھے ماہ گذشتہ مین گزر گئے۔ مجھ مین قصیدے کے لکھنے کی قوت کہان اگر ارادہ کرون تو فرصت کہان۔ قصیدہ لکھون آپ کے پاس بھیجون آپ دکن کو بھیجین۔ متوسط کب پیش کرنے کا موقع پائے پیش کئے پر کیا پیش آئے ان مراحل کے طے ہونے تک مین کیونکر جیون گا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون لا الہ الا اللہ ولا معبود الا اللہ ولا موجود الا اللہ کان اللہ ولم یکن شی و اللہ الان کما کان۔

ایضاً جناب چودھری صاحب کو سلام پہنچے۔ آپ نے اپنے مزاج کی ناسازی کا حال کچھ نہ لکھا۔ اگر پیر و مرشد بھی نہ لکھتے تو مین کیون کر اطلاع پاتا اور اگر اطلاع نہ پاتا تو حصول صحت کی دعا کیونکر مانگتا۔ کل سے وقت خاص مین مین دعا مانگ رہا ہون یقین ہے کہ پہلے تم تندرست ہو جاؤ گے اذان بعد یہ خط پاؤ گے۔ اکثر صاحب اطراف و جوانب سے ماہ نیم ماہ بھیجنے کا حکم بھیجتے ہین اور مین جی مین کہتا ہون کہ جب مہر نیم روز کی عبارت کو نہین سمجھے تو ماہ نیم ماہ کو لے کر کیا کرین گے۔ صاحب مہر نیم روز کے دیباچہ مین مین نے لکھدیا ہے کہ اس کتاب کا نام پرتوستان ہے اور اس کے دو مجلد ہین ابتداے خلقت عالم سے ہمایون کی سلطنت تک کا ذکر۔ دوسرے حصے مین اکبر سے بہادر شاہ تک کی سلطنت کا بیان پہلے حصہ کا نام مہر نیم روز دوسرے حصہ کا اسم ماہ نیم ماہ۔ بارے پہلا حصہ تمام ہو چھاپا گیا۔ جا بجا بھیجا قصد تھا جلال الدین اکبر کے حالات کے لکھنے کا کہ امیر تیمور تک کا نام و نشان مٹ گیا۔ آن دفتر را گاؤ خورد و گاؤ را قصاب برد و قصاب در راہ مرد۔ جو کتاب مین نے لکھی ہی نہ ہو وہ بھیجون کہان سے پیر و مرشد کو میری بندگی۔ اور صاحبزادون کو دعا۔ خداوند مجھے مارہرہ بلاتے ہین اور میرا قصد مجھے یاد دلاتے ہین۔ ان دنون مین کہ دل بھی تھا اور طاقت بھی تھی۔ شیخ محسن الدین مرحوم سے بطریق تمنا کہا گیا تھا کہ جی یون چاہتا ہے کہ برسات مین مارہرہ جاؤن اور دل کھول کر اور پیٹ بھر کر آم کھاؤن۔ اب وہ دل کہان سے لاؤن۔ طاقت کہان سے پاؤن نہ آمون کی طرف وہ رغبت نہ معدہ مین اتنی آمون کی گنجایش۔ نہار منہ مین آم نہ کھاتا تھا کھانے کے بعد مین آم نہ کھاتا تھا۔ رات کو کچھ کھاتا ہی نہین جو کہون۔ بین الطعامین ہان آخر روز بعد ہضم معدے آم کھانے بیٹھ جاتا تھا۔ بے تکلف عرض کرتا ہون اتنے آم کھاتا تھا پیٹ بھر جاتا تھا اور دم پیٹ مین نہ سماتا تھا۔ اب بھی اسی وقت کھاتا ہون مگر دس بارہ اگر پیوندی آم بڑے ہوئے تو پانچ سات ع

	جوانی مگو زندگانی گزشت		دریغا کہ عہدِ جوانی گزشت	

اب اس کے واسطے کیا سفر کروں مگر حضرت کا دیکھنا اُس کے واسطے متحمل رنج سفر ہوں تو جاڑے میں نہ برسات میں ع اے وائے زمحرومی دیدار دگر ہیچ۔

ایضاً بندہ پرور بہت دن ہوئے پرسوں آپ کا خط آیا سرنامہ پر دستخط اور کے اور نام آپ کا پایا دستخط دیکھ کر مفہوم ہوا خط کے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ تمہارے دشمن بعارضہ تپ لرزہ رنجور ہیں اللہ اللہ ضعف کی یہ شدت کہ خط کے لکھنے سے معذور ہیں خدا وہ دن دکھلائے کہ تمہارا خط تمہارا دستخطی آئے۔ سرنامہ دیکھ کر دل کو فرحت ہو۔ خط پڑھ کر دونی مسرت ہو۔ جب تک ایسا خط نہ آئے گا دل سودا زدہ آرام نہ پاوے گا۔ قاصد ڈاک کی راہ دیکھتا رہونگا جناب ایزدی میں سرگرم دعا ہوں گا۔ آپ کے عم عالی مقدار اور بزرگ تر موزگار کو میرا اسلام مع صنوف اشتیاق و الوف احترام۔ جناب چودھری صاحب آؤ ہم تم حضرت عالم کے پاس چلیں اور اپنی آنکھیں اُن کے کف پائے مبارک سے ملیں۔ میں سلام کروں گا تم معرف ہونا کہ غالب یہی ہے اہل دہلی میں آپ کے دیدار کا طالب یہی ہے۔ میں نے عزم قدمبوسی کیا پیرو مرشد نے مجھے گلے لگایا فرماتے ہیں کہ غالب تو اچھا ہے عرض کرتا ہوں کہ الحمد للہ حضرت کا مزاج مقدس کیسا ہے ارشاد ہوا کہ مولوی سید برکات حسن تیری بہت تعریف کرتے رہتے ہیں۔ جناب یہ اُن کی خوبیاں ہیں میں ایسا نہیں ہوں جیسا وہ کہتے ہیں کاش وہ میری رنجوری کا حال کہتے ضعف قوی و اضمحلال کہتے تا کہ میں اُن کے کلام کی تصدیق کرتا۔ اُن کی غمخواری اور دست نوازی کا دم بھرتا ہ

در کشاکش ضعفم نگسلد روان از تن — اینکہ من نمی میرم ہم ز ناتوانیہاست

حضرت نے میری گرفتاری کا نیا رنگ نکالا۔ بوستان خیال کے دیکھنے کا دانہ ڈالا مجھ میں اتنی طاقت پرواز کہاں کہ بلا سے اگر پھنس جاؤں دام پر گر کے دانہ زمین پر سے اٹھاؤں حضرت سچ تو یوں ہے کہ غمہائے روزگار نے مجھکو گھیر لیا ہے سانس نہیں لے سکتا۔ اتنا تنگ کر دیا ہے ہر بات سو طرح سے خیال میں آئی پر نے کسی طرح تسلی نہ پائی۔ اب دو باتیں سوچا ہوں ایک تو یہ کہ جب تک جیتا ہوں یوں ہی رویا کروں گا

دوسری یہ کہ آخر ایک نہ ایک دن مرونگا یہ صغریٰ وکبریٰ دل نشین ہے نتیجہ اس کا تسکین ہے ہیہات ۵

	منحصر مرنے پہ ہو جس کی امید		ناامیدی اُس کی دیکھا چاہیے	

اے حضرت شاہ عالم صاحب میرا سلام لیجئے کاغذ باقی نہین رہا ہے سب بھائیون کو مع میر وزیر علی صاحب میرا سلام کہہ دیجیے گا۔

ایضاً جناب چودھری صاحب سیاہی پھیکی کاغذ پتلا پیر و مرشد کی عبارت ایک طرف آپ کی تحریر بھی مغشوش ہوگئی۔ بڈھا ہوگیا ہون مگر حضرت بصر ہنوز باقی ہے۔ تمہاری عبارت کا جو لفظ پڑھ لیا قرینہ سے اُس کا محاورہ بھی معلوم ہوگیا۔ حضرت کی تحریر کا ایک لفظ سواے سعادت توام شاہ عالم کے اگر پڑھا گیا ہو تو دیدے پھوٹین ایمان نصیب نہ ہو وہ خط بدستور آپکے پاس واپس بھیجتا ہون اور ولی سفید کاغذ پر حرف بحرف اس کی نقل کرکے پھر مجھے بھیج دیجئے تاکہ اُسکے جواب لکھنے مین سعادت حاصل کرون لیکن بہت جلد بہت جلد آپکی نگارش سے اتنا دریافت ہوگیا کہ اب آپ اچھے ہین الحمد للہ

ایضاً بندہ پرور پرسون تمہارا خط آیا آج جواب لکھ رکھتا ہون کل ڈاک مین بھجوا دونگا میرا حال کیون پوچھو اپنے کو دیکھو جو تمہارا ڈھنگ ہے وہی میرا رنگ ہے۔ شور و اورام مرض خاص اور رنج عام یہ ایک اجمال۔ دوسرا اجمال سنو کہ مہینا بھر سے صاحب فراش ہون۔ صبح سے شام تک پلنگ پر پڑا رہتا ہون۔ محل سراے اگرچہ دیوانخانہ کے بہت قریب ہے پر کیا امکان جو جا سکون۔ صبح کو نو بجے کھانا یہین آجاتا ہے۔ پلنگ پر سے کھسل پڑا ہاتھ منہ دھو کر کھانا کھایا پھر ہاتھ دھوئے۔ کلی کی پلنگ پر جا پڑا۔ پلنگ کے پاس حاجتی لگی رہتی ہے اُٹھا اور حاجتی مین پیشاب کیا اور پڑ رہا۔ مدتون سے یہ مرض ہے کہ پیشاب جلد جلد آتا ہے۔ اس صاحب فراش ہونے کو دیکھو اور دم بدم تقاضاے بول کو دیکھو پاخانے اگرچہ دن رات مین ایک دفعہ جاتا ہون مگر صعوبت کو تصور کرو ایک پھوڑا دائین پہنچے مین جسکو ساعد کہتے ہین۔ دو پھوڑے بائین پہنچے مین یہ سہل ہین بائین پانو مین کف پا و پشت پا سے لے کر آدھی پنڈلی تک ورم اور ورم بھی سخت رواد عمات و محلات سے کچھ نہ ہوا اب تجویز ہے کہ نیب کا بھرتا باندھیے جب پکے پھوٹے تب مرہم لگائیے۔ کہو کف پا

مین جراحت کا عمل ہوا تو قیام کا کہان ٹھکانا۔ یہ حال جیسا کہ مین اوپر لکھ آیا ہون مجمل و جزوی ہے میرا قیاس اس کا مقتضی ہے کہ پیر و مرشد حضرت صاحب عالم مجھسے آزردہ ہین اور وجہ اسکی یہ ہے کہ مین نے ممتاز و اختر کی شاعری کو ناقص کہا تھا۔ اس رقعہ مین ایک میزان عرض کرتا ہون حضرت صاحب ان دونون کے کلام کو یعنی ہندیون کے اشعار کو قتیل و واقف سے لے کر بیدل اور ناصر علی تک اس میزان مین تولین۔ رودکی و فردوسی سے لے کر خاقانی و سنائی و انوری وغیرہم تک ایک گروہ ان حضرات کا کلام تھوڑی تھوڑی تفاوت سے ایک وضع پر ہے۔ پھر حضرت سعدی طرز خاص کے موجد ہوئے فغانی اور ایک شیوہ خاص کا مبدع ہوا خیال ہاے نازک و معانی بلند لایا اس شیوہ کی تکمیل کی ظہوری و نظیری و عرفی و نوعی نے۔ سبحان اللہ قالب سخن مین جان پڑ گئی اس روش کے بعد اسکے صاحبان طبع نے سلاست کا چربا دیا۔ صائب و کلیم و سلیم و قدسی و حکیم شفائی اس زمرہ مین ہین رودکی و اسدی و فردوسی یہ شیوہ سعدی کے وقت مین ترک ہوا اور سعدی کی طرز نے بسبب سہل ممتنع ہونے کے رواج نہ پایا فغانی کا انداز پھیلا۔ اور اسمین نئی نئی رنگ پیدا ہوتے گئے تو اب طرزین تین ٹھہرین ہین۔ خاقانی اس کے اقران۔ ظہوری اسکے امثال۔ صائب اس کے نظایر خالصاً للہ ممتاز و اختر وغیرہم کا کلام ان تین طرزون مین سے کس طرز پر ہے بے شبہ فرماوگے کہ یہ طرز اور ہی ہے پس تو ہم نے جانا کہ ان کی طرز جو ٹھہری ہے کیا کہنا ہے اچھی طرز ہے مگر فارسی نہین ہے ہندی ہے دار الضرب شاہی کا سکہ نہین ہے ٹکسال سے باہر ہے۔ داد داد انصاف انصاف ؎

اگرچہ شاعران نغز گفتار ٭ ز یک جام اند در بزم سخن مست
ولے با بادہ بعضے حریفان ٭ خمار چشم ساقی نیز پیوست
مشو منکر کہ در اشعار این قوم ٭ ورائے شاعری چیزے دگر ہست

وہ چیز دگر پارسیون کے حصے مین آئی ہے۔ ہان اردو زبان مین اہل ہند نے وہ چیز پائی ہے۔ میر تقی علیہ الرحمۃ ؎

بدنام ہوگے جانے بھی دو امتحان کو ٭ رکھے گا کون تم سے عزیز اپنی جان کو

۵ دکھلائیے لیجا کے تجھے مصر کا بازار | خواہان نہین لیکن کوئی وہان جنس گران کا
یم سے ۵ قایم اور تجھ سے طلب بوسے کی کیونکر مانون | ہے تو نادان مگر اتنا بھی بدآموز نہین
ومن خان ۵ تم مرے پاس ہوتے ہو گویا | جب کوئی دوسرا نہین ہوتا

ناسخ کے ہان کمتر اور آتش کے ہان بیشتر یہ تیز نشتر ہین مگر ان کا کوئی شعر اس وقت یاد نہین آتا۔ یاد کیا آوے لیٹا ہوا ہون دمبدم پانو کے ورم کی ٹیس ہوش اڑاے دیتی ہے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ایضاً۔ ایک عبارت لکھتا ہون چونکہ لفافہ جناب چودھری عبد الغفور صاحب کے نام کا ہوگا پہلے وہ پڑہین پھر میرے پیر و مرشد کی نظر سے گزرانین۔ پھر مرشد زادہ شاہ عالم صاحب کو دکھائین برس دن سے فساد خون کے عوارض مین مبتلا ہون شورو ادرام مین لدرہا ہون۔ برس دن مین اوجاع سے روح تحلیل ہوگئی نشست و برخاست کی طاقت نہ رہی اور پھوڑے تو خیر مگر دونون پنڈلیون مین ہڈیون کے قریب دو پھوڑے ہین۔ کھڑا ہوا اور ہڈیان چرانے لگین اور رگین پھٹنے لگین۔ بائین پانو پر کف پا سے جہان وہ پھوڑا ہے پنڈلی پر ورم ہے رات دن پڑا رہتا ہون۔ پلنگ کے پاس حاجتی لگی رہتی ہے گھسل پڑا بعد رفع حاجت پھر لیٹ رہا۔ اسی صورت سے روٹی کھاتا ہون۔ اشعار کی اصلاح یک قلم موقوف خطوط ضروری لیٹے لیٹے لکھتا ہون۔ دو خط چودھری صاحب کے آئے اور ایک خط شاہ عالم صاحب کا اور دو خط حضرت صاحب کے آئے جواب نہ لکھ سکا۔ آج اپنے کو طعنے دے کر یہ عبارت لکھی چودھری صاحب کو سلام شاہ عالم صاحب کو سلام حضرت صاحب کو بندگی

بنام میر سرفراز حسین صاحب

میری جان کے چین مجتہد العہد میر سرفراز حسین تم کو اور تمہارے بھائی اور تمہارے دوست کو دعا اور پھر یہ بیان کہ غدر سے پہلے ہر دربار مین خلعت پاتا تھا۔ بعد غدر دربار اور خلعت اور ملاقات سکرٹرون کی یہ سب موقوف۔ اب جو لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب آئے تو انہون نے خود مجھے بلا بھیجا اور خلعت دیا اور فرمایا کہ ہم اپنی طرف سے از راہ محبت دیتے ہین اور یہ نوید علاوہ

کہ گورنر جنرل بہادر کے ہان کا بھی دربار اور خلعت کھل گیا۔ انبالے جاؤ گے تو پاؤ گے۔ مین انبالے نہ جا سکا بالفعل نائب گورنر کے خلعت پر قناعت کی اُس خلعت کو بشرط حیات اور وقت پر موقوف رکھا۔ ہملٹن صاحب الور مین آ گئے۔ راجہ صاحب دربار روز کرتے ہین۔ اہل اغراض کے عرائض جو حضور مین گزرتے ہین وہ حضور پنچون کے پاس بھیج دیتے ہین۔ خریطہ یعنی حکم تحریری اختیار پانے کا ابھی نہین آیا۔ یقین ہے کہ لارڈ صاحب بعد اختتام سفر جب شملے پہنچین گے تو خریطہ جاری ہوگا۔ آج جمعہ ساتوین شوال کی اور ستائیسوین مارچ کی ہے چار گھڑی دن چڑھا ہے مین یہ خط لکھ کر بھیجتا ہون تم بھی پڑھو اور میر مہدی کو بھی پڑھا دو۔ اب شاید تھوڑے دنون تک مین خط نہ لکھ سکون۔ تفصیل اس کی یہ کہ رجب کے مہینے مین سیدھے ہاتھ پر ایک پھنسی ہوئی پھنسی پھوڑا ہو گئی پھوڑا پھوٹ کر زخم بنا زخم بگڑ کر غار ہو گیا۔ اب بقدر ایک کف دست وہ گوشت مردار ہو گیا انبالے نہ جانے کی بھی یہی وجہ ہوئی۔ دو ہفتہ سے انگریزی علاج ہوتا ہے کالا ڈاکٹر روز آتا ہے۔ آج اُس نے ارادہ اُس مردار گوشت کے کاٹنے کا کیا ہے اب وہ آتا ہوگا مین جلد جلد یہ لکھ کر روانہ کرتا ہون تاکہ پھر ہاتھ کے پرزے اُڑا دون۔ نجات کا طالب غالب

ایضا۔ نور چشم راحت جان میر سرفراز حسین جیتے رہو۔ تمہارے دستخطی خط نے میرے ساتھ وہ کیا جو بوئے پیرہن نے یعقوب کے ساتھ کیا تھا۔ میان یہ ہم تم بوڑھے ہین یا جوان ہین توانا ہین یا ناتوان ہین بڑے بیش قیمت ہین۔ یعنی بہرحال غنیمت ہین۔ کوئی جلا بھنا کہتا ہے ؎

یادگارِ زمانہ ہین ہم لوگ	یاد رکھنا فسانہ ہین ہم لوگ

وہی بالاخانہ ہے اور وہی مین ہون۔ سیڑھیون پر نظر ہے کہ وہ میر مہدی آئے وہ میر سرفراز حسین آئے وہ یوسف میرزا آئے وہ میرن آئے وہ یوسف علی خان آئے مرے ہوؤن کا نام نہین لیتا بچھڑے ہوؤن مین سے کچھ گنتے نہین۔ اللہ اللہ اللہ ہزارون کا مین ماتم دار ہوا ہین مرونگا تو مجکو کون روئے گا۔ سنو غالب رونا پیٹنا کیا کچھ اختلاط کی باتین کرو۔ کہو میر سرفراز حسین سے کہ یہ خط میر مہدی کو پڑھوا ؤ اور میرن صاحب کو بلاؤ کل شام کو یا پرسون شام کو میر اشرف علی صاحب

میرے پاس آئے تھے کہتے تھے کہ کل یا پرسون پانی پت کو جاؤن گا۔ مین نے اُن کی زبانی کچھ پیام میرن صاحب کو بھیجا ہے اگر بھول نہ جائین گے پہنچائین گے۔ خلاصہ اُس کا یہ ہے کہ صاحب اپنی نہین ہے نہ ہو۔ غلام اشرف نہین ہے نہ ہو۔ اگر منظور کیجیے تو مین صوفی ہون ہمہ اوست کا دم بھرتا ہون بموجب مصرع کے ع دل بدست آور کہ حج اکبر است ٭ تم سے کب انکار کرتا ہون۔ اگر مرزا گوہر کی جگہ مانو تو خوش۔ اگر غلام اشرف جانو تو رضی۔ رات کو اپنے گھر مین باتین بناؤ دن کو مجھ سے جی بہلاؤ۔ قصہ مختصر آؤ اور جلد آؤ سید انور کا جو حال لکھتے ہو وہ سچ ہے۔ راجپوت ایسا ہی کچھ کرتے ہین۔ مگر مہاراجہ مسلمانون کا دم بھرتے ہین کچھ دن جاتے ہین کہ یہ لوگ پھر وہان آتے ہین۔ کیا مجمع برہم ہوا ہے۔ مجکو کیسا غم ہوا ہے۔ تم اس جرگے سے جدا ہو تم کو اندیشہ کیا ہے۔ میر قربان علی صاحب جیسا لکھین ویسا کرو۔ میر مہدی صاحب سارا خط پڑھ کر کہین گے مجکو دعا بھی نہ لکھی۔ بھائی میری دعا پہنچے۔ میر نصیر الدین ایک دن میرے ہان آئے تھے اب مین نہین جانتا یہان ہین یا وہان۔ ہون تو دعا کہنا۔ میرن صاحب کے نام تو اتنا کچھ پیام ہے دعا سلام کی حاجت کیا۔ دیکھو ہم اپنا نام نہین لکھتے۔ بھلا دیکھین تو سہی تم جان جاتے ہو کہ یہ خط کس کا ہے۔

بنام میر مہدی حسین صاحب مجروح

بھائی تم سچ کہتے ہو ع بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد ٭ لیکن مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ یہ زیر باری میری تحریر کے بھروسے پر ہوئی اور خلاف میری مرضی کے ہوئی جس طرح یہ آئے ہین اگرچہ میری طبیعت اور میری خواہش کے منافی ہے لیکن واللہ میرے عقیدہ اور تصور اور قیاس کے مطابق ہے یعنی مین بھی سمجھا تھا کہ البتہ یون ہی ہوگا۔ دیوان اردو چھپ چکا ہے۔ لکھنؤ کے چھاپے خانے نے جس کا دیوان چھاپا اُس کو آسمان پر چڑھا دیا حسن خط سے الفاظ کو چمکا دیا۔ دلی پر اور اُس کے بانی پر اور اُس کے چھاپے پر لعنت صاحب

دیوان کو اس طرح یاد کرنا جیسے کوئی کتے کو آواز دے۔ ہر کاپی دیکھتا رہا ہون۔ کاپی نگار اور تھا متوسط جو کاپی میرے پاس لایا کرتا تھا وہ اور تھا۔ اب جو دیوان چھپ چکے حق التصنیف ایک مجکو ملا۔ غور کرتا ہون تو وہ الفاظ جون کے تون ہین۔ یعنی کاپی نگار نے نہ بنائے۔ ناچار غلط نامہ لکھا۔ وہ چھپا۔ بہرحال خوش وناخوش کئی جلدین مول لونگا۔ اگر خدا چاہے تو اسی ہفتہ مین تین مجلد اصحاب ثلثہ کے پاس پہنچ جائین نہ مین خوش ہوا ہون نہ تم خوش ہوگے اور یہ جو لکھتے ہو کہ یہان خریدار ہین قیمت لکھ بھیجو مین دلال نہین سوداگر نہین۔ مہتمم مطبع نہین مطبع احمدی کے مالک محمد حسین خان مہتمم مرزا امو جان مطبع شاہدرہ مین محمد حسین خان دلی شہر پاس دان کے کوچے مین مصورون کی حویلی کے پاس قیمت کتاب ۲ر محصول ڈاک خریدار کے ذمے۔ طالبان کتاب کو اطلاع دو۔ دو چار دس پانچ جلدین جس کو منگانی ہون محمد حسین خان کے نام پر دلی را سے مان کے کوچے مصورون کی حویلی کا پتہ لکھ کر خط ڈاک مین بھیجوا دو کتاب ڈاک مین پہنچ جاے گی قیمت چاہو نقد چاہو ٹکٹ ارسال کرو مجکو اور تم کو کیا جو کہے اس کو یہ جواب دے دو۔ وبا تھی کہان جو مین لکھون کہ اب کم ہے یا زیادہ ایک چھیاسٹھ برس کا مرد۔ ایک چونسٹھ برس کی عورت ان دونون مین سے ایک بھی مرتا تو ہم جانتے کہ وہان وبا آئی تھی۔ تف برین وبا۔ پنجشنبہ ۸۔ ماہ۔ اگست کے مہینے کا حال کچھ معلوم نہین۔ کل شام کو دو دو مونڈھے رکھ کر کئی آدمی دیکھا کئے ہلال نظر نہین آیا۔
نجات کا طالب غالب۔

ایضاً۔ بھائی نہ کاغذ ہے نہ ٹکٹ ہے۔ اگلے لفافون مین سے ایک بیرنگ لفافہ پڑا ہے کتاب مین سے یہ کاغذ پھاڑ کر تم کو خط لکھتا ہون اور بیرنگ لفافہ مین لپیٹ کر بھیجتا ہون غمگین نہ ہونا۔ کل شام کو کچھ فتوح کہین سے پہنچ گئی ہے۔ آج کاغذ و ٹکٹ منگالونگا سہ شنبہ ۸ نومبر صبح کا وقت ہے جس کو عوام بڑی فجر کہتے ہین۔ پرسون تمہارا خط آیا تھا آج جی چاہا کہ ابھی تم کو خط لکھون اس واسطے یہ چند سطرین لکھین۔ برخوردار میر نصیر الدین

پیر اُن کی بیٹی کا قدم مبارک ہو نام تاریخی تو مجھ سے ڈھونڈا نہ جاے گا۔ ہان عظیم النسا بیگم نام اچھا ہے کہ اس مین ایک رعایت ہے شاہ محمد عظیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام کی مجتہد العصر کو میری دعا کہنا۔ تم کو کیا ہوا ہے کہ تم اُن کو اپنا چھوٹا بھائی جان کر مجتہد العصر نہین لکھا کرتے یہ بے ادبی اچھی نہین۔ میرن صاحب کو بہت بہت دعا کہنا اور میری طرف سے پیار کرنا۔ شہر کا حال مین کیا جانون کیا ہے۔ پون ٹوٹی کوئی چیز ہے وہ جاری ہو گئی ہے سواے اناج اور اُپلے کے کوئی چیز ایسی نہین جس پر محصول نہ لگا ہو۔ جامع مسجد کے گرد پچیس پچیس فٹ گول میدان نکلے گا۔ دکانین حویلیان ڈھائی جاوین گی۔ دار البقا فنا ہو جاے گی۔ رہی نام اللہ کا۔ خان چند کا کوچہ شاہ بولا کی بڑھ تک ڈھے گا۔ دونو طرف سے پھاوڑہ چل رہا ہے باقی خیر و عافیت ہے۔ حاکم اکبر کی آمد آمد سن رہے ہین۔ دیکھئے دلی آئین یا نہین آئین تو دربار کرین یا نہین دربار کرین تو مین گنہگار بلایا جاؤن یا نہین۔ بلایا جاؤن تو خلعت پاؤن یا نہین۔ پنشن کا نہ کہین ذکر ہے نہ کسی کو خبر ہے۔ غالب۔ سہ شنبہ ۸ نومبر ۱۸۵۹ء۔

ایضاً میان آج یکشنبہ کا دن ساتوین فروری کی اور شاید بائیسوین جمادی الثانی کی ہے دوپہر کے وقت شیخ مشرف علی رہنے والے استاد حامد کے کوچہ کے میرے پاس آئے اور انھون نے تمہارا خط لکھا ہوا۔ ۵ ا جمادی الثانی کا دیا۔ ڈاک کا خط ہرگز مجھ تک نہین پہنچا اور نہ مین شہر سے کہین گیا۔ جہان رہتا تھا وہین ہون۔ خدا جانے وہ خط مسترد کیون ہوا بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ تمہارا خط آوے اور مین پھیرون۔ تم خود کہتے ہو کہ اُس پر یہ لکھا ہوا آیا کہ مکتوب الیہ یہان نہین ہے مین ہوتا اور یہ لکھتا کہ مین نہین ہون۔ آگرہ اور الور اور کول سے برابر خط چلے آتے ہین۔ تمہاری والدہ کا مرنا سن کر مجکو بڑا غم ہوا۔ خدا تم کو صبر دے اور اُس عفیفہ کو بخشے۔ میرا حقیقی بھائی میرزا یوسف خان دیوانہ بھی مر گیا۔ کیسا پنشن اور کہان اُسکا ملنا یہان جان کے لالے پڑے ہین ۵

ہے موج زن اک قلزم خون کاش یہی ہو | آتا ہے ابھی دیکھئے کیا کیا مرے آگے

اگر زندگی ہے اور پھر مل بیٹھین گے تو کہانی کہی جائے گی۔ تم کہتے ہو کہ آیا چاہتا ہون۔ اگر آؤ تو

بے تکلف کے نہ آنا۔ میر احمد علی صاحب کو لکھتے ہو کہ یہاں ہین مجکو نہین معلوم کہ کہان ہین مجھ سے ملتے تو اچھا کرتے۔ مین مخفی نہین ہون روپوش ہون۔ حکام جانتے ہین کہ یہ یہان ہے۔ مگر نہ بازپرس و گیرودار مین آیا ہون نہ خود اپنی طرف سے قصد ملاقات کا کیا ہی باین ہمہ ایمن بھی نہین ہون دیکھئے انجام کار کیا ہے۔ نثر کیا لکھونگا اور نظم کیا کہون گا۔ وہ نثر جو تم دیکھ گئے ہو وہی دو چار ورق اور بھی سیاہ کئے گئے ہین۔ بھیجنا ممکن نہین جب آؤگے اور مجکو جیتا پاؤگے تو دیکھ لوگے ے کش چین مین ہے باتین بناتا پھرتا ہے۔ سلطان جی مین تھا اب شہر مین آگیا ہے۔ دو تین بار میرے پاس بھی آیا۔ پانچ سات دن سے نہین آیا۔ کہتا تھا کہ بی بی کو اور لڑکے کو بھرام پور میر وزیر علی کے پاس بھیج دیا ہے۔ خود یہان لوٹ کی کتابین خریدتا پھرتا ہے۔ میرن صاحب کی خیر و عافیت معلوم ہوئی مگر نہ معلوم ہوا کہ وہ وہان مع قبائل ہین یا تنہا ہین اگر تنہا ہین تو قبائل کہان ہین۔ تمہارے چھوٹے بھائی کو تو مین جانتا ہون کہ وہ یہان ہین اور اچھی طرح ہین۔ بڑے بھائی کا حال کیون نہ لکھا یقین ہے کہ وہ اور تم یک جا ہو۔ گو ان کو ربط مجھ سے زیادہ نہین۔ لیکن فرزند ہونے مین تم اور وہ برابر ہو۔ خط بھیجنے مین تردد نہ کرو۔ اور ڈاک مین بے تامل بھیجا کرو زیادہ زیادہ۔ غالب یکشنبہ ہفتم فروری ۱۸۵۸ء وقت رسیدن نامہ۔

ایضاً نور چشم میر مہدی کو بعد دعا کے معلوم ہو کہ کلیات فارسی کا پہنچنا مجکو معلوم ہوا میان اس مین اغلاط بہت ہین۔ مبارک ہو تمہین اور میر سرفراز حسین کو اور میرن صاحب کو اور بھائی خدا کرے مجکو بھی۔ لو صاحب اجنٹ بہادر راجستان کا حکم الور کے اجنٹ کو آیا کہ تم پہلی ستمبر کو راج کے کاغذ جو تمہارے پاس ہین اور راج کا اسباب جو تمہارے تحت مین ہے وہ سب راجہ صاحب کو دو اور تم الگ ہو جاؤ۔ ستمبر کی بیسوین کو ہم الور جائین گے راجہ صاحب کو مسند پر بٹھائین گے خلعت شاہی انھین پہنائین گے ۶ ستمبر تم بڑا اور وداد شنبہ ۲۲۔ اگست ۱۸۶۳ء۔ از غالب۔

ایضاً برخوردار کامگار میر مہدی دہلوی اُردو بازار کے مولوی صاحب نواے ولاے مرتضوی پر علم عباس ابن علی کا سایہ راجہ صاحب کے سلوک کا حال ہم پہلے ہی سُن چکے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ دیکھئے اب معاودت کب کرتے ہین۔ موافق اپنے وعدہ کے ہم کو کیون کر طلب کرتے ہین۔ کلکتہ جاتے وقت فرما گئے ہین کہ مین آکر اسد کو بلاؤن گا۔ البتہ اگر وہ بلائین گے تو مین کیون کر نہ جاؤن گا۔ ظاہرا ہمارے تمہارے واسطے زمانہ انتہاے مصیبت اور وقت پیش آمد دولت ہے اب مجکو میرن صاحب کی خوشامد کرنے پڑے گی وہ مقرب نہین گے۔ اگر میری قسمت لڑے گی تم کامیابی کا سامان کر رکھنا۔ میرن صاحب کو مجھ پر مہربان کر رکھنا۔ بھائی یہ جو میرن یا میرن صاحب ہین حضور کے بڑے مصاحب ہین جس گروہ مین سے جس کو چاہین حضور بہت ملوادین۔ فرقہ شعرا مین سے جس کو جو کچھ چاہین دلوادین۔ اُن کو اور مجتہد العصر کو میرا دعا کہنا۔ نجات کا طالب غالب۔

ایضاً میان تمہاری تحریر کا جواب یہ ہے کہ وہ تصویر جو مین نے میان محمد افضل کو دی تھی وہ اُنھون نے واپس دی اور اُس کی نقل کے باب مین یہ کہا کہ ابھی تیار نہین ہے جب وہ تیار ہو جائیگی مین اُن کو روپیہ دے کر لے لونگا خاطر جمع رکھو پنشن سرامہ سب کو ششماہی ملنے کا حکم ہو گیا۔ ہر مہینے مین سو روپے لو اور کھاؤ۔ کشمیری کٹرہ بگڑ گیا ہے وہ اونچے اونچے در اور وہ بڑی بڑی کوٹھریان دورویہ نظر نہین آتین کہ کیا ہوئین۔ آہنی سڑک کا آنا اور اُس کی رہگذر کا صاف ہونا ہنوز ملتوی ہے۔ چار دن سے پُروا ہوا چلتی ہے۔ ابر آتے ہین مگر صرف چھڑکاؤ ہوتا ہے۔ مینہ نہین برستا۔ گیہون۔ چنا۔ باجرا۔ تینون اناج ایک بھاؤ ہین نو سیر ساڑھے نو سیر۔ میر سرفراز حسین اور میرن صاحب کو مین اچھی طرح نہین سمجھا کہ جیند مین ہین یا یہان ہین میر نصیر الدین دو بار میرے پاس آئے اب مجکو نہین معلوم کہ وہ کہان ہین قاسم علی خان قطب الاقطاب ایک دن کہتے تھے کہ میر احمد صاحب کے قبائل یہان آئے ہوئے ہین آخر وہ شادی بھی کب ہونے والی ہے اور کہان ہونے والی ہے اس خط کا جواب لکھو تو

سب حالات مفصل لکھو۔ غالب صبح چارشنبہ نہم جنوری سنہ ۱۸۶۱ء

ایضاً میاں تمہارے خط کا جواب متضمن تین باتوں پر ہے دو کا جواب لکھتا ہوں تیسری بات کا جواب تم بتاؤ کہ تمہیں کیا لکھوں۔ پہلی بات میاں محمد افضل تصویریں لے گئے اب وہ تصویریں کھینچا کریں۔ اور تم انتظار۔ دوسری بات میر نصیر الدین آئے۔ اور تینوں صاحبوں کا چلے جانے کے جانے کا حال مفصل معلوم ہوا حق تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم فرمائے تیسری بات میر صاحب کو جب تک تم نہ کہو میں دلی نہ بلاؤں۔ گویا ان کے عاشق تمہیں ہو میں نہیں بھائی ہوش میں آؤ غور کرو یہ مقدور مجھ میں نہیں کہ ان کو یہاں بلا کر ایک الگ مکان رہنے کو دوں اور اگر زیادہ نہ ہو تو تیس روپیہ مہینا مقرر کروں کہ بھائی یہ لو اور دریبہ اور چاوڑی اور اجمیری دروازہ کا بازار اور لاہوری دروازہ کا بازار ناپتے پھرو اور۔ دو بازار اور خاص بازار اور بلاقی بیگم کا کوچہ اور خان دوران خان کی حویلی کے کھنڈر گنتے پھرو۔ اے میر مہدی تو درماندہ و عاجز پانی پت میں پڑا ہے میرن صاحب وہاں پڑے ہوئے دلی دیکھنے کو ترسا کریں۔ سرفراز حسین نوکری ڈھونڈھتا پھرے اور میں ان غمہائے جانگداز کی تاب لاؤں مقدور ہوتا تو دکھا دیتا کہ میں نے کیا کیا ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ + اللہ اللہ اللہ۔ سہ شنبہ ۴ جمادی الثانی ۱۸ دسمبر ۱۸۶۱

ایضاً قرۃ العینین میر مہدی و میر سرفراز حسین مجھ سے ناخوش اور گلہ مند ہوں گے اور کہتے ہوں گے کہ دیکھو ہمیں خط نہیں لکھتا ؎

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں	کاش پوچھو کہ ماجرا کیا ہے

ماجرا یہ ہے کہ تمہارا بھی تو کوئی خط نہیں آیا میں جسکا جواب لکھتا۔ میرن صاحب سے تمہاری خیر و عافیت پوچھی اور کہدینا کہ میری دعا لکھ بھیجنا۔ بس اب اتنا ہی دم باقی ہے۔ کل میرن صاحب آئے پوچھا کہ اور سے کوئی خط آیا فرمایا کہ اس ہفتہ میں کوئی خط میں نے نہیں پایا کیا کہوں کیا حال ہے بیشتر ازیں یہ شعر پڑھا کرتا تھا

بس ہجوم ناامیدی خاک میں مل جائینگے	یہ جو اک لذت ہماری سعی بے حاصل میں ہے

اب اس زمزمہ کا بھی محل نہ رہا یعنی سعی بے حاصل کی لذت خاک میں گئی انا للہ وانا الیہ

راجعون۔ مرگ ناگاہ کا طالب غالب۔ سہ شنبہ ۱۸ شعبان ۱۲۸۱ھ۔

ایضاً صاحب دو خط تمہارے بسبیل ڈاک آئے کل دوپہر ڈھلے ایک صاحب اجنبی سانولے سلونے ڈاڑھی منڈے بڑی بڑی آنکھوں والے تشریف لائے تمہارا خط دیا صرف اُن کی ملاقات کی تقریب مین تھا۔ بارے اُن سے اسم شریف پوچھا گیا فرمایا اشرف علی قومیت کا استفسار ہوا معلوم ہوا سید ہین۔ پیشہ پوچھا حکیم نکلے۔ یعنی حکیم اشرف علی۔ مین اُن سے ملکر بہت خوش ہوا خوب آدمی ہین اور کام کے آدمی ہین۔ کتنے اوچھے ہو مصطلحات الشعرا مصطلحات الشعرا بھائی وہ کتاب تمہاری ہے مین نے غصب نہین کی میرے پاس مستعار ہے دیکھ چکونگا۔ بھیج دونگا۔ تقاضا کیون کرو۔ میان محمد افضل تصویر کھینچ رہے ہین جلدی نہ کرو۔ دیر آید درست آید۔ سرفراز حسین اور میرن صاحب اور میر نصیر الدین کو دعا پہنچے۔ غالب صبح چہارشنبہ ہفتم رمضان ۸ مارچ

ایضاً میان تم کو پنشن کی کیا جلدی ہے۔ ہر بار پنشن کو کیون پوچھتے ہو۔ پنشن جاری ہوا اور مین تم کو اطلاع نہ دون۔ ابھی تک کچھ حکم نہین دیکھون کیا حکم ہوا اور کب ہو۔ میرن صاحب جے پور پہنچے تم شاہ پور ہی بتاتے ہو۔ شاید سچ ہی ہو۔ ہان میر محمود علی اور یہ میر برادر ابوالفضل تو تھے مگر دیکھا چاہیئے درخت جگہ سے اُکھڑ جاکر بدشواری جمتا ہے۔ خلاصہ میری فکر کا یہ ہے کہ اب بچھڑے ہوئے یار کہین قیامت ہی کو جمع ہون تو ہون۔ سو وہان کیا خاک جمع ہون گے سنی الگ۔ شیعہ الگ نیک جدا بد جدا۔ میر سرفراز حسین کو دعا۔ میر نصیر الدین کو پہلے بندگی پھر دعا۔ کتاب کا نام دستنبو رکھا گیا۔ آگرہ مین چھاپی جاتی ہے تم سے تمہارے ہاتھ کے اوراق لکھے لونگا۔ تب ایک کتاب تم کو دونگا۔ از غالب روز ورود نامہ۔ پنجشنبہ ۲ ستمبر ۱۸۵۸ع۔

ایضاً میر مہدی تم میرے عادات کو بھول گئے۔ ماہ مبارک رمضان مین کبھی مسجد جامع کی تراویح ناغہ ہوئی ہے مین اس مہینے مین رام پور کیون رہتا۔ نواب صاحب مانع رہے اور بہت منع کرتے رہے۔ برسات کے آمون کا لالچ دیتے رہے۔ مگر بھائی مین ایسے انداز سے چلا کہ چاند رات کے دن یہان آ پہنچا یکشنبہ کو غرہ ماہ مقدس ہوا۔ اُسی دن سے ہر صبح کو حامد علی خان کی مسجد مین جاکر

جناب مولوی جعفر علی صاحب سے قرآن سنتا ہوں۔ شب کو مسجد جامع جا کر نماز تراویح پڑھتا ہوں کبھی جو جی میں آتی ہے تو وقت صوم مہتاب باغ میں جا کر روزہ کھولتا ہوں اور سرد پانی پیتا ہوں واہ واہ کیا اچھی طرح عمر بسر ہوتی ہے۔ اب اصل حقیقت سنو لڑکوں کو ساتھ لے گیا تھا وہاں انہوں نے میرا ناک میں دم کر دیا۔ تنہا بھیج دینے میں وہم آیا کہ خدا نخواستہ اگر کوئی امر حادث ہو تو بدنامی عمر بھر رہے اس سبب سے جلد چلا آیا۔ ورنہ گرمی برسات وہاں کاٹتا۔ اب بشرط حیات جریدہ بعد برسات جاؤنگا اور بہت دنوں تک یہاں نہ آؤنگا۔ قرار داد یہ ہے کہ نواب صاحب جولائی ۱۸۵۹ء سے کہ جس کو یہ دسواں مہینا ہے سو روپیہ مجھے ماہ بماہ بھیجتے ہیں۔ اب جو میں وہاں گیا تو سو روپیہ مہینا بنام دعوت اور دیا۔ یعنی رامپور رہوں تو دو سو روپیہ مہینا پاؤں اور دلی رہوں تو سو روپیہ بھائی سو دو سو میں کلام نہیں۔ کلام اس میں ہے کہ نواب صاحب دوستانہ و شاگردانہ دیتے ہیں مجکو نوکر نہیں سمجھتے ہیں۔ ملاقات بھی دوستانہ رہی معانقہ و تعظیم جس طرح احباب میں رسم ہے وہ صورت ملاقات کی ہے۔ لڑکوں سے میں نے نذر دلوائی تھی۔ بس بہرحال غنیمت ہے رزق کے اچھی طرح ملنے کا شکر چاہیئے کمی کا شکوہ کیا۔ انگریزی سرکار سے دس ہزار روپیہ سال ٹھہرا اُس میں سے مجکو ملے ساڑھے سات سو روپیہ سال۔ ایک صاحب نے نہ دیئے۔ مگر تین ہزار روپیہ سال۔ عزت میں وہ پایہ جو رئیس زادوں کے واسطے ہوتا ہے بنا رہا۔ خان صاحب بسیار مہربان دوستان القاب خلعت سات پارچہ اور جیغہ و سرپیچ و مالاے مروارید۔ بادشاہ اپنے فرزندوں کے برابر پیار کرتے تھے۔ بخشی۔ ناظر۔ حکیم کسی سے توقیر کم نہیں۔ مگر فائدہ وہی قلیل سو میری جان یہاں بھی وہی نقشہ ہے کوٹھری میں بیٹھا ہوں ٹٹی لگی ہوئی ہے ہوا آ رہی ہے پانی کا جھجھر دھرا ہوا ہے۔ حقہ پی رہا ہوں یہ خط لکھ رہا ہوں تم سے باتیں کرنے کو جی چاہا یہ باتیں کر لیں۔ میر سرفراز حسین اور میران صاحب اور میر نصیر الدین صاحب کو یہ خط پڑھا دینا اور میری دعا کہدینا۔ جمعہ ۱۶ - اپریل۔

ایضاً۔ جو یاے حال دہلی دا نور سلام لو۔ مسجد جامع واگذاشت ہو گئی۔ چتلی قبر کی طرف سیڑھیوں

پر کبابیون نے دکانین بنالین ۔ انڈا مرغی کبوتر بکنے لگا دس آدمی مہتمم ٹھہرے ۔ مرزا الٰہی بخش
مولوی صدر الدین ۔ تفضل حسین خان تین یہ سات اورے نومبر ۱۴ جمادی الاول سال حال
جمعہ کے دن ابو ظفر سراج الدین بہادر شاہ قید فرنگ و قید جسم سے رہا ہوگئے انا للہ وانا الیہ
راجعون جاڑا پڑ رہا ہے ۔ ہمارے پاس شراب آج کی اور ہے کل سے رات کو نری انگیٹھی پر گزارا ہے
بوتل گلاس موقوف ۔ راجہ پٹیالہ مرگیا ۔ مہندر سنگھ اُس کے خلف پر خطاب فرزندی اور القاب
بحال و برقرار رہا ۔ بالفعل وہان تہال چند کام کر رہا ہے ۔ ظاہرا جو رنگ اس ریاست کا ہونے
والا ہے وہ نواب گورنر جنرل کے آنے پر کھلے گا ۔ اور وہ فروری مہینے مین یہان آئین گے ۔ الور
کی ریاست کا حال بدستور ہے گورنر صاحب ہی انہین اختیار دین گے یعنی پٹیالہ اور الور کے
راج کا انتظام اُسی وقت پر ہوگا ۔ بالفعل ابھی صاحب ایجنٹ الور و لی ہوتے ہوئے میرٹھ گئے
ہین راجہ صاحب تجارہ تک اُنکی مشایعت کر گئے یہان ابھی صاحب سے کوئی صاحب سنگھ ٹھیکہ دار
الور کی سڑک کا ہے اُس نے کچھ کہا تھا جواب دیا کہ الور کے مقدمات مین پنچون کو اختیار ہے
ہم کچھ حکم نہ دینگے ۔ اسفندیار بیگ متوفی کا کوئی تبنی مستدعی پرورش ہوا اُس کو بھی یہی جواب
ملا ۔ اب اور بولو کیا لکھون ۔ دھوپ مین بیٹھا ہون یوسف علی خان اور لالہ ہیرا سنگھ بیٹھے ہین
کھانا تیار ہے خط لکھ کر بند کر کر آدمی کو دون گا اور مین گھر جاؤن گا وہان ایک دالان مین دھوپ
آتی ہے وہان بیٹھونگا ۔ ہاتھ منہ دھوؤنگا ۔ ایک روٹی کا چھلکا سالن مین بھگو کر کھاؤنگا بیسن سے
ہاتھ دھوؤن گا ۔ باہر آؤنگا پھر اُسکے بعد خدا جانے کون آئے گا کیا صحبت ہوگی ۔ مجتہد العصر
میر سرفراز حسین صاحب اور ذاکر الحسین میر افضل علی عرف میرن صاحب کو دعا منگل کا دن
۲۳ جمادی الثانی ۱۶ دسمبر پہر دن چڑھے ہے ۔ غالب ۔

ایضاً پنجشنبہ ۵ ذیقعدہ دسی باہم صاحب آج تمہارا خط دوپہر کو آیا ۔ اُس مین مین نے مسودہ
تاریخ کا پایا ۔ قلمدان مین رکھ لیا ۔ خط پڑھ کر میر سرفراز حسین کو بھیج دیا ۔ کل وہ کہتے تھے کہ انتیس ہے سو
کو تین گاڑیان مقرر ہوگئی ہین ۔ مین کل یعنی آج شام کو سوار ہوجاؤنگا اب اسوقت جو مین یہ خط

لکھ رہا ہون پہر دن باقی ہے لکھ کر کھلا رکھ چھوڑون گا شام کو مجتہد العصر میرے گھر ضرور آئین گے اگر آج جائین گے تو واسطے تودیع کے اور اگر نہ جائین گے تو موافق معمول کے آئین گے اُن کے جانے نہ جانے کا حال صبح کو اسی ورق پر لکھ کر خط بند کر کے بھیج دونگا خدا کرے اُردو کی نثر کا لفافہ اُنہون نے ڈاک مین بھیج دیا ہو شام کو مجھے دے جائین تو مین کل اس خط کے ساتھ اوسے بھی بھجوا دون مہاراج اگر دورہ کو گئے تو کیا اندیشہ ہے گرمی کا موسم ہے تنہا چوڑا سفر کیون کرین گے۔ آٹھ سات دن مین پھر آئین گے۔ یہان کی تلاش کا نتیجہ دیکھو تب کہین جائیو۔ میرن صاحب کی تمہاری جو ماجرا کے لکھنے کا مجھ مین دم نہین۔ تم جانو وہ جانین۔ کلیات کے چھاپے کی حقیقت سنو۔ ۶۰ صفحے چھاپے گئے تھے کہ مولوی ہادی علی مصحح بیمار ہو گئے۔ کاپی نگار رخصتی اپنے گھر گیا اب دیکھئے کب چھاپا شروع ہو۔ قاطع برہان کا چھاپا ختم ہوا ایک جلد بطریق نمونہ آگئی مین نے پچاس جلدون کی درخواست پہلے سے دے رکھی ہے اب پچاس روپے بھیجون تو انچاس جلدین منگاؤن۔ دیکھئے نو من تیل کب میسر ہو اور رادھا کب ناچے۔ میان کل شام کو میر سرفراز حسین میرے گھر نہین آئے یا تو الور کو مجھ سے بغیر رخصت ہوئے گئے یا نہین گئے مین تو آج جمعہ ۱۶ مئی صبح کے وقت یہ خط ڈاک مین بھیجتا ہون۔

نجات کا طالب غالب۔

ایضاً لو صاحب یہ تماشا دیکھو مین تو تم سے پوچھتا ہون کہ میر سرفراز حسین اور میر نصیر الدین کہان ہین حالانکہ میر نصیر الدین شہر مین ہین اور مجھ سے نہین ملتے۔ میر سرفراز حسین آئے ہین اور میرے ہان نہین اُترے لاحول ولا قوۃ اُترنا کیسا ملنے کو بھی نہین آئے۔ افسوس ہے جن کو مین اپنا سمجھتا ہون وہ مجکو بیگانہ جانتے ہین اب تم یہ پوچھو کہ نصیر الدین کا دلی مین ہونا اور مجتہد العصر کا یہان آنا تو نے کیونکر جانا۔ بھائی آج جمعہ کا دن ۲۸ جمادی الثانی کی اور ۱۰ جنوری کی صبح کے وقت منہ اندھیرے اُسی وقت میری آنکھ کھلی تھی لحاف مین لیٹا ہوا پڑا تھا کہ ناگاہ میر نصیر الدین صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ اب مین جاتا ہون۔ اور میر حسن

صاحب بھی جاتے ہین مین سمجھا میر سرفراز حسین جب بعد تکرار معلوم ہوا تو میر حسن جے پور سے آئے اور خدا جانے کہان اُترے اور اب کہان جاتے ہین ہے ہے مجھے غیر سمجھا یا مرا ہوا سمجھا کہ میرے ہان نہ آئے اور مجھ سے نہ ملے اپنی سسرال مین رہے اور میکے کو چھوڑا واللہ بیہ اجی اُنکے دیکھنے کو بہت جی چاہتا تھا۔ اب اُٹھا ہون سردی رفع ہوئے۔ دھوپ نکلے آغا جان کے ہان آدمی کو بھیجتا ہون۔ مین کمبخت یہ بھی تو نہین جانتا کہ آغا جان کہان رہتے ہین اب میر احمد علی کی بی بی پاس حبش خان کے پھاٹک آدمی بھیجون گا جب آغا جان کے گھر کا پتہ معلوم ہو جائے گا اور آدمی دیکھ آئے گا۔ اور یہ بھی معلوم کر آئے گا کہ میر حسن صاحب ہین تو مین سوار ہو کر جاؤن گا اور اُن سے ملون گا۔ تم اس خط کا جواب جلد لکھو اور اپنے چچا کے یہان آنے کا منشا اور اُن کا احوال مفصل لکھو۔ تصویر کا حال آگے لکھ چکا ہون خاطر جمع رکھو۔ اور مجتہد العصر اور میرن صاحب کا حال لکھو۔ نجات کا طالب غالب صبح جمعہ ۶ جنوری ۱۸۶۱ء

ایضاً میان لڑکے کہان پھر رہے ہو ادھر آؤ خبرین سُنو۔ دربار لارڈ صاحب کا میرٹھ مین ہوا دلی کے علاقہ کے جاگیردار موجب حکم کمشنر دہلی میرٹھ گئے موافق دستور قدیم مل آئے۔ غرضکہ پنجشنبہ ۲۹ دسمبر کو پہر دن چڑھے لارڈ صاحب یہان پہنچے۔ کابلی دروازہ کی فصیل کے تلے ڈیرے ہوئے۔ اُسیوقت توپون کی آواز سنتے ہی مین سوار ہو کر گیا میر منشی سے ملا اُن کے خیمہ مین بیٹھ کر صاحب سکرٹر کو خبر کروائی جواب آیا کہ فرصت نہین یہ جواب سن کر تو میری کی پوٹ باندھ کر لے آیا ہر چند پنشن کے باب مین ہنوز لا و نعم نہین مگر کچھ فکر کر رہا ہون دیکھون کیا ہوتا ہے لارڈ صاحب کل یا پرسون جانے والے ہین یہان کچھ کلام و پیام نہین ممکن تحریر ڈاک مین بھیجی جائے گی دیکھیے کیا صورت درپیش آئے گی مسلمانون کی املاک کے واگذاشت کا حکم عام ہو گیا ہے جن کو کرایہ پر ملی ہے اُن کو کرایہ معاف ہو گیا ہے آج یکشنبہ یکم جنوری ۱۸۶۰ء ہے پہر دن چڑھا ہے کہ یہ خط تم کو لکھا ہے اگر مناسب جانو تو آؤ۔ اپنی املاک پر قبضہ پاؤ۔ چاہو یہین رہو چاہو پھر چلے جاؤ۔ میر سرفراز حسین میر نصیر الدین

میرن صاحب کو میری دعائین کہنا۔ اور حکیم میر اشرف علی کو بعد دعا کے یہ کہہ دینا کہ وہ حبوب جو تم نے مجکو دی تھین اُن کا نسخہ جلد لکھ کر بھیج دو۔ واللہ موجود ماسواہ معدوم اپنی مرگ کا طالب۔ غالب۔

ایضاً برخوردار تمہارا خط آیا حال معلوم ہوا۔ مین اس خیال مین تھا کہ الور کا کچھ حال معلوم کرلون اور کپتان الگزنڈر کا خط آئے اور مین اُس کو میر سرفراز حسین کے مقدمہ مین لکھ لون تو اُس وقت تمہارے خط کا جواب لکھون چونکہ اب تک اُن کا خط نہ آیا مین سوچا کہ اگر اسی انتظار مین رہون گا اور خط کا جواب نہ بھیجون گا تو میرا پیارا میر مہدی خفا ہوگا ناچار جو کچھ الور کا حال سنا ہے وہ اور کچھ اپنا حال لکھتا ہون ہرچند مین نے دریافت کرنا چاہا حکیم محمود علی کا وہان پہنچنا اور یہ کہ وہان پہنچنے کے بعد کیا طور قرار پایا کچھ معلوم نہین ہوا صرف خبر واحد ہے کہ اُن لوگون راجہ نے صاحب ایجنٹ سے اجازت لے کر بلا لیا ہے کہتے ہین کہ صاحب ایجنٹ الور نے راجہ کے بالغ اور عاقل ہونے کی رپورٹ صدر کو بھیجی ہے کیا عجب ہے کہ ان کا راج ان کو ملجائے۔ مولانا غالب علیہ الرحمۃ ان دنون بہت خوش ہین پچاس ساٹھ جزو کی کتاب امیر حمزہ کی داستان کی اور اسی قدر حجم کی ایک جلد بوستان خیال کی آگئی ہے۔ سترہ بوتلین بادہ ناب کی توشک خانہ مین موجود ہین دن بھر کتاب دیکھا کرتے ہین۔ رات بھر شراب پیا کرتے ہین ؎

کسے کین مراد ش میسر بود	اگر جم نباشد سکندر بود

میر سرفراز حسین کو اور میرن صاحب کو اور میر نصیر الدین صاحب کو دعائین اور دیدار کی آرزو۔

ایضاً اے جناب میرن صاحب السلام علیکم حضرت آداب کہ صاحب آج اجازت ہے میر مہدی کے خط کا جواب لکھنے کو حضور مین کیا منع کیا کرتا ہون مین نے تو یہ عرض کیا تھا کہ اب وہ تندرست ہو گئے ہین بخار جاتا رہا ہے صرف پچش باقی ہے وہ بھی رفع ہو جائے گی مین اپنے ہر خط مین آپ کی طرف سے دعا لکھ دیتا ہون آپ پھر کیون تکلیف کرین نہین میرن صاحب

اُس کے خدا کو آئے ہوئے بہت دن ہوئے ہین وہ خفا ہوا ہوگا جواب لکھنا ضرور ہے حضرت وہ آپ کے فرزند ہین آپ سے خفا کیا ہونگے ۔ بھائی آخر کوئی وجہ تو بتاؤ کہ تم مجھے خط لکھنے سے کیون باز رکھتے ہو ۔ سبحان اللہ اے لو حضرت آپ تو خط نہین لکھتے اور مجھے فرماتے ہین کہ تو باز رکھتا ہے اچھا تم باز نہین رکھتے مگر یہ تو کہو کہ تم کیون نہین چاہتے کہ مین میر مہدی کو خط لکھون کیا عرض کرون سچ تو یہ ہے کہ جب آپ کا خط جاتا اور وہ پڑھا جاتا تو مین سنتا او حظ اٹھاتا اب جو مین وہان نہین ہون تو نہین چاہتا کہ تمہارا خط جاوے ۔ مین اب پنجشنبہ کو روانہ ہوتا ہون میری روانگی کے تین دن کے بعد آپ خط شوق سے لکھیے گا ۔ میان مٹھو ہوش کی خبر لو ۔ تمہارے جانے نہ جانے سے مجھے کیا علاقہ مین بوڑھا آدمی بھولا آدمی تمہاری باتون مین آگیا اور آج تک اُسے خط نہین لکھا ۔ لاحول ولا قوۃ ۔ سنو میر مہدی صاحب میرا کچھ گناہ نہین میرے خط کا جواب لکھو ۔ تپ تو رفع ہوگئی پیچش کے رفع ہونے کی خبر شتاب لکھو پرہیز کا بھی خیال رکھا کرو یہ بڑی بات ہے کہ وہان کچھ کھانے کو ملتا ہی نہین تمہارا پرہیز اگر ہوگا ہی تو عصمت بی بی از بے چادری ہوگا حالات یہان کے مفصل میرن صاحب کی زبانی معلوم ہونگے ۔ دیکھو بیٹھے ہین کیا جانون حکیم میر اشرف علی ہین اور اُن مین کچھ کونسل تو ہو رہی ہے پنجشنبہ روانگی کا دن ٹھہرا تو ہے اگر چل نکلین اور پہنچ جائین تو اُن سے یہ پوچھو کہ جناب ملکہ انگلستان کی سالگرہ کی روشنی کی محفل مین تمہاری کیا گت ہوئی تھی اور یہ بھی معلوم کر بھیجو کہ یہ جو فارسی مثل مشہور ہے کہ دفتر را گاؤ خورد اس کے معنی کیا ہین پوچھیو اور نہ چھوڑیو جب تک نہ بتائین ۔ اس وقت پہلے تو آندھی چلی پھر مینہ آیا اب مینہ برس رہا ہے مین خط لکھ چکا ہون ۔ سرنامہ لکھ کر رکھ چھوڑونگا جب ترشح موقوف ہوجائیگا تو کلیان ڈاک کو لے جائیگا میر سرفراز حسین کو دعا پہنچے اللہ اللہ تم پانی پت کے سلطان العلما اور مجتہد العصر بن گئے ۔ کہو وہان کے لوگ تمہین قبلہ و کعبہ کہنے لگے یا نہین ۔ میر نصیر الدین کو دعا کہنا ۔

ایضاً اہا ہا ہا میرا پیارا میر مہدی آیا ۔ آؤ بھائی مزاج تو اچھا ہے ۔ بیٹھو یہ رامپور ہے دار السرور ہے

جو لطف یہان ہے وہ اور کہان ہے۔ پانی سبحان اللہ شہر سے تین سو قدم پر ایک دریا ہے اور کوسی اُس کا نام ہے بے شبہ چشمۂ آب حیات کی کوئی سوت اُس مین ملی ہے خیر اگر یون بھی ہے تو بھائی آب حیات عمر بڑھاتا ہے لیکن اتنا شیرین کہان ہوگا۔ تمہارا خط پہنچا تردد عبث میرا مکان ڈاک گھر کے قریب اور ڈاک منشی میرا دوست نہ عرف لکھنے کی حاجت نہ محلے کی حاجت بے وسواس خط بھیج دیا کیجئے اور جواب لیا کیجئے۔ یہان کا حال سب طرح خوب ہے اور صحبت مرغوب ہے۔ اس وقت مہمان ہون دیکھون کیا ہوتا ہے۔ تعظیم و توقیر مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین ہے۔ لڑکے دونون میرے ساتھ آئے ہین۔ اس وقت اس سے زیادہ نہین لکھ سکتا۔

ایضاً اوہو میان سید زادہ آزادہ دلی کے عاشق دلدادہ۔ ڈھے ہوئے اردو بازار کے رہنے والے حسد سے لکھنؤ کو برا کہنے والے۔ نہ دل مین مہر و آزرم نہ آنکھ مین حیا و شرم۔ نظام الدین ممنون کہان ذوق کہان مومن خان کہان ایک آزردہ سو خاموش دوسرا غالب وہ بیخود و مدہوش نہ سخنوری رہی نہ سخندانی کس برتے پر تتا پانی۔ ہائے دلی وائے دلی بھاڑ مین جائے دلی۔ سنو صاحب پانی پت کے رئیسون مین ایک شخص ہین احمد حسین خان ولد سردار خان ولد دلاور خان اور نانا اُس احمد حسین خان کے غلام حسین خان ولد مصاحب خان اس شخص کا حال ازروے تحقیق شرح اور مفصل لکھو۔ قوم کیا ہے عمر کیا ہے طریق کیا ہے احمد حسین خان کی لیاقت ذاتی کا کیا رنگ ہے طبیعت کا کیا ڈھنگ ہے۔ بھائی لکھو اور جلد لکھو۔

ایضاً سید خدا کی پناہ عبارت لکھنے کا ڈھنگ کیا ہاتھ آیا ہے کہ تم نے سارے جہان کو سر پر اُٹھایا ہے۔ ایک غریب سید مظلوم کے چہرۂ نورانی پر مہاسا نکلا ہے۔ تمکو یہ آرایش گفتار بہم پہنچا ہے میری اُن کو دعا پہنچاؤ۔ اور ان کی خیر و عافیت جلد لکھو۔ بھائی یہان کا لقشہ ہی کچھ اور ہے۔ سمجھ مین کسی کے نہین آتا کہ کیا طور ہے۔ اوائل ماہ انگریزی مین روک ٹوک کی شدت ہوئی تھی آٹھوین دسوین سے وہ شدت کم ہوجاتی تھی اس مہینے مین برابر وہی صورت رہی ہے آج ۲۷ مارچ کی ہے پانچ چار دن مہینے باقی ہین۔ آنچ ویسی ہی تیز ہے

خدا اپنے بندوں پر رحم کرے مجھ پر میرے اللہ نے ایک اور عنایت کی ہے اور اس غمزدگی مین ایک گونہ خوشی اور کیسی بڑی خوشی دی ہے۔ تم کو یاد ہوگا کہ ایک دستنبو نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کی نذر بھیجی تھی آج پانچوان دن ہے کہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کا خط مقام الہ آباد سے بسبیل ڈاک آیا دہی کاغذ افشانی وہی القاب قدیم کتاب کی تعریف عبارت کی تحسین مہربانی کے کلمات کبھی تم کو خدا ایمان لائیگا تو اُس کی زیارت کرنا پنشن کے ملنے کا بھی حکم آج کل آیا چاہتا ہے اور یہ بھی توقع بڑی ہے کہ گورنر جنرل بہادر کے ہان سے بھی کتاب کی تحسین اور عنایت کے مضامین کی تحریر آجائے۔ میرن صاحب کو سلام پہلے لکھ چکا ہون میر سرفراز حسین اور میر نصیرالدین کو دعا کہہ دینا اور یہ خط دکھا دینا۔

ایضاً۔ برخوردار نور چشم میر مہدی کو بعد دعاے حیات و صحت کے معلوم ہو بھائی تم نے بخار کو کیون آنے دیا تپ کو کیون چڑھنے دیا۔ کیا بخار میرن صاحب کی صورت مین آیا تھا جو تم مانع نہ آئے کیا تپ این بن کر آئی تھی جو اُس کو روکتے ہوئے شرمائے۔ حکیم اشرف علی ابھی آگئے ہین کہتے تھے کہ مین نے نسخہ لکھکر آج ڈاک مین بھیج دیا ہے چونکہ یہ خط بھی آج روانہ ہوتا ہے کیا عجب ہے کہ دونون خط ایک دن بلکہ ایک وقت پہنچین۔ دل تمھارے واسطے بہت کڑھتا ہے حق تعالی تم کو جلد شفا دے اور تمھاری تندرستی کی خبر مجھکو سنائے۔ سنو میان سرفراز حسین ہزار برس مین تم نے مجھکو ایک خط لکھا وہ بھی اس طرح کہ جیسا جلال اسیر کہتا ہے ع بغیر و شکر آلست روبما وارد ﴿ پڑھتا ہون اُس خط کو اور ڈھونڈھتا ہون کہ میرے واسطے کونسی بات ہے مجھکو کیا پیام ہے کچھ نہین شاید دوسرے صفحہ مین کچھ ہو۔ اُدھر خاتمہ بالخیر ہے۔ یارب سرنامہ میرے نام کا آغاز تحریر مین القاب میرا پھر سارے خط مین میرن صاحب کا جھگڑا یہ کیا سیر ہے مین ایسے خط کا جواب کیون لکھون میری بلا لکھے اب جو تم خط لکھوگے اور اُسمین اپنے بھائی کی خیر و عافیت رقم کروگے اور میرن صاحب کا نام اور ان کے لئے سلام تک بھی اُس مین نہ ہوگا تو مین اُسکا جواب آنکھون سے لکھونگا اور ہان میان پھر تم نے میر اشرف علی کو کیا لکھا کہ ہم نے سنا ہے

کہ چچا نے اُس کا مرنا سنا ہوگا۔ اُس غریب کا قول یہ ہے کہ میری دونون بہنین اور پانچ بھانجیان پانی پت مین ہین کیا چچا کو نہ معلوم ہوگا کہ کون سی لڑکی مری۔ کاش اُسکے باپ کا نام لکھتے تا کہ مین جانتا کہ کون سی بھانجی مری ہے اب مین کس کا نام لے کر روؤن اور کس کی فاتحہ دلواؤن اس امر مین حق بجانب اُس مظلوم کے ہے توضیح بقید نام لکھو۔

ایضاً بھائی ایک خط تمہارا پہلے پہنچا اور ایک خط کل آیا پہلے خط مین کوئی امر جواب طلب نہ تھا اگرچہ کل کے خط مین بھی صرف کتابون کی رسید تھی لیکن چونکہ دو امر لکھنے کے لائق تھے اسواسطے ایک لفافہ تمہاری پسند کا تمہاری نذر کرنا پڑا۔ پہلا امر یہ کہ آج میر نصیر الدین دوپہر کو میرے پاس آئے تھے اُن کو دیکھ کر دل خوش ہوا تم نے بھی خط مین لکھا تھا کہ میر سرفراز حسین اور گئے تھے اور میر نصیر الدین بھی کہتے تھے کہ مین اور وہ ایک دن پانی پت سے چلے وہ اُدھر گئے مین ادھر آیا ظاہرا پارسل کے پہنچنے سے پہلے وہ روانہ ہوئے ہین اُن کی کتاب رہ گئی اب اُن تک یون کر پہنچے گی خدا خیر کرے۔ میان لڑکے سنو میر نصیر الدین اولاد مین سے ہین شاہ محمد اعظم صاحب کے وہ خلیفہ تھے مولوی فخر الدین صاحب کے اور مین مرید ہون اس خاندان کا اس واسطے میر نصیر الدین کو پہلے بندگی لکھتا ہون اور پھر تمہارے علاقے سے دعا صوفی صافی ہون اور حضرات صوفیہ حفظ مراتب ملحوظ رکھتے ہین ع گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی * یہ جواب ہے تمہارے اُس سوال کا کہ جو پہلے خط مین تم نے لکھا تھا۔ اب کے خط مین تم نے میرن صاحب کی خیر و عافیت کیون نہ لکھی یہ بات اچھی نہین مین تو ڈر گیا کہ اگر تمہارے خط مین اُن کو دعا سلام لکھونگا تو اُن سے تم کاہے کو کہو گے پیرزادہ صاحب یعنی میر نصیر الدین نے اُن کی بندگی مجھ سے کہی ہے خدا کے واسطے میری دعا اُن سے کہدینا۔

ایضاً میری جان سنو داستان صاحب کمشنر بہادر دہلی یعنی جناب سانڈرس صاحب بہادر نے مجکو بلایا پنجشنبہ ۲۴ فروری کو مین گیا صاحب شکار کو سوار ہو گئے تھے مین اُلٹا پھر آیا جمعہ ۲۵ فروری کو گیا ملاقات ہوئی کرسی دی بعد پرسش مزاج کے ایک خط انگریزی چار ورق کا اُٹھا کر پڑھنے لگے

جب پڑھ چکے تو مجھ سے کہا کہ یہ خط ہے منٹگمری صاحب حاکم اکبر صدر بورڈ پنجاب کا تمہارے باب مین لکھتے ہین کہ ان کا حال دریافت کر کے لکھو سو ہم تم سے پوچھتے ہین کہ تم ملکہ معظمہ سے خلعت کیا مانگتے ہو حقیقت کہی گئی۔ ایک کاغذ آمد ولایت لے گیا تھا وہ پڑھوا دیا پھر پوچھا تم نے کتاب کیسی لکھی ہے اُس کی حقیقت بیان کی کہا ایک منٹگمری صاحب نے دیکھنے کو مانگی ہے اور ایک ہمکو دو۔ مین نے عرض کیا کل حاضر کرونگا پھر پنشن کا حال پوچھا وہ گزارش کیا اپنے گھر آیا اور خوش آیا۔ دیکھو میر مہدی حاکم پنجاب کو مقدمہ ولایت کی کیا خبر کتابون سے کیا اطلاع پنشن کی پرسش سے کیا مدعا یہ استفسار بحکم نواب گورنر جنرل بہادر ہوا ہے اور یہ صورت مقدمہ فتح و فیروزی ہے غرضکہ دوسرے دن یکشنبہ یوم التعطیل تھا مین اپنے گھر رہا دوشنبہ ۲۸ فروری کو گیا باہر کے کمرے مین بیٹھ کر اطلاع کروائی کہا اچھا توقف کرو۔ بعد تھوڑی دیر کے گڈھ کپتان کی چھٹی آئی سواری مانگی جب سواری آگئی باہر نکلے مین نے کہا وہ کتابین حاضر ہین کہا منشی جیون لال کو دے جاؤ۔ وہ اُدھر سوار ہو گئے مین اِدھر سوار ہو کر اپنے مکان پر آیا۔ سہ شنبہ یکم مارچ کو پھر گیا بہت التفات سے باتین کرتے رہے کچھ سارٹیفکٹ گورنرون کے ساتھ لے گیا تھا وہ دکھائے۔ ایک خط منٹگمری صاحب بہادر کے نام کا لے گیا تھا وہ دے کر یہ استدعا کی کہ کتاب کے ساتھ یہ بھی بھیجا جائے بہت اچھا کہہ کر رکھ لیا۔ پھر مجھ سے کہا کہ ہم نے تمہاری پنشن کے باب مین اجرٹن صاحب کو کچھ لکھا ہے تم اُن سے ملو عرض کیا بہتر۔ اجرٹن صاحب بہادر جیسا کہ تم کو معلوم تھا گئے ہوئے تھے کل وہ آئے آج مین نے اُن کو خط لکھا ہے جیسا کہ وہ حکم دین گے اسکے موافق عمل کرونگا جب بلائین تب جاؤن گا۔ دیکھو سید اسد اللہ الغالب علیہ السلام کی مدد کو کہ اپنے غلام کو کس طرح سے بچایا ۲۲ مہینے تک بھوکا پیاسا بھی نہ رہنے دیا پھر کس محکمہ سے کہ وہ آج سلطنت کا دہندہ ہے میرے تفقد کا حکم بھجوایا حکام سے مجکو عزت دلوائی میرے صبر و ثبات کی داد ملی۔ صبر و ثبات بھی اُسی کا بخشا ہوا تھا مین کیا اپنے باپ کے گھر سے لایا تھا۔ میر سرفراز حسین کو یہ خط پڑھا دینا اور اُن کو اور نصیر الدین چراغ دہلوی

کو اور میرن صاحب کو دعا کہنا۔

ایضاً واہ واہ سید صاحب تم تو بڑی عبارت آرائیان کرنے لگے نثر مین خود نمائیان کرنے لگے کئی دن سے تمہارے خط کے جواب کی فکر مین ہون مگر جاڑے نے بے حس و حرکت کر دیا ہے آج جو بسبب ابر کے وہ سردی نہین تو مین نے خط لکھنے کا قصد کیا ہے۔ مگر حیران ہون کہ کیا سحر سازی کرون۔ بھائی تم تو اردو کے مرزا قتیل بن گئے ہو۔ اردو بازار مین نہر کے کنارے رہتے رہتے رودنیل بن گئے ہو۔ کیا قتیل کیا رودنیل یہ سب ہنسی کی باتین ہین لو سنو اب تمہاری بی بی کی باتین ہین چوک مین بیگم کے باغ کے دروازے کے سامنے حوض کے پاس جو کنوان تھا اس مین سنگ خشت و خاشاک ڈال کر بند کر دیا۔ بلی مارون کے دروازہ کے پاس کئی دکانین ڈھا کر راستہ چوڑا کر لیا۔ شہر کی آبادی کا حکم خاص و عام کچھ نہین ہے پنشن دارون سے حاکمون کا کام کچھ نہین تاج محل مرزا قیصر مرزا جوان بخت کے سالے ولایت علی بیگ جے پور کی زوجہ ان سب کی الہ آباد سے رہائی ہو گئی دیکھئے کیمپ مین رہین یا لندن جائین۔ خلق نے از روے قیاس جیسا کہ دلی کے خبر تراشون کا دستور ہے یہ بات اڑا دی ہے۔ سو سارے شہر مین مشہور ہے کہ جنوری شروع سال ۱۸۵۹ء مین عموماً شہر مین آباد کئے جائین گے اور پنشن دارونکو جھولیان بھر بھر کر روپیے دیے جائین گے خیر آج بدھ کا دن ۲۲ دسمبر کی ہے اب شنبہ کو بڑا دن اور اگلے شنبہ کو جنوری کا پہلا دن ہے اگر جیتے ہین تو دیکھ لین گے کہ کیا ہوا تم اس خط کا جواب لکھو اور شتاب لکھو۔ میری جان سرفراز حسین تم کیا کر رہے ہو اور کس خیال مین ہو اب صورت کیا ہے اور آیندہ عزیمت کیا ہے۔ میر نصیر الدین کو صرف دعا اور اشتیاق دیدار میرن صاحب کہان ہین کوئی جاے اور بلا لائے حضرت آئیے سلام علیکم مزاج مبارک کہئے مولوی مظہر علی نے آپ کے خط کا جواب بھیجا یا نہین اگر بھیجا تو کیا لکھا۔ مین جانتا ہون کہ میر اشرف علی صاحب اور میر سرفراز علی کو اور یہ ستم پیشہ میر مہدی بہت آپ کی جناب مین گستاخیان کرتے ہین کیا کرون مین کہین تم کہین وہان ہوتا تو دیکھتا کہ کیون کر تم سے بے ادبیان کر سکتے انشاء اللہ تعالے

جب ایک جا ہونگے تو انتقام لیا جائے گا ہے ہے کیونکر ایک جا ہونگے دیکھیے زمانا اور کیا دکھاتا ہے۔ اللہ اللہ اللہ۔

ایضاً میری جان تو کیا کہہ رہا ہے بنیے سے سیانا سو دیوانہ۔ صبر و تسلیم و توکل و رضا شیوہ صوفیہ کا ہے مجھ سے زیادہ اس کو کون سمجھے گا۔ جو تم مجکو سمجھاتے ہو کیا مین یہ جانتا ہون کہ ان لڑکون کی پرورش مین کرتا ہون استغفر اللہ لا موثر فی الوجود الا اللہ یا تم یہ سمجھے ہو کہ مین شیخ چلی کی طرح سے یہ خیال باندھتا ہون کہ مرغی مول لونگا اور اُس کے انڈے بیچ کر بکری خریدون گا اور پھر کیا کرونگا اور آخر کیا ہوگا بھائی یہ تو مین نے اپنا راز دل تم سے کہا تھا کہ آرزو یون ہی تھی اور اب وہ نقش باطل ہوگیا۔ ایک حسرت کا بیان تھا نہ خواہش کا دیکھا اس پنشن قدیم کا حال مین تو اس سے ہاتھ دھوئے بیٹھا ہون لیکن جب تک جواب نہ پاؤن کہین اور کیون کر چلا جاؤن۔ حاکم اکبر کے آنے کی خبر گرم ہے دیکھیے کب آئے آئے تو مجھے بھی دربار مین بلائے یا نہ بلائے خلعت ملے یا نہ ملے اس بیچ مین ایک اور پیچ آپڑا ہے اُس کو دیکھ لون اور پھر صرف اُسی کا انتظار نہین اس مرحلے کے طے ہونے کے بعد پنشن ملنے نہ ملنے کا تردد بدستور رہے گا۔ سبک سیر کیون کر بن جاؤن کہ یہ سب امور ملتوی چھوڑ کر نکل جاؤن پنشن جاری ہوئے پر بھی تو سوا رام پور کے ٹھکانا نہین ہے وہان تو جاؤن اور ضرور جاؤن۔ تین برس ثبات قدم اختیار کیا اب انجام کار مین اضطراب کی کیا وجہ چپکے ہو رہو اور مجکو کسی عالم مین غمگین اور مضطر گمان نہ کرو۔ ہر وقت مین جیسا مناسب ہوتا ہے ویسا عمل مین آتا ہے۔ صاحب میرن صاحب نے دو سطرین دستخط خاص سے لکھین تھین واللہ مین کچھ نہین سمجھا کہ یہ کس مقدمہ کا ذکر ہے۔

ایضاً سید صاحب اچھا ڈھکوسلا نکالا ہے بعد القاب کے شکوہ شروع کر دینا اور میرن صاحب کو اپنا ہم زبان کر لینا۔ مین میر مہدی نہین کہ میرن صاحب پر مرتا ہون۔ میر سرفراز حسین نہین کہ انکو پیار کرتا ہون۔ علی کا غلام اور سادات کا معتقد ہون اُس مین تم بھی آگئے کمال ہے

کہ میرن صاحب سے محبت قدیم ہے دوست ہون عاشق زار نہین بندہ مہر و وفا ہون گرفتار نہین تمہارے بھائی نے سخت مشوش بلکہ نعل در آتش کر رکھا ہے ایک سلام اصلاح کے واسطے بھیجا اور لکھا کہ بعد محرم کے مین بھی آؤنگا مین نے سلام رہنے دیا اور منتظر رہا کہ ڈاک مین کیون بھیجون وہ آئین گے تو مین اُن کو دونگا محرم تمام ہوا آج یکشنبہ غرہ صفر ہے حضرت کا پتا نہین ظاہرا برسات نے آنے نہ دیا۔ برسات کا نام آگیا سو پہلے تو مجملاً سنو ایک تمدد کالون کا ایک ہنگامہ گورون کا ایک فتنہ انہدام مکانات کا ایک آفت وبا کی ایک مصیبت کال کی اب یہ برسات جمیع حالات کی جامع ہے آج اکیسوان دن ہے آفتاب اس طرح نظر آجاتا ہے جس طرح بجلی چمک جاتی ہے رات کو کبھی کبھی اگر تارے دکھائی دیتے ہین تو لوگ اُن کو جگنو سمجھ لیتے ہین اندھیری راتون مین چورون کی بن آئی ہے کوئی دن نہین کہ دو چار گھر کی چوری کا حال نہ سنا جائے مبالغہ نہ سمجھنا ہزارہا مکان گر گئے سینکڑون آدمی جابجا دب کر مر گئے گلی گلی ندی بہ رہی ہے قصہ مختصر وہ ان کال تھا کہ مینہ نہ برسا اناج نہ پیدا ہوا۔ یہ پن کال ہے پانی ایسا برسا کہ بوئے ہوئے دانے بہ گئے جنہون نے ابھی نہین بویا تھا وہ بونے سے رہ گئے سن لیا دلی کا حال اسکے سوا کوئی نئی بات نہین ہے جناب میرن صاحب کو دعا۔

ایضاً

بے مے نہ کند در کف من خامہ روانی	سرد ست ہوا آتش بے دود کجائی

میر مہدی صبح کا وقت ہے جاڑا خوب پڑ رہا ہے انگیٹھی سامنے رکھی ہوئی ہے دو حرف لکھتا ہون ہاتھ تاپتا جاتا ہون آگ مین گرمی نہین مگر ہائے آتش سیال کہان کہ جب دو جرعے پی لیے فوراً رگ و پے مین دوڑ گئی دل توانا ہوگیا دماغ روشن ہوگیا۔ نفس ناطقہ کو تواجد بہم پہنچا ساقی کوثر کا بندہ اور تشنہ لب ہائے غضب ہائے غضب میان تم پنشن پنشن کیا کر رہے ہو۔ گورنر جنرل کہان اور پنشن کہان۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر صاحب کمشنر بہادر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر جب ان تینون نے جواب دیا ہو تو اُس کا مرافعہ گورنمنٹ مین کرون مجھے تو دربار خلعت کے لالے

پڑے ہین تمکو پنشن کا فکر ہے۔ یہان کے حاکم نے میرا نام فرد مین نہین لکھا مین نے اس کا اپیل نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کے ہان کیا ہے دیکھئے کیا جواب آتا ہے۔ بہرحال جو کچھ ہوگا تمکو لکھا جائے گا۔ ابھی وہ یوسف ہند نہ سہی یوسف دہر سہی یوسف عصر سہی یوسف کشور سہی اُن کی زلیخا نے ستم برپا کر رکھا ہے مجھے تو خبر نہین کہین حضرت کہہ گئے ہین کہ مین ساڑھے سات روپیے مہینا بھیجے جاؤنگا۔ اب اُن کا تقاضا ہے رحیم بخش روز آتا ہے اور کہتا ہے کہ پھوپھا جان کو لکھو کہ پھوپھی جان بھوکی مرتی ہین خرچ جلد بھیجو ورنہ نالش کی جائے گی اور تمکو گواہ قرار دیا جائے گا۔ بہرحال یہ بن صاحب کو یہ پڑھوا دینا۔ میر سرفراز حسین کو دعا۔ میر نصیر الدین کو دعا۔ حکیم میر اشرف علی کو دعا۔ یوسف ہفت کشور کو دعا۔

ایضاً واہ حضرت کیا خط لکھا ہے اس خرافات کے لکھنے کا فائدہ۔ بات اتنی ہے کہ میرا پلنگ مجکو ملا۔ میرا بچھونا مجکو ملا۔ میرا حجام مجکو ملا۔ میرا بیت الخلا مجکو ملا۔ رات کا وہ شور کوئی آئیو کوئی آئیو فرو ہوگیا۔ میری جان بچی میرے آدمیون کی جان بچی ع اکنون شب من شب است روز م روز ست ✽ بھئی تم نے یہ نہ لکھا کہ میرن صاحب کو میرا خط پہنچا یا نہ پہنچا مین گمان کرتا ہون کہ نہین پہنچا اگر پہنچتا تو بیشک وہ تمہاری نظر سے گزرتا۔ اور میرن صاحب اس کی اصل حقیقت تم سے پوچھتے اور اس صورت مین یہ بھی ضرور تھا کہ تم اس واہیات کے بدلے مجکو وہ روداد لکھتے جو میرن صاحب مین اور تم مین پیش آئی۔ پس اگر جیسا کہ گمان ہے خط نہین پہنچا تو خیر جانے دو۔ اگر خط پہنچا ہے تو میرن صاحب کے خط کے جواب لکھوانے مین تم نے میرا دم ناک مین کر دیا تھا۔ اب اُن سے میرے خط کے جواب کا تقاضا کیون نہین کرتے۔ حسن بھی کیا چیز ہے۔ نادر کا اتنا خوف نہین جتنا حسین آدمی کا ڈر رہتا ہے۔ تم اُن سے خواہش وصال کرتے ہوئے ڈرو۔ میرے خط کے جواب کے باب مین کیون نہین کہتے نہ صاحب یہ کچھ بات نہین میرے خط کا جواب اُن سے لکھوا کر بھجواؤ۔ یہان کا حال وہ ہے جو دیکھ گئے ہو پانی گرم ہوا گرم تینین مستولی اناج مہنگا۔ بیچارہ منشی میر احمد حسین کا بھتیجا میر امداد علی

آشوب کا بیٹا محمد میر شب گزشتہ کو گزر گیا آج صبح کو اُس کو دفن کر آئے۔ جوان صالح پرہیزگار مومنین کا پیش نماز تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مجتہد العصر کا حکم بجالاؤن گا اور نہ رئیس کو بلکہ مدار المہام ریاست کو لکھون گا رئیس میرے سوال کا جواب قلم انداز کر جائے گا اور مدار المہام امر واقعی لکھ بھیجے گا۔ میرن صاحب کو دعا۔ اور کہنا کہ بھلا صاحب تمنے ہمارے خط کا جواب نہین لکھا۔ ہم بھی تمہاری طرز کا اتباع کرین گے۔ حکیم میر اشرف علی کو دعا کہنا اور کہنا کہ اگر تم مین اُن مین راہ و رسم تعزیت و تہنیت ہو تو میر احمد حسین کو خط لکھو اور یہ بھی اُن کو معلوم ہو کہ حفیظ یہان آیا ہوا ہے قبائل تمہارے یہین ہین۔ اگر وہان کچھ رسائی حاصل ہو تو خیر ورنہ یہان کیون نہ چلے آؤ ۔ ۵

مین بھولا نہین تجکو اے میری جان — کرون کیا کہ یہان گر رہے ہین مکان

برسات کا حال نہ پوچھو خدا کا قہر ہے۔ قاسم خان کی گلی سعادت خان کی نہر ہے۔ مین جس مکان مین رہتا ہون عالم بیگ خان کے کٹرہ کی طرف کا دروازہ گر گیا مسجد کی طرف کے دالان کو جاتے ہوئے جو دروازہ تھا گر گیا سیڑھیان گرا چاہتی ہین۔ صبح کے بیٹھنے کا حجرہ جھک رہا ہے چھتین چھلنی ہو گئی ہین مینہ گھڑی بھر برسے تو چھت گھنٹہ بھر برسے کتاب مین قلمدان سب توشہ خانہ مین فرش پر کہین لگن رکھا ہوا کہین چلمچی دھری ہوئی خط کہان بیٹھ کر لکھون۔ پانچ چار دن سے فرصت ہے مالک مکان کو فکر مرمت ہے آج ایک امن کی صورت نظر آئی کہا کہ آؤ میر مہدی کے خط کا جواب لکھون۔ آ ہو کی ناخوشی راہ کی محنت کشی۔ تپ کی حرارت گرمی کی شرارت یاس کا عالم کثرت اندوہ و غم حال کی فکر مستقبل کا خیال۔ تباہی کا رنج آوارگی کا ملال جو کچھ ہو وہ کم ہے۔ بالفعل تمام عالم کا ایک سا عالم ہے۔ سنتے ہین کہ نومبر مین مہاراجہ کو اختیار ملے گا۔ مگر وہ اختیار ایسا ہوگا جیسا خدا نے خلق کو دیا ہے۔ سب کچھ اپنے قبضہ قدرت مین رکھا آدمی کو بدنام کیا ہے۔ بارے رفع مرض کا حال لکھو۔ خدا کرے تپ جاتی رہی ہو تندرستی حاصل ہو گئی ہو۔ میر صاحب کہتے ہین ع تندرستی ہزار نعمت ہے

ہاسے پیغمبر مصرع مرزا قربان علی بیگ سالک نے کیا خوب بہم پہنچایا ہے مجکو پسند آیا ہے ۵

تنگ دستی اگر نہ ہو سالک	تندرستی ہزار نعمت ہے	

مجتہد العصر میر سرفراز حسین صاحب کو دعا - آہا ہا میر افضل علی صاحب کہان ہین حضرت یہان تو اس نام کا کوئی نہین ہے لکھنؤ کے مجتہد العصر کے بھائی کا نام میرن صاحب تھا - جے پور کے مجتہد العصر کے بھائی میرن صاحب کیون نہ کہلائین ہان بھائی میرن صاحب بھلا انکو ہماری دعا کہنا

ایضاً میری جان تم کو تو بیکاری مین خط لکھنے کا ایک شغل ہے قلم دوات لے بیٹھے - اگر خط پہنچا ہے تو جواب ورنہ شکوہ و شکایت و عتاب و خطاب لکھنے لگے کل حکیم اشرف علی آئے تھے سر منڈواڈالا ہے محلقین رؤسکم پر عمل کیا ہے مین نے کہا سر منڈوایا ہی تو ڈاڑھی رکھو کہنے لگے دامن از کجا آرم کہ جامہ ندارم والد انکی صورت قابل دیکھنے کے ہے کہتے تھے کہ میر احمد علی صاحب آگئے اور بحال و برقرار ہے خدا کا شکر بجا لایا کبھی تو ایسا بھی ہو کہ کسی عزیز کی خیر سنی جائے میرا سلام کہنا اور مبارکباد دینا خبردار بھول نہ جائیو - تمہاری شکایتہائے بیجا کا جواب یہ ہے کہ تم نے جو خط مجکو پانی پت سے بھیجا تھا اور کرنال کی روانگی کی اطلاع دی تھی مین نے تجویز کر لیا تھا کہ جب کرنال سے خط آئے گا تو مین جواب لکھونگا - آج شنبہ ۱۵ - اکتوبر صبح کا وقت ابھی کھانا پکا بھی نہین - تبرید پی کر بیٹھا تھا کہ تمہارا خط آیا اور پڑھا اور یہ جواب لکھا - کلیان بیمار ہے ایاز کو خط دے کر ڈاک گھر روانہ کیا - بو تمہارا گلہ بیجا یا بجا - بھائی گلہ کرو تو اپنے سے کرو کہ تم نے کرنال پہنچ کر خط لکھنے مین کیون دیر کی اور ہان یہ کیا سبب ہے کہ بہت دن سے میر نصیر الدین کا نام تمہاری قلم سے نہین نکلتا اُن کی خیر و عافیت اُن کی بندگی نہ لکھتے تو خیر و عافیت تو لکھتے یہ باتین اچھی نہین میرن صاحب کے باب مین حیران ہون تنہا تمہارے ساتھ گئے ہین والدہ انکی پانی پت مین ہین وہان کوئی مکان لے کر والدہ کو وہین بلائین گے یا خود بعد چند روز کے یہان آجائین گے یہ دو باتین جواب طلب ہین میر نصیر الدین کی بندگی نہ لکھنے کا سبب اور میرن صاحب کے بود و باش کی حقیقت لکھو - رہا میرا پنشن اُس کا ذکر نہ کرو اگر ملے گا تو تم کو اطلاع دی جائیگی

شہر کی آبادی کا چرچا ہوا کرایہ کو مکان ملنے لگے چارپان سو گھر آباد ہوئے تھے کہ پھر وہ قاعدہ مٹ گیا اب خدا جانے کیا دستور جاری ہوا ہے آیندہ کیا ہوگا۔ سلطان العلما مجتہد العصر مولوی سید سرفراز حسین کو اگرچہ نظر اُن کے مدارج علم و عمل پر بندگی چاہیے۔ مگر خیر مین عزیزداری و یگانگی کی راہ سے دعا لکھتا ہون میرن صاحب کو دعا اور بعد دعا کے بہت سا پیار میر نصیر الدین کو دعا زیادہ کیا لکھون۔

ایضاً میان کیون ناسپاسی و ناحق شناسی کرتے ہو۔ چشم بیمار ایسی چیز ہے کہ جس کی کوئی شکایت کرے تمہارا منہ چشم بیمار کے لائق کہان۔ چشم بیمار میرن صاحب قبلہ کی آنکھ کو کہتے ہین جس کو اچھے اچھے عارف دیکھتے رہتے ہین۔ تم تو ازچشم بیمار کو کیا جانو خیر ہنسی ہو چکی اب حقیقت مفصل لکھو تم زحیر کی عادت رکھتے ہو عوارض چشم سے تمکو کیا علاقہ میرے نور چشم کی آنکھ کیون دکھی۔ مین نے خط تمہین جان کر نہین لکھا تم نے لکھا تھا کہ بعد عید مین وہان آؤن گا مجکو خط بھیجنے مین تامل ہوا لکھتے کچھ ہو کرتے کچھ ہو۔ تنخواہ کی سنو۔ تین برس کے دو ہزار دو سو پچاس روپیے ہوئے بنسو مدخرچ کے جو پائے تھے وہ کٹ گئے ڈیڑھ سو متفرقات مین اٹھ گئے۔ مختارکار دو ہزار لایا چونکہ مین اُسکا قرضدار ہون روپیہ اُس نے اپنے گھر مین رکھے اور مجھ سے کہا کہ میرا حساب کیجیے۔ حساب کیا سود مول سات کم پندرہ سو ہوئے مین نے کہا میرے قرضہ متفرق کا حساب کر کچھ اوپر گیارہ سو روپیے نکلے مین کہتا ہون یہ گیارہ سو بانٹ دئے نو سو بچے آدھے تو لے آدھے مجھے دیے وہ کہتا ہے پندرہ سو مجکو دو بالنسو سات تم لو یہ جھگڑا مٹ جائیگا تب کچھ ہاتھ آئیگا خزانہ سے روپیہ آگیا ہے مین نے آنکھ سے دیکھا ہو تو آنکھین پھوٹین بات رہ گئی ہیت رہ گئی حاسدون کو موت آگئی دوست شاد ہوگئے ہین جیسا ننگا بھوکا ہون جب تک جیون گا ایسا ہی رہون گا میرا دارو گیر سے بچنا کرامت اسد اللّٰہی ہے۔ ان بنیونکا ہاتھ آنا عطیہ ید اللّٰہی ہے حاکم شہر لکھ دے کہ یہ شخص ہرگز پنشن پانے کا مستحق نہین حاکم صدر مجکو پنشن دلوائے اور پورا دلوایے میرن صاحب کو دعا کہتا ہون اور مزاج کی خبر پوچھتا

ہون جواب ترکی بترکی جواب عربی بعربی جو انہون نے لکھا وہ مین نے بھی لکھا مجتہد العصر کو بندگی لکھون دعا لکھون کیا لکھون نہین بھئی وہ مجتہد ہون ہوا کرین میرے تو فرزند ہین مین دعا ہی لکھون گا اور اسی طرح میر نصیر الدین کو بھی دعا۔

ایضاً بھائی کیا پوچھتے ہو کیا لکھون دلی کی ہستی منحصر کئی ہنگامون پر ہے قلعہ چاندنی چوک ہر روز مجمع جامع مسجد کا۔ ہر ہفتہ سیر جمنا کے پل کی۔ ہر سال میلہ پھول والون کا۔ یہ پانچون باتین اب نہین پھر کہو دلی کہان۔ ہان کوئی شہر قلمرو ہند مین اس نام کا تھا نواب گورنر جنرل بہادر ۱۵ دسمبر کو یہان داخل ہون گے دیکھئے کہان اترتے ہین اور کیونکر دربار کرتے ہین آگے کے دربارون مین سات جاگیردار تھے کہ ان کا الگ الگ دربار ہوتا تھا۔ جھجر۔ بہادر گڈھ۔ بلب گڈھ فرخ نگر۔ دوجانہ۔ پاٹودی۔ لوہارو۔ چار معدوم محض ہین جو باقی رہے اس مین سے دوجانہ و لوہارو تحت حکومت ہانسی حصار پاٹودی حاضر اگر ہانسی حصار کے صاحب کمشنر بہادر ان دونون کو یہان لے آئے تو تین رئیس ورنہ ایک رئیس۔ دربار عام والے مہاجن لوگ سب موجود اہل اسلام مین سے صرف تین آدمی باقی ہین۔ میرٹھ مین مصطفیٰ خان سلطان جی مین مولوی صدر الدین خان۔ بلی مارون مین سگ دنیا موسوم اسد تینون مردود و مطرود و محروم و مغموم ؎

توڑ بیٹھے جبکہ ہم جام وسبو پھر ہمکو کیا
آسمان سے بادۂ گلفام گر برسا کرے

تم آتے ہو چلے آؤ جان نثار خان کے چھتے کی۔ خان چند کے کوچہ کی سڑک دیکھ جاؤ۔ بلاقی بیگم کے کوچہ کا ڈھنا۔ جامع مسجد کے گرد ستر ستر گز میدان نکلنا سن جاؤ۔ غالب افسردہ دل کو دیکھ جاؤ چلے جاؤ۔ مجتہد العصر میر سرفراز حسین کو دعا۔ حکیم الملک حکیم میر اشرف علی کو دعا قطب الملک میر نصیر الدین کو دعا۔ یوسف میرزا افضل علی کو دعا۔ غالب۔

ایضاً جان غالب تمہارا خط پہنچا غزل اصلاح کے بعد پہنچتی ہے ع ہر اک سے پوچھتا ہون وہ کہان ہے ✤ مصرع بدل دینے سے یہ شعر کس رتبہ کا ہو گیا۔ اے میر مہدی تجھے شرم نہین

آتی۔ میان یہ اہل دہلی کی زبان ہے ارے اب اہل دہلی ہندو ہین یا اہل حرفہ ہین یا خاکی ہین یا پنجابی ہین یا گورے ہین ان مین سے توکس کی زبان کی تعریف کرتا ہے۔ لکھنو کی آبادی مین کچھ فرق نہین آیا ریاست توجاتی رہی باقی ہر فن کے کامل لوگ موجود ہین خس کی ٹٹی پروا ہوا اب کہان لطف وہ تو اُسی مکان مین تھا۔ اب میر خیراتی کی حویلی مین وہ چھت اور سمت بدلی ہوئی ہے بہر حال بیگزرد مصیبت عظیم یہ ہے کہ قاری کا کنوان بند ہوگیا لال ڈگی کے کنوئین یک قلم کھاری ہوگئے۔ خیر کھاری ہی پانی پیتے گرم پانی نکلتا ہے پرسون مین سوار ہوکر کنوؤن کا حال دریافت کرنے گیا تھا مسجد جامع سے راج گھاٹ دروازہ تک بے مبالغہ ایک صحرا لق ودق ہے۔ اینٹون کے ڈھیر جو پڑے ہین وہ اگر اُٹھ جائین تو ہو کا مکان ہوجائے۔ یاد کرو مرزا گوہر کے باغیچہ کے اس جانب کو کئی بانس نشیب تھا اب وہ باغیچہ کے صحن کے برابر ہوگیا یہانتک کہ راج گھاٹ کا دروازہ بند ہوگیا۔ فصیل کے کنگورے کھلے رہے ہین باقی سب اَٹ گیا۔ کشمیری دروازہ کا حال تم دیکھ گئے ہو اب آہنی سڑک کے واسطے کلکتہ دروازہ سے کابلی دروازہ تک میدان ہوگیا۔ پنجابی کٹرہ دھوبی واڑہ۔ رامجی گنج سعادت خان کا کٹرہ جرنیل کی بی بی کی حویلی۔ رام جی داس گودام والے کے مکانات صاحب رام کا باغ حویلی۔ ان مین سے کسی کا پتہ نہین ملتا۔ قصہ مختصر شہر صحرا ہوگیا تھا اب جو کنوئین جاتے رہے اور پانی گوہر نایاب ہوگیا تو یہ صحرا صحراے کربلا ہوجائیگا اللہ اللہ دلی والے اب تک یہان کی زبان کو اچھا کہے جاتے ہین۔ واہ رے حسن اعتقاد ارے بندۂ خدا اُردو بازار نہ رہا اُردو کہان دلی کہان واللہ اب شہر نہین ہے کیمپ ہے چھاونی ہے نہ قلعہ نہ شہر نہ بازار نہ نہر۔ الور کا حال کچھ اور ہے مجھے اور انقلاب سے کیا کام۔ الگزنڈر ہدرلی کا کوئی خط نہین آیا ظاہرا انکی مصاحبت نہین ورنہ مجکو ضرور خط لکھتا رہتا۔ میر سرفراز حسین اور میرن صاحب اور نصیر الدین کو دعا۔

ایضاً۔ جان غالب اب کے ایسا بیمار ہوگیا تھا کہ مجکو خود افسوس تھا۔ پانچوین دن غذا کھائی

اب اچھا ہون تندرست ہون۔ ذی الحجہ ۱۲۷۶ھ تک کچھ کھٹکا نہین ہے محرم کی پہلی تاریخ سے اللہ مالک ہے میر نصیر الدین آئے تھے ہان مین نے اُن کو دیکھا نہین اب کی بار درد مین مجھ کو غفلت بہت رہی احباب کے آنے کی خبر نہین ہوئی جب سے اچھا ہوا ہون سید صاحب نہین آئے تمہاری آنکھون کے غبار کی وجہ یہ ہے کہ جو مکان دلی مین ڈھائے گئے اور جہان جہان سڑکین نکلین جتنی گرد اڑی اُس کو آپ نے ازراہ محبت اپنی آنکھون مین جگہ دی بہر حال اچھے ہو جاؤ اور جلد آؤ مجتہد العصر میر سرفراز حسین کا خط آیا تھا مین نے میرن صاحب کی آزردگی کے خوف سے اُس کا جواب نہین لکھا۔ یہ رقعہ اُن دونون صاحبون کو پڑھا دینا کہ میر سرفراز حسین صاحب اپنے خط کی رسید سے مطلع ہو جائین اور میرن صاحب میرے پاس الفت پر اطلاع پائین۔

ایضاً سید صاحب کل پہر دن رہے تمہارا خط پہنچا یقین ہے کہ اُسی وقت یا شام کو میر سرفراز حسین تمہارے پاس پہنچ گئے ہون۔ حال سفر کا جو کچھ ہے اُن کی زبانی سُن لو گے مین کیا لکھون مین نے بھی جو کچھ سنا ہے اُنہین سے سنا ہے ان کا اس طرح ناکام پھر آنا میری تمنا اور میرے مقصود کے خلاف ہے لیکن میرے عقیدے اور میرے تصور کے مطابق ہے مین جانتا تھا کہ وہان کچھ نہ ہوگا سو روپیہ ناحق زیرباری ہوئی چونکہ یہ زیرباری میرے بھروسے پر ہوئی تو مجھے شرمساری ہوئی مین نے اس چھیاسٹھ برس مین اس طرح کی شرمساریان اور روسیاہیان بہت اُٹھائی ہین جہان ہزار داغ ہین ایک ہزار ایک سہی میر سرفراز حسین کی زیرباری سے دل کڑھتا ہے۔ وبا کو کیا پوچھتے ہو قدر انداز قضا کے ترکش مین بھی ایک تیر باقی تھا۔ قتل ایسا عام۔ لوٹ ایسی سخت۔ کال ایسا برا۔ وبا کیون نہ ہو لسان الغیب نے دس برس پہلے فرمایا ہے ؎

ہو چکین غالب بلائین سب تمام ۔۔۔ اک مرگ ناگہانی اور ہے

میان ۱۲۷۷ کی بات غلط نہ تھی مگر مین نے وبائے عام مین مرنا اپنے لائق نہ سمجھا واقعی اس مین میری کسر شان تھی بعد رفع فساد ہوا سمجھ لیا جائے گا۔ کلیات اُردو کا چھاپا تمام ہوا۔ اغلب کہ اسی ہفتہ مین غایت اسی مہینہ مین ایک نسخہ بسبیل ڈاک تم کو پہنچ جائیگا۔ کلیات نظم فارسی کے چھاپے

کی بھی تدبیر ہو رہی ہے اگر ڈول بندھ گیا تو وہ بھی چھاپا جائے گا۔ قاطع برہان کے خاتمہ مین کچھ فوائد بڑہائے گئے ہین۔ اگر مقدور مساعدت کرے گا تو مین بے شرکت غیر اُس کو چھپواؤن گا۔ مگر یہ خیال محال ہے میرے مقدور کی تیاری کا حال مجتہد العصر کو معلوم ہے۔ واللہ علی کل شی قدیر۔ خدا کا بندہ ہون علی کا غلام ہون میرا خدا کریم میرا خداوند سخی علی دارم چہ غم دارم۔ وبا کی آنچ مدہم ہوگئی ہے۔ یہان سات دن بڑا زور شور رہا۔ پرسون خواجہ مرزا ولد خواجہ امان مع اپنی بی بی بچون کے دلی مین آیا کل رات کو اُس کا نو برس کا بیٹا ہیضہ کر کے مرگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ الور مین بھی وبا ہی۔ انگریز نذر علی مشتہر بہ الک صاحب مرگیا۔ واقعی بے تکلف وہ میرا عزیز اور ترقی خواہ اور راج مین اور مجھ مین متوسط تھا۔ اس جرم مین ماخوذ ہو کر مرا اخیر یہ عالم اسباب ہے اُسکے حالات سے ہمکو کیا۔

ایضاً ہان صاحب کیا چاہتے ہو۔ مجتہد العصر نے مسودہ کو اصلاح دے کر بھیج دیا۔ اب اور کیا لکھون تم میرے ہم عمر نہین جو سلام لکھون مین فقیر نہین جو دعا لکھون۔ تمہارا دماغ چل گیا ہے لفافہ کو کریدا کرو۔ مسودہ کو بار بار دیکھا کرو۔ پاؤ گے کیا۔ یعنی تم کو وہ محمد شاہی روشین پسند ہین یہان خیریت ہے وہان کی عافیت مطلوب ہے۔ خط تمہارا بہت دن کے بعد پہنچا جی خوش ہوا مسودہ بعد اصلاح کے بھیجا جاتا ہے۔ برخوردار میر سرفراز حسین کو دینا اور دعا کہنا۔ اور ہان حکیم میر اشرف علی اور میر افضل علی کو بھی دعا کہنا۔ لازمہ سعادت مندی یہ ہے کہ ہمیشہ اسی طرح خط بھیجتے ہو کیون سچ کہو اگلون کے خطوط کی تحریر کی بھی طرز تھی۔ ہاے کیا اچھا شیوہ ہی جب تک یون نہ لکھو وہ خط ہی نہین ہے۔ چاہ بے آب ہے۔ ابر بے باران ہے۔ نخل بے میوہ ہے۔ خانہ بے چراغ ہے چراغ بے نور ہے۔ ہم جانتے ہین تم زندہ ہو تم جانتے ہو کہ ہم زندہ ہین۔ امر ضروری لکھ لیا زوائد کو اور وقت پر موقوف رکھا۔ اور اگر تمہاری خوشنودی اسی طرح کی نگارش پر منحصر ہے تو بھائی ساڑہے تین سطرین ویسی بھی مین نے لکھ دین کیا قصنا نہین پڑہتے اور وہ مقبول نہین ہوتی خیر ہم نے بھی وہ عبارت جو مسودہ کے ساتھ لکھی تھی اب لکھ بھیجی قصور معاف کرو خفا نہو میر نصیر الدین ایک بار آئے تھے پھر نہ آئے فارسی نئی مین نے کہان لکھی کہ تمہارے چچا کو یا تمکو بھیج دون

نواب فیض محمد خان کے بھائی حسن علیخان مرگئے۔ حامد علیخان کی ایک لاکھ تیس ہزار کئی سو روپیہ کی ڈگری بادشاہ پر ہوگئی۔ کلو دارو غہ بیمار ہوگیا تھا آج اُس نے غسل صحت کیا باقر علی خان کو مہینے بھر سے تپ آتی ہے۔ حسین علیخان کے گلے مین دو غدود ہوگئے ہین شہر چپ چاپ نہ کہین پھاوڑا بجتا ہے نہ سرنگ لگا کر کوئی مکان اُڑایا جاتا ہے نہ آہنی سڑک آتی ہے نہ کہین دمدمہ بنتا ہے دلی شہر خموشان ہے۔ کاغذ بھر گیا ورنہ تمہارے دل کی خوشی کے واسطے کچھ اور لکھتا۔

ایضاً سید صاحب تمہارے خط کے آنے سے وہ خوشی ہوئی جو کسی دوست کے دیکھنے سے ہو لیکن زمانہ وہ آیا ہے کہ ہماری قسمت مین خوشی ہی نہین خط سے معلوم ہوا تو کیا معلوم ہوا کہ ڈھائی سو ملے۔ ان دنون مین ڈھائی روپیے بھی بھاری ہین ڈھائی سو۔ کیسے سبحان اللہ باوجود اس تہی دستی کے پھر بھی کہنا پڑتا ہے کہ روپیے گئے بلا سے آبرو بچی۔ اب میر سرفراز حسین کو چاہئے کہ الور چلے جائین۔ شاید نئے بندوبست مین کوئی صورت نوکری کی نکل آئے۔ میری دعا کہو اور یہ کہو کہ اپنا حال اور اپنا قصہ اپنے ہاتھ سے مجکو لکھین پنشن کا حال کچھ معلوم ہوا ہو تو کہون۔ حاکم خط کا جواب نہین لکھتا۔ عملہ مین ہرچند تفحص کیجئے کہ ہمارے خط پر کیا حکم ہوا کوئی کچھ نہین بتاتا۔ بہرحال اتنا سنا ہے اور دلائل اور قرائن سے معلوم ہوا ہے کہ مین بے گناہ قرار پایا ہون اور ڈپٹی کمشنر بہادر کی راے مین پنشن پانے کا استحقاق رکھتا ہون بس اس سے زیادہ نہ مجھے معلوم نہ کسی کو خبر میان کیا باتین کرتے ہو۔ مین کتابین کہان سے چھپواتا۔ روٹی کھانے کو نہین شراب پینے کو نہین۔ جاڑے آتے ہین لحاف توشک کی فکر ہے۔ کتابین کیا چھپواؤن گا منشی امید سنگھ اندور والے دلی آئے تھے سابقہ معرفت مجھ سے نہ تھا۔ ایک دوست اُنکو میرے گھر لے آیا اُنھون نے وہ نسخہ دیکھا۔ چھپوانے کا قصد کیا۔ آگرہ مین میرا شاگرد رشید منشی ہرگوپال تفتہ تھا اُس کو مین نے لکھا اُس نے اس اہتمام کو اپنے ذمہ لیا مسودہ بھیجا گیا ۸ فی جلد قیمت ٹھہری۔ پچاس جلدین منشی امید سنگھ نے لین۔ پچیس روپیہ چھاپے خانہ مین

بطریق ہنڈوی بھجوا دیئے۔ صاحب مطبع نے بشمول سعی منشی ہرگوپال تفتہ چھاپنا شروع کیا آگرہ کے حکام کو دکھایا اجازت چاہی ہے۔ حکام نے بکمال خوشی اجازت دی۔ پان سو جلد چھاپی جاتی ہے اُس پچاس جلدین شاید پچیس جلد منشی امید سنگھ مجکو دین گے مین عزیزونکو بانٹ دونگا پرسون خط تفتہ کا آیا تھا وہ لکھتے ہین کہ ایک ذمہ چھپنا باقی رہا ہے۔ یقین ہے کہ اسی اکتوبر مین قصہ تمام ہو جائے بھائی مین نے ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء سے اکیسوین جولائی ۱۸۵۸ء تک کا حال لکھا ہے اور خاتمہ مین اسکی اطلاع دیدی ہے۔ امین الدین خان کی جاگیر کے ملنے کا حال اور بادشاہ کی روانگی کا حال کیون کر لکھتا اُن کو جاگیر اگست مین ملی بادشاہ اکتوبر مین گئے کیا کرتا اگر تحریر موقوف نہ کرتا منشی امید سنگھ اندور جانے والے تھے۔ اگر ختم کرکے مسودہ اُن کے سامنے آگرہ نہ بھیج دیتا تو پھر چھپواتا کون۔

ایضاً خوبی دین و دنیا روزی باد۔ میر اشرف علی صاحب نے تمہارا خط دیا۔ وہ جو تم نے لکھا تھا کہ تیرا خط میرے نام کا میرے ہمنام کے ہاتھ جا پڑا۔ صاحب قصور تمہارا ہے کیون ایسے شہر مین رہتے ہو۔ جہان دوسرا میر مہدی بھی ہو۔ مجکو کہ مین کب سے دلی مین رہتا ہون۔ نہ کوئی اپنا ہمنام ہونے دیا نہ کوئی اپنا عرف بننے دیا نہ اپنا ہم تخلص بہم پہنچایا۔ فقط پنشن کی صورت یہ ہے کہ کوتوال سے کیفیت طلب ہوئی اُس نے اچھی لکھی کل ہفتہ کا دن ساتوین اگست کی مجکو اجرٹن صاحب بہادر نے بلایا۔ کچھ سہل سوال مجھ سے کئے اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تنخواہ ملے او جلد ملے تردد اگر ہے تو اس مین ہے کہ ۱۵ مہینے پچھلے بھی ملتے ہین یا صرف آیندہ کو مقرر ہوتی ہے۔ غلام فخر الدین خان کی دو ایک روبکاریان ہوئی ہین صورت اچھی ہے خدا چاہیے تو رہائی ہو جائے۔ صاحب ہم نے گھبرا کر اُس تحریر فارسی کو تمام کیا دفتر بند کیا اور یہ لکھ دیا کہ یکم اگست ۱۸۵۸ء تک مین نے ۱۵ مہینے کا حال لکھا اور آیندہ لکھنا موقوف کیا تم کو آگے اس سے لکھا تھا کہ تم اپنے اوراق کا فقرہ اخیر لکھ بھیجو اب پھر تمکو لکھا جاتا ہے کہ جلد لکھو تاکہ مین اُسکے آگے کی عبارت تم کو لکھ کر بھیج دون۔ ہان صاحب میر اشرف علی صاحب بھی ہین

فرماتے تھے کہ میر سرفراز حسین پانی پت آیا جاتے ہین اگر آجائین تو مجکو اطلاع کرنا۔

ایضاً مارڈالا یار تیری جواب طلبی نے اس چرخ کج رفتار کا برا ہو۔ ہم نے اسکا کیا بگاڑا تھا ملک و مال جاہ و جلال کچھہ نہین رکھتے تھے ایک گوشہ و توشہ تھا۔ چند مفلس و بے نوا ایک جگہ فراہم ہو کر کچھہ ہنس بول لیتے تھے ؎

سو بھی نہ تو کوئی دم دیکھ سکا اے فلک	اور تو یہان کچھہ نہ تھا ایک مگر دیکھنا

یاد رہے یہ شعر خواجہ میر درد کا ہے۔ کل سے مجکو بےکشش بہت یاد آتا ہے۔ سو صاحب اب تم ہی بتاؤ کہ مین تم کو کیا لکھون وہ صحبتین اور تقریرین جو یاد کرتے ہو اور تو کچھہ بن نہین آتی مجھہ سے خط پر خط لکھواتے ہو آنسوؤن پیاس نہین بجھتی یہ تحریر تلافی اس تقریر کا نہین کر سکتی۔ بہر حال کچھہ لکھتا ہون دیکھو لکھتا ہون۔ سنو پنشن کی رپورٹ کا ابھی کچھہ حال نہین معلوم دیر آید درست آید۔ بھئی مین تم سے بہت آزردہ ہون۔ میرن صاحب کی تندرستی کے بیان مین نہ اظہار مسرت نہ مجکو تہنیت بلکہ اس طرح سے لکھا ہے کہ گویا اُنکا تندرست ہونا تمکو ناگوار ہوا ہے لکھتے ہو کہ میرن صاحب ویسے ہی ہو گئے جیسے آگے تھے اچھلتے کودتے پھرتے ہین اُسکے یہ معنی کہ ہے ہے کیا غضب ہوا کہ یہ کیون اچھے ہو گئے یہ باتین تمہاری ہمکو پسند نہین آتین تم نے میر کا وہ مقطع سنا ہوگا یہ تغیر الفاظ لکھتا ہون ؎

کیون نہ میرن کو غنیمت جانین	دلی والون مین ایک بچا ہے یہ

میر تقی کا مقطع یون ہے ؎

میر کو کیون نہ مغتنم جانین	اگلے لوگون مین اک رہا ہے یہ

میر کی جگہ میرن اور رہا کی جگہ بچا کیا اچھا تصرف ہے۔ ارے میان تم نے کچھہ اور بھی سنا کل یوسف مرزا کا خط لکھنو سے آیا وہ لکھتا ہے کہ نصیر خان عرف نواب جان والد اُنکا دایم الحبس ہو گیا حیران ہون کہ یہ کیا آفت آئی یوسف مرزا تو جھوٹ کاہے کو لکھے گا۔ خدا کرے اُس نے جھوٹ سنا ہو۔ لو بھئی اب تم چاہو جاؤ اپنے گھر مین تو روٹی کھانے جاتا ہون اندر باہر سب روزہ دار ہین یہان تک کہ بڑا لڑکا باقر علیخان بھی۔ صرف ایک مین اور ایک میرا بیٹا حسین علیخان یہ ہم روزہ

ہین یہانتک کہ بڑا لڑکا باقر علیخان بھی صرف ایک مین اور ایک میرا بیٹا حسین علیخان یہ ہم روزہ خور ہین۔ وہی حسین علیخان جسکا روزمرہ ہے کھلونے منگا دو مین بھی بجار جاؤنگا۔ میر سرفراز حسین کو دعا کہنا اور یہ خط اُن کو ضرور سُنا دینا۔ برخوردار میر نصیر الدین کو دعا پہنچے۔

ایضاً میر مہدی جیتے رہو۔ آفرین صد ہزار آفرین۔ اُردو عبارت لکھنے کا اچھا ڈھنگ پیدا کیا ہے کہ مجکو رشک آنے لگا۔ سنو دلی کے تمام مال و متاع و زر و گوہر کی لوٹ پنجاب احاطہ مین گئی ہے۔ یہ طرز عبارت خاص میری دولت تھی سو ایک ظالم پانی پت انصاریوں کے محلہ کا رہنے والا لوٹ لے گیا۔ مگر مین نے اُس کو بحل کیا۔ اللہ برکت دے۔ میری پنشن اور ولایت کے انعام کا حال کما ہو حقہ سمجھ لو و الرحمن الطاف خفیۃ اللہ۔ ایک طرز خاص پر تحریک ہوئی نواب گورنر جنرل بہادر نے حاکم پنجاب کو لکھا کہ حاکم دہلی سے فلان شخص کی پنشن کے چڑھے ہوے روپیہ کے یک مشت پانے کی اور آیندہ ماہ بماہ ملنے کی رپورٹ منگوا کر اپنی منظوری لکھکر ہمارے پاس بھیجدو تاکہ ہم حکم منظوری دے کر تمہارے پاس بھیج دین سو یہان اُسکی تعمیل بطرز مناسب ہوگی۔ کم و بیش دو مہینہ مین سب روپیہ مل جائیگا۔ اور یہان صاحب کمشنر بہادر نے یہ بھی کہا کہ اگر تم کو ضرورت ہو تو سو روپیہ خزانہ سے منگوا لو۔ مین نے کہا صاحب یہ کیسی بات ہے کہ اورون کو برس دن کا روپیہ ملا اور مجھے سو روپیہ دلواتے ہو۔ فرمایا کہ تمکو اب چندروز مین سب روپیہ اور اجرا کا حکم مل جائیگا۔ اورون کو یہ بات برسون مین میسر آئے گی۔ مین چپ ہو رہا آج دوشنبہ یکم شعبان اور ہفتم مارچ ہے دوپہر ہو جاے تو اپنا آدمی مع رسید بھیج کر سو روپیہ منگا لون بریار ولایت کے انعام کی توقع خدا ہی سے ہے حکم تو اسی حکم کے ساتھ اُس کی رپورٹ کرنے کا بھی آیا ہے مگر یہ بھی حکم ہے کہ اپنی راے لکھو۔ اب دیکھئے یہ دو حاکم یعنی حاکم دہلی اور حاکم پنجاب اپنی راے کیا لکھتے ہین حاکم پنجاب کے گورنر بہادر کا یہ بھی حکم ہی کہ دستنبو منگا کر اور تم دیکھ کر ہمکو لکھو کہ وہ کیسی ہی اور اُس مین کیا لکھا ہی چنانچہ حاکم دہلی نے ایک کتاب بھی کہہ کر مجھ سے مانگی اور مین نے دی۔ اب دیکھون حاکم پنجاب کیا لکھتا ہی۔ اسوقت تمہارا ایک خط اور یوسف مرزا کا ایک خط آیا مجکو باتین کرنیکا مزا ملا تو دونونکا

جواب ابھی لکھکر روانہ کیا اب مین روٹی کھانے جاتا ہون۔ میر سرفراز حسین میرن صاحب نصیر الدین کو دعا

ایضاً سید صاحب نہ تم مجرم نہ مین گنہگار۔ تم مجبور مین ناچار۔ نواب کہانی سنو میری سرگزشت میری زبانی سنو۔ نواب مصطفیٰ خان بمیعاد سات برس کے قید ہو گئے تھے سو اُن کی تقصیر معاف ہوئی اور اُن کو رہائی ملی صرف رہائی کا حکم آیا ہے۔ جہانگیر آباد کی زمینداری اور دلی کی املاک اور پنشن کے باب مین ہنوز حکم کچھ نہین ہوا ناچار وہ رہا ہو کر میرٹھ ہی مین ایک دوست کے مکان مین ٹھہرے ہین مین بمجرد استماع اس خبر کے ڈاک مین بیٹھ کر میرٹھ گیا اُن کو دیکھا چار دن وہان رہا پھر ڈاک مین اپنے گھر آیا تاریخ آنے جانے کی یاد نہین مگر ہفتہ کو گیا منگل کو آیا آج بدھ دوم فروری ہے مجکو آئے ہوئے نوان دن ہے۔ انتظار مین تھا کہ تمہارا خط آئے تو اُس کا جواب لکھا جائے۔ آج صبح کو تمہارا خط آیا دوپہر کو مین جواب لکھتا ہون ہ

روز اس شہر مین اک حکم نیا ہوتا ہے	کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے کہ کیا ہوتا ہے

میرٹھ سے آکر دیکھا کہ یہان بڑی شدت ہے اور یہ حالت ہے کہ گورون کی پاسبانی پر قناعت نہین ہے لاہوری دروازہ کا تھانہ دار مونڈھا بچھا کر سڑک پر بیٹھتا ہے جو باہر سے گورے کی آنکھ بچا کر آتا ہے اُس کو پکڑ کر حوالات مین بھیج دیتا ہے حاکم کے ہان سے پانچ پانچ بید لگتے ہین یا دو روپیہ جرمانہ لیا جاتا ہے آٹھ دن قید رہتا ہے اس سے علاوہ سب تھانون پر حکم ہے کہ دریافت کرو کون بے ٹکٹ مقیم ہے اور کون ٹکٹ رکھتا ہے۔ تھانون مین نقشے مرتب ہونے لگے یہان کا جمعدار میرے پاس بھی آیا مین نے کہا بھائی تو مجھے نقشے مین نہ رکھ میری کیفیت کی عبارت الگ لکھ۔ عبارت یہ کہ اسد اللہ خان پنشن دار ۱۸۵۰ء سے حکیم پٹیالے والے کے بھائی کی حویلی مین رہتا ہے نہ کالون کے وقت مین کہین گیا نہ گورون کے زمانہ مین نکلا اور نکالا گیا۔ کرنیل برون صاحب بہادر کی زبانی حکم پر اُس کی اقامت کا مدار ہے۔ اب تک کسی حاکم نے وہ حکم نہین بدلا اب حاکم وقت کو اختیار ہے پرسون یہ عبارت جمعدار نے محلہ کے نقشے کے ساتھ کوتوالی مین بھیج دی ہے۔ کل سے یہ حکم نکلا کہ یہ لوگ شہر سے باہر مکان دکان کیون بناتے ہین جو مکان

بن چکے ہین انہین ڈھادو اور آیندہ کو ممانعت کا حکم سنادو۔ اور یہ بھی مشہور ہے کہ پانچ ہزار ٹکٹ چھاپے گئے ہین جو مسلمان شہر مین اقامت چاہے بقدر مقدور نذرانہ دے اُس کا اندازہ قرار دینا حاکم کی راے پر ہے روپیہ دے اور ٹکٹ لے گھر برباد ہو جاے آپ شہر مین آباد ہو جاے آج تک یہ صورت ہے دیکھئے شہر کے بسنے کی کون صورت ہے جو رہتے ہین وہ بھی اخراج کئے جاتے ہین یا جو باہر پڑے ہوے ہین وہ شہر مین آتے ہین الملک للہ والحکم للہ نور چشم میر سرفراز حسین اور برخوردار میر نصیر الدین کو دعا اور جناب میران صاحب کو سلام بھی اور دعا بھی۔ اس مین سے وہ جو چاہین قبول کرین

ایضاً میری جان خدا تم کو ایک سو بیس برس کی عمر دے بوڑھے ہوگئے آیا داڑھی مین بال سفید آگئے مگر بات سمجھنی نہ آئی۔ پنشن کے باب مین اُلجھے ہو اور کیا بیجا اُلجھے ہو۔ یہ تو جانتے ہو کہ دلی کے سب پنشن داروں کو مئی ۱۸۵۷ء سے پنشن نہین ملا یہ فروری ۱۸۵۹ء بائیسوان مہینہ ہے۔ چند اشخاص کو اس بائیس مہینے مین سال بھر کا روپیہ بطریق مدد خرچ مل گیا۔ باقی چڑھے ہوئے روپیہ کے باب مین اور آیندہ ماہ بماہ ملنے کے واسطے ابھی کچھ حکم نہین ہوا۔ تم اب اپنے سوال کو یاد کرو کہ اس واقعہ سے اُس کو کچھ نسبت ہے یا نہین یہ حضرت کا سوال امیر خسرو کی انملی ہے ع چیل بولا لے گئی تو کاہے سے بھگون راب ٭ علی بخش خان پچاس روپیہ مہینا پاتے تھے بائیس مہینے کے گیارہ سو ہوتے ہین اُن کو چھ سو روپیہ مل گئے باقی روپیہ خیر ادھار رہا آیندہ ملنے مین کچھ کلام نہین۔ غلام حسن خان سو روپیہ مہینے کا پنشن دار بائیس مہینے کے بائیس سو روپیہ ہوتے ہین اس کو بارہ سو ملے۔ دیوان کشن لال کا ڈیڑھ سو روپیہ مہینا بائیس مہینے کے تین ہزار تین سو ہوتے ہین اس کو اٹھارہ سو ملے۔ منا جمعدار دس روپیہ مہینے کا اس کو بھی سال بھر کے ایک سو بیس سے آیا۔ اسی طرح پندرہ سولہ آدمیون کو ملا ہے آیندہ کے واسطے کسی کو کچھ حکم نہین مجکو پھر مدد خرچ نہین ملا جب کئی خط پر خط لکھے تو آخر خط پر صاحب کمشنر بہادر نے حکم دیا کہ سائل کو بطریق مدد خرچ سو روپیہ مل جاوین۔ مین نے وہ سو روپے نہ لئے اور پھر صاحب کمشنر بہادر کو لکھا کہ

مین باسٹھ روپیہ آٹھ آنہ مہینا پانے والا ہون۔ سال بھر کے ساڑھے سات سو روپیہ ہوتے ہین سب پنشن دارون کو سال سال بھر کا روپیہ مجکو سو روپیہ کیسے ملتے ہین۔ مثل اورون کے مجھے بھی سال بھر کا روپیہ مل جاوے ابھی اس مین کچھ جواب نہین ملا۔ آبادی کا یہ رنگ ہے کہ ڈھنڈھورا پٹوا کر ٹکٹ چھپوا کر اجرٹن صاحب بہادر بطریق ڈاک کلکتہ چلے گئے۔ دلی کے عقلا جو با پر پڑے ہوئے مین منہ کھول کر رہ گئے۔ اب جب وہ معاودت کرین گے تب شاید آبادی ہوگی یا کوئی اور نئی صورت نکل آئے میر سرفراز حسین اور میر نصیر الدین اور میرن صاحب کو دعائین پہنچین برخوردار کامگار میر مہدی قطعہ تمہنے دیکھا سچ سچ میرا حلیہ ہے واہ اب کیا شاعری رہ گئی ہے جسوقت مین نے یہ قطعہ وہان کے بھیجنے کے واسطے لکھا ارادہ تھا کہ خط بھی لکھون لڑکون نے سنا یا کہ دادا جان چلو کھانا تیار ہے۔ ہاین بھوک لگی ہے تین خط اور لکھے ہوئے رکھے تھے مین نے کہا کہ اب کیون لکھون اُسی کاغذ کو لفافے مین رکھ کر ٹکٹ لگا کر سرنامہ لکھ کلیان کے حوالہ کر گھر مین چلا گیا۔ اور ہان ایک چھیڑ بھی تھی کہ دیکھون میرا میر مہدی خفا ہو کر کیا باتین بناتا ہے سو وہی ہوا تم نے جلے پھپھولے پھوڑے لو اب بتاؤ خط لکھنے بیٹھا ہون کیا لکھون یہان کا حال زبانی میرن صاحب کے سن لیا ہوگا مگر وہ جو کچھ تم نے سنا ہوگا بے اصل باتین ہین پنشن کا مقدمہ کلکتہ مین نواب گورنر جنرل بہادر کے پیش نظر ہے یہان کے حاکم نے اگر ایک روبکاری لکھ کر اپنے دفتر مین رکھ چھوڑی میرا اُسمین کیا ضرر۔ یہان تک لکھ چکا تھا کہ دو ایک آدمی آ گئے دن بھی تھوڑا رہ گیا مین نے بکس بند کیا باہر تختون پر آ بیٹھا۔ شام ہوئی چراغ روشن ہوا منشی سید احمد حسین سرہانے کی طرف مونڈھے پر بیٹھے ہین مین پلنگ پر لیٹا ہوا ہون کہ ناگاہ چشم و چراغ دودمان علم و یقین سید نصیر الدین آیا۔ ایک کوزا ہاتھ مین اور ایک آدمی ساتھ اُس کے سر پر ایک ٹوکرا اُسپر گھاس ہری ہری بچھی ہوئی مین نے کہا اہا ہا سلطان العلما مولانا سرفراز حسین دہلوی نے دوبارہ رسد بھیجی ہے۔ بارے معلوم ہوا کہ وہ نہین ہے یہ کچھ اور ہے۔ فیض خاص نہین لطف عام ہے شراب نہین آم ہے۔ خیر یہ عطیہ بھی بے خلل ہے بلکہ نعم البدل ہے ایک ایک آم کو ایک ایک سربمہر گلاس سمجھا بادۂ انگوری سے بھرا ہوا مگر واہ کس حکمت سے بھرا ہے کہ پینے گلاس

مین سے ایک قطرہ نہین گرا ہے۔ میان کہتا تھا کہ یہ انّنی تھے پندرہ بگڑ گئے بلکہ سڑ گئے تا اُن کی بُرائی اَوروں مین سرایت نہ کرے ٹوکرے مین سے پھینک دیے۔ مین نے کہا بھائی یہ کیا کم ہے مگر مین تمہاری تکلیف او تکلف سے خوش نہین ہوا۔ تمہارے پاس روپیہ کہان جو تم نے آم خریدے خانہ آباد دولت زیادہ۔ لیکور ایک انگریزی شراب ہوتی ہے۔ قوام کی بہت لطیف اور رنگت کی بہت خوب۔ اور طعم کی ایسی میٹھی جیسے قند کا قوام پتلا دیکھو اس لغت کے معنی کسی فرہنگ سے روشن ہو تو مجتہد العصر او حکیم میر اشرف علی کو کہ وہ اُن کے علم کی کنجی ہین اور ٹکے ٹکے کی کتابین چالیس پچاس پیسہ کو لے گئے ہین میری دعا کہدینا۔

ایضاً کیون یار کیا کہتے ہو ہم کچھ آدمی کام کے ہین یا نہین تمہارا خط پڑھ کر دو سو بار یہ شعر پڑھا

وعدۂ وصل چون شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

کلو کو مولوی مظہر علی صاحب کے پاس بھیج کر کہلا بھیجا کہ آپ کہین جایئے گا نہین مین آتا ہون۔ بھلا بھائی اچھی حکمت کی کیا وہ میرے باپ کے نوکر تھے کہ مین اُن کو بلاتا انہون نے جواب مین کہلا بھیجا کہ آپ تکلیف نہ کرین مین حاضر ہوتا ہون۔ دو گھڑی کے بعد وہ آگئے۔ ادھر کی بات اُدھر کی بات کوئی انگریزی کاغذ دکھایا۔ کوئی فارسی خط پڑھوایا آج کیون حضرت آپ میرن صاحب کو نہین بلاتے۔ صاحب مین تو اُن کو لکھ چکا ہون کہ تم چلے آؤ اور ایک مقام کا اُن کو پتا لکھا ہے کہ وہان ٹھہر کر مجکو اطلاع کرو مین شہر مین بلا لونگا۔ صاحب اب وہ ضرور آئین گے آخر کار اُن سے اجازت لے کر اب تمکو لکھتا ہون کہ اُن سے مختصر یہ کہدو کہ بھائی یہ تو مبالغہ ہے کہ روٹی وہان کھاؤ تو پانی یہان پیو۔ یہ کہتا ہون کہ عید وہان کرو تو باسی عید یہان کرو۔ یہ میرا احوال سنو کہ بے رزق جینے کا ڈھب مجکو آگیا ہے اس طرف سے خاطر جمع رکھنا۔ رمضان کا مہینا روزہ کھا کھا کر کاٹا۔ آیندہ خدا رزاق ہے کچھ اور کھانے کو نہ ملا تو غم تو ہے۔ بس صاحب جب ایک چیز کھانے کو ہوئی اگرچہ غم ہی ہو تو پھر کیا غم ہے میر سرفراز حسین کو میری طرف سے گلے لگانا اور پیار کرنا۔ میر نصیر الدین کو دعا کہنا اور شفیع احمد

صاحب کو اور میر احمد علی صاحب کو سلام کہنا۔ میرن صاحب کو نہ سلام نہ دعا یہ خط پڑھا دو اور ادھر کو روانہ کرو کہا تو ۔ بات یاد آئی ہے کیون وہ شہر سے باہر ٹھہرین اور کیون کسی کے بلانے کی راہ دیکھین۔ شکرم مین۔ کرانچی مین جو پہنچے ہین یعنی ڈاک مین آئین بلی ماروں کے محلہ مین میرے مکان پر اُترین۔ میرزا قربان علی بیگ کے مکان مین مولوی مظہر علی رہتے ہین میرے اُن کے مسکن مین ایک میر خیراتی کی حویلی درمیان ہے۔ ڈاک کو تمہارا کوئی نہین روکتا یہ صلاح تو ایسی ہے کہ اگر اس خط کے پہنچتے ہی چل دین تو عید یہین کرین

ایضاً۔ میان کیون تعجب کرتے ہو۔ یوسف مرزا کے خطوط نہ آنے سے۔ وہ وہان اچھی طرح ہے حاکمون کے ہان آنا جانا نوکری کی تلاش مین۔ حسین مرزا صاحب بھی وہین ہین وہان کے حکام سے ملتے ہین وہان پنشن کی درخواست کر رہے ہین۔ ان دونون صاحبون کے ہر ہفتہ مین ایک دو خط مجکو آتے ہین جواب بھیجتا ہون۔ بھائی لکھنؤ مین وہ امن و امان ہے کہ نہ ہندوستانی عملداری مین ایسا امن و امان ہوگا نہ اس فتنہ و فساد سے پہلے انگریزی عملداری مین یہ چین ہوگا۔ امرا اور شرفا کی حکام سے ملاقاتین بقدر رتبہ و تعظیم و توقیر پنشن کی تقسیم علی العموم آبادی کا حکم عام لوگون کو کمال لطف اور نرمی سے آباد کرتے جاتے ہین اور ایک نقل سنو وہان کے صاحب کمشنر بہادر اعظم نے جو دیکھا کہ عملہ مین ہنود بھرے ہوئے ہین اہل اسلام نہین ہین ہنود کو اور علاقون پر بھیج دیا اور اُن کی جگہ سب مسلمانون کو بھرتی کیا۔ یہ تو آفت دلی ہی پر ٹوٹ پڑی ہے۔ لکھنؤ کے سوا اور شہرون مین عملداری کی وہ صورت ہے جو غدر سے پہلے تھی اب یہان ٹکٹ چھاپے گئے ہین۔ مین نے بھی دیکھے۔ فارسی عبارت یہ ہے۔ ٹکٹ آبادی درون شہر دہلی بشرط ادخال جرمانہ مقدار روپیہ کی حاکم کی راے پر ہے۔ آج پانچ ہزار ٹکٹ چھپ چکا ہے۔ کل اتوار یوم التعطیل ہے پرسون دوشنبہ ہے دیکھیے یہ کاغذ کیون کر تقسیم ہون یہ تو کیفیت عموماً شہر کی ہے۔ خصوصاً میرا حال سنو۔ بائیس مہینے کے بعد پرسون کوتوال کو حکم آیا ہے کہ اسد اللہ خان پنشن دار کی کیفیت لکھو کہ وہ بے مقدور اور محتاج ہے یا نہین کوتوال نے

موافق ضابطہ کے مجھ سے چار گواہ مانگے ہین سو کل چار گواہ کوتوالی چبوترے جائین گے اور میری بے مقدوری ظاہر کرائین گے تم نہین یہ نہ سمجھنا کہ بعد ثبوت مفلسی چڑھا ہوا روپیہ ملجائیگا اور آیندہ کو پنشن جاری ہوجائیگی نہ صاحب یہ تو ممکن ہی نہین بعد ثبوت افلاس مستحق ٹھہرونگا چھ مہینے یا برس دن کا روپیہ علی الحساب پانے کا۔ میرن صاحب جو بلائے گئے ہین اُس طلب کے جواب مین بھی کیون نہین لکھتے کہ ٹکٹ میرے نام کا حاصل کرکے بھیج دو تو مین آؤن۔ دیکھو اب دس پانچ دن مین سب حال کھُلا جاتا ہے۔ میر سرفراز حسین کو دعا کہنا اور میری طرف سے گلے لگانا اور پیار کرنا۔ میر نصیرالدین کو دعا کہنا۔ اور میرن صاحب کو پیار کیا و کہنا۔ غالب

بنام شاہ عالم صاحب

مخدوم زادۂ والا تبار حضرت شاہ عالم سلام و دعاے درویشانہ قبول فرماوین آپ کا مع الخیر وطن پہنچنا اور بزرگون کے قدمبوس اور بھائیون کے ہم آغوش ہونا آپ کو مبارک ہو ع یوسف از مصر بکنعان آمد۔ تفرقۂ اوقات و سفر رامپور و شدت تموز مقتضی اس کی ہوئی کہ ہنوز تمھارے مسودات دیکھے نہین گئے تا نزول باران رحمت الٰہی اور بھی چپکے بیٹھے رہنا پڑے ماموں صاحب کو نیاز معتقدانہ اور اپنے بھائیون کو سلام مخلصانہ کہئے گا۔ اور اپنے والد ماجد یعنی میرے مرشد ہم عمر و ہمرفن کو وہ سلام جس سے محبت ٹپکے اور اشتیاق برسے پہنچائیے گا اور عرض کیجیے گا کہ آرزوے دیدار حد سے گزر گئی۔ یارب جب تک حضرت صاحب عالم کو مارہرہ مین اور انوارالدولہ کو کالپی مین نہ دیکھ لون اور اُن سے ہمکلام نہ ہولون میری روح کو قبض کا حکم نہ ہو لیکن ۱۸۶۲ع مین دو مہینے باقی ہین اب کے محرم سے اُس ذی الحجہ تک میرا مدعا حاصل ہوجاے مشفقی مکرمی چودھری عبدالغفور صاحب کو میرا سلام کہئے گا اور یہ پیام پہنچائیے گا کہ حضرت صاحب عالم کی تمناے دیدار بقید مارہرہ کنایہ اس سے ہے کہ اور کسی کا بھی دیدار مطلوب ہے ع خواہش وصل مقدر ہے جو مذکور نہین۔ آگے اس خط کا جواب جو پرسون مجکو پہنچا ہے

موم جامہ مین لپیٹ کر بھیجون گا انشاء اللہ العزیز ہان جناب شاہ عالم صاحب بھر روے سخن آپکی طرف ہے جناب میر وزیر علی صاحب بلگرامی یہان تشریف لائے اور میرے مسکن سے ایک تیر پرتاب کے فاصلہ پر چاندنی چوک مین قطب الدین سوداگر کی حویلی مین اُترے ہین مرفی صاحب کا کام اُن کے سپرد ہوا ہے۔ یعنی ڈپٹی کلکٹر اور ڈپٹی مجسٹریٹ ہین۔ اور ہزار روپیہ تک کا مقدمہ عدالت دیوانی کا بھی کرتے ہین لیکن ہنوز قایم مقام ہین۔ وہ صاحب جس کا نام لکھ آیا ہون بطریق رخصت سپاٹو گیا ہے۔ ایک دن فقیر بھی اُن کے مکان پر چلا گیا تھا حسن صورت اور حسن سیرت دونون اُن مین جمع ہین آنکھین اُنکے حسن صورت سے روشن ہوگیئن اور دل اُنکی حسن سیرت سے خوش ہوگیا واہ خاک پاک بلگرام مین نے وہان کے جس بزرگوار کو دیکھا بہت اچھا پایا۔

ایضاً مخدوم زادہ عالی شان مقدس دودمان حضرت شاہ عالم امن و امان و عز و شان و علم و عمر سے برخوردار رہین۔ ہمارے حضرت ہمکو بھول گئے۔ ہان سچ ہے۔ اُن کا لطف چودھری عبد الغفور صاحب کے جوہر مہر و محبت کا عرض تھا جب جوہر نہ رہا تو عرض کہان۔ بہرحال جناب حضرت صاحب عالم صاحب کو میری بندگی پہنچ جائے اور یہ سطرین اُن کی نظر سے گزر جایئن چودھری عبد الغفور خان صاحب کو سلام کہے گا اور یہ پوچھیے گا کہ قصیدہ کا بعد اصلاح کے نہ پہنچنا میرا گناہ ہے یا اس کے سوا کوئی اور قصور ہے اگر وہی جرم ہے تو معاف کیجیے۔ اگر کوئی جرم بھی ہے تو مجھے اطلاع دیجئے۔ ان دو پیام کی تبلیغ کے بعد پھر روے سخن آپ کی طرف ہے آپ کا خط میرے نام کا اور اُس کے ساتھ ایک خط ڈپٹی میر وزیر علی صاحب کے نام کا پہنچا وہ پڑھا اور بھجوا دیا جو آدمی خط لیکر گیا تھا وہ دو بار جواب مانگنے کو گیا۔ پہلی بار حکم ہوا کہ کل آئیو دوسری بار حضرت نہ ملے۔ مین نے اُس کے جواب سے قطع نظر کرکے اپنی خدمت گزاری کی آپ کو اطلاع دی۔ یاے تحتانی لکھ چکا تھا کہ ایک چپراسی آیا اور اس نے خط تمہارے نام کا ٹکٹ لگا ہوا دیا اور کہا کہ ڈپٹی صاحب نے سلام کہا ہے اور یہ خط دیا ہے اب مین یہ خط اپنا مع اُن کے خط کے ڈاک گھر مین بھیجتا ہون۔ صبح کا وقت یکشنبہ کا دن ۸ صفر اور ۲۵۔ اگست کی ہے۔ ڈپٹی صاحب چاندنی چوک

حافظ قطب الدین سوداگر کی حویلی مین رہتے ہین باقی اُنکے حالات اُنکے خط سے معلوم ہوجائینگے اپنی ماموں صاحب کی خدمت مین نیاز اور اپنے بھائی صاحبونکی خدمت مین فقیر کی دعا پہنچائیگا۔ والسلام

بنام صاحب عالم صاحب

پیر و مرشد اس مطلع و حسن مطلع کو کیا سمجھون اور اس کا شکر کیون کر بجالاؤن۔ خدا کی بندہ نوازیان ہین کہ مجھ ننگ آفرینش کو اپنے خاصانِ درگاہ سے بھلا کہوآتا ہے۔ ظاہرا میرے مقدر مین یہ سعادت عظمیٰ تھی کہ مین اس وباے عام مین جیتا بچ رہا۔ للہ اللہ ایسے کشتنی۔ سوختنی کو یون بچایا اور پھر اس رتبہ کو پہنچایا۔ کبھی عرش کو اپنا نشیمن قرار دیتا ہون اور کبھی بہشت کو اپنا پائین باغ تصور کرتا ہون واسطے خدا کے اور اشعار نہ فرمایئے گا ورنہ بندہ دعوی خدائی کرنے مین محابا نہ کرے گا۔ کتاب افادت مآب پنج آہنگ نسخہ لطیف شریف تالیف اس کے آگے غلام سے کچھ نہ پڑھا گیا۔ مگر چودھری صاحب اور حضرت سید شاہ امیر صاحب اور مولوی فضل احمد صاحب یہ تین اسم معلوم ہوئے پھر بھی دوسرے اسم مین متردد ہون کہ آیا میرا قیاس مطابق واقع ہے یا نہین۔ ہان چودھری صاحب اور مولوی فضل احمد صاحب ان دو نامون مین تردد باقی نہین سمجھا یہ نہ سمجھا کہ مقصود کیا ہے۔ اگر پنج آہنگ مطلوب ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ میرا ایک سبتی بھائی ہے۔ نواب ضیاء الدین خان سلمہ اللہ تعالیٰ وہ میری نظم و نثر کو فراہم کرتا رہتا تھا چنانچہ مجموعہ نثر اور کلیات نظم فارسی اور کلیات نظم اردو سب نسخے اس کے کتب خانہ مین تھے وہ کتب خانہ فدر کو عرض کرتا ہون۔ بیس ہزار روپیہ کی مالیت کا ہوگا لٹ گیا ایک ورق نہین رہا۔ ہان چھاپے کی پنج آہنگین اب بھی بکتی ہین اور معیوب بدو عیب ہین ایک تو یہ کہ جو بعد انطباع از قسم نثر تحریر ہوا ہے وہ اُس مین نہین دوسرے کاپی نویس نے وہ اصلاح میری نثر کو دی ہے کہ میرا جی جانتا ہے۔ اگر کوئی سطر غلطی سے خالی نہین تو اغراق ہے بے مبالغہ یہ ہے کہ کوئی صفحہ اغلاط سے خالی نہین۔ بہرحال اگر فرمایئے تو لے کر بھیج دون مخدوم

زادہ ہاے والاتبار پہلا نام سمجھ مین نہین آیا - مگر پہلے اُن کی خدمت مین اور پھر سید مقبول عالم کی خدمت مین سلام مسنون اور اشتیاق روز افزون عرض کرتا ہون -

ایضاً بعد حمد خداوند و نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم - پہلے قبلہ روح و روان جناب صاحب عالا صاحب کو بندگی - اور حضرت مقبول عالم کی شادی کی مبارکباد کیا عرض کرون کہ میرا کیا حال ہے اضمحلال قویٰ کا حال مختصر یہ ہے کہ اگر کوئی دوست ایسا کہ جس سے تکلف کی ملاقات ہے آجائے تو اُٹھ بیٹھتا ہون ورنہ پڑا رہتا ہون - جو کچھ لکھنا ہوتا ہے وہ بھی اکثر لیٹے لیٹے لکھتا ہون آج دوپہر کو میر عبدالعزیز صاحب آئے مین بے کلاہ و پیرہن پلنگ پر لیٹا ہوا تھا اُن کو دیکھ کر اُٹھا مصافحہ کیا اُنہون نے جناب شاہ عالم کا خط مع مسودات اشعار دیا اور فرمایا کہ پرسون جاؤنگا عرض کیا کہ کل آخر روز آپ تشریف لائین خط کا جواب اور اصلاحی مسودے جائین وہ تشریف لے گئے مین لیٹ رہا دن کے سونے کی عادت نہین ہے - جی مین کہا او بیکار کیون رہو خط کا جواب آج لکھ رکھو - اُٹھے کون لکیں لکھوے کون - لڑکون کی دوات قلم مونڈھے پر پلنگ کے پاس رکھ لی - ادب مقتضی اس کا ہوا کہ آغاز نامہ بنام اقدس ہو حضرت نسخہ قاطع برہان تیری چوتھی نظر مین مکمل ہو کر مسودات ایک کاتب کے حوالے ہوئے - آٹھ جزو لکھے گئے کم و بیش دو جزو باقی ہین پرسون تک آجائین گے بعد اُس کے انطباع کی فکر ہوگی جب وہ عزیمت امضا پزیر ہو جائیگی حضرت کی نظر سے بھی شرف پائے گی حضرت سید عالم کو نیاز خورشید عالم کو سلام - چودھری صاحب کو نہ سلام نہ نیاز صرف یہ پیام کہ ہم تمہارے خط کو مفرح روح سمجھتے تھے باتون کا مزا ملتا تھا - خیر و عافیت معلوم ہو جاتی تھی وہ وظیفہ روحانی منقطع کیون ہوا - صاحب یہ روش اچھی نہین گاہ گاہ رسل و رسائل کا طہ رہنا رہے -

بنام مولوی عبدالغفور خان بہادر نسّاخ

جناب مولوی صاحب قبلہ یہ درویش گوشہ نشین جو موسوم بہ اسداللہ اور متخلص بہ غالب ہے

مکرمت حال کا شکر کر اور آیندہ افزایش عنایت کا طالب ہے۔ دفتر بے مثال کو عطیہ کبریٰ اور موہبت عظمیٰ سمجھ کر یاد آوری کا احسان مانا۔ پہلے اس قدر افزائی کا شکر ادا کرتا ہون کہ حضرت نے اس ہیچ میرز ہیچمدان کو قابل خطاب اور لایق عطاے کتاب جانا مین دروغ گو نہین خوشامدی نہین۔ دیوان فیض عنوان اسم بامسمیٰ ہے دفتر بے مثال اس کا نام بجا ہے الفاظ متین معانی بلند مضمون عمدہ بندش دل پسند ہم فقیر لوگ، علان کلمۃ الحق مین بیباک و گستاخ ہین۔ شیخ امام بخش طرز جدید کے موجد اور پرانی ناہموار روشون کے ناسخ تھے آپ اُن سے بڑھکر بصیغہ بے مبالغہ انشاء اللہ ناسخ ہین۔ تم داناے رموز اُردو زبان ہو سرمایۂ نازش قلمرو ہندوستان ہو۔ خاکسار نے ابتداے سنِ تمیز مین اُردو زبان مین سخن سرائی کی ہے۔ پھر اوسط عمر مین بادشاہ دہلی کا نوکر ہو کر چند روز اُسی روش پر خامہ فرسائی کی ہے۔ نظم و نثر کا عاشق و مائل ہون ہندوستان مین رہتا ہون مگر تیغ اصفہانی کا گھائل ہون جہان تک زور چل سکا فارسی زبان مین بہت بکا۔ اب نہ فارسی کی فکر نہ اُردو کا ذکر نہ دنیا مین توقع نہ عقبیٰ کی امید مین ہون۔ اور اندوہ ناکامی جاوید جیسا کہ خود ایک قصیدہ نعت کی تشبیب مین کہتا ہون ؎

چشم کشودہ اند بکردار ہاے من — زایندہ نا امیدم و از رفتہ شرمسار

ایک کم ستر برس دنیا مین رہا اب اور کہان تک رہونگا۔ ایک اُردو کا دیوان ہزار بارہ سو بیت کا ایک فارسی کا دیوان دس ہزار اکیس سو بیت کا۔ تین رسالے نثر کے یہ پانچ نسخے مرتب ہوگئے اب اور کیا کہونگا مدح کا صلہ نہ ملا غزل کی داد نہ پائی۔ ہرزہ گوئی مین ساری عمر گنوائی۔ بقول طالب آملی علیہ الرحمۃ ؎

لب از گفتن چنان بستم کہ گوئی — دہن بر چہرہ زخمے بود بہ شد

سچ تو یون ہے کہ قوت ناطقہ پر وہ تصرف اور قلم مین وہ زور نہ رہا طبیعت مین وہ مزہ سر مین وہ شور نہ رہا۔ پچاس پچپن برس کی مشق کا ملکہ کچھ باقی رہ گیا ہے اسی سبب سے فن کلام مین گفتگو کر لیتا ہون۔ حواس کا بھی بقیہ اسی قدر ہے کہ معرض گفتار مین موافق سوال جواب دیتا ہون۔ روز و شب یہ فکر رہتی ہے کہ دیکھیے وہان کیا پیش آتا ہے اور یہ بال بال گنہگار بندہ

کیون کر بخشا جاتا ہے۔ حضرت سے یہ التماس ہے کہ آپ جو اُنہا کی بادی اور مجکو ارسال نامہ کی سبیل کے بادی ہوئے ہین جب تک مین جیتا رہون نامہ و پیام سے شاد۔ اور بعد میرے مرنے کے دعاے مغفرت سے یاد فرماتے رہیئے گا۔ والسلام بالوف الاحترام +

بنام مرزا یوسف علیخان صاحب عزیز

بھائی تم کیا فرماتے ہو جان بوجھ کر انجان بنے جاتے ہو۔ واقعی غدر مین میرا گھر نہین لٹا مگر میرا کلام میرے پاس کب تھا کہ نہ لٹتا۔ بھائی ضیاء الدین خان صاحب اور ناظر حسین مرزا صاحب ہندی فارسی نظم و نثر کے سوودات مجھ سے لیکر اپنے پاس جمع کر لیا کرتے تھے سو اُن دونون گھرون پر جھاڑو پھر گئی نہ کتاب رہی نہ اسباب رہا پھر اب مین اپنا کلام کہان سے لاؤن۔ ہان تم کو اطلاع دیتا ہون کہ مئی کی گیارہوین ۱۸۵۷ء سے جولائی کی اکتیسوین ۱۸۵۸ء تک پندرہ مہینے کا اپنا حال مین نے نثر مین لکھا ہے اور وہ نثر فارسی زبان قدیم مین ہے کہ جس مین کوئی لفظ عربی نہ آئے اور ایک قصیدہ فارسی متعارف عربی و فارسی ملی ہوئی زبان مین حضرت فلک رفعت جناب ملکہ معظمہ انگلستان کی ستایش مین اُس نثر کے ساتھ شامل ہے۔ یہ کتاب مطبع خلایق آگرہ مین منشی نبی بخش صاحب حقیر اور مرزا حاتم علی بیگ اور منشی ہرگوپال تفتہ کے اہتمام مین چھاپی گئی ہے۔ فی الحال مجموعہ میری نظم و نثر کا اُس کے سوا اور کہین نہین۔ اگر جناب منشی امیر علیخان صاحب میرے کلام کے مشتاق ہین تو نسخہ موسوم بہ دستنبو مطبع مفید خلایق سے منگالین اور ملاحظہ فرمائین۔

بنام قاضی عبد الجمیل صاحب

مخدوم مکرم و معظم جناب مولوی عبد الجمیل صاحب کی خدمت مین ابلاغ سلام مسنون الاسلام کے بعد عرض کیا جاتا ہے کہ آپ کی ارادت میرا ذریعہ فخر و سعادت ہے۔ دو عنایت نامہ آپ کے اوقات مختلف مین پہنچے۔ پہلے خط کے حاشیہ اور پشت پر اشعار لکھے ہوئے ہین سیاہی سطح

کی پھیکی کہ حروف اچھی طرح پڑھے نہیں جاتے۔ اگرچہ بینائی میری اچھی ہے اور میں عینک
کا محتاج نہیں لیکن بااین ہمہ اُس کے پڑھنے میں بہت تکلیف کرنا پڑتا ہے علاوہ اس کے
جگہ اصلاح کی باقی نہیں چنانچہ اُس خط کو آپ کی خدمت میں واپس بھیجتا ہوں تاکہ
آپ یہ نہ جانیں کہ میرا خط پھاڑ کر پھینک دیا ہوگا۔ اور مدعا میرا اندیشہ آپ کو بھی معلوم ہو جائے
آپ خود دیکھ لیں کہ اس میں اصلاح کہاں دی جائے واسطے اصلاح کے جو غزل بھیجئے اُس
میں بین الافراد و بین المصرعین فاصلہ زیادہ چھوڑیے آپ کے خط میں جو کاغذ اشعار کا ہے حروف
اُس کے روشن ہیں مگر بین السطور مفقود اور اصلاح کی جگہ معدوم۔ آپ کی خاطر سے رنج کتابت
اُٹھاتا ہوں اور اُن دونوں غزلوں کو بعد اصلاح لکھتا جاتا ہوں۔ مسودہ تو آپ کے پاس ہوگا
اُس سے مقابلہ کر کے معلوم کر لیجئے گا کہ کس شعر پر اصلاح ہوئی اور کیا اصلاح ہوئی اور کون سی
بیت موقوف ہوئی۔ مشاعرہ یہاں شہر میں کہیں نہیں ہوتا۔ قلعہ میں شہزادگان تیموریہ جمع
ہو کر غزل خوانی کر لیتے ہیں۔ وہاں کے مصرع طرحی کو کیا کیجئے گا اور اُس پر غزل لکھ کر کہاں
پڑھیے گا۔ میں کبھی اُس محفل میں جاتا ہوں اور کبھی نہیں جاتا۔ اور یہ صحبت خود چند روزہ ہے
اس کو دوام کہاں۔ کیا معلوم ہے اب کے نہ ہو۔ اور اب کے ہو تو آیندہ نہ ہو۔ والسلام مع الاکرام +

ایضاً۔ قبلہ آپ کو خط کے بھیجنے میں تردد کیوں ہوتا ہے۔ ہر روز دو چار خط اطراف و جوانب سے
آتے ہیں۔ گاہ گاہ انگریزی بھی ڈاک کے ہرکارے بھی میرا گھر جانتے ہیں۔ پوسٹ ماسٹر میرا آشنا
ہے مجکو جو دوست خط بھیجتا ہے وہ صرف شہر کا نام اور میرا نام لکھتا ہے محلہ بھی ضرور نہیں آپ
ہی انصاف کریں کہ آپ لال کنواں لکھتے رہے اور مجکو بلی ماروں میں خط پہنچتا رہا خلاصہ
یہ کہ خط آپ کا کوئی تلف نہیں ہوا جو آپ نے بھیجا وہ مجکو پہنچا۔ بات یہ ہے کہ شوقیہ خطوط کا جواب
کہاں تک لکھوں میں نے آئین نامہ نگاری چھوڑ کر مطلب نویسی پر مدار رکھا ہے۔ جب مطلب ضروری
التحریر نہو تو کیا لکھوں اب کے آپ کے خط میں مطلب جو لکھنے کے قابل تھے ایک تو وہ رباعی
جو آپ نے اس ننگ آفرینش کی مدح میں لکھی ہے اُس کا جواب بندگی ہے اور کورنش اور آداب

دوسرا امر حافظ کے نہ پہنچنے کا وسوسہ سو اس کا جواب لکھ چکا۔ تیسرا امر جناب مولوی نیاز علیخان صاحب کا میرے ہان آنا اور میرا اُس وقت مکان پر موجود نہ ہونا۔ واللہ مجکو بڑا رنج ہوا اگر آپ سے ملین تو میرا اسلام کہیے گا اور میرا ملال اُن سے بیان کیجیے گا۔ صبح کو مین ہر روز قلعہ کو جاتا ہون ظاہرا مولوی صاحب اول روز آئے ہونگے۔ جب سوار ہوجاتا ہون تب بھی دو چار آدمی مکان پر ہوتے ہین مولوی صاحب بیٹھے حقہ پیتے۔ اگر قلعہ جاتا ہون تو پہر دن چڑھے آتا ہون زیادہ اس سے کیا لکھون

ایضاً پیر و مرشد نواب صاحب کا وظیفہ خوار گویا اس در کا فقیر تکیہ دار ہون۔ مسند نشینی کی تہنیت کے واسطے رام پور آیا ہون کہان اور بریلی کہان ۱۲۔ اکتوبر کو یہان پہنچا بشرط حیات آخر دسمبر تک دہلی جاؤن گا۔ نمایش گاہ بریلی کی سیر کہان۔ خود اس نمایش گاہ کی سیر جس کو دنیا کہتے ہین دل بھر گیا۔ اب عالم بیرنگی کا مشتاق ہون۔ لا الہ الا اللہ لا موجود الا اللہ لا مؤثر فی الوجود الا اللہ۔

ایضاً قبلہ ایک سو بیس آم پہنچے۔ خدا حضرت کو سلامت رکھے۔ دس قلمین اور چھٹانک بھر سیاہی کہار کے حوالے کر دی ہے خدا کرے بحفاظت آپ کے پاس پہنچے۔ مین مریض نہین ہون بوڑھا ہون اور ناتوان۔ گویا نیم جان رہ گیا ہون۔ ایک کم ستر برس دنیا مین رہا کوئی کام دین کا نہین کیا۔ افسوس صد ہزار افسوس وہ غزل جو کہار لایا تھا وہان پہنچی جہان اب مین جانے والا ہون یعنی عدم۔ مدعا یہ کہ گم ہوگئی۔

ایضاً جناب قاضی صاحب کو سلام اور قصیدہ کی بندگی۔ اگر مجھے قوت ناطقہ پر تصرف باقی رہا ہوتا تو قصیدہ کی تعریف مین ایک قطعہ۔ اور حضرت کی مدح مین ایک قصیدہ لکھتا۔ بات یہ ہے کہ مین اب رنجور نہین۔ تندرست ہون مگر بوڑھا ہون جو کچھ طاقت باقی تھی وہ اس ابتلا مین زائل ہوگئی اب ایک جسم بے روح متحرک ہون ع سیکھے مردہ شخصم بہ مردی روان ہ اس مہینے مین جب ۱۲۸۰ھ سے ستروان برس شروع اور اس مقام و آلام کا آغاز ہے۔

ایضاً جناب مخدوم مکرم کو میری بندگی۔ تفقد نامہ مرقومہ ۱۲ ستمبر مین نے پایا۔ حضرت کے سلامت حال پر خدا کا شکر بجا لایا۔ کوئی محکمہ تخفیف مین آئے کوئی گانو شلالُٹ جائے آپ کا عہدہ آپ کو مبارک آپ کا دولت خانہ سلامت۔ ہان وہ جو آپنے ابن الخال کا اس محکمہ مین وکیل ہونے کا کھٹکا ہے البتہ بجا ہے۔ جب آپ ظاہر کر چکے ہین تو آپ کو اس کا اندیشہ کیا ہے حاکم سمجھ لے گا۔ وہ وکیل ہین محکمہ منصفی مین نہ رہین گے مگر صدر امین و سشن جج مین کام کرین گے۔ مین تندرست ہون رنجور ہون زندہ بدستور ہون دیکھیے کب بلاتے ہین اور جب تک جیتا رہون اور کیا دکھاتے ہین والسلام بالوف الاحترام۔

ایضاً جناب قاضی صاحب کو میری بندگی پہنچے۔ مکرمی مولوی غلام غوث خان صاحب بہادر میر منشی کا قول سچ ہے۔ اب مین تندرست ہون پھوڑا پھنسی کہین نہین مگر ضعف کی وہ شدت ہے کہ خدا کی پناہ ضعف کیون کر نہ ہو برس دن صاحب فراش رہا ہون ستر برس کی عمر جتنا خون بدن مین تھا بے مبالغہ آدھا اس مین سے پیپ ہو کر نکل گیا۔ سن کہان جو اب پھر تولید دم صالح ہو بہرحال زندہ ہون اور ناتوان اور آپکی پرسشہاے دوستانہ کا ممنون احسان والسلام مع الاکرام

ایضاً جناب مولوی صاحب آپکے دونون خط پہنچے۔ مین زندہ ہون لیکن نیم مردہ۔ آٹھ پہر پڑا رہتا ہون۔ اصل صاحب فراش مین ہون۔ بیس دن سے پانو پر ورم ہو گیا ہے کف پا و پشت پا سے نوبت گذر کر پنڈلی تک آماس ہے جوتی مین پانو سماتا نہین۔ بول و براز کے واسطے اٹھنا دشوار۔ یہ سب باتین ایک طرف درد تحلیل روح ہے ۱۲۷۷ھ مین میرا نہ مرنا صرف میری تکذیب کے واسطے تھا۔ مگر اس تین برس مین ہر روز مرگ نو کا مزا چکھتا رہا ہون۔ حیران ہون کہ کوئی صورت زیست کی نہین پھر کیون جیتا ہون۔ روح میرے اب جسم مین اس طرح گھبراتی ہے جس طرح طائر قفس مین۔ کوئی شغل کوئی اختلاط کوئی جلسہ کوئی مجمع پسند نہین۔ کتاب سے نفرت۔ شعر سے نفرت۔ جسم سے نفرت روح سے نفرت۔ یہ جو کچھ لکھا ہے بے مبالغہ اور بیان واقع ہے ع خرم آن روز کزین منزل ویران بروم

ایسے مخمصہ مین اگر تحریر جواب مین قاصر رہون تو معاف ہون مجھے کیون شرمندہ کیا مین اس ثنا و دعا کے قابل نہین۔ مگر اچھون کا شیوہ ہے۔ برون کو اچھا کہنا اس مہر گستری کے عوض مین آداب بجالاتا ہون۔

ایضاً جناب قاضی صاحب کو بندگی پہنچے۔ عنایت نامہ کے ورود نے شادمان کیا مگر مبہم جو نگارش پذیر تھی اُنھون نے حیران کیا۔ ابہام کی توضیح اور اجمال کی تفصیل کا مشتاق ہون آمون کے باب مین جو کچھ لکھا یہ کیون لکھا۔ اہرا کو دوام کیا ضرور ہے۔ خصوصاً جبکہ بذات خود حادث ہو۔ حضرت اب کے سال ہر جگہ آم کم ہے اور جو کچھ ہے وہ خشک و بے مزہ ہے۔ آم کہان سے ہو نہ مہاوٹ نہ برسات۔ دریا پایاب ہو گئے۔ کنوئین سوکھ گئے اثمار مین طراوٹ کہان سے ہو۔ جناب اس کا خیال نہ فرماوین اپنے کشف کو غلط کردون گا بشرطیکہ آیندہ تک جیون گا آپ کے مونہی آم کھاؤن گا۔

ایضاً حضرت بہت دنون مین آپ نے مجکو یاد کیا۔ سال گذشتہ اِن دنون مین مین رامپور تھا مارچ سنہ ۱۸۶۶ء مین یہان آگیا ہون۔ اب یہین ہون۔ مین نے آپ کا خط پایا ہے۔ آپ نے سرنامہ پر رامپور کا نام ناحق لکھا۔ حق تعالی والی رامپور کو صد و سی سال سلامت رکھے اُن کا عطیہ ماہ بماہ مجکو پہنچتا ہے۔ کرم گستری اور اُستاد پروری کر رہے ہین۔ میرے رنج سفر اُٹھانے کی اور رامپور جانے کی حاجت نہین۔ خلیفہ حسین علی صاحب رامپور مین مجھ سے ملے ہون گے مگر واقعہ مجکو یاد نہین۔ نسیان کا مرض لاحق ہے۔ حافظہ گویا نہ رہا۔ شامہ ضعیف۔ سامعہ باطل۔ باصرہ مین نقصان نہین۔ البتہ حدت کچھ کم ہو گئی ہے۔ مصرع

پیری و صد عیب چنین گفتہ اند + بہر حال چونکہ مین دلی مین ہون اور وہ رامپور گئے ہین تو البتہ وہ آپ کے پیام جو اُن کی زبان کے محول تھے۔ بدستور اُن کی تحویل مین رہے اور مجھ تک نہ پہنچے۔ یہ شہر ہمہ تن غارت زدہ ہے نہ اشخاص باقی نہ امکنہ کتاب فروشون سے کہہ دون گا اگر میری نظم و نثر کے رسالون مین سے کوئی رسالہ آجائیگا تو وہ مول لیکر خدمت مین بھیج دیا جائیگا

دیا جائے گا ؎ دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں ❊ ایک دوست کے پاس بقیۂ النہب والغارۃ کچھ میرا کلام موجود ہے اُس سے یہ غزل لکھوا کر بھیج دونگا ❊

ایضاً پیر و مرشد فقیر ہمیشہ آپ کی دعاگزاری مین حاضر رہتا ہے جو حکم آپ کا ہوتا ہے اُس کو بجالاتا ہون - مگر معدوم کو موجود کرنا میرے وسع قدرت سے باہر ہے - اس زمین مین کہ جس کا آپ نے قافیہ درد دل لکھا ہے مین نے کبھی غزل نہین لکھی - خدا جانے مولوی درویش حسن صاحب نے کس سے اُس زمین کا شعر لیکر میرا کلام گمان کیا ہے - ہر چند مین نے خیال کیا اس زمین مین میری کوئی غزل نہین - دیوان ریختہ چھاپے کا یہان کہین کہین ہے اپنے حافظہ پر اعتماد نہ کرکے اُس کو بھی دیکھا وہ غزل نہ نکلی سُنیئے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اور کی غزل میرے نام پر لوگ پڑھ دیتے ہین چنانچہ انہین دنون مین ایک صاحب نے مجھے آگرہ سے لکھا کہ یہ غزل بھیج دیجئے ع اسد اور لینے کے دینے پڑے ہین ❊ مین نے کہا لاحول ولا قوۃ اگر یہ میرا کلام ہو تو مجھ پر لعنت - اسی طرح زمانہ سابق مین ایک صاحب نے میرے سامنے یہ مطلع پڑھا ؎

اسد اس جفا پر بتون سے وفا کی	میرے شیر شاباش رحمت خدا کی

مین نے سُن کر عرض کیا کہ صاحب جس بزرگ کا یہ مطلع ہے اس پر بقول اُس کے رحمت خدا کی اور اگر میرا ہو تو مجھ پر لعنت - اسد اور شیر اور بت اور خدا اور جفا اور وفا میری طرز گفتار نہین ہے بھلا ان دونون شعرون مین تو اسد کا لفظ بھی ہے وہ شعر میرا کیون کر سمجھا گیا - واللہ باللہ وہ شعر خدنگ رنگ کے قافیہ کا میرا نہین -

ایضاً آداب بجالاتا ہون - آپ کا نوازشنامہ پہنچا غزلین دیکھی گئین - فقیر کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر کلام مین اغلاط و اسقام دیکھتا ہون تو رفع کر دیتا ہون اور اگر سقم سے خالی پاتا ہون تو تصرف نہین کرتا - پس قسم کھا کر کہتا ہون کہ ان غزلون مین کہین اصلاح کی جگہہ نہین سبحان اللہ - سر آغاز فصل مین ایسے ثمرہاے پیش رس کا پہنچنا نوید ہزار گونہ میمنت اور شادمانی ہے

یہ ثمر رب النوع اثمار ہے اس کی تعریف کیا کروں کیا اس باب میں کیا چاہتا ہوں کہ میں یاد رہا اور اہدا کا آپ کو خیال آیا - پروردگار آپ کو با این ہمہ رعایا پروری اور کرم گستری و یاد آوری سلامت رکھے - جمعہ کے دن دوپہر کے وقت کہار پہنچا اور اُسیوقت خط کا جواب لیکر اور آم کی دو ٹوکرے خالی دیکر روانہ کیا - یہاں سے اُس کو حسب الحکم کچھ نہیں دیا گیا خاطر عاطر جمع رہے ؛

بنام مردان علیخان رعنا

خانصاحب عالی شان مردان علیخان صاحب کو فقیر غالب کا سلام نظم و نثر دیکھ کر دل بہت خوش ہوا - آج اس فن میں تم یکتا ہو - خدا تم کو سلامت رکھے - بھائی جفا کے مؤنث ہونے میں اہل دھلی و لکھنؤ کو باہم اتفاق ہے - کبھی کوئی نہ کہے گا کہ جفا کیا - ہاں بنگالہ میں جہاں بولتے ہیں کہ ہتنی آیا اگر جفا کو مذکر کہیں تو کہیں ورنہ ستم و ظلم و بیداد مذکر اور جفا مؤنث ہے بے شبہ و شک والسلام مع الاکرام -

ایضاً خانصاحب شفیق عالیشان کو میرا سلام کل تمہارا عنایت نامہ پہنچا - رامپور کا لفافہ آج رامپور کو روانہ ہوا - کاغذ اشعار میں نے دیکھ لیا کہیں اصلاح کی حاجت نہ تھی - نالہ اور انکے شعر رعنا

گزرا ہے میرا نالۂ دل چرخ کہن سے	تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جا کے وطن سے

نالۂ دل بنا دیا - نواب صاحب اُردو کا تذکرہ لکھتے ہیں - فارسی غزل تم نے بیفائدہ لکھی دیکھو صاحب تم نے اپنے مسکن کا پتا لکھا سو میں نے دوسرے دن تمہارے خط کا جواب روانہ کیا منشی نول کشور صاحب یہاں آئے تھے مجھ سے ملے - بہت خوب صورت اور خوش سیرت سعادتمند اور معقول پسند آدمی ہیں - تمہارے وہ مداح اور میں اُن کا ثنا خوان -

بنام مولوی عبدالرزاق شاکر

جناب مولوی صاحب مخدوم مولوی عبدالرزاق شاکر کی خدمت میں بعد سلام یہ التماس ہے کہ

مولوی صاحب عالی شان مولوی مفتی اسد اللہ خان بہادر کی خدمت مین فقیر کا سلام پہنچائیے مین تو آپ سے عرض کرتا ہون مگر آپ مفتی صاحب سے کہیے کہ مجکو باوجود شدت نسیان آپکا تشریف لانا یاد ہے۔ چھاپے کے اجزا اُٹھا کر مین نے آپ کے سامنے ایک غزل اپنی پڑھی تھی جس کے دو شعر قطعہ بند یہ ہین ؎

ارزندہ گوہرے چو من اندر زمانہ نیست	خود را بخاک رہ گذر حیدر افگنم
منصور فرقۂ علی اللّٰہیان منم	آوازہ انا اسد اللّٰہ در افگنم

خدا کرے حضرت کو بھی واقعہ یاد ہو۔ اتحاد باہمی و نیل مودت روحانی ہے۔ اخی مکرمی میر قاسم علیخان کو سلام پہنچے۔ سال گذشتہ کی تعطیل کی طرح دلی آکر مجھ سے بے ملے نہ چلے جائیے گا۔ پھر حضرت مکتوب الیہ سے کلام ہے اشعار بعد حک و اصلاح کے پہنچے ہین یہ رتبہ میری ارزش کی فوق ہے کہ مین آپکے کلام مین دخل و تصرف کرون۔ بندہ نواز زبان فارسی مین خطون کا لکھنا پہلے سے متروک ہے پیرانہ سری و ضعف کے صدمون سے محنت پژوہی و جگر کاوی کی قوت مجھ مین نہین رہی۔ حرارت غریزی کو زوال ہے اور یہ حال ہے ؎

مضمحل ہو گئے قویٰ غالب	وہ عناصر مین اعتدال کہان

کچھ آپ ہی کی تخصیص نہین سب دوستون کو جن سے کتابت رہتی ہے۔ اُردو ہی مین نیاز نامہ لکھا کرتا ہون جن جن صاحبون کی خدمت مین آگے مین نے فارسی زبان مین خطوط لکھے اور بھیجے تھے اُن مین سے جو صاحب الی الان موجود ہین اُن سے بھی عند الضرورت اسی زبان مروج مین مکاتبت و مراسلت کا اتفاق ہوا کرتا ہے۔ پارسی مکتوبون اور رسالون اور نسخون اور کتابون کے مجموع اجزا چھاپا ہو کر اطراف و اقصائے عجم مین پھیل گئے۔ حال کی نثرون کو کون فراہم کرے جو نثرین کہ مجموع و یکجا ہو کر جہان جہان منتشر ہو گئی ہین اور آیندہ ہون اُنھین کو جناب احدیت جلت عظمتہٗ قبول قلوب اہل سخن و مطبوع طبایع ارباب فن فرمائے اور مین اب انتہائے عمر ناپائدار کو پہنچ کر آفتاب لب بام اور ہجوم امراض جسمانی و آلام روحانی

زندہ در گور ہون کچھ یاد خدا بھی چاہیے نظم و نثر کی تلمرو کا انتظام ایزد دانا و توانا کی عنایت و اعانت سے خوب ہو چکا - اگر اُس نے چاہا تو قیامت تک میرا نام و نشان باقی و قایم رہے گا پس امیدوار ہون کہ آپ انہین نذور محقرہ یعنی تحریرات روزمرہ اُردوے سادہ و سہری کو غنیمت جان کر قبول فرماتے ہین اور درویش دل ریش و فرو ماندہ کشاکش معاصی کے خاتمہ بخیر ہونے کی دعا مانگین - اللہ بس ماسوی ہوس ۔ -

ایضاً قبلہ و کعبہ فقیر پا در رکاب ہے - پنجشنبہ جہارشنبہ ان دونون دنون مین سے ایک دن عازم امروہہ ہونگا - تقریب وہان کے جانے کی رئیس مرحوم کی تعزیت اور رئیس حال کی تہنیت و دو چار مہینے وہان رہنا ہوگا - اب جو کوئی خط آپ بھیجین تو رامپور بھیجین - مکان کا پتا لکھنا ضرور نہین شہر کا نام اور میرا نام کافی ہے مخمس بعد اصلاح بھیجا جاتا ہے - حق تو یہ ہے کہ شعر آپ کہتے ہین اور حظ مین اُٹھاتا ہون حسن اتفاق سے اصلاح خمسہ کے وقت دوست غمگسار یار وفا شعار علامۂ روزگار ختم العلماء المتبحرین مولوی مفتی صدرالدین خان صاحب بہادر صدر الصدور سابق دہلی المتخلص بہ آزردہ دام بقاؤہ و زاد علاؤہ مجھہ سے ملنے کو غریب خانہ پر تشریف لائے ہوئے موجود تھے خمسہ کو دیکھکر فرمایا حضور کی بلاغت کی تحسین عربی مصرعون کے میرے ساتھ شریک غالب ہو کر مزے لوٹے اور آپ کی شیرینی گفتار کے وصف مین نادیر عذب لبیان اور رطب اللسان رہے اور مجھہ سے بقدر میرے معلوم اور بیان کے آپ کے صفات حمیدہ سے واقف و آگاہ ہو کر بہت شاد و خرسند ہوئے نادیدہ و غایبانہ یعنی محض مشتاقانہ بہ تمناے ملاقات سلام لکھنے کو ارشاد کر گئے ہین لہذا مین لکھتا ہون قبول فرمایئے گا -

بنام مولوی عزیزالدین صاحب

صاحب کیسی صاحبزادون کی سی باتین کرتے ہو دلی کو ویسا ہی آباد جانتے ہو جیسی آگے تھی - قاسم جان کی گلی میر خیراتی کے پھاٹک سے فتح اللہ بیگ خان کے پھاٹک تک بے چراغ ہے ہان آباد ہے تو یہ ہے کہ غلام حسین خان کی حویلی ہسپتال ہے اور ضیاء الدین خان کے

کمرے مین ڈاکٹر صاحب رہتے ہین اور کالے صاحب کے مکانون مین ایک اور صاحب عالیشان انگلستان تشریف رکھتے ہین۔ ضیاء الدین خان اور اُن کے بھائی مع قبائل اور عشایر لوہارو مین۔ لال کنوئین کے محلہ مین خاک اُڑتی ہے آدمی کا نام نہین تمھارے مکان مین جو چھوٹی بیگم رہتی تھی وہ لاہور گئی ہوئی ہے حکیمون کی دُکان تین گئے لوٹتے ہین۔ مولوی صدرالدین خان لاہور ہین۔ ایزد بخش تراب علی ان لوگون سے میری ملاقات نہین مین نے آپ مہر کردی حکیم احسان اللہ خان اور میان غلام نجف اور بہادر بیگ اور نبی بخش خان ساکن دریبہ اُن کی مہرین ہوگئین محضر آپ کے پاس بھیجتا ہون۔ خط بیرنگ بھیجا ہے۔ پوسٹ پیڈ خط اکثر تلف ہوجاتے ہین چنانچہ قاضی عبدالجمیل صاحب کا خط جس کا آپ نے ذکر لکھا ہے آگمین چھوٹ جائین اگر مین نے دیکھا ہو آپ اُن سے میرا سلام کہیے اور خط کے نہ پہنچنے کی اُن کو خبر پہنچایئے۔

بنام مفتی سید محمد عباس صاحب

قبلہ حضرت کا نوازشنامہ آیا مین نے اُس کو حرز بازو بنایا آپ کی تحسین میرے واسطے سرمایہ عزو افتخار ہے فقیر امیدوار ہے کہ یہ دفتر بے معنی سراسر دیکھا جائے نہ پیش نظر دھرا رہے بلکہ اکثر دیکھا جائے مین نے جو نسخہ بھوایا ہے گویا کسوٹی پر سونا چڑھایا ہے نہ ہٹ دھرم ہون نہ مجھے اپنی بات کی پیچ ہے دیباچہ و خاتمہ مین جو کچھ لکھ آیا ہون سب سچ ہے کلام کی حقیقت کی داد جدا چاہتا ہون طرز عبارت کی داد جدا چاہتا ہون نگارش لطافت سے خالی نہ ہوگی گزارش لطافت سے خالی نہ ہوگی۔ علم و ہنر سے عاری ہون لیکن پچپن برس سے محو سخن گزاری ہون مبداء فیاض کا مجھ پر احسان عظیم ہے ماخذ میرا صحیح اور طبع میری سلیم ہے فارسی کے ساتھ ایک مناسبت ازلی و سرمدی لایا ہون مطابق اہل پارس کے منطق کا بھی مزہ ابدی لایا ہون۔ مناسبت خداداد۔ تربیت اُستاد حسن و قبح ترکیب پہچاننے فارسی کے غوامض جاننے لگا۔ بعد اتنی تکمیل کے تلامذہ کی تہذیب کا خیال آیا۔ قاطع برہان کا لکھنا کیا ہے۔ گویا کرہی مین اُبال آیا

لکھنا کیا تھا کہ سہام ملامت کا ہدف ہوا ہے کہ یہ تنک مایہ معارض اکابر سلف ہوا۔ ایک صاحب فرماتے ہین کہ قاطع برہان کی ترکیب غلط ہے۔ عرض کرتا ہون کہ حضرت برہان قاطع وقاطع برہان کی ایک نمط ہے۔ برہان قاطع نے کیا لٹھا نینو مین سکھ قطع کیا ہی جواپنے اُس کو قاطع لقب دیا ہے۔ برہان جب تک غیر کے کسی برہان کو قطع نہ کرے کیون کر برہان قاطع نام پائے گی۔ برہان قاطع کی صحت مین جتنی تقریر کیجیے گا وہ قاطع برہان کی صحت ہونے کے کام آئے گی۔ قطع تاریخ کا کیا کہنا گویا یہ کتاب معشوق اور یہ قطع اُس کا گہنا ہے جناب نواب صاحب کا نیازمند اور بندہ فرمانبردار ہون۔ بعد عرض سلام کے شعر کے پسند آنے کا شکرگزار ہون۔ آپکے علم وفضل وفہم وادراک کی جو تعریف کی جائے وہ حق ہے لیکن میرے شعر کی تعریف صرف خریداری دکان بے رونق ہے۔

بنام عضد الدولہ حکیم غلام نجف خان صاحب

سعادت واقبال نشان حکیم غلام نجف خان طال بقاوہ۔ تمہارا رقعہ پہنچا۔ جو دم ہے غنیمت ہے اس وقت تک مین مع عیال واطفال جیتا ہون بعد گھڑی بھر کے کیا ہو کچھ معلوم نہین قلم ہات مین لیے پر جی بہت لکھنے کو چاہتا ہے مگر کچھ نہین لکھ سکتا۔ اگر مل بیٹھنا قسمت مین ہے تو کہہ لین گے ورنہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نواسی کا حال معلوم ہوا حق تعالیٰ اُس کی مان کو صبر دے اور زندہ رکھے مین یون سمجھتا ہون کہ یہ چھوکری قسمت والی تھی۔ تمہاری استانی تم کو اور ظہیر الدین کو اور اُس کی مان کو اور اُسکی بہن کو دعا کہتی ہین اور مین پیار کرتا ہون اور دعا دیتا ہون۔ غالب سہ شنبہ ۱۹ جنوری ۱۸۵۸ء۔

ایضاً میان حقیقت حال اس سے زیادہ نہین ہے کہ اب تک جیتا ہون بھاگ نہین گیا نکالا نہین گیا۔ لٹا نہین کسی محکمہ مین ابھی تک بلایا نہین گیا۔ معرض بازپرس مین نہین آیا آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہے۔ شیر زمان خان نے مجھے اگرہ سے خط لکھا اُس مین ایک رقعہ شیخ نجم الدین حیدر صاحب کی طرف سے بنام ظہیر الدین کے۔ اب مجکو ضرور آپڑا کہ اُس کو

تمھارے پاس بھیجون - آدمی کوئی ایسا نظر نہ چڑھا نا چار بطریق ڈاک بھیجتا ہون اگر پہنچ جائے تو آگرہ کا جواب لکھ کر میرے پاس بھیج دینا - مین یہان سے آگرہ کو روانہ کردون گا -

غالب - مرسلہ دوشنبہ - چارم جمادی الاول ۱۲۷۳ھ - جواب طلب -

ایضاً صبح شنبہ - ۲۱ - ماہ اکتوبر ۱۸۵۶ء - اقبال نشان عضدالدولہ حکیم غلام نجف خان کو غالب علی شاہ کی دعا پہنچے - تمہارے خط سے معلوم ہوا کہ تم تو میرے کھانے پینے کی طرف سے تشویش ہے خدا کی قسم مین یہان خوش اور تندرست ہون - دن کا کھانا ایسے وقت آتا ہے کہ پہر دن چڑھے تک میرے آدمی بھی روٹی کھا چکتے ہین - شام کا کھانا بھی سویرے آتا ہے کئی طرح کے سالن پلاؤ متنجن پسندے دونون وقت روٹیان خمیری چپاتیان - مربے اچار مین بھی خوش رہ کے بھی خوش - کلوا اچھا ہو گیا ہے - سقا مشعلچی - خاکروب سرکار سے متعین ہے حجام اور دھوبی نوکر رکھ لیا ہے - آج دو ملاقاتین ہوئی ہین - تعظیم تواضع اخلاق کسی باب مین کمی نہین - ظہیرالدین خان بہادر کو دعا پہنچے - یہ خط لے کر تم اپنی دادی صاحب پاس جاؤ اور یہ خط پڑھ کر سناؤ - اور اُن سے یہ کہدو کہ وہ بات جو مین نے تم سے کہی تھی وہ غلط ہے - اُس کی کچھ اصل نہین ہے - باقی خیر و عافیت -

ایضاً میان تمہارا خط پہنچا آج مین نے اُس کو اپنے خط مین ملفوف کر کے آگرہ کو روانہ کیا تم جو کہتے ہو کہ تم نے کبھی مجکو خط نہین لکھا اور اگر شیخ نجم الدین حیدر کا خط نہ آتا تو اب بھی نہ لکھتے انصاف کرو لکھون تو کیا لکھون کچھ لکھ سکتا ہون کچھ قابل لکھنے کے ہے تم نے جو مجکو لکھا تو کیا لکھا اور اب جو مین لکھتا ہون تو کیا لکھتا ہون - بس اتنا ہی ہے کہ اب تک ہم تم جیتے ہین زیادہ اس سے نہ تم لکھو گے نہ مین لکھون گا - ظہیرالدین کو دعا کہنا اور میری طرف سے پیار کرنا - تمکو اور ظہیرالدین کو اور اُسکی مان کو اور اُسکی بہن کو اور اُسکی لڑکی کو تمہاری مان دعا کہتی ہین - اور دعائین دیتی ہے یہ رقعہ حیدر حسن خان کے نام کا ہے اُنکو حوالہ کر دینا - اسداللہ نگاشتہ شنبہ ۲۰ - دسمبر ۱۸۵۵ء -

ایضاً میان تم کو مبارک ہو کہ حکیم صاحب پر سے وہ سپاہی جو اُن کے اوپر متعین تھا اُٹھ گیا اور

اُن کو حکم ہو گیا کہ اپنی وضع پر رہو مگر شہر مین رہو باہر جانے کا اگر قصد کرو تو پوچھ کر جاوٗ - اور ہر ہفتہ مین ایک بار کچہری مین حاضر ہوا کرو چنانچہ وہ کچے باغ کے پچھواڑے مرزا جاگن کے مکان مین آ رہے ہے صفدر میرے پاس آیا تھا یہ اُس کی زبانی ہے - جی اُن کے دیکھنے کو چاہتا ہے - مگر از راہ احتیاط جا نہین سکتا - مرزا بہادر بیگ نے بھی رہائی پائی - اب اس وقت سُنا ہے کہ وہ خانصاحب کے پاس آئے ہین یقین ہے کہ بعد ملاقات باہر چلے جائین گے یہان نہ رہین گے - قدم شریف مین وہ رہتے ہین آج پانچوان دن ہے کہ حکیم محمود خان مع قبائل اور عشائر پٹیالہ کو گئے ہین مع طفا وقت اپنی سکونت کے مکان چھوڑ کر یہان آ رہا ہون اس طرح کہ محلسرا مین زنانہ اور دیوان خانہ مین مردانہ پنشن کی درخواست کا ابھی کچھ حکم نہین معلوم ہوا - کلکٹر سے کیفیت طلب ہوئی ہے دیکھیے بعد کیفیت کے جانے کے پنشن ملتا ہے یا جواب پنجشنبہ ۱۷ شعبان ۱۲۷۷ھ مطابق یکم مئی ۱۸۶۱ء

ایضاً بھائی ہوش مین آوٗ مین نے تم کو خط کب بھیجا اور رقعہ مین کب لکھا کہ شیر زمان کا خط تمہارے پاس بھیجتا ہون مین نے تو ایک لطیفہ لکھا تھا کہ شیر زمان خان نے میرے خط مین بندگی لکھی تھی اور مین وہ بندگی اس رقعہ مین لپیٹ کر تم کو بھیجتا ہون - بس بات اتنی ہی تھی وہ ہی بندگی لکھی ہوئی گویا لپٹی ہوئی تھی سو حضرت کو پہنچ گئی - خاطر عاطر جمع رہے -

ایضاً میان چاول بڑے بڑے نہین لمبے نہین پتلے نہین - اب زیادہ قصہ نہ کرو پُرانے اور پتلے چانول آئین ایک روپیہ کے خرید کر کے بھیج دو - یاد رہے نئے چاول قابض ہوتے ہین
۱۰ اور پُرانے چانول قابض نہین ہوتے یہ میرا تجربہ ہے شام کو میر مجدالدین صاحب کہتے تھے کہ حکیم غلام نجف خان کے پاس ایک کاتب ہے - بھائی دس بارہ جزو کی ایک کتاب نثر کی مجکو لکھوانی ہے یہ معلوم کر لو کہ وہ صاحب روپیہ کے کتنے جزو لکھین گے اور روز کس قدر لکھ سکتے ہین یہ تو اب لکھو اور پھر دو پہر کے بعد اُن کو میرے پاس بھیج دو تاکہ مین اُن کو کاغذ اور منقول عنہ حوالہ کردن - ظہیر الدین کو دعا کہو اور اُس کا حال لکھو - غالب -

ایضاً حکیم غلام نجف خان سنو اگر تم نے مجھے بنایا ہے یعنی اُستاد اور باپ کہتے ہو - سیاہ

اندروے تمسخر ہے تو خیر اور اگر از روے اعتقاد ہے تو میری عرض مانو۔ اور ہیرا سنگھ کی تقصیر معاف کرو۔ بھائی انصاف کرو اُس نے اگر حکیم احسن اللہ خان سے رجوع کی اور وہ تمھارے بھائی بھی ہین اور تم کو اُن سے استفادہ بھی ہے اگر گھبرا کر حکیم محمود خان کے پاس گیا تو اُن کے باپ سے تم کو نسبت تلمذ کی ہے ابتدا مین اُن سے پڑہتے ہو۔ پس یہ غریب سواے تمھارے اگر گیا تو تمھارے ہی علاقہ مین گیا وہ بھی گھبرا کر اور خفقان سے تنگ آکر اب جو حاضر ہوتا ہے تو لازم ہے کہ اُس پر بہ نسبت سابق کے توجہ زیادہ فرماؤ اور بدل اُسکا معالجہ کرو۔ التفات کا طالب غالب

ایضاً میان بیٹے ظہیر الدین کا حال لکھو پھر حکیم صاحب کی حقیقت لکھو کہین اور جائین گے یا یہان آئین گے اگر یہان آئین گے تو کب تک آئین گے پھر تم خط لکھو میان نظام الدین کو اور اُس مین لکھو کہ تم نے غالب کے خط کا جواب نہین لکھا وہ کہتا ہے کہ مین حیران ہون کہ میان نظام الدین اور میرے خط کا جواب نہ لکھین خدا رہا۔ نہ مجھ سے ایسی کیا تقصیر ہوئی ہے نجات کا خدا سے اور تم سے اس رقعے کے جواب کا طالب غالب۔

ایضاً بھائی مین تم کو کیا بتاؤن کہ مین کیا ہون۔ طاقت یک قلم جاتی رہی ہے۔ پھوڑا بدستور بہے رہتا ہے۔ خیر محل اندیشہ نہین ہے رس رس کر مادہ نکل جائیگا۔ اس سے اور زیادہ خستہ افسردہ ہون قبض کہ وہ دشمن جانی ہے ان دنون مین حد کو پہنچ گیا ہے بہ جان ۵ مرگ است بنام زندگانی۔ حضرت غور کی جگہ ہے۔ ایک مکان دلکشا۔ کوچہ کی سیر۔ بازار کا تماشہ۔ دو کمرے دو کوٹھریان۔ آتشدان صحن وسیع اس کو چھوڑ کر وہ مکان لون جو ایک تنگ گلی کے اندر ہے دروازہ وہ تاریک کہ دن کو بغیر چراغ کے راہ نہ سوجھے اور پھر ڈیوڑھی پر حلال خورون کا مجمع گوہ کے ڈھیر کہین حلال خورون کا بچہ ہگ رہا ہے کہین بیل بندھا ہوا ہے۔ کہین گھوڑا بندھا ہوا ہے۔ عیاذاً باللہ خدا نہ لیجائے ایسے مکانون مین۔ تم نے وہ مسودہ کیون نہین بھیجا۔ مین خدمت گزاری کو آمادہ ہون ۲۱۔ نجات کا طالب غالب۔

ایضاً صاحب تم سچ کہتے ہو۔ بھائی فضل اللہ خان کی غمخواری اور مددگاری کا کیا کہنا ہے

نگر الور سے مجکو لینا نہین یاد رکھنا کہ وہان سے مجھے کچھہ نہ آئے گا۔ بالفرض محال اگر ملا تو ڈھائی
سو روپیہ۔ سو وہ بھی مجھے بھائی فضل اللہ خان کا دینا ہے۔ اُن کا قرض ادا ہو جائیگا۔ جہانا
اگر خلاف میرے عقیدے کے پان سو روپیہ کا حکم ہوا اور وہ آجائین تو تم بعد اطلاع ڈھائی سو
میان فضل کو دے کر مجکو لکھنا۔ باقی کے واسطے مین جس طرح لکھون اُس طرح کرنا۔ لو صاحب
شیخ چلی بنا خیالی پلاؤ پکالیا۔ اب روداد سنو۔ نواب صاحب کا اخلاص و التفات روز افزون ہے
آج منگل کا دن ۴ جمادی الثانی کی اور ۴ اکتوبر کی ہے۔ کھانے کی اور گھوڑون اور بہلیون کے
گھاس دانے کی نقدی ہو گئی لیکن اس مین میرا فائدہ ہے۔ نقصان نہین۔ دسمبر کی پہلی سے
جشن شروع ہوگا۔ ہفتہ دو ہفتہ کی مدت اُس کی ہے۔ بعد جشن کے رخصت ہونگا خدا چاہے
تو آخر دسمبر تک تم کو آدیکھتا ہون۔ ظہیر الدین خان کو دعا۔

ایضاً صاحب کل آخر روز تمہارا خط آیا مین نے پڑھا۔ آنکھون سے لگایا۔ پھر بھائی ضیاء الدین
خان صاحب کے پاس بھیجا یا۔ یقین ہے کہ اُنھون نے پڑھ لیا ہوگا ما کتب فیہ معلوم کیا ہوگا۔ تمہارے
یہان نہ ہونے سے ہمارا جی گھبراتا ہے۔ کبھی کبھی ناگاہ ظہیر الدین کا آنا یاد آتا ہے۔ کہو اب خیر
سے کب آوگے۔ کئے برس کئے مہینے کئے دن راہ دکھاوگے۔ یہان کا حال جیسا کہ دیکھہ گئے
ہو بدستور ہے ع زمین سخت ہے آسمان دور ہے ✤ جاڑا خوب پڑ رہا ہے تونگر غرور سے مفلس
سردی سے اکڑ رہا ہے۔ آبکاری کے بندوبست جدید نے مارا۔ عرق کے نہ کھینچنے کی قید شدید
نے مارا۔ ادھر انسداد دروازہ آبکاری ہے اُدھر ولایتی عرق کی قیمت بھاری ہے۔ انا للہ وانا
الیہ راجعون مولوی فضل رسول صاحب حیدرآباد گئے ہین۔ مولوی غلام امام شہید آگے سے وہان
ہین محی الدولہ محمد یار خان سورتی نے ان صورتون کو وہان بلایا ہے پر یہ نہین معلوم کہ وہان
اُن کو کیا پیش آیا ہے اگر تم معلوم کر سکو یا کچھہ تم کو معلوم ہو گیا ہو تو مجکو ضرور لکھو۔ زیادہ کیا لکھون
کیون ظہیر الدین کیا مین اس لائق نہ تھا کہ تو ایک خط مجکو الگ لکھتا یا اپنے باپ کے خط مین
اپنے ہاتھہ سے اپنی بندگی لکھتا حکیم غلام نجف خان خط لکھنے بیٹھے تیری بندگی لکھہ دی۔ تیرے

فرشتون کو خبر نہین اس بندگی کا۔ آگے آنے کی مجھے کیا خوشی - غالب صبح یکشنبہ ۱ جنوری ۱۸۶۳ء

ایضاً بھائی میرا ذکر سنو۔ ہر شخص کو غم موافق اس کی طبیعت کے ہوتا ہے۔ ایک تنہائی سے نفور ہے ایک کو تنہائی منظور ہے۔ تا مل میری موت کے رہین کبھی اس گرفتاری سے خوش نہین رہا۔ پکڑا جانے مین ایک سبکی اور ذلت تھی اگرچہ مجھکو دولت تنہائی میسر آجاتی۔ لیکن اس تنہائی چندروزہ اور تجرید مستعار کی کیا خوشی خدا نے لاولد رکھا تھا شکر بجا لاتا تھا خدا نے میرا شکر مقبول و منظور نہ کیا یہ بلا بھی قبیلہ داری کی تخم کل کا نتیجہ ہے۔ یعنی جس لوہے کا طوق تھا اسی لوہے کی دو ہتکڑیان بھی پڑ گئین خیر اس کا کیا رونا ہے یہ قید جاودانی ہے جناب حکیم صاحب ایک روز از راہ عنایت یہان آئے کیا کہون کہ انکے دیکھنے سے دل کیا خوش ہوا ہے خدا ان کو زندہ رکھے میان مین کثیر الاحباب شخص ہون سیکڑون بلکہ ہزارون دوست اس باسٹھ برس مین مر گئے خصوصاً اس فتنہ و آشوب مین تو شاید کوئی میرا جاننے والا نہ بچے گا۔ اس راہ سے مجکو جو دوست اب باقی ہین بہت عزیز ہین - واللہ دعا مانگتا ہون کہ اب ان احباب مین سے کوئی میرے سامنے نہ مرے۔ کیا معنی کہ جو مین مرون کوئی میرا یاد کرنے والا اور مجھ پر رونے والا بھی تو دنیا مین ہو مصطفٰے خان کا حال سنا ہوگا خدا کرے مرافعہ مین چھوٹ جائے ورنہ حبس ہفت سالہ کی تاب اس نازپروردہ مین کہان - احمد حسین میکش کا حال کچھ تم کو معلوم ہے یا نہین مخنوق ہوا۔ گویا اس نام کا آدمی شہر مین تھا ہی نہین - پنشن کی درخواست دے رکھی ہے بشرط اجرا بھی میرا کیا گزارہ ہوگا - ہان دو باتین ہین ایک تو یہ کہ میری صفائی اور بے گناہی کی دلیل ہے - دوسرے یہ کہ موافق قول عوام جو ہے دلدر نہ ہوگا۔ تجھکو میری جان کی قسم اگر مین تنہا ہوتا تو اس وجہ قلیل مین کیسا فارغ البال اور خوش حال رہتا یہ بھی خبط ہے جو مین کہہ رہا ہون - خدا جانے پنشن جاری ہوگا یا نہ ہوگا - احتمال التعیش و تنعم بشرط تجرید صورت اجراے پنشن مین سوچتا ہون اور وہ موہوم ہے - بیدل کا شعر مجکو رلا دیتا ہے ؎

نہ شام ما را سحر نویدی نہ صبح ما را دم سپیدی	چو حاصل ماست نا امیدی غبار دنیا بفرق عقبیٰ

اسوقت جی تم سے باتین کرنے کو چاہا جو کچھ دل مین تھا وہ تم سے کہا۔ زیادہ کیا لکھون ازغالب

بنام حکیم غلام نجف خان

جان و جانان و از جان و جان عزیز تر حکیم غلام نجف خان سلمہ اللہ تعالی قبلہ یہ تو معلوم ہوا کہ بعد قتل ہونے دس آدمی کے کہ وہ اس مین عزیز بہی تہے یہ سب وہان سے نکالے گئے مگر صورت نہین معلوم کہ کیون کر نکلے۔ پیادہ یا سوار تہی دست یا مالدار۔ مستورات کو تو رتھین دے دین تھین۔ ذکور کا حال کیا ہوا اور پھر وہان سے نکلنے کے بعد کیا ہوا۔ کہان رہے اور کہان رہین گے۔ سرکار انگریزی کی طرف سے مورد تفقد و ترحم ہین یا نہین۔ نگ کیا نظر آتا ہے۔ جبر کسر کی توقع ہے یا نہین۔ تفضل حسین خان کا حال خصوصًا۔ اور ان سوالات کا جواب عمومًا لکھو۔ میرزا مغل میرا حقیقی بھانجا کہ وہ منشی خلیل الدین خان مرحوم کا خویش ہے اسکی بی بی ہے اور شاید ایک یا دو بچے بھی ہین از علائی ہے یہ امر کہ وہ بھی قافلہ کے ساتھ ہوگا اگر آپ کو معلوم ہو تو اس کا حال بالانفراد لکھیے۔ خواجہ جان اور خواجہ امان کی حقیقت بھی بشرط اطلاع ضروری فرمائی اور یان صاحب آپ جانتے ہون گے۔ علی محمد خان کو وہ جو میر منشی عزیز اللہ خان کا خویش ہے اگر کچھ اُس کا بھی ذکر سُنا ہو تو مین اُسکا خیطلب ہون غالب۔ جواب طلب۔

ایضًا بھائی تمہارے رقعہ کا جواب پہلے تم کو شیر زمان خان نے دیا ہوگا۔ پھر ظہیر الدین خان نے تم سے کہا ہوگا۔ کہ کوئی طرح شہر مین تمہارے آنے کی ٹھہری یا نہین۔ بعد تئیس کوس اور آدھ کوس کا پرا ہے میری جان تم ہنوز دو جانے ہین ہو مجکو بھی تم جانتے ہو کہ میرا شہر مین رہنا بے اجازت سرکار کے نہین اور باہر نکلنا بے ٹکٹ ممکن نہین پھر مین کیا کرون کیون کر وہان آؤن شہر مین تم ہوتے تو جرأت کر کے تمہارے پاس چلا آتا۔ شیر زمان خان صاحب ایک بار آئے تھے کہہ گئے تھے کہ پھر بھی آؤن گا مگر نہین آئے۔ خدا جانے اُنکے والد کی رہائی ہوئی یا نہین اگر تم سے ملین تو میرا سلام کہنا اور اُن کو میرے پاس بھیج دینا۔ اور تم کو اُنکے والد کا

جو حال اُن کی زبانی معلوم ہوا ہو وہ مجکو لکھ بھیجو۔ ظہیر الدین کو دعا۔ از غالب۔

ایضاً بھائی ہان غلام فخر الدین خان کی رہائی زندگی دوبارہ ہے خدا تم کو مبارک کرے۔ سنا ہے لوہارو بھی اُن دونون صاحبون کو مل گیا یہ بھی ایک تہنیت ہے خدا سب کا بھلا کرے مجکو ڈپٹی کمشنر نے بلا بھیجا تھا صرف اتنا ہی پوچھا کہ غدر مین تم کہان تھے۔ جو مناسب ہوا وہ کہا گیا دو ایک خط آمد ولایت مین نے پڑہا ہے تفصیل لکھ نہین سکتا۔ انداز ادا سے پنشن کا بحال و برقرار رہنا معلوم ہوتا ہے۔ مگر ۵ مہینے پچھلے ملتے نظر نہین آتے۔ میان یہ الور مین کیا فساد برپا ہوا ہے خدا خیر کرے واسطے خدا کے جو تم کو معلوم ہوا ہو اور جو معلوم ہو جاوے اُس سے مجکو بھی اطلاع دینا۔ غالب۔

ایضاً برخوردار سعادت و اقبال نشان حکیم غلام نجف خان کو میری دعا پہنچے۔ تمہاری تحریر پہنچی۔ تم جدا کانہ خط کیون نہ لکھا کرو۔ خط لکھا اور بیرنگ یا پوست پیڈ جس طرح چاہا اپنے آدمی کے ہاتھ ڈاک گھر بھیج دیا۔ مکان کا پتا ضرور نہین ڈاک گھر میرے گھر کے پاس۔ ڈاک منشی میرا آشنا۔ اب تم ایک کام کرو آج یا کل ڈیوڑھی پر جاؤ اور جتنے خط جمع ہین وہ لوہان سنگی مضبوط کاغذ کا لفافہ کرو اور بیرنگ لکھ کر کلیان کے ہاتھ ڈاک گھر مین بھجوا دو۔ اور اپنے خط مین جو حال شہر مین نیا ہو وہ مفصل لکھو۔ جناب حکیم صاحب کو سلام نیاز اور ظہیر الدین احمد خان کو دعا کہنا اب میرا حال سنو تعظیم و توقیر بہت ملاقاتین تین ہوئی ہین ایک مکان کہ وہ تین چار مکانون پر مشتمل ہے رہنے کو ملا ہے یہان پتھر تو دوا کو بھی میسر نہین خشتی مکان گنتی کے ہین کچی دیوارین اور کھپریل سارے شہر کی آبادی اسی طرح پر ہے مجکو مکان ملے ہین وہ بھی ایسے ہین ہنوز کچھ گفتگو درمیان نہین آئی مین خود اُن سے ابتدا نہ کرون گا وہ بھی مجھہ سے بالمشافہہ نہ کہین گے مگر بواسطہ کار پردازان سرکار دیکھون کیا کہتے ہین اور کیا مقرر کرتے ہین مین سمجھا تھا کہ میرے پہنچنے کے بعد جلد کوئی صورت قرار پائے گی لیکن آج تک کہ جمعہ آٹھوان دن میرے پہنچنے کو ہے کچھ کلام نہین ہوا۔ کھانا دونون وقت سرکار سے آتا ہے اور وہ

سب کو کافی ہوتا ہے غذا میرے بھی خلاف طبع نہین - پانی کا شکر کس منہ سے ادا کرون ایک دریا ہے کوسی سبحان اللہ اتنا میٹھا پانی کہ پینے والا گمان کرے کہ یہ پھیکا شربت ہے صاف سبک گوارا سریع النفوذ - اس آٹھ دن مین قبض و انقباض کے صدمہ سے محفوظ ہون - صبح کو بھوک خوب لگتی ہے - لڑکے بھی تندرست - آدمی بھی توانا - مگر ہان ایک عنایت دو دن سے کچھ بیمار ہے - خیر اچھا ہوجائیگا - والدعا - جمعہ - ۳ - فروری سنہ ۱۸۶۶ء -

ایضاً میان تم نے بڑا کیا کہ لفافہ کھول کر نہ پڑھ لیا - بارے آج سہ شنبہ ۱۴ فروری صبح کے وقت یہ لفافہ پہنچا اور اُسی وقت پڑھوایا گیا - خط لفٹنٹ گورنر بہادر کا نہین یہ خط نواب گورنر جنرل بہادر کے چیف سکرٹر کا ہے ترجمہ اُس کا یہ ہے - از دفترخانہ سکرٹر اعظم حکم دیا جاتا ہے عرضی دینے والیکو کہ جواب اس عرضی کا نواب گورنر جنرل بہادر بعد دریافت کے ارشاد فرمائین گے از کنپ لودھیانہ ۲۰ جنوری سنہ ۱۸۶۶ء - یہان کا یہ حال ہے کہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر آگرہ مراد آباد آیا چاہتے ہین - مراد آباد یہان سے بارہ کوس ہے - نواب صاحب دو چار دن مین پھر آئین گے اگر اُن کی ملاقات کو مراد آباد جائین گے مین بھی ساتھ جاؤنگا اگرچہ گورنر غرب و شمال کو دلی سے کچھ علاقہ نہین مگر دیکھون کیا گفتگو درمیان آتی ہے جو واقع ہوگا تمھین لکھونگا - یہ تم کیا لکھتے ہو کہ گھر مین خط جلد جلد لکھا کرو - تم کو جو خط لکھتا ہون گویا تمھاری اُستانی کو لکھتا ہون کیا تم سے اتنا نہین ہوسکتا کہ جاؤ اور پڑھ کر سناؤ - اب اُن کو خیال ہوگا کہ انگریزی خط مین کیا لکھا ہے - تم یہ خط میرا ہاتھ مین لیجاؤ اور حرف بحرف پڑھ سناؤ - لڑکے دونون اچھی طرح ہین کبھی میرا دل بہلاتے ہین کبھی مجکو ستاتے ہین - بکریان کبوتر - بٹیرین - تکل - کنکوا - سب سامان درست ہے - فروری مہینے کے دو دو روپے لے کر دس دن مین اُٹھا ڈالے - پھر پرسون چھوٹے صاحب آئے کہ دادا جان کچھہ ہم کو قرض حسنہ دو - ایک روپیہ دونون کو قرض حسنہ دیا گیا - آج ۱۴ ہے مہینا دور ہے دیکھیے کے بار قرض لین گے - یہان کا رنگ نواب صاحب کے آنے پر جو ہوگا اور جو قرار پائیگا

وہ مفصل تمکو لکھونگا اور تم اپنے والد کو سنا دینا - اور ہان بھائی یہ بھی گھر مین پوچھ لینا کہ کدارناتھ نے اندر باہر کی تنخواہ بانٹ دی - مین نے تو وفادار اور حلال خوری تک کی بھی تنخواہ بھیج دی ہے - غالب - سہ شنبہ ۱۴ - فروری سنہ ۱۸۶۱ء -

ایضاً صاحب تمہارے دو خط متواتر آئے ظہیر الدین کا آگرہ جانا میرا خط اوسکا موسومہ تمہارے پاس پہنچنا اور اُس کا آگرہ کو روانہ ہونا ظہیر الدین کی دادی کا بعارضہ سرفہ و سعال رنجور ہونا - کدارناتھ کا مجھ سے خفا ہونا مکان کے روکنے کی اجازت کا مانگنا - فضل حسن سے میرے واسطے دریوزہ تفقد کرنا یہ مدارج و مطالب معلوم ہوئے - ظہیر الدین کا خط تم نے کیون کھولا وہ مغلوب الغضب ہے تم پر خفا ہوگا اُس کی دادی اِس موسم مین ہمیشہ ان امراض مین مبتلا ہو جاتی ہے - ایک نسخہ اُس کے پاس ماء اللحم کا ہے وہ کھچوا دو اور ذرا خبر لیتے رہو - کدارناتھ لڑکا ہے وہ مجھ سے کیا خفا ہوگا روپیہ جو خزانہ مین جمع ہوگا آخر وہی لائے گا - خفا مین ہون کہ روپیہ دام دام پایا اور میرے تک نہ دیا اور چھ مہینے کا نہ بانٹا - مکان کے روکنے کو اور کس طرح لکھون شہاب الدین خان کو لکھا شمشاد علی بیگ کو لکھا - اب تم کو لکھتا ہون ستمبر کے چہ دے آیا ہون - اکتوبر نومبر دسمبر یہ ۳ مہینے کے آ اردون گا - بلکہ اگر موقع بنے گا تو یہ سہ ماہہ یہان سے بطریق ہنڈوی بھیج دونگا - اسمعیل خان صاحب کو میری دعا کہو اور یہ کہ ڈیوڑھی کی سیڑھی بنوا دین اور حویلی کے پائے خانہ کی صورت درست کروا دین - ہائے قسمت اِس قسمت پر لعنت کہ میان فضل حسن میرے مربی و محسن نہین اور پھر وائے محرومی کہ مطلب براری نہ ہو خدا کرے نہ ہو - لونڈون کا احسان زہر قاتل ہے - فضل اللہ خان میرا بھائی ہے اُس کا احسان مجھکو گوارا - سو بار اُس سے کہا اور ہزار بار کہونگا - خیر جو ہوا سو ہوا آپ اُس سے زنہار نہ کہیئے گا نہ لکھیئے گا اگر کچھ کہو تو فضل سے کہو ڈالا - نواب صاحب دورے سے یا آج شام کو یا کل آ جائین گے جشن جمشیدی کی تیاریان ہو رہی ہین - نجات کا طالب غالب - یکشنبہ ۱۲ نومبر سنہ ۱۸۶۰ء - صبح کا وقت -

ایضاً شنبہ ۴ - ذی قعدہ یکم اپریل - میان تمہارا گلہ میرے سر و چشم پر لیکن میرا حال سن لو

اور اپنے وہم و قیاس پر عمل نہ کرو۔ پہلے ظہیر دلیر کا خط آیا پڑھتے ہی اُس کا جواب لکھ رکھا۔ دوسرے دن ڈاک مین بھجوایا۔ مضمون بہ تغیر الفاظ یہ تم جو پھوڑے پھنسی مین مبتلا رہتے ہو اس کا سبب یہ کہ مجھہ مین تمہارا لہو ملتا ہے اور مین احتراق خون کا پتلا ہون۔ پھر تمہارا خط آیا تیسرے دن اُس کا جواب بھجوا دیا۔ مضمون یہ کہ تم سے تو میرا پیارا پوتا ظہیر الدین اچھا کہ جاتے وقت مجھہ سے مل گیا اور وہان پہنچتے ہی مجکو خط لکھا۔ رسید ڈاک گھر سے ملتی نہین۔ خط دونون پیڈ تھے۔ یہان کے ڈاک گھر مین ممکن نہین کہ میرے وہ دونون خط رہ گئے ہون۔ شیخوپور کی ڈاک کے ہرکارون نے نہ پہنچایا میرا کیا قصور۔ البتہ سرنامہ پر صرف بستی کا نام اور تمہارا نام تھا۔ محلہ کا نام نہ تھا شاید اس سبب سے خط نہ پہنچا ہو۔ اسی وقت تمہارا خط آیا مین نے لیٹے لیٹے یہ سطرین لکھین۔ اب عنایت اللہ کو تمہارے گھر بھیجتا ہون اور پچھوا منگواتا ہون کہ پتا وہان سے کیا لکھا جاتا ہے۔ حسب لدعا عنایت اللہ آیا اور یہ پرزہ لایا ہے پتہ سرنامہ پر لکھتا ہون مگر ڈاک کا وقت نہین رہا۔ کل بھیج دونگا

حکیم ظہیر الدین خان کو دعا۔ بیٹا اب اس وقت مجھہ مین دم نہین دعا پر قناعت کر۔ تیرے خط کا جواب جیسا کہ اوپر لکھ آیا ہون بھیج چکا ہون جھوٹے پر لعنت تو بھی کہہ بیش باد۔ نواب مصطفے خان کل شہر مین آگئے مع قبائل آئے ہین۔ ذی قعدہ مین چھوٹے لڑکون کی ختنہ اور ذی الحجہ مین محمد علی خان کی شادی کرین گے۔ آج پانچوان دن ہے شہر مین مرغ کے انڈے برابر اولے پڑے کہین کہین اس سے بڑے بھی۔ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر جلد یہ آئے دربار کیا۔ میری تعظیم اور مجھہ پر عنایت میری تمنا سے زیادہ کی۔ آؤ گے تو مفصل سن لوگے۔ نجات کا طالب غالب۔

ایضاً میان آج صبح کو تم آئے تھے۔ مین اُس ٹکٹ کے قصہ مین اُلجھا کہ تم سے کہنا بھول گیا۔ اب میر عنایت حسین صاحب تمہارے پاس پہنچتے ہین۔ جس امر مین یہ تم سے کوشش چاہین تمکو میری جان کی قسم بدل متوجہ ہو کر اُس کام کو انجام دو۔ امر سہل ہے کچھہ بات نہین ہے مگر در صورت سعی خدا کے ہان سے تمکو بڑا اجر ملے گا اور مین تمہارا ممنون ہون گا۔ نجات کا طالب غالب۔

ایضاً میان مین تم سے رخصت ہو کر اُس دن مرادنگر مین رہا۔ دوسرے دن یعنی جمعہ کو میرٹھ

پہنچا۔ نواب مصطفیٰ خان نے ایک دن رکھ لیا آج شنبہ ۱۹ جنوری یہاں مقام ہے۔ نو بج گئے ہیں بیٹھا ہوا یہ خط لکھ رہا ہوں منت کا کھانا ہے خوب پیٹ بھر کر کھاؤں گا کل شاہجہانپور پرسوں گڈھ مکتیسر ہونگا۔ مراد آباد سے پھر تم کو خط لکھوں گا۔ لڑکوں نے ہاتھ کے دو خط لکھے ہوئے انکی دادی کو بھجوا دئے ہیں۔ تم اس اپنے نام کے خط کو لے کر ڈیوڑھی پر جانا اور استانی جی کو پڑھ کر سنا دینا اور خیر و عافیت کہہ دینا۔ جناب خانصاحب کو میرا سلام نیاز۔ اور ظہیرالدین احمد کو دعا کہہ دینا۔ ہاں بھائی میں از روئے مصلحت اپنے کو مقامات مختلف کا عازم کہہ آیا ہوں۔ اب جو شخص تم سے پوچھا کرے اس سے پردہ نہ کرنا اور صاف کہہ دینا کہ رامپور کو گیا ہے یعنی سب کو معلوم ہو جائے اور کوئی تذبذب میں نہ رہے۔ مرقومہ چاشتگاہ شنبہ ۱۲ جنوری۔

ایضاً برخوردار حکیم غلام نجف خان کو فقیر غالب علی شاہ کی دعا پہنچے۔ آج کا دن پہر دن چڑھا ہوگا کہ میں فقط پالکی پر مراد آباد پہنچا۔ ۲۰ جمادی الاول کی اور ۱۱ اکتوبر کی ہے۔ دونوں رتھ دونوں گاڑیاں اور ٹٹو اور آدمی سب پیچھے ہیں اب آئے جاتے ہیں۔ رات بخیر گزرے بشرط حیات کل رامپور پہنچ جائیں گے۔ گھبرایا ہوا ہوں تیرا دن ہے پانا نہ پھرنے کو۔ لڑکے بخیر و عافیت ہیں اپنی استانی سے کہہ دینا۔ مرزا شہاب الدین خان کو نواب ضیاء الدین کو سلام میرا رقعہ ان دونوں صاحبوں کو پڑھا دینا ضرور ضرور۔ ظہیرالدین دعا سے خفا ہوگا اس کو میری بندگی کہنا۔ غالب۔

بنام حکیم ظہیرالدین احمد خان صاحب

پنجشنبہ ۲۔ نومبر [illegible] اقبال نشان حکیم ظہیرالدین احمد خان کو فقیر غالب علیشاہ کی دعا پہنچے کہو میاں تمہارا مزاج کیسا ہے اور تمہارے بھائی مرزا تفضل حسین خان کیسے ہیں اگر ملو تو میری دعا کہنا اور مزاج کی خبر پوچھنا اور اپنے والد ماجد کو میری دعا کہنا اور کہنا کہ تمہارا خط میرے خط کے جواب میں تھا اس میں اور کوئی بات جواب طلب نہ تھی۔ سنو میاں ظہیرالدین تم اپنی دادی کے پاس ابھی چلے جاؤ اور ان سے میری اور دونوں لڑکوں کی خیر و عافیت کہو۔ اور پوچھو کہ شہاب الدین خان نے اکتوبر کے مہینے کی تنخواہ کے پچاس روپئے پہنچا دیئے یا نہیں۔ کدار ناتھ

ڈیوڑھی پر آگر جعفر بیگ وفادار وغیرہ کی تنخواہ بانٹ گیا یا نہین۔ اچھا میر ابیٹا یہ دونون باتین اپنی دادی سے پوچھ کر جلد مجکو لکھیو دیر نہ کیجیو۔ خط کے جواب کا طالب فقیر غالب۔

از جانب حکیم ظہیر الدین احمد خان بنام نجم الدین حیدر صاحب عم الیشان

جناب فیض مآب چچا صاحب قبلہ وکعبہ دوجہان کے حضور مین کورنش وتسلیم پہنچاتا ہون اور ہزار زبان سے اس توپ کے عنایت فرمانے کا شکر بجالاتا ہون۔ سبحان اللہ کیا توپ جس کی آواز سے رعد کا دم بند اور رنجک کے رشک سے بجلی کو رنج۔ گولا اُس کا خدا کا قہر دھوان اُس کا دریاے عشق کی لہر۔ استغفر اللہ کیا باتین کرتا ہون جھوٹ کے دفتر بہرتا ہون۔ کیسی رنجک کیسا دھوان کیسا گراب۔ یہ وہ توپ ہے کہ بغیر ان عوارض کے صرف اُسکی آواز سے رستم کا زہرہ آب ہو جائے اب بارود ہو تو رنجک اُڑے آگ دہکائین تو دھوان ہو گولہ جھرا کچھ اس مین بھرین تو ظاہر نہ کہین نشان ہو۔ صرف اُس کی آواز پر مدار ہے نئی ترکیب اور نیا کاروبار ہے ایک آواز اور اُس مین یہ اعجاز کہ دوست کو فتح کی شلک کی صدا سنائے۔ دشمن سُنے تو ہیبت سے اُس کا کلیجہ پھٹ جائے۔ آواز کا اسد مہ اگرچہ صداے صور سے دونا ہے مگر ہمین یہی کہتے بن آتا ہے کہ صور کا نمونہ ہے۔ کیا خدا کی قدرت ہے دیکھو تو کیسی ندرت ہے۔ توپ کا گولہ توپ ہی مین رہ جائے اور جو قلعہ روبرو آئے وہ ڈہ جائے۔ دانا آدمی اسے زنجیری گولا کہتا ہے کہ توپ مین سے نکل کر پھر وہین الجھ رہتا ہے۔ اچھے میرے چچا جان یہ توپ کس نے بنائی اور تمہارے ہاتھ کہان سے آئی۔ جو دیکھتا ہے وہ حیران ہوتا ہے اب شہر مین جابجا اسی کا بیان ہوتا ہے۔ حق تعالی شانہ تم کو ہمارے سر پر سلامت رکھے اور ہمیشہ بدولت واقبال وعزوکرامت رکھے۔

بنام نواب میر ابراہیم علی خان صاحب بہادر المتخلص بہ وفا

ولی نعمت کو غالب کی بندگی بسبب ضعف پیری کے خدمت گزاری مین درنگ واقع ہو جاے تو معاف رہون۔ قائم کبھی نہ رہونگا انشاء اللہ العظیم دو غزلون مین سے ایک غزل بعد

اصلاح پہنچتی ہے دوسری غزل ہفتہ آیندہ مین پہنچ جائے گی۔ ضعف اعضا اور دوام مرض سے علاوہ اختلال حواس کا کیا حال لکھون۔ دو تین دن ہوئے کہ قبلہ و کعبہ میر عالم علیخان کا خط آیا وہ لکھتے ہین کہ آزردہ تخلص کی دو غزلین اصلاحی پہنچین۔ دیکھیے اس سہو کو کہ کس کی غزلین کس کو پہنچین۔ مزا اس مین ہے کہ اب یہ بھی یاد نہین آتا کہ آزردہ کا نام کیا ہے اور وہ کون ہے اور کہان کا ہے۔ شاید اُس بندہ خدا کو حضرت کی غزلین بھیجی ہونگی۔ خدا کرے وہ بزرگوار میر صاحب کی غزلین میر صاحب کی طرح میرے پاس بھیج دے تو میر صاحب کی خدمت مین بھیج دون اگر ایسا نہ ہوا تو اُن غزلونکو جو اب آئی ہین دیکھونگا۔ یہ اکہتّر برس کی عمر کی خوبی ہی۔ اب میر صاحب قبلہ کو خط پڑھوا دیجیے گا۔ لطف و کرم کا طالب غالب۔ ۲۔ اکتوبر ۱۸۶۶ء۔

الیضاً سید صاحب قبلہ نواب میر ابراہیم علی خان بہادر کو غالب علیشاہ کا سلام۔ وہ غزل جس کا مطلع یہ ہے ؎ بس شوق قتل سے ہے الخ گم ہو گئی ہے پھر لکھ کر بھیجیے اور قصور معاف کیجیے یہ غزل جو اُس غزل کے بعد بھیجی ہے فی الحال بعد اصلاح کے پہنچتی ہے۔ میر صاحب قبلہ سید عالم علیخان بہادر کی دو غزلین پہنچین۔ مگر وہ یہ لکھتے ہین کہ مین رجب کے مہینے مین وطن کو جاؤن گا اور وہان سے تیرے پاس آؤن گا آج بحساب جنتری ۲۷۔ اور از روے رویت ۲۶ رجب کی ہے۔ غزلین اُنکی موجود۔ مگر بھیج نہین سکتا۔ آپ میری بے گناہی کے گواہ رہین۔ قبلہ ضعف نے مضمحل کر دیا ہے۔ حواس بجا نہین۔ اس مہینے یعنی رجب کی آٹھوین تاریخ سے تہترواں برس شروع ہو گیا ہے۔ غذا باعتبار آرد و برنج مفقود محض۔ صبح کو پان سات بادام کا شیرہ۔ ۱۲ بجے آب گوشت۔ شام کو چار کباب تلے ہوئے۔ بس آگے خدا کا نام۔ ہان حضرت جناب حکیم سید احمد حسن صاحب کی تحریر سے کچھ حال ناسازی کا اخوان و احباب سے معلوم ہوا اور وہ علم باعث توزع ضمیر ہے۔ متوقع ہون کہ اُس فساد کے رفع ہونے سے اور اپنی طمانیت خاطر سے فقیر کو آگہی بخشیے اور اس خط کا جواب مع رسید غزل جلد ارسال فرمایئے گا۔ اسد بے دستگاہ پنجم دسمبر ۱۸۶۶ء رجب کی تاریخ اوپر لکھ آیا ہون۔

ایضاً پیر و مرشد جناب سید ابراہیم علی خان صاحب کو بندگی - غزل پہنچی ہے خط از روئے احتیاط بیرنگ بھیجا ہے - قبلہ آپکے بھائی صاحب میر علیخان صاحب مجھہ پر کیون خفا ہین کہ اپنی غزل نہین بھیجتے یہ امر اُن کے خاطر نشان ہوجائے کہ غالب آپکے دادا کا غلام اور خدمت بجا لانے کو آمادہ ہے - جواب کا طالب غالب - نہم ربیع الثانی ۱۲۸۳ھ

ایضاً بخدمت قبلہ سید احمد حسن صاحب مودودی - تسلیم بجناب میر ابراہیم علیخان بہادر کورنش قبول باد - تصویر مہر تنویر مجھے پہنچی اور مین نے رسید لکھہ بھیجی عجب ہے کہ آپ کو اُس کے پہنچنے مین تردد ہے - ارسال فقیر نے جو اپنی خاکساری کا یعنی تصویر منشی میان داد خان کی معرفت نذر کی ہے یقین ہے وہ بھی پہنچی ہوگی - دونون غزلین بعد اصلاح کے بھیجتا ہون - اپنی غزل آپ رہنے دین اور سیدؔ صاحب کی غزل اُن کو حوالہ کردین - نجات کا طالب غالب - جمعہ ۱۷ اگست ۱۸۶۵ع

ایضاً جناب تقدس انتساب سید صاحب وقبلہ والا مناقب عالیشان نواب سید ابراہیم علیخان بہادر مدظلہ العالی - بعد بندگی معروض ہے حضرت سید احمد حسن خان صاحب مدظلہ العالی کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپکے گھر مولود مسعود پیدا ہوا - ایک عبارت رنگین مرتب کرکے اکمل الاخبار مین مین نے چھپوا دی ہے - اور ایک رباعی اور ایک قطعہ اپنا اور ایک قطعہ سید صاحب ممدوح کا جو انہون نے یہان بھیجا تھا وہ بھی چھپوا دیا - اور تین قطعے تاریخی بہاری لال منتظم اور میر فخر الدین مہتمم مطبع نے جو یہان تاریخین لکھین تھین وہ چھپوا دین - چنانچہ اپنی لکھی ہوئی رباعی اور قطعہ عرض کرتا ہون رباعی -

حق داد بہ سیدؔ زپے انعامش	فرخ پسرے کہ واجب است اکرامش
تاریخ ولادتش بود بے کم و بیش	ارشاد حسین خان کہ باشد نامش
قطعہ غالب حال سنین ہجری	معلوم کن از خجستہ فرزند
چون یکصد و بست و چار ماند	این ست شمار عمر دلبند

یہ تو ظاہر ہے کہ ۱۲۸۵ھ ہین جب خجستہ فرزند کے اعداد مین سے ۱۲۸۵ لیے تو ایک سو چوبیس ۱۲۴

بچتے ہین اُن کو مین نے دعاے عمر مولود قرار دیا۔ حق تعالیٰ اس مولود کو تمھارے سامنے عمر طبعی کو پہنچائے۔ خط کی رسید کا طالب غالب۔

بنام مولوی احمد حسن صاحب قنوجی

یارب یہ ایک خط جو مجکو بڑودہ گجرات سے آیا ہے کاتب نے اپنے کو احمد حسن قنوجی بتایا ہے اُدہر سے اظہار آشنائی ہے۔ میری طرف سے یہ بے حیائی ہے کہ مجکو ان کی اور اپنی ملاقات یاد نہین آتی۔ سونچتا ہون کوئی بات یاد نہین آتی۔ خانہ نسیان خراب۔ عشرۂ قتالہ کے مرحلہ کا رہ پیما ہون شاید اگر جیون گا تو اس کا بھی مجکو علم نہ رہے گا کہ مین کون ہون اور کیا ہون ۶۵ برس کی عمر ہوئی حواس ظاہری مین سے سامعہ و شامہ باطل حواس باطنی مین سے حافظہ زائل بسبب نسیان کے اکثر مطالب ضروری تلف ہوجاتے ہین۔ خدایا کیا اس عمر مین سب آدمی ایسے خرف ہو جاتے ہین حیران ہون کہ آپ کو سید لکھون مولوی لکھون خان لکھون خط مین تو خیر کچھ لکھ دونگا۔ خط کا کیا عنوان لکھون بندہ پرور فقیر معاف رہے حضرت کا دل غبار کدورت سے صاف رہے۔ مولوی عبد الجمیل صاحب بریلوی کو جانتا ہون بلکہ اُن کا احسان مانتا ہون کہ باوجود عدم ملاقات ظاہری اکثر اون کے خطوط آتے رہتے ہین گویا وہ اپنا نام ہمیشہ مجکو یاد دلاتے رہتے ہین نہ آپ کہ بعد ایک عمر کے ناگاہ بنامہ یاد فرمائین اور اپنی اور میری ملاقات کا زمانا یاد نہ دلائین بہ حال تمھارا دعا گو ہون خیر جو ہون اس خط کے جواب مین ایسا کچھ لکھو کہ تم کو پہچان جاؤن۔ کب ملے تھے کئی ملاقاتین ہوئی تھین یہ سب مدارج جان جاؤن۔ نثر کے شیوہ و انداز کا تو ڈھنگ اچھا ہے۔ خود تمھاری تحریر سے معلوم ہوا کہ شاعر بھی ہو تو تخلص کیا ہے نامہ نگار کا حال بسبیل اجمال یہ ہے کہ سیاست سے محفوظ رہا ہون اور حکام کی عنایت سے محفوظ رہا ہون بیوفائی کا داغ نہین لگا ہے پنشن قدیم کو بدستور حکم اجرا ہے۔ زندگی کا رنگ اچھا دیکھتا ہون۔ دیکھیے مرنے کے بعد کیا دیکھتا ہون۔ یہ مکرم مخدوم آپ کے ہم نام یعنی جناب مولوی احمد حسن صاحب عالی مقام ظاہرا بہت درویش نواز ہین کہ اس گم نام گوشہ نشین کو حضرت نے سلام لکھا ہے

میری طرف سے سلام باشتیاق تمام پہنچائیے - والسلام - راقم جواب نامہ کا طالب - اسد اللہ المتخلص بہ غالب -

ایضاً مخدوم مکرم مولوی سید احمد حسن خان صاحب باور کریں کہ یہ درویش گوشہ نشین تمہارا دوست اور تمہارا دعاگو ہے - تمہاری نثر کی طرز پسند تمہاری خواہش مقبول سید احمد حسن صاحب کی خدمتگذاری منظور ہے ع

عشق نے غالب نکما کر دیا		ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے	

۶۵ برس کی عمر ہوئی اضمحلال قوی ضعف دماغ کی فکر رگ غم عقبی۔ جو آپ مجھے دیکھ گئے ہیں میں اب وہ نہیں ہوں - نظم و نثر کا کام صرف ۵۰ برس کی مشق کے زور سے چلتا ہے ورنہ جوہر فکر کی درخشندگی کہاں - بوڑھا پہلوان پیچ بتاتا ہے زور نہیں دلوا سکتا - بہرحال حکیم صاحب کو میرا سلام کہئے اور کہئے کہ آپ بے تکلف اپنا کلام بھیج دیا کریں یہاں سے بعد حک و اصلاح خدمت میں پہنچ جایا کرے گا - غالب ۱۲ - ستمبر سنہ ۱۸۶۰ء -

بنام حکیم سید احمد حسن صاحب مودودی

حضرت قبلہ پہلے التماس یہ ہے کہ آپ سید صحیح النسب تمام امت مرحومہ محمد علیہ السلام کے قبلہ و کعبہ جب آپ مجکو قبلہ و کعبہ لکھیں تو پھر میں آپ کو کیا لکھوں - خدا کے واسطے غور کیجئے کہ قبلہ قبلہ اور کعبہ کعبہ یہ کیا ترکیب ہے چونکہ آپ نے مجھے اُستاد گردانا ہے اس التماس کو بھی از قسم اصلاح تصور کیجئے زنہار قبلہ قبلہ کبھی نہ لکھئے گا یہ سوء ادب ہے بہ نسبت قبلہ عیاذاً باللہ - آپ کا عطوفت نامہ پہنچا - میرے پہلے خط کا بدیر پہنچنا اور اُسکی دیر رسی کا سبب مجکو معلوم ہوا - اب اس کا خیال رکھونگا یہ اب آپ کو معلوم رہے کہ آپ کے کسی خط کا جواب میرے ذمہ باقی نہیں ہے - دو باتیں جس خط کا جواب نہیں پہنچا اُس کو یہ سمجھئے کہ وہ خط راہ میں تلف ہو گئے اور میرے پاس نہیں پہنچے ع بہار گلستانِ احمد حسن ۔ یہ سجع کیا برا ہے ؟ ع دلِ حیدر و جانِ احمد حسن ۔ یہ اُس سے بھی بہتر ہے انہیں دونوں میں ایک سجع مہر پر کھدوا لیجیے - غزل بعد اصلاح کے پہنچتی ہے - غالب ۱۹ - ذی الحجہ

ایضاً حضرت پیر و مرشد۔ غزل بعد اصلاح کے پہنچتی ہے۔ غزل سہو سے لکھ گیا ہون دونون غزلین پہنچتی ہین۔ جناب مولوی انصار علی صاحب سے مجکو تعارف اسمی ہے اُن کو میرا سلام کہئے اور کہیئے کہ حضرت جناب مولوی صدر الدین صاحب بہت دن حوالات مین رہے۔ کورٹ مین مقدمہ پیش ہوا روبکاریان ہوئین۔ آخر صاحبان کورٹ نے جان بخشی کا حکم دیا۔ نوکری موقوف۔ جائداد ضبط۔ ناچار خستہ و تباہ لاہور گئے۔ فنانشل کمشنر اور لفٹنٹ گورنر نے ازراہ ترحم نصف جاداد واگذاشت کی۔ اب نصف جاداد پر قابض ہین۔ اپنی حویلی مین رہتے ہین۔ کرایہ پر معاش کا مدار ہے۔ اگرچہ یہ امداد انکی گزارے کو کافی ہے۔ کس واسطے کہ ایک آپ اور ایک بی بی تیس چالیس روپیہ مہینے کی آمد لیکن چونکہ امام بخش صہبائی کی اولاد اُن کی عترت ہے اور نو دس بارہ آدمی ہین لہذا فراغ بال سے نہین گزرتی۔ ضعف پیری نے بہت گھیر لیا ہے۔ عشرہ ثامنہ کے اواخر مین ہین۔ خدا سلامت رکھے غنیمت ہین۔ غالب ۱۲ یکشنبہ ۱۹ جنوری سنہ ۱۸۶۲ء۔

ایضاً سید صاحب و قبلہ عنایت نامہ مع قصیدہ پہنچا۔ پس و پیش ایک رافت نامہ پیر و مرشد سید ابراہیم علیخان صاحب بہادر اور ایک عطوفت نامہ قبلہ و کعبہ سید عالم علیخان بہادر کا پہنچا۔ مین علی کا غلام اور اولاد علی کا خانہ زاد۔ لیکن بوڑھا و ناتوان اور مسلوب الحواس اور بے سر و سامان۔ خدمت بجا لانے مین عذر کرون تو گنہگار۔ درنگ و توقف کا مضائقہ نہین۔ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا۔ خداوند نعمت کیا تم دلی کو آباد اور قلعہ کو معمور اور سلطنت کو بدستور سمجھے ہوئے ہو۔ جو حضرت شیخ کا کلام اور صاحبزادہ شاہ قطب الدین ابن مولانا فخر الدین علیہ الرحمۃ کا حال پوچھتے ہو۔ این دفتر را گاؤ خورد و گاو را قصاب برد و قصاب در راہ مرد۔ بادشاہ کے دم تک یہ باتین تھین۔ خود میان کالے صاحب مغفور کا گھر اس طرح تباہ ہوا کہ جیسے جھاڑو دی۔ کاغذ کا پرزا سونے کا تار پشمینہ کا بال باقی نہ رہا۔ شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا مقبرہ اُجڑ گیا۔ کیا ایک اچھے محلون کی آبادی تھی اُن کی اولاد کے لوگ تمام اُس موضع مین سکونت پذیر تھے۔ اب ایک جنگل ہے اور سیدان مین قبر اس کے سوا کچھ نہین۔ وہان کے رہنے والے اگر گولی سے بچے ہونگے تو خدا ہی

جانتا ہوگا کہ کہان ہین - اُن کے پاس شیخ کا کلام بہی تھا کچھہ تبرکات بہی تھے اب جب وہ لوگ ہی نہین تو کس سے پوچھون - کیا کرون کہین سے یہ مدعا حاصل نہ ہوسکے گا - سید صاحب قبلہ کیون تکلیف کرتے ہین اگر یہی مرضی ہے تو اتحاف و اہدا تکلف محض ہے - فقیر بے سوال ہون اگر کچھہ بھیج دین گے رد نہ کرونگا - کم و بیش پر نظر نہ کرین جتنے کا چاہین نوٹ خط مین لپیٹ کر بھیج دین - والسلام از اسد اللہ - روز شنبہ یکم ستمبر ۱۸۶۶ء -

ایضاً پیر و مرشد - تین برس عوارض احتراق خون مین لیا مبتلا رہا ہون کہ اپنے جسم و جان کی بھی خبر نہین رہی - آپ کے خطوط آئے ہونگے کوئی خط پڑھ لیا ہوگا - کوئی عنوان ناکشودہ پڑا رہا ہوگا البتہ حاجی مصطفیٰ خان کا آنا مجکو یاد ہے - یقین کرتا ہون کہ اُنہون نے از روے مشاہدہ میری خستگی تن کا حال حضرت کو لکھا ہوگا - اب مین اپنی زبان سے یہ کیون کر کہون کہ اچھا ہون مگر بیمار اور عوارض مین گرفتار نہین ہون - بوڑھا - بہرا - اپاہج - بدحواس - ناتوان - فلک زدہ آدمی ہون عہد کرتا ہون کہ جب آپ کا خط آئے گا اُس کا جواب لکھون گا - جب غزل آئے گی اُسکو دیکھہ کر بھیجون گا - مگر حضرت کے مسکن کا پتا بھول گیا ہون یہ خط تو مصطفےٰ خان سوداگر کو بھیجے دیتا ہون وہ آپ کو بھجوا دین گے - آیندہ جو عنایت نامہ ڈاک مین آئے اُس مین مسکن و مقام و شہر کا نام لکھا جائے - نجات کا طالب غالب - ۲۴ - جولائی سنہ ۱۸۶۵ء

ایضاً حضرت پیر و مرشد ان دنون مین اگر فقیر کے عرائض نہ پہنچے ہون یا ارشاد کے جواب ادا نہ ہوئے ہون تو موجب ملال خاطر اقدس نہ ہو ۵

	اتفاق سفر افتادہ بہ پیری غالب		انچہ از پاے نیامد ز عصا ے آید	

رامپور کی سرکار کا فقیر تکیہ دار روزینہ خوار ہون - رئیس حال نے مسند نشینی کا جشن کیا دعا گو دولت کو در دولت پر جانا واجب ہوا ہفتم اکتوبر کو دلی سے رامپور کو روانہ ہوا - بعد قطع منازل ستہ وہان پہنچا - بعد اختتام بزم عازم وطن ہوا - ہشتم جنوری کو دلی پہنچا - عرض راہ مین بیمار ہوا پانچ دن مرادآباد مین صاحب فراش رہا - اب جیسا فرسودہ روان ناتوان تھا ویسا ہون جو

خطوط مجتمع لکھ سکتا ہون۔ بہرحال ایسا ہون۔ نواب میر جعفر علیخان مرحوم مغفور کا خاندان سبحان اللہ ۵

این سلسلہ از طلاے ناب ست	این خانہ تمام آفتاب ست

نواب میر غلام بابا خان میرے دوست اور میرے محسن ہین۔ راہ و رسم نامہ و پیام مدت سے باہمدگر جاری ہے۔ آپ کا حکم بے تکلف مانونگا جناب میر ابراہیم علیخان صاحب اور حضرت میر علیخان صاحب کی خدمتگذاری کو اپنا فخر و شرف جانونگا۔ اس وقت بکس کھولا ہے خطوط اطراف و جوانب دیکھ رہا ہون۔ پہلے حضرت کے خط کا جواب بطریق اختصار لکھا ہے اب جب اس کا جواب آئیگا تب فقیہ حکم بجالائے گا۔ اسد اللہ۔ چارشنبہ ۱۷ جنوری سنہ ۱۸۶۶ع۔

ایضاً پیر و مرشد آپ کو میرے حال کی بھی خبر ہے ضعف نہایت کو پہنچ گیا۔ رعشہ پیدا ہوگیا بینائی مین بڑا فتور پڑا۔ حواس مختل ہوگئے۔ جہان تک ہوسکا احباب کی خدمت بجالایا۔ اوراق اشعار لیٹے لیٹے دیکھتا تھا۔ اور اصلاح دیتا تھا۔ اب نہ آنکھ سے اچھی طرح سوجھے نہ ہاتھ سے اچھی طرح لکھا جائے۔ کہتے ہین کہ شاہ شرف بوعلی قلندر کو بسبب کبرسن کے خدا تعالیٰ نے فرض اور پیمبر نے سنت معاف کردی تھی۔ مین متوقع ہون کہ میرے دوست خدمت اصلاح اشعار مجھہ پر معاف کرین خطوط شوقیہ کا جواب جس صورت سے ہوسکے گا لکھ دیا کرونگا۔ زیادہ حد ادب۔ راقم اسد اللہ خان غالب ۸ اپریل ۱۸۶۶ع

ایضاً پیر و مرشد یکم محرم کا خط کل ۱۸ محرم کو پہنچا آج ۱۹ کو جواب لکھتا ہون۔ آپ پر اور میر ابراہیم علیخان پر میری جان نثار ہے۔ مقطع با مقطع۔ اب ایک ایک غزل آپ تینون صاحب بھیج دیا کیجے۔ اسی طرح مین فرداً فرداً بعد اصلاح بھیج دیا کرونگا۔ مگر میرے قبلہ و کعبہ واسطے خدا کے شجرہ منظومہ ارسال نہ فرمائے گا۔ اسکی اصلاح میری حد وسع سے باہر ہے۔ میرا شیوہ نہین ہی خط بیرنگ بھیجنا۔ یہ خط عمداً بیرنگ بھیجتا ہون۔ کہتے ہین کہ پیڈ کے تلف ہونے کا احتمال ہے۔ اور بیرنگ کا نہین۔ اسد اللہ۔ شنبہ۔ دوم جون سنہ ۱۸۶۶ع۔

ایضاً قبلہ ڈاک کے ہرکارہ نے کل دو خط ایک بار پہنچائے۔ ایک آپ کا خط مع غزل اور ایک نواب میر ابراہیم علیخان کا خط مع غزل۔ آج تین باتین ضروری لکھنی تھین۔ اس واسطے یہ خط آج

روانہ کرتا ہون۔ ایک بات یہ کہ غزل کا کاغذ واپس بھیجتا ہون نہ اُس کو پھاڑ سکون نہ پانی مین دھو سکون شہیدی کی غزل ان قافیون مین بہ تغیر ردیف ایسی ہے کہ اب اِن قافیون کا باندھنا ہرگز نہ چاہیے۔ آپ اور غزل لکھیے اس کو ہرگز دیوان مین نہ رکھیے۔ یہ بھی اس ضمن مین لکھنا مناسب ہے کہ میر ابراہیم علیخان صاحب نے اپنی اصلاحی غزل کی رسید کل کے خط مین لکھ بھیجی آپ اپنے خط مین کس راہ سے لکھتے ہین کہ وہ غزل اصلاحی مانگتے ہین۔ اسی فصل مین یہ بھی اطلاع دیتا ہون کہ آپ کی یہ غزل سُلا کر سوئے اور بنا کر سوئے اور تاریخ ہاے بناے مسجد دیکھ کر اور اصلاح دیکر آج پانچوان دن ہے کہ ڈاک مین بھیج چکا ہون اور دوسری یہ بات ہے کہ آپ سید صاحب کا حال مفصل لکھیے ایسا کئے لاکھ کا ملک بڑودہ کی سرکار سے ہمارے محسن کو ملا ہے کہ اُن سے دو لاکھ روپیہ نذرانہ مانگا جاتا ہے۔ آگے اُس راج مین حسام الدین حسین خان بڑے معزز اور مکرم متوسل تھے اور سیر حاصل جاگیرین رکھتے تھے۔ سید ابراہیم علیخان صاحب اُسی خاندان مین سے ہین اور ہان یہ بھی لکھیے کہ میر عالم علیخان کون سے اور آپ کو ان دونون صاحبون سے کیا قرابت ہے تیسری بات یہ ہے کہ جب نوٹ بھیجیے تو اہل کلکتہ کی طرح آدھا آدھا دو بار کر کے نہ بھیجیے گا۔ میرے نام کا لفافہ جس شہر سے چلے اُسی شہر کے ڈاک گھر مین رہجائے تو رہجائے ورنہ دلی کے ڈاک خانہ مین پہنچ کر کیا امکان ہے کہ تلف ہو۔ اسد اللہ۔ ۲۵ ستمبر ۱۸۶۶ء۔

ایضاً حضرت یہ آپ کے جد امجد کا غلام تو مر لیا۔ کثرتِ احکام تواتر ورود اشعار پھر یہ ہنجار کہ سو روپیہ کے نوٹ کی رسید سو بار مانگتے ہو۔ میر ابراہیم علیخان صاحب کی غزل جس کا ایک شعر یہ ہے ؎

علی علی جو کہا سحر تو یون سمجھے	کہ ذوالفقار سے کٹتی ہے اب ہماری رات

بعد اصلاح بھیج چکا ہون اور آپ اُس کا تقاضا کیے جاتے ہین۔ غزلین آپ کی برستی ہین کہان تک دیکھون۔ آپ کی غزلون کیساتھ اور غزلین بھی گم ہو جاتی ہین۔ بہتر برس کا آدمی پھر رنجور دائمی غذا ایک قلم مفقود۔ آٹھ پہر مین ایک بار آبِ گوشت پی لیتا ہون۔ نہ روٹی نہ بوٹی نہ پلاؤ نہ خشکا۔ آنکھ کی بینائی مین فرق ہاتھ کی گیرائی مین فرق رعشہ مستولی۔ حافظہ معدوم۔ ہان جو کاغذ بادہ

ذہن رہا۔ میر عالم علیخان صاحب کی دو غزلین آئی ہوئی کہین رکھ کے بھول گیا ہون خلاصہ
یہ کہ نوٹ عطیہ سید صاحب کا آپکے خط مین پہنچا۔ روپیہ وصول ہوا۔ معًا خرچ ہوا۔ اُن کی ایک
غزل ہماری رات۔ ہماری رات جس کا ایک شعر اوپر لکھ آیا ہون بعد اصلاح بھیج چکا ہون
اور کوئی غزل اُن کی اب میرے پاس نہین۔ اور جناب میر عالم علیخان صاحب کی دو غزلین یاد
ہے کہ آئی ہین۔ اگر مل جائین گی تو بعد اصلاح بھیجون گا۔ آپ کی غزلین شمار سے باہر ہین بکس مین
دیکھون گا۔ کتابون مین ڈھونڈھون گا۔ مدعا یہ کہ آپ اور دونون سید صاحب اس کا التزام
کرین کہ ایک غزل اپنے خط مین بھیجین جب وہ غزل اور اُس خط کا جواب پہنچ جائے تب
دوسری غزل خط مین ملفوف ہو کر بھیجی جائے اور خط بہ صاحب کا جدا ہو۔ آپ یہ میرا خط غور سے
پڑھ لین اور دونون سید صاحبونکو پڑھوا دین از روے احتیاط بیرنگ بھیجتا ہون۔ اسد یکرنگ
۱۸۔ اکتوبر ۱۸۶۶ء

ایضاً سید صاحب وقبلہ حکیم سید احمد حسن صاحب کو غالب نیم جان کا سلام پہنچے۔ وہ جو آپ
نے سنا ہے کہ اب غالب کو مرض سے افاقہ ہے سو محض غلط ہے آگے ناتوان تھا اب نیم جان
ہون خط نہین لکھ سکتا۔ ایک لڑکے سے یہ چند سطرین لکھوا دین ہین جو مین کہتا گیا ہون وہ غریب
لکھتا گیا ہے۔ آپ سید ہین اور بزرگ ہین میرے حق مین دعا کرین کہ اب تہتر برس سے آگے
نہ بڑھون۔ اور اگر کچھ زندگی اور ہے تو حق تعالی تھوڑی سی صحت اور طاقت عنایت کرے
تاکہ دوستون کی خدمت بجا لاتا رہون۔ غالب ۳ جولائی ۱۸۶۷ء

ایضاً جناب سید صاحب وقبلہ سید احمد حسن صاحب کو غالب نیم جان کی بندگی مقبول ہو
اور یہ عرض بھی قبول ہو کہ جناب معلی القاب نواب ابراہیم علیخان بہادر کی خدمت مین میری
بندگی عرض کرین۔ بارے بصورت تصویر دونون صاحبون کی خدمت مین میرا سلام پہنچا
معلوم ہوا اگرچہ اس صورت مین چلنا پھرنا خدمت بجالانی نہین ہو سکتی مگر حضرت کے
پیش نظر حاضر رہون گا عنایت کی نظر رہے میرے حال پر یہ جو آپنے لکھا ہے کہ نواب صاحب

قبلہ کے ہان اس مہینے مین لڑکا پیدا ہونے والا ہے مجکو تاریخ تولد کا خیال رہے گا جب آپکی تحریر سے نوید تولد معلوم کرون گا تب قطعہ یا رباعی جو کچہہ ہوگئی ہوگی وہ بھیج دونگا - اور یہ جو آپ نے اپنی اور نواب صاحب کی غزلون کی اصلاح کے واسطے لکھا ہے مجھے اس حکم کی تعمیل بدل منظور ہے جس مہینے تک مین زندہ ہون اُس مہینے تک خدمت بجالاونگا

۱۷ جولائی ۱۸۶۰ء -

بنام تفضل حسین خان صاحب

کیون صاحب یہ چچا بھتیجا ہونا اور شاگردی و اُستادی سب پر پانی پھر گیا - اگر کوئی ہزار پان سو کی چیز ہوتی اور مین تم سے مانگتا تو خدا جانے تم کیا غضب ڈھاتے - میرا کلام خریدا آٹھ دن آ کی سو وہ بھی ہین یہ نہین کہتا کہ مجکو دے ڈالو تم کو مبارک رہے مجکو مستعار دو مین اُس کو دیکھ لون پھر تم کو واپس بھیج دون - اس طرح کی طلب پر نہ دینا دلیل اس کی ہے کہ مجکو جھوٹا جانتے ہو - میرا اعتبار نہین یا یہ کہ مجکو آزار دینا اور ستانا بدل منظور ہے وہ کتاب ابھی میرے آدمی کو دیدو باللہ واللہ اُس مین سے جو میرے پاس نہین ہے نقل کر کے تم کو بھیج دونگا - اگر تم کو واپس نہ دون تو مجھ پر لعنت اور اگر تم میری قسم کو نہ مانو اور کتاب حامل رقعہ کو نہ دو تو تم کو آفرین ؁ غالب -

بنام مرزا حاتم علی صاحب مہر

بہت سے غم گیتی شراب کم کیا ہے
غلام ساقی کوثر ہون مجکو غم کیا ہے
سخن مین خامۂ غالب کی آتش افشانی
یقین ہے ہمکو بھی لیکن اب اس مین دم کیا ہے

علاقہ محبت ازلی کو برحق مان کر اور پیوند غلامی جناب مرتضی علی کو بیچ جان کر ایک بات اور کہتا ہون کہ بینائی اگرچہ سب کو عزیز ہے مگر شنوائی بھی تو آخر ایک چیز ہے - مانا کہ روشناسی اُس کے اجارے مین آئی ہے یہ بھی دلیل آشنائی ہے کیا فرض ہے کہ جب تک دیدوادید نہ ہولے اپنے کو بیگانہ یک دگر سمجھین - البتہ ہم تم دوست دیرینہ ہین اگر سمجھین سلام کے جواب مین خط بہت بڑا احسان ہے خدا کرے خط جس مین مین نے آپ کو سلام لکھا تھا آپ کی نظر سے

گذر گیا ہوا حیاناً اگر نہ دیکھا ہو تو اب مرزا تفتہ سے لیکر پڑھ لیجیے گا اور خط کے لکھنے کا احسان اُنکو اُس خط کے پڑھ لینے سے دوبالا کیجیے گا۔ ہاے میر جان جاکو ب کیا جوان مارا گیا ہے سچ اُسکا یہ شیوہ تھا کہ اُردو کے فکر کو مانع آتا اور فارسی زبان مین شعر کہنے کی رغبت دلواتا۔ یہ بھی انہین مین ہے کہ جن کا مین ماتمی ہون۔ ہزار ہا دوست مر گئے کس کو یاد کرون اور کس سے فریاد کرون جیون تو کوئی غمخوار نہین مرون تو کوئی عزادار نہین۔ غزلین آپ کی دیکھین سبحان اللہ۔ چشم بد دور۔ اُردو کی راہ کے تو سالک ہو گویا اس زبان کے مالک ہو۔ فارسی بھی خوبی مین کم نہین مشق شرط ہے کرتے جاؤ گے لطف پاؤ گے۔ میرا تو گویا بالقول طالب آملی اب یہ حال ہے ؎

لب از گفتن چنان بستم کہ گوئی	دہن بر چہرہ زخمے بود بہ شد

جب اپنے بغیر خط کے بھیجے خط مجکو لکھا ہو تو کیون کر مجکو اپنے خط کے جواب کی تمنا ہو۔ پہلے تو اپنا حال لکھیے کہ مین نے سُنا تھا آپ کہین کے صدر امین ہین۔ پھر اکبرآباد مین کیون خانہ نشین ہین۔ اس ہنگامہ مین آپ کی صحبت حکام سے کیسی رہی۔ راجہ بلوان سنگہ کا بھی حال لکھنا ضرور ہے کہ کہان ہین اور وہ دو ہزار روپیہ مہینا جو اُن کو سرکار انگریزی سے ملتا تھا اب بھی ملتا ہے یا نہین۔ ہاے لکھنؤ کچھہ نہین کھلتا کہ اُس بہارستان پر کیا گذری۔ اموال کیا ہوئے اشخاص کہان گئے خاندان شجاع الدولہ کے زن و مرد کا انجام کیا ہوا۔ قبلہ و کعبہ حضرت مجتہد العصر کی سرگذشت کیا ہے۔ گمان کرتا ہون کہ بہ نسبت میرے تم کو کچھہ زیادہ آگہی ہو گی امیدوار ہون کہ جو آپ پر معلوم ہے وہ مجھہ پر مجہول نہ رہے۔ پتا مسکن مبارک کا کشمیری بازار سے زیادہ نہین معلوم۔ ظاہرا اسی قدر کافی ہو گا ورنہ آپ زیادہ لکھتے۔ مرزا تفتہ کو دعا کہیے گا اور اُن کے اُس خط کے پہنچنے کی اطلاع دیجیے گا جس مین آپ کے خط کی انہون نے نوید لکھی تھی۔ والسلام۔

ایضاً بھائی صاحب از روے تحریر مرزا تفتہ آپ کا چھ کتابون کی تزئین کی طرف متوجہ ہونا معلوم ہوا۔ پھر بھائی منشی نبی بخش نے دوبار لکھا کہ مین باجمال لکھتا ہون مفصل مرزا حاتم علی صاحب نے لکھا ہوگا۔ یا رب اُن کے دو خط آگئے مرزا صاحب نے اگر لکھا ہوتا تو اُن کا خط کیون نہ آتا۔ اپنے

حسن اعتقاد سے یون سمجہا کہ نہ لکھنا بمقتضاے یک دلی ہے جب اپنا کام سمجہہ لئے تو مجکو لکھنا کیا ضرور ہے مگر اِس کو کیا کرون کہ جواب طلب باتون کا جواب نہین مطبع اخبار آفتاب عالمتاب مین یکم ستمبر ۱۸۵۸ء حال سے حکیم احسن اللہ خان کا نام لکھوا دینا - اور دو نمبرون کا اخبار ایک بار بھجوا دینا - اور آیندہ ہر ہفتہ اُس کے ارسال کا طور ٹھہرا دینا - کیون صاحب یہ امر ایسا کیا دشوار تھا کہ آپ نے نہ کیا اور اگر دشوار تھا تو اُس کی اطلاع دینی کیا دشوار تھی - ابھی شکایت نہین کرتا پوچھتا ہون کہ آیا یہ امور مقتضی شکایت ہین یا نہین - مرزا تفتہ کے ایک خط مین یہ قصہ لکھ چکا ہون کیا اُنہون نے بھی وہ خط تم کو نہین پڑھایا ہر چند عقل دوڑائی کوئی درنگ کی وجہ خیال مین نہ آئی - اب حصول مدعا سے قطع نظر مین یہ سوچ رہا ہون کہ دیکھون چھہ مہینے بعد برس دن بعد اگر مرزا صاحب خط لکھتے ہین تو اِس امر خاص کا جواب کیا لکھتے ہین مین بھی شاعر ہون اگر کوئی مضمون ہوتا تو میرے خیال مین آجاتا - کوئی عذر ایسا میرے ذہن مین نہین آتا کہ قابل سماعت کے ہو - مین تو دیکھون تم کیا لکھتے ہو

ایضاً صاحب میرے عہدۂ وکالت مبارک ہو کلون سے کام لیا کیجیے - پریون کو تسخیر کیا کیجیے مثنوی پہنچی - جھوٹ بولنا میرا شعار نہین - کیا خوب بول چال ہے - انداز اچھا - بیان اچھا - روزمرّہ صاف حبشیون کا استغاثہ کیا کہون کیا مزہ دے رہا ہے - اس مثنوی نے اگلی مثنویون کو تقویم پارینہ کر دیا بیان بخشایش ہم گنہگارون تک کیون پہنچے گا مگر ہان اس راہ سے ع کہ مستحق کرامت گنہگارانند - بخشش کا متوقع ہون - مین ابھی تک یہ بھی نہین سمجہا کہ وہ نسخہ نظم ہے یا نثر ہے - اور مضمون اُسکا کیا ہے - مرزا یوسف علیخان آٹھ دس مہینے سے مع عیال و اطفال اسی شہر مین مقیم ہین میرے مسکن کے پاس ایک مکان کرایہ کو لے لیا ہے اُس مین رہتے ہین اُنکو خط بھیجو تو میرے مکان کا پتا لکھ دینا - اور یہ بھی آپ کو معلوم رہے کہ میرے خط کے سرنامہ پر محلہ کا نام لکھنا ضرور نہین - شہر کا نام اور میرا نام قصہ تمام - ہان یار عزیز کے خط پر میرے مکان کے قریب کا پتہ ضرور ہے - دو دفعہ سے شعاع مہر کو دیکھ رہے ہین - اکثر تمہارا ذکر خیر رہتا ہے وہ نواب ہر وقت یہین تشریف رکھتے ہین رات کو تو پہر چھہ گھڑی کی نشست ہر روز رہتی ہے ابھی یہین سے اٹھ کر گئے ہین - تم کو سلام کہتے ہین

اور شعاع مہر کے مداح اور بیان بخشایش کے مشتاق ہین ٭ -

ایضاً جناب مرزا صاحب آپ کا غم فزا نامہ پہنچا میں نے پڑھا - یوسف علیخان عزیز کو پڑھوا دیا انھون نے جو میرے سامنے اس مرحومہ کا اور آپ کا معاملہ بیان کیا - یعنی اُسکی اطاعت اور تمھاری اُس سے محبت سخت ملال ہوا اور رنج کمال ہوا - سنو صاحب شعرا مین فردوسی اور فقرا مین حسن بصری اور عشاق مین مجنون یہ تین آدمی تین فن مین سر دفتر اور پیشوا ہین - شاعر کا کمال یہ ہے کہ فردوسی ہوجائے فقیر کی انتہا یہ ہے کہ حسن بصری سے ٹکر کھائے - عاشق کی نمود یہ ہے کہ مجنون کی ہم طرحی نصیب ہو لیلی اُس کے سامنے مری تھی - تمھاری محبوبہ تمھارے سامنے مری بلکہ تم اُس سے بڑھ کر ہوئے کہ لیلی اپنے گھر مین اور تمھاری معشوقہ تمھارے گھر مین مری - بھئی مغل بچے بھی غضب ہوتے ہین جس پر مرتے ہین اُس کو مار رکھتے ہین - مین بھی مغل بچہ ہون - عمر بھر مین ایک بڑی ستم پیشہ ڈومنی کو مین نے بھی مار رکھا ہے - خدا اُن دونون کو بخشے اور ہم تم دونون کو بھی کہ زخم مرگ دوست کھائے ہوئے ہین مغفرت کرے - چالیس بیالیس برس کا یہ واقعہ ہے - باآنکہ یہ کوچہ چھٹ گیا - اس فن سے مین بیگانہ محض ہوگیا ہون لیکن اب بھی کبھی کبھی وہ ادائین یاد آتی ہین - اُس کا مرنا زندگی بھر نہ بھولونگا - جانتا ہون کہ تمھارے دل پر کیا گزرتی ہوگی صبر کرو اور اب ہنگامہ عشق مجازی چھوڑ دو ۵

سعدیا اگر عاشقی کنی و جوانی　　عشق محمد بس ست و آل محمد

اللہ بس ما سوی ہوس

ایضاً ۵ شرط اسلام بود ورزش ایمان بالغیب ٭ اے تو غائب ز نظر مہر تو ایمان من ست

حلیہ مبارک نظر افروز ہوا - جانتے ہو کہ مرزا یوسف علیخان عزیز نے جو کچھ تم سے کہا اس کا منشا کیا ہے کبھی مین نے بزم احباب مین کہا ہوگا کہ مرزا حاتم علی کے دیکھنے کو جی چاہتا ہے سنتا ہون کہ وہ طرحداری کا ذکر مین نے مغل جان سے سنا تھا جس زمانہ مین کہ وہ نواب حامد علیخان کے نوکر تھے اور اُس مین مجھ مین بے تکلفانہ ربط تھا تو اکثر مغل سے پہرون اختلاط ہوا کرتے تھے - اُس نے تمھارے شعر اپنی تعریف کے بھی مجکو دکھائے - بہرحال تمھارا حلیہ دیکھکر تمھارے کشیدہ قامت ہونے پر

تجکو رشک نہ آیا ہو۔ کس واسطے میرا قد بھی درازی مین انگشت نما ہے۔ تمہارے گندمی رنگ پر رشک نہ آیا اس واسطے کہ جب مین جیتا تھا تو میرا رنگ چنپئی تھا اور دیدہ ور لوگ اسکی ستایش کیا کرتے تھے۔ اب جو کبھی مجکو وہ اپنا رنگ یاد آتا ہے تو چھاتی پر سانپ سا پھر جاتا ہے ہان مجکو رشک آیا اور مین نے خون جگر کھایا تو اس بات پر کہ ڈاڑھی خوب گھٹی ہوئی ہے وہ مزے یاد آگئے کیا کہون جی پر کیا گزری۔ بقول شیخ علی حزین ؎

تا دسترسم بود زدم چاک گریبان	شرمندگی از خرقۂ پشمینہ ندارم

جب ڈاڑھی مونچھ مین بال سفید آگئے تیسرے دن چیونٹی کے انڈے گالون پر نظر آنے لگے اس سے بڑھ کر یہ ہوا کہ آگے کے دو دانت ٹوٹ گئے ناچار مسّی بھی چھوڑ دی اور ڈاڑھی بھی مگر یہ یاد رکھیے کہ اس بھونڈے شہر مین ایک وردی ہے عام۔ ملا۔ حافظ۔ بساطی۔ نیچہ بند۔ دھوبی۔ سقہ۔ بھٹیارا۔ جولاہہ۔ کنجڑا۔ منہ پر ڈاڑھی سر پر بال۔ فقیر نے جس دن ڈاڑھی رکھی اُسی دن سر منڈایا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کیا بک رہا ہون۔ صاحب بندہ نے دستنبو جناب اشرف الامرا جاج فرڈیرک ایڈمنسٹن صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر غرب وشمال کی نذر بھیجی تھی۔ سو اُن کا فارسی خط محررہ دہم مارچ مشتمل تحسین و آفرین و اظہار خوشنودی بطریق ڈاک آگیا۔ پھر مین نے تہنیت مین لفٹنٹ گورنری کے قصیدہ فارسی بھیجا اُسکی رسید مین نظم کی تعریف اور اپنی رضامندی پر متضمن خط فارسی بسبیل ڈاک مرقومہ چہاردہم آگیا۔ پھر ایک قصیدہ فارسی مدح و تہنیت مین جناب رابرٹ منٹگمری صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت مین بواسطہ صاحب کمشنر بہادر دہلی بھیجا تھا کل اُن کا مہری خط بذریعہ صاحب کمشنر بہادر دہلی آگیا۔ پنشن کے باب مین ابھی کچھ حکم نہین۔ اسباب توقع کے فراہم ہوتے جاتے ہین۔ دیر آید درست آید۔ اناج کھاتا ہی نہین ہون۔ آدہ سیر گوشت دن کو اور پاؤ بھر شراب رات کو مل جاتی ہے ؎

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے	تمہین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

اگر ہم فقیر سچے ہین اور اس غزل کے طالب کا ذوق پکا ہے تو یہ غزل اس خط سے پہلے پہنچ گئی ہوگی

رہا سلام وہ آپ پہنچا دین گے ؛

ایضاً مرزا صاحب ہمکو یہ باتین پسند نہین پینسٹھ برس کی عمر ہے۔ پچاس برس عالم رنگ و بو کی سیر کی۔ ابتدائے شباب مین ایک مرشد کامل نے یہ نصیحت کی کہ ہمکو زہد و ورع منظور نہین ہم مانع فسق و فجور نہین۔ پیو۔ کھاؤ۔ مزے اڑاؤ۔ مگر یہ یاد رہے کہ مصری کی مکھی بنو شہد کی مکھی نہ بنو۔ سو میرا اس نصیحت پر عمل رہا ہے کسی کے مرنے کا وہ غم کرے جو آپ نہ مرے۔ کیسی اشک فشانی کہان کی مرثیہ خوانی۔ آزادی کا شکر بجالاؤ۔ غم نہ کھاؤ اور اگر ایسے ہی اپنی گرفتاری سے خوش ہو تو چنا جان نہ سہی منا جان سہی مین جب بہشت کا تصور کرتا ہون اور سوچتا ہون کہ اگر مغفرت ہو گئی اور ایک قصر ملا۔ اور ایک حور ملی اقامت جاودانی ہے اور اسی ایک نیک بخت کے ساتھ زندگانی ہے۔ اس تصور سے جی گھبراتا ہے اور کلیجا منہ کو آتا ہے ہے ہے وہ حور اجیرن ہو جائے گی۔ طبیعت کیون نہ گھبرائے گی وہی زمردین کاخ اور طوبی کی ایک شاخ چشم بد دور وہی ایک حور بھائی ہوش مین آؤ کہین اور دل لگاؤ ؎

زن نو کن اے دوست در نو بہار		کہ تقویم پارینہ ناید بکار	

مرزا مظہر کے اشعار کی تضمین کا مسدس دیکھا فکر سراپا پسند ذکر بہ جہت نا پسند اپنے نام کا خط مع اشعار کے مرزا یوسف علیخان عزیز کے حوالہ کیا۔ مکرمی نواب محمد علیخان صاحب کی خدمت مین سلام پروردگار اُن کو سلامت رکھے۔ مولوی عبد الوہاب صاحب کو میرا سلام دو وے کے محبہ سے فارسی عبارت مین خط لکھوایا۔ مین منتظر رہا کہ آپ لکھنؤ جائین گے وہ عبارت جناب قبلہ و کعبہ کو دکھائین گے اُن کے مزاج اقدس کی خیر و عافیت مجکو رقم فرمائین گے۔ کیا جانون کہ حضرت میرے وطن مین جلوہ افروز ہین ع یار در خانہ و من گرد جہان مے گردم ؛ اب مجھے اُن سے یہ استدعا ہے کہ دستخط خاص سے مجکو خط لکھین اور لکھنؤ نہ جانیکا سبب اور جناب قبلہ و کعبہ کا حال جو کچھ معلوم ہو وہ سب اُس خط مین درج کرین ؛

ایضاً۔ مرا بسادہ دلیہاے من توان بخشید		خطا نمودہ ام و چشم آفرین دارم	

کل دوشنبہ کا دن ۲۰ ستمبر کی تھی صبح کو مین نے آپ کو شکایت نامہ لکھا اور بیرنگ ڈاک مین بھیج دیا۔ دوپہر کو ڈاک کا ہرکارہ آیا۔ تمہارا خط اور ایک مرزا تفتہ کا خط لایا معلوم ہوا کہ جس خط کا جواب مین آپ سے مانگتا ہون وہ نہین پہنچا کچھہ شکوہ سے شرمندگی اور کچھہ خط کے نہ پہنچنے سے حیرت ہوئی وه پہر ڈھلے مرزا تفتہ کے خط کا جواب لکھ کر ٹکٹ لگانے لگا۔ بکس مین سے وہ تمہارے نام کا خط لکھ کر بھول گیا ہون اور ڈاک مین نہین بھیجا اپنے نسیان کو لعنت کی اور چپ ہو رہا متوقع ہون کہ میرا قصور معاف ہو۔ بعد چاہنے عفو جرم کے آپ کے کل کے خط کا جواب لکھتا ہون سبحان اللہ جلدونکی آرائش کے باب مین کیا اچھی فکر کی ہے میرے دل مین بھی ایسی ہی ایسی باتین تھین یقین ہے کہ متاع شاہوار ہو جائین گی اہار مہرہ اگر ہو جائیگا تو حرف خوب چمک جائین گے اس کا خیال اُن چار جلدونمین ہے۔ رہی بارہ روپیہ کی ہنڈوی پہنچتے ہی روپیہ وصول کر کے مجکو اطلاع دیجئیگا ورنہ مین مشوش رہون گا۔ حضرت یہان دو چیزین مشہور ہین ان کے باب مین آپ سے تصدیق چاہتا ہون۔ ایک تو یہ کہ لوگ کہتے ہین کہ اگرہ مین اشتہار جاری ہو گیا ہے اور ڈھنڈورا پٹ گیا ہے کہ کمپنی کا ٹھیکہ ٹوٹ گیا اور بادشاہی عمل ہندوستان مین ہو گیا۔ دوسری خبر یہ ہے کہ جناب اڈمنسٹن صاحب بہادر گورنمنٹ کلکتے کے چیف سکرٹر اکبر آباد کے لفٹنٹ گورنر ہو گئے۔ خبر دونون اچھی ہین خدا کرے سچ ہون اور سچ ہونا ان کا آپکے لکھنے پر منحصر ہے۔ ہان صاحب ایک بات اور ہے اور وہ محل غور ہے۔ مین نے حضرت ملکہ معظمہ انگلستان کی مدح مین ایک قصیدہ ان دنون مین لکھا ہے تہنیت فتح اور عملداری شاہی ساٹھ بیت ہے منظور یہ تھا کہ کتاب کے ساتھ قصیدہ ایک اور کاغذ مذہب پر لکھ کر بھیجون۔ پھر یہ خیال مین آیا کہ دس سطر کے سطر پر کتاب لکھی گئی ہے یہ یعنی چھاپا ہوئی اگر یہ چھہ صفحے یعنی تین ورق اور چھپکر اُس کتاب کے آغاز مین شامل جلد ہو جائین تو بات اچھی ہے آپ اور منشی نبی بخش صاحب اور مرزا تفتہ منشی شیو نراین صاحب سے کہہ کر اس کا طور درست کرین اور پھر مجکو اطلاع دین تو مین مسودہ آپکے پاس بھیج دون۔ جب کتاب چھپ چکے تو یہ چھپ جائے دو باتین ہین ایک تو یہ کہ چھپے بعد کتاب کے اور لگایا جائے پہلی کتاب سے دوسرے یہ کہ اس کی سیاہ قلم

کی لوح الگ ہو۔ اور پہلے صفحہ پر جس طرح کتاب کا نام چھاپتے ہین اس طرح یہ بھی چھاپا جائے کہ قصیدہ در مدح جناب ملکۂ انگلستان خلد اللہ ملکہا۔ میرا نام کچھہ ضرور نہین کتاب کے پہلے صفحہ پر تو ہوگا۔ ہنڈوی کی رسید اور اس مطلب خاص کا جواب باصواب یعنی نوید قبول جلد لکھیے۔

ایضاً بندہ پرور۔ آپ کا مہربانی نامہ آیا۔ آپ کی مہر انگیز اور محبت خیز باتون نے غم بیکسی بھلایا کمان دھیان لڑا ہے۔ کمان سے دستنبو کی مناسبت کے واسطے یہ بیضا ڈھونڈھ نکالا ہے۔ آفرین آفرین صد ہزار آفرین۔ تیسرا مصرع اگر یون ہو تو فقیر کے نزدیک بہت مناسب ہے۔ ع نامۂ خود سال خویش داد نشان ٭ وزیر اتفتہ کا خط ہاتھرس سے آیا۔ اُن کے لڑکے بالے اچھے ہین آپ گھبرائین نہین وہ آئے کے آئے ہین۔ اگر تمہین بدون اُن کے آرام نہین تو اُنکو بغیر تمہارے چین کہان۔ صاحب بندہ اثناے عشری ہون۔ ہر مطلب کے خاتمہ پر بارہ کا ہندسہ کرتا ہون خدا کرے کہ میرا بھی خاتمہ اسی عقیدے پر ہو ۱۲ ہم تم ایک آقا کے غلام ہین تم جو مجھہ سے محبت کروگے یا میری غمگساری مین محنت کروگے کیا تمکو عزیز جانون جو تمہارا احسان مانون۔ تم سراپا مہر و وفا ہو۔ واللہ اسم بامسمی ہو ۱۲۔ مبالغہ اس کتاب کی تصحیح مین اس واسطے کرتا ہون کہ عبارت کا ڈھنگ نیا ہے صحیح کا درست پڑھنا بڑی بات ہے۔ اگر غلط ہو جائے تو پھر وہ عبارت نری خرافات ہے بارے بسبب التفات بھائی منشی نبی بخش صاحب کے صحت الفاظ سے خاطر جمع ہے متوقع ہون کہ وہ تکلیف سہین اور ختم کتاب تک متوجہ رہین۔ منشی نراین صاحب نے کاپی میرے دیکھنے کو بھیجی تھی بس طرح میرے پسند آئی۔ چنانچہ اُن کو لکھہ بھیجا ہے اگر ہو سکے تو سیاہی ذرا اور بھی رنگت کی اچھی ہو ۱۲ حضرت چار جلدین یہان کے حکام کو دونگا۔ اور دو جلدین ولایت کو بھیجونگا اللہ اللہ کیا غفلت ہے اور کیا اعتماد ہے زندگی پر۔ بہر حال یہ ہوس تھی اور شاید اب بھی ہو کہ اب چھہ جلدون کی کچھہ تزئین اور آرایش کی جاوے آپ اور بھائی صاحب اور اُن کا فرزند رشید منشی عبد اللطیف اور منشی شیو نراین یہ چارون صاحب فراہم ہون اور باجلاس کونسل یہ امر تجویز کیا جاوے کہ کیا کیا جاوے معہذا دو دو روپیہ کتاب سے زیادہ کا مقدور بھی نہین ہان یہ

ممکن ہے کہ چار جلدین چھ روپیہ مین تیار ہون - پھر سوچتا ہون کہ یارب آرائش کی گنجائش کہان - ناچار چار کتابون کی جلد ڈیڑھ ڈیڑھ روپیہ کی اور دو دو کتابون کی جلد تین تین روپیہ کی بنائی جاے - قصہ مختصر کچھ یہ کیا جاے یا یہی کہہ دیا جائے کہ تیری راے کونسل مین مقبول اور صرف جلدون کی تیاری منظور ہوئی - بارہ روپیے بھیج دئیے ۱۲ مطالب اور مقاصد تمام ہوئے اور ہم تم بزبان قلم باہمدگر ہمکلام ہوئے -

ایضاً مرزا صاحب مین نے وہ انداز تحریر ایجاد کیا ہے کہ مراسلہ کو مکالمہ بنا دیا ہے ہزار کوس سے بزبان قلم باتین کیا کرو - ہجر مین وصال کے مزے لیا کرو - کیا تم نے مجھ سے بات کرنے کی قسم کھائی ہے - اتنا تو لکھو کہ یہ کیا بات تمہارے جی مین آئی ہے - برسون ہوگئے کہ تمہارا خط نہین آیا - نہ اپنی خیر و عافیت لکھی نہ کتابون کا بیوار بھجوایا - ہان مرزا تفتہ نے ہاتھرس سے یہ خبر دی ہے کہ پانچ ورق پانچون کتابون کے آغاز کے اُن کو دے آیا ہون اور اُنہون نے سیاہ قلم کی لوحون کی تیاری کی ہے یہ تو بہت دن ہوئے جو تم نے مجھکو خبر دی ہے کہ دو کتابون کی طلائی لوح مرتب ہوگئی ہے پھر اب اُن کتابون کی جلدین بن جانے کی کیا خبر ہے اور ان پانچون کتابون کے تیار ہونے مین درنگ کس قدر ہے مہتمم مطبع کا خط پرسون آیا تھا وہ لکھتے ہین کہ تمہاری چالیس کتابین بعد سنہائی لینے سات جلدون کے اسی ہفتہ مین تمہارے پاس پہنچ جائینگے اب حضرت ارشاد کرین کہ یہ سات جلدین کب آئینگی - ہر چند کاریگرون کے دیر لگانے سے تم بھی مجبور ہو - مگر ایسا کچھ لکھو کہ آنکھون کی نگرانی اور دل کی پریشانی دور ہو خدا کرے اُن تینتیس جلدون کے ساتھ یا دو تین روز کے آگے پیچھے یہ سات جلدین آپکی عنایتی بھی آئین تا خاص و عام جا بجا بھیجی جائین - میرا کلام میرے پاس کبھی کچھ نہین رہا - نواب ضیاء الدین خان اور نواب حسین مرزا جمع کر لیتے تھے - جو مین نے کہا اُنہون نے لکھ لیا اُن دونون کے گھر لٹ گئے - ہزارون روپیہ کے کتاب خانے برباد ہو گئے اب مین اپنے کلام کے دیکھنے کو ترستا ہون - کئی دن ہوئے کہ ایک فقیر کہ وہ خوش آواز بھی ہے اور زمزمہ پرداز بھی ہے ایک غزل میری کہین سے لکھوا لایا اُس نے وہ

کاغذ جو مجکو دکھایا یقین سمجھا کہ مجکو رونا آیا - غزل تم کو بھیجتا ہون اور صلہ مین اس خط کے جواب چاہتا ہون

غزل

درد منت کش دوا نہ ہوا ۔ مین نہ اچھا ہوا برا نہ ہوا
جمع کرتے ہو کیون رقیبون کو ۔ اک تماشا ہوا گلا نہ ہوا
رہزنی ہے کہ دلستانی ہے ۔ لے کے دل دلستان روانہ ہوا
زخم گر دب گیا لہو نہ تھما ۔ کام گر رک گیا روا نہ ہوا
کتنے شیرین ہین تیرے لب کہ رقیب ۔ گالیان کھا کے بے مزا نہ ہوا
کیا وہ نمرود کی خدائی تھی ۔ بندگی مین مرا بھلا نہ ہوا
جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی ۔ حق تو یون ہے کہ حق ادا نہ ہوا
کچھ تو پڑھیے کہ لوگ کہتے ہین ۔ آج غالب غزل سرا نہ ہوا

ایضاً بھائی صاحب آپکے خامۂ مشکبار کی صریر نے کتابون کی لوح طلائی کا آوازہ یہان تک پہنچایا بلکہ مجکو اُن کی لوحون کا خط طلائی مانند شعاع آفتاب نظر آیا کیا پوچھتا ہے اور کیا کہتا ہے مجکو تو موجب اس مصرعہ کے ع خاموشی از ثنائے تو حدِ ثنائے تست ؛ دل مین خوش ہو کر چپ رہنا ہے - حضرت مدح کو ایک موقع ضرور ہے - مجکو آپ کے حکم کا بجالانا منظور ہے - اس نذر کے پہنچنے کے بعد جب کوئی اُن کا عنایت نامہ آئے گا تو بندہ درگاہ مدح گستری کا جوہر دکھائیگا اُس نظم مین آپ کا ذکر خیر بھی آجائے گا - اب یہ تو فرمائیے کہ مدت انتظار کب انجام پائے گی اور اور کتابون کی روانگی کی خبر مجکو کب آئے گی - آپ کے فرط توجہ کا سب طرح یقین ہے - سیاہ قلم کی پانچون لوحین بھی اگر بن گئی ہون تو عجب نہین ہے - جلدون کا بنانا البتہ چھاپے کے اختتام پر موقوف ہے - معلوم تو ہوتا ہے کہ بھائی نبی بخش صاحب اور ہمارے شفیق منشی شیونراین صاحب کی ہمت اُس کے جلد انجام ہونے پر مصروف ہے - یارب اسی اکتوبر کے مہینے مین یہ کام انجام پا جائے اور چالیس جلدون کا پشتارہ میرے پاس آجائے - مرزا تفتہ کو کیا دون

اور کیا لکھون - مگر دعا دون اور دعا لکھون - صاحب اب ڈھیل نہ کرو کام مین تعجیل کرو
اے ز فرصت بے خبر در ہر چہ باشی زود باش ۔ خدا کرے نثر کی تحریر انجام پا گئی ہو - اور قصیدہ
کے چھاپے کی نوبت آ گئی ہو - قصیدہ کا نثر سے پہلے لگانا از راہ اکرام و اعزاز ہے ورنہ نثر مین
او صنعت اور نظم کا اور انداز ہے - یہ اُس کا دیباچہ کیون ہو - بلکہ صورت ان دونون کے
اجماع کی یون ہو کہ سر رشتہ آمیزش توڑ دیا جائے اور قصیدے کے اور دستنبو کے بیچ مین
ایک ورق سادہ چھوڑ دیا جائے - راے امید سنگہ کا کوئی خط اگر اندور سے آیا ہو تو مجکو بھی آگہی
دو - چاہو تمہین ابتدا کرو اور ایک خط اُن کو لکھو اور اُس کا پرواز اُس بات پر رکھو کہ اب وہ
کتابین تیار ہونے کو آئی ہین آپ کی خدمت مین کہان بھیجی جائین اور کیا پتا لکھا جائے -
یہ خط جواب طلب ہو جائیگا اور اُن کو جواب لکھنا پڑے گا -

ایضاً بھائی صاحب مطبع مین سے سادہ کتابین یقین ہے کہ آج کل پہنچ جائین اور پس و پیش
سات جلدین آپ کی بنوائی ہوئی آئین - بالفعل ایک اور عقدہ سر رشتہ خیال مین پڑا ہے یعنی از روے
اخبار مفید خلایق ذہن لڑا ہے کہ اس ہفتہ مین جناب ونسٹن صاحب بہادر آگرہ آئین گے اور
وسادۂ لفٹنٹ گورنری پر اجلاس فرمائین گے - اس صورت مین اغلب ہے کہ ولیم میور صاحب بہادر
ان کی جگہہ چیف سکرٹر بن جائین گے - پھر دیکھیے کہ یہ محکمہ لفٹنٹ گورنری مین اپنا سکرٹر کس کو
بنائین گے - میر منشی اس محکمہ کے تو وہی منشی غلام غوث خان بہادر رہین گے - ہمارے منشی
مولوی قمر الدین خان کہان رہین گے - بہرحال آپ سے یہ استدعا ہے کہ پہلی کتابون کا احوال
لکھیے اور پھر جُدا جُدا جواب ہر سوال کا لکھیے - جب تک ونسٹن صاحب بہادر چیف سکرٹر ہے
تو یہ خیال مین تھا کہ اُن کی نذر اور نواب گورنر جنرل بہادر کی نذر یعنی دو کتابین مع اپنے خط کے
اُن کے پاس بھیجونگا - اب حیران ہون کہ کیا کرون - آیا ان کی جگہہ سکرٹر کون ہوا - اور یہ جو لفٹنٹ
گورنر ہوئے تو انہون نے سکرٹر کس کو کیا - میر منشی لفٹنٹ گورنر کا کون رہا - اور گورنر جنرل کا منشی
کون ہے جو آپ کو معلوم ہو وہ اور جو نہ معلوم ہو وہ دریافت کر کے لکھیے - قمر الدین خان کا حال

منور منشی غلام غوث خان کا حال ضرور ضرور۔ بھائی میرے سر کی قسم اس خط کا جواب ضرور لکھنا اور مفصل لکھنا۔ اور ایسا واضح لکھنا کہ مجھ سا کُند ذہن اچھی طرح اُس کو سمجھے۔ زیادہ کیا لکھوں غالب

ایضاً- بھائی صاحب خدا تم کو دولت و اقبال روز افزون عطا کرے اور ہم تم ایک جگہہ ہا کرین خدا کرے قصیدے کے چھاپے کی منظوری اور ہنڈوی کی رسید آئے گویا صفر کے مہینے مین عید آئے۔ ہنڈوی کا روپیہ جب چاہو منگواو۔ اور کتابون کی لوحین اور جلدین موافق اپنی رائے کے بنوالو۔ اب آپ دو ورقہ کا ڈاک مین بھیجنا موقوف رکھین اور کتابون کی درستی پر ہمت معروف رکھین۔ قصیدہ۔ کے مسودہ کا ورق مرزا تفتہ کے خط مین پہنچ گیا ہوگا آپنے اور مرزا تفتہ نے اور بھائی منشی نبی بخش صاحب نے قصیدہ کو دیکھا ہوگا۔ قصیدہ کا شامل کتاب ہونا بہت ضرور ہے پر دیکھا چاہیے کہ صاحب مطبع کو کیا منظور ہے۔ اگر وہ کاغذ کی قیمت کا عذر کرین گے تو ہم پانچ سات روپیہ سے اور بھی اُن کا بھر دینگے۔ جناب اڈمنسٹن صاحب بہادر سے مین غائبانہ آشنا ہین۔ کبھی مین نے اُن کو دیکھا نہین۔ خطون کی میری اُن کی ملاقات ہے اور نامہ و پیام کی یون بات ہے کہ جب کوئی نواب گورنر جنرل بہادر بنکے آتے ہین تو میری طرف سے ایک قصیدہ بطریق نذر جاتا ہے بذریعہ جناب صاحب ایجنٹ بہادر دہلی۔ اور نواب لفٹننٹ گورنر بہادر آگرہ بھیجتا ہون اور صاحب سکرٹر بہادر گورنمنٹ کا خط اُس کی رسید مین بسبیل ڈاک پاتا ہون۔ جب جناب لارڈ کیننگ صاحب بہادر نے کرسی گورنری پر اجلاس فرمایا تو مین نے وافق دستور کے قصیدہ ڈاک بھجوایا۔ اڈمنسٹن صاحب بہادر چیف سکرٹر کا جو مجکو خط آیا تو اُنہون نے باوجود عدم سابقہ معرفت میرا القاب بڑھایا۔ قبل از ین خان صاحب بسیار مہربان دوستان میرا القاب تھا۔ اس قدر شناس نے ازراہ قدر افزائی خانصاحب مشفق بسیار مہربان مخلصان لکھا۔ اب فرمایئے اُن کو کیونکر اپنا محسن اور مربی نہ جانون کیا کافر ہون جو احسان نہ مانون۔ برخوردار مرزا تفتہ کو دعا کہتا ہون۔ بھائی اب مین اس کا منتظر رہتا ہون کہ تم اور مرزا صاحب مجکو لکھو کہ لوحنا صاحب

دستنبوہ کا چھاپا تمام کیا گیا اور قصیدہ چھاپ کر ابتدا مین لگا دیا گیا مادہ تاریخ مین کیا بُرائی ہے جو تمہارے جی مین یہ بات آئی ہے کہ مجھہ سے بار بار پوچھتے ہو مادہ اچھا ہے قطعہ لکھ لو اور خاتمہ کتاب پر لگا دو - ایک قطعہ مرزا صاحب کا ایک قطعہ تمہارا - یہ دونون قطعے ہین اور اگر وہان کوئی اور صاحب شاعر ہون تو وہ بھی کہین اس عبارت سے یہ نہ سمجھنا کہ روے سخن ساری خدائی کی طرف ہے بلکہ خاص یہ اشارہ بھائی کی طرف ہے مولانا حقیر کو توجہ اس باب مین چاہیے اور اُن کا نام بھی اس کتاب مین چاہیے - اس خط کو لکھ کر بند کر چکا تھا کہ ڈاک کا ہرکارہ میرے مشفق منشی شیو نراین صاحب کا خط لایا - بارے قصیدہ کا سودہ پہنچ گیا اور منشی صاحب نے اُس کا چھاپنا قبول کیا - یہ تشویش بھی رفع ہو گئی اب اُن سے میرا سلام کہیے گا اور یہ کہیے گا ع شکر رافت ہاے تو چندانکہ رافت ہاے تو اور یہ اُن کو اطلاع دیجیے گا کہ اخبار کا لفافہ ہرگز مجھکو نہین پہنچا ورنہ کیا امکان کہ مین اُسکی رسید نہ لکھتا

ایضاً - خود شکوہ دلیل رفع آزار بس ست	آید بہ زبان ہر آنچہ از دل برود

بندہ پرور فقیر شکوہ سے بُرا نہین مانتا - مگر شکوہ کے فن کو سواے میرے کوئی نہین جانتا شکوہ کی خوبی یہ ہے کہ راہ راست سے مُنہ نہ موڑے اور معہذا دوسرے کے واسطے جواب کی گنجایش نہ چھوڑے - کیا مین یہ نہین کہہ سکتا کہ مجکو آپ کا فرخ آباد جانا معلوم ہو گیا تھا - اس واسطے آپ کو خط نہین لکھا تھا - کیا مین یہ نہین کہہ سکتا کہ مین نے اس عرصہ مین کئی خط بھجوائے اور وہ اُلٹے پھر آئے آپ شکوہ کاہے کو کرتے ہین اپنا گناہ میرے ذمہ دھرتے ہین نہ جاتے وقت لکھا کہ مین کہان جاتا ہون - نہ وہان جا کر لکھا کہ مین کہان رہتا ہون - کل آپ کا مہربانی نامہ آیا - آج مین نے اُس کا جواب بھجوایا - کہیے اپنے دعوی مین صادق ہون یا نہین - پس دوستون کو زیادہ ستانا اچھا نہین - مرزا تفتہ سے آپ فقط اُن کے خط نہ لکھنے کے سبب سرگران ہین مین یہ بھی نہین جانتا کہ وہ ان دنون مین کہان ہین آج توکلت علی اللہ سکندر آباد خط بھیجتا ہون دیکھون کیا دیکھتا ہون -

ایضاً بھائی صاحب تمہارا خط اور قصیدہ پہنچا۔ اصل خط تمہارا لفافہ مین لپیٹ کر مرزا تفتہ کو بھیجدیا تاکہ حال اُن کو مفصل معلوم ہو جائے۔ بعد اس رپورٹ کے تم کو تہنیت دیتا ہون۔ پروردگار بہ تصدق ائمہ اطہار یہ پیش آمد اقبال تم کو مبارک کرے۔ اور منصب ہاے خطیر اور مدارج عظیم کو پہنچاوے۔ واقعی یہ کہ تم نے بڑی جرأت کی فی الحقیقت اپنی جان پر کھیلتے تھے۔ بات پیدا کی مگر اپنی مردمی و مردانگی سے۔ دولت کا ہاتھ آنا مع نیک نامی اس سے بہتر دنیا مین کوئی بات نہین اب یقین ہے کہ خدمت منصفی ملے اور جلد ترقی کرو ایسا کہ سال آیندہ تک صدر الصدور ہو جاؤ۔ اللہ اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ مغل نے تمہارا ذکر مجھ سے کیا تھا اور وہ اشعار جو تم نے اُسکے حسن کے وصف مین لکھے تھے تمہارے ہاتھ کے لکھے ہوئے مجکو دکھائے تھے۔ اب یہ ایک زمانہ ہے کہ طرفین سے نامہ و پیام آتے جاتے ہین۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ دن بھی آجائے گا کہ ہم تم بیٹھین اور باتین کرین۔ قلم بیکار ہو جائے زبان بہ سر گفتار آئے۔ انشاء اللہ خان کا بھی قصیدہ مین نے دیکھا ہے۔ تم نے بہت بڑھ کر لکھا ہے اور اچھا سمان باندھا ہے۔ زبان پاکیزہ مضامین اچھوتے۔ معانی نازک۔ مطالب کا بیان دل نشین۔ زیادہ کیا لکھون۔

ایضاً خدا کا شکر بجالاتا ہون کہ آپ کو اپنی طرف متوجہ پاتا ہون۔ مرزا تفتہ کا خط جو آپ نے نقل کر کے بھیجدیا ہے۔ مین نے منشی شیونراین کا بھیجا ہوا اصل خط دیکھ لیا ہے۔ اگر تم مناسب جانو تو ایک بات میری مانو۔ رقعات عالمگیری یا انشاء خلیفہ اپنے سامنے رکھ لیا کرو جو عبارت اس مین سے پسند آیا کرے وہ خط مین لکھ دیا کرو خط مفت مین تمام ہو جایا کریگا اور تمہارے خط کے آنے کا نام ہو جایا کرے گا۔ اگر کبھی کوئی قصیدہ کہا اُس کا دیکھنا مشاہدہ اخبار پر موقوف رہا ع برات عاشقان بر شاخ آہو ٭ واقعی جو اخبار آگرہ سے دلی آتے ہین وہ میرے سامنے پڑھے جاتے ہین۔ صاحب ہوش مین آؤ اور مجکو بتاؤ کہ یہان جو پارسیون کی دُکانون مین فرنج اور شامپین کے درجن دھرے ہوئے ہین یا ساہوکارون اور جوہریون کے روپیہ اور جواہر سے بھرے ہوئے ہین۔ مین کہان وہ شراب پینے جاؤن گا اور وہ مال کیونکر اُٹھاؤن گا

بس اب زیادہ باتین نہ بنائیے اور وہ قصیدہ مجکو بھجوایئے۔ مین نے کتابین جا بجا بسبیل پارسل ارسال کی ہین اگرچہ پہنچنے کی خبر پائی ہے مگر نوید قبول ابھی کہین سے نہین آئی ہے ۵

رات دن گردش مین ہین سات آسمان
ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائین کیا

دیکھنا بھائی اس غزل کا مطلع کیا ہے ۵

جور سے باز آئین پر باز آئین کیا
کہتے ہین ہم تجکو منہ دکھلائین کیا

موج خون سر سے گذر ہی کیون نہ جائے
آستان یار سے اُٹھ جائین کیا

لاگ ہو تو اُس کو ہم سمجھین لگاؤ
جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائین کیا

پوچھتے ہین وہ کہ **غالب** کون ہے
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائین کیا

غزل ناتمام ہے

ہے بسکہ ہر اک اُن کے اشارے مین نشان اور
کرتے ہین محبت تو گذرتا ہے گمان اور

تم شہر مین ہو تو ہمین کیا غم جب اُٹھین گے
لے آئین گے بازار سے جا کر دل و جان اور

لوگون کو ہے خورشید جہانتاب کا دھوکا
ہر روز دکھاتا ہون مین اک داغ نہان اور

ابرو سے ہے کیا اُس نگہ ناز کو پیوند
ہے تیر مقرر مگر اس کی ہے کمان اور

یارب وہ نہ سمجھے ہین نہ سمجھین گے میری بات
دے اور دل اُن کو جو نہ دے مجکو زبان اور

ہر چند سبک دست ہوئے بت شکنی مین
ہم ہین تو ابھی راہ مین ہے سنگ گران اور

پاتے نہین جب راہ تو چڑھ جاتے ہین نالے
رُکتی ہے میری طبع تو ہوتی ہے روان اور

مرتا ہون اس آواز پہ ہرچند سر اُڑ جائے
جلاد کو لیکن وہ کہے جائین کہ ہان اور

ہین اور بھی دنیا مین سخنور بہت اچھے
کہتے ہین کہ **غالب** کا ہے انداز بیان اور

دوشنبہ کا دن ۲۰- دسمبر کی صبح کا وقت ہے انگیٹھی رکھی ہوئی ہے آگ تاپ رہا ہون اور خط لکھ رہا ہون یہ **اشعار** یاد آگئے تم کو لکھ بھیجے - والسلام -

ایضاً بھائی جان کل جو جمعہ روز مبارک و سعید تھا گویا میرے حق مین روز عید تھا - چار گھڑی

دن رہے نامہ فرحت فرجام اور چار گھڑی کے بعد وقت شام سات جلدونکا پارسل پہنچا واہ کیا خوب برمحل پہنچا - آدمی کو موافق اُس کی تمنا کے آرزو برآنی بہت محال ہے - میری آرزو ایسی برآئی کہ وہ برتر از وہم و خیال ہے - یہ بتاؤ تو میرے تصور مین بھی نہین گزرتا تھا مین صرف اس قدر خیال کرتا تھا کہ جلدین بندھی ہوئی دو کی لوحین زرین اور پانچ لوحین سیاہ قلم کی ہونگی - واللہ اگر تصور مین بھی گزرتا ہو کہ کتابین اس رقم کی ہونگی جب تک جہان ہے تم جہان مین رہو - ائمہ اطہار علیہم السلام کی امان مین رہو میرا مقصود یہ تھا کہ ایک کتاب مثل اُن چار کے بن جائے نہ یہ کہ دو کتابونکا سارنگ دکھلائے - اب مین حیران ہون کہ آیا شمار ائمہ نے اُن بارہ روپون مین برکت دی یا کچھ تمہارا روپیہ صرف ہوا - دو پارسلون کا محصول دو رجسٹریون کا معمول - تین کتابون کی لوحین طلائی یہ ساری بات اُس روپیہ مین کیون کر بن آئی - اور کیون کر معلوم کرون - کس سے پوچھون - خدا کرے تم تکلف نہ کرو - اور اس امر کے اظہار مین توقف نہ کرو - خفقانی آدمی کو بغیر حال معلوم ہوئے آرام نہین آتا - جہان محبتین دینی اور روحانی ہون وہان تکلف نہین آتا - زیادہ اس سے کہ شکر گزار ہون اور شرمسار ہون کیا لکھون -

ایضاً بندہ پرور آپ کا خط کل پہنچا آج جواب لکھتا ہون - دادو دینا کتنا شتاب لکھتا ہون مطالب مندرجہ کے جواب کا بھی وقت آتا ہے پہلے تم سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ برابر کئی خطون مین تم کو غم و اندوہ کا شکوہ گزار پایا ہے پس اگر کسی بے درد پر دل آیا ہے تو شکایت کی کیا گنجایش ہے بلکہ یہ غم تو نصیب دوستان درخور افزائش ہے بقول غالب علیہ الرحمۃ ؎

کسی کو دے کے دل کوئی نواسنج فغان کیون ہو	نہ ہو جب دل ہی پہلو مین تو پھر مُنہ مین زبان کیون ہو

ہے ہے حسن مطلع ؎

یہ فتنہ آدمی کے خانہ ویران کو کیا کم ہے	ہوا تو دوست جس کا دشمن اس کا آسمان کیون ہو

افسوس ہے کہ اس غزل کے اور اشعار یاد نہ آئے - اگر خدانخواستہ باشد غم دنیا ہے تو بھائی ہمارے ہم درد ہو ہم اس بوجھ کو مردانہ اُٹھا رہے ہین تم بھی اُٹھاؤ اگر مرد ہو بقول غالب مرحوم ؎

دلا یہ درد و الم ہے تو مغتنم ہے کہ آخر ۔۔۔ نہ گریۂ سحری ہے نہ آہ نیم شبی ہے

سحر ہوگی۔ خیر ہوگی۔ اس زمین میں وہ شعر یعنی ؎

تمھارے واسطے دل سے مکان کوئی نہیں بہتر ۔۔۔ جو آنکھوں میں تمھیں رکھوں تو ڈرتا ہوں نظر ہوگی

کتنا خوب ہے۔ اور اُردو کا کیا اچھا اسلوب ہے۔ قصیدہ کا مشتاق ہوں خدا کرے جلد چھاپا جاوے تو ہمارے دیکھنے میں بھی آجاے۔ کیا کہئے بھلا کیجئے۔ یہ زمین ایک بار یہاں طرح ہوئی تھی مگر بحر اور ہی تھی ؎

کہوں جو حال تو کہتے ہو مدعا کہئے ۔۔۔ تمھیں کہو کہ جو تم یوں کہو تو کیا کہئے
رہے نہ جان تو قاتل کو خونبہا دیجے ۔۔۔ کٹے زبان تو خنجر کو مرحبا کہئے
سفینہ جب کہ کنارے پہ آلگا غالب ۔۔۔ خدا سے کیا ستم و جور ناخدا کہئے

اور جو فعلاتن فعلاتن فعلن یہ بحر ہے اس میں میرا ایک قطعہ ہے کہ وہ میں نے کلکتہ میں کہا تھا۔ تقریب یہ کہ مولوی کرم حسین ایک میرے دوست تھے اُنھوں نے ایک مجلس میں چکنی ڈلی بہت پاکیزہ اور بے ریشہ اپنے کفِ دست پر رکھکر مجھ سے کہا کہ اسکی کچھ تشبیہات نظم کیجے میں نے وہاں بیٹھے بیٹھے نو دس شعر کا قطعہ لکھ کر اُن کو دیا اور صلہ میں وہ ڈلی اُن سے لی اب سوچ رہا ہوں جو شعر یاد آتے جاتے ہیں لکھتا جاتا ہوں قطعہ

ہے جو صاحب کے کفِ دست پہ یہ چکنی ڈلی ۔۔۔ زیب دیتا ہے اسے جس قدر اچھا کہئے
خامہ انگشت بدنداں کہ اسے کیا لکھیے ۔۔۔ ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہئے
اخترِ سوختۂ قیس سے نسبت دیجے ۔۔۔ خالِ مشکینِ رُخِ دلکشِ لیلی کہئے
حجر الاسود دیوار حرم کیجے فرض ۔۔۔ نافہ آہوے بیابانِ ختن کا کہئے
صومعہ میں اسے ٹھہرائیے گر مہر نماز ۔۔۔ مے کدہ میں اسے خشتِ خُمِ صہبا کہئے
مسی آلودہ سر انگشتِ حسیناں لکھیے ۔۔۔ سرِ پستانِ پریزاد سے مانا کہئے

غرضکہ بیس بائیس پھبتیاں ہیں۔ اشعار سب کب یاد آتے ہیں اخیر کی بیت یہ ہے ؎

اپنے حضرت کے کفِ دست کو دل کیجے فرض ۔۔۔ اور اس چکنی سپاری کو سویدا کہئے

لو حضرت آپ کے خط کے جواب نے انجام پایا۔ اب میرا درد دل سنو برخوردار منشی شیونراین نے میرے دو خطوں کا جواب نہین لکھا اور وہ خطوط جواب طلب تھے۔ تم اُن کو میری دعا کہو اور کہو میان میرا کلام بند ہے۔ اس مطلب خاص کا جواب جلد لکھو یعنی اگر وہ کتاب بن چکی ہے تو جلد بھیجو اور اگر اس کے بھیجنے مین دیر ہے تو یہ لکھ بھیجو کہ وہ سیاہ قلم کی لوح ہے یا طلائی۔

ایضاً جناب مرزا صاحب دلی کا حال تو یہ ہے ؎

گھر مین تھا کیا جو ترا غم اُسے غارت کرتا	وہ جو رکھتے تھے ہم ایک حسرت تعمیر سو ہے

میان دھرا کیا ہے جو کوئی لوٹے گا۔ وہ خبر محض غلط ہے اگر کچھ ہے تو بدین نمط ہے کہ چند روز گورون نے اہل بازار کو ستایا تھا۔ اہل علم اور اہل فوج نے بہ اتفاق راے ہمدگر ایسا بندوبست کیا کہ وہ فساد مٹ گیا اب امن و امان ہے۔ ناسخ مرحوم جو تمہارے اُستاد تھے میرے بھی دوست صادق الوداد تھے۔ مگر یک فنے تھے صرف غزل کہتے تھے۔ قصیدہ اور مثنوی سے اُن کو کچھ علاقہ نہ تھا۔ سبحان اللہ تم نے قصیدہ مین وہ رنگ دکھایا کہ انشا کو رشک آیا۔ مثنوی کے اشعار جو مین نے دیکھے کیا کہون کیا حظ اُٹھایا ؎

خدا سے مین بھی چاہون ازرہ مہر	فروغ میرزا حاتم علی مہر

اگر اسی انداز پر انجام پاوے گی۔ تو یہ مثنوی کارنامہ اُردو کہلاے گی خدا تم کو جیتا رکھے تمہارا دم غنیمت ہے۔ صاحب مین تم سے پوچھتا ہون کہ معیار الشعرا مین تم نے اپنا خط کیون چھپوایا تمہارے ہاتھ کیا آیا۔ سنو تو سہی اگر سب کا کلام اچھا ہو تو امتیاز کیا ہے۔

بنام منشی نبی بخش صاحب مرحوم

بھائی صاحب آپ کا عنایت نامہ پہنچا حال معلوم ہوا۔ میان کا عذر مقبول و مسموع حق تعالی اُن کو زندہ اور تندرست اور خوش و خورم رکھے اور دولت و اقبال عطا کرے۔ بالفعل جناب مرزا حاتم علیصاحب کا خط آیا اُنھون نے جو صورت چھ کتابون کی آرایش کی جس تفریق سے ٹھہرائی ہے وہ مجھکو پسند آئی ہے کل مین نے اُن کو اجازت اسی طرح کی تزئین کی لکھ بھیجی ہے۔ حال تصحیح کا

بہ تصریح آپ کو لکھ چکا ہون اُسی پر عمل رہے - مین نے مرزا تفتہ کو کہ وہ غیاث اللغات کے بہت معتقد ہین اس امر کی اطلاع کر دی ہے - بھائی جان مین نے ایک قصیدہ جناب ملکہ معظمہ انگلستان کی مدح مین لکھا ہے ساٹھ شعر ہین چھ صفحہ یعنی تین ورق پر چھپ کر دستنبو سے پہلے شیرازہ مین شامل کر دیے جائین تو کتاب کی قصیدہ سے عزت اور قصیدہ کو کتاب کے سبب سے شہرت ہو جائیگی - کل جناب مرزا صاحب کو یہ خط لکھ چکا ہون یقین ہے کہ وہ بھی آپ سے کہین گے اور آپ اور مرزا صاحب اور مرزا تفتہ اور منشی شیو نراین صاحب اس خواہش کو منظور اور اس قاعدہ کو مقبول کرینگے اور جب باتفاق تم چارون صاحب پسند کروگے تو گویا باجلاس کونسل اس قانون کا اجرا منظور ہو جائیگا - اور امیدوار ہون کہ اجراے قانون سے پہلے مجکو منظوری کی اطلاع ہو جائے تاکہ مسودہ اُس قصیدہ کا بھیج دون - مہتمم مطبع کو اگر کچھ تامل ہو تو ہو ورنہ بات آسان ہے - منشی عبد اللطیف کو دعا کہنا - اور ان کے عذر کے مقبول ہونے کی ان کو اطلاع دینا - بیگم کو دعا پہنچے اور سب لڑکے بالون کو پیار - باقر حسین اور علی حسین تمکو بندگی اور اپنے بھائی بہنون کو علی قدر مراتب بندگی سلام دعا کہتے ہین - ہان حضرت اب ایک امر مختصر کے واسطے جداگانہ خط مرزا تفتہ کو کیا لکھون - میری طرف سے دعا کہہ کر اُن کو کہیے گا کہ اخبار گذشتہ کے اوراق مع خط مہتمم مطبع آفتاب عالمتاب حکیم صاحب کو پہنچ گئے - کل وہ چار روپیہ کی ہنڈوی اور اُنکے خط کا جواب روانہ کرینگے - آپ چتر بھوج سہاے سے کہدیجے گا اور تاکید کر دیجے گا کہ چار نمبر سابق کا منتخب کاتب سے نقل کرواکر جلد بھیجین - بھائی مجکو اس مصیبت مین کیا ہنسی آتی ہے کہ یہ ہم تم اور مرزا تفتہ مین مراسلت یا مکالمت ہوگئی ہے روز باتین کرتے ہین - اللہ اللہ یہ دن بھی یاد رہین گے خط سے خط لکھے گئے ہین مجکو اکثر اوقات لفافے بنانے مین گزرتے ہین اگر خط نہ لکھونگا تو لفافے بناؤنگا غنیمت ہے کہ محصول آدھ آدھ آنہ ہے ورنہ باتین کرنے کا مزا معلوم ہوتا - چارشنبہ ۲۲ ستمبر ۱۸۵۸ء - جو باتین جواب طلب ہین ان کا جواب طلب ہے -

ایضاً بھائی مین تمکو اطلاع دیتا ہون کہ آج میرے پاس لکھنؤ کے ایک پارسل کی رسید آگئی - دوسرا

بھی یقینی پہنچ گیا ہوگا خاطر جمع رکھو - جناب آرنلڈ صاحب بہادر آج تشریف لے گئے سنتا ہون
کہ کلکتے جائین گے - میم اور بچون کو ولایت بھیج کر پھر آئین گے - مجھہ سے وہ سلوک کر گئے ہین اور مجھہ پر وہ
احسان کر گئے ہین کہ قیامت تک اُن کا شکر گزار رہونگا - مرزا حاتم علی صاحب اگر آجائین تو
اُن کو میرا سلام کہنا - مرزا تفتہ کو اگر کبھی خط لکھو تو میری دعا لکھنا - از غالب - مرقومہ دوشنبہ ہفتم جنوری ۱۸۵۹ء

بنام منشی عبداللطیف صاحب - ابن منشی نبی بخش

صاحب آگے تمہارا ایک خط پھر بارہ کتابون اور ایک جنتری کا پارسل پہنچا بعد اُس کے کل ایک خط
اور آیا - ریڈ صاحب کے وہان آنے کا حال معلوم ہوا - آج ۶ - دسمبر کی ہے - کو موجب تمہارے
لکھنے کے وہ وہان سے جانے والے ہین اور مجکو معلوم ہے کہ میرٹھ آئین گے - دو دن کے بعد مقام
میرٹھ خط روانہ کرونگا خاطر جمع رکھو - وہ صاحب یہ بھی یا نہین مجکو اطلاع دینا - رہی تمہاری مہر
اُسکا کچھ خیال نہ کرو وہ جس طرح تم نے لکھا ہی بن جائے گی - مگر بھائی ۱۸۵۸ء مین دن گنے باقی رہے
ہین - آج ۶ - دسمبر کی ہے ۲۴ و ۲۵ دن باقی رہے ہین ۱۸۵۹ء جنوری مہینے مین خدا چاہے تو کھد
جائے گی - تم میرے بجاے فرزند ہو میرے بھتیجے ہو - جو تمہارا کام ہو بے تکلف کہو شرم کیا
اور تکلف کیون - یہ مہر کا کھدنا کون سا کام ہے - میرزا حاتم علی صاحب ملین تو میرا سلام کہنا - اور
مرزا تفتہ کو خط لکھو تو میری سفارش لکھنا وہ مجھ سے خفا ہو گئی ہین اور خط نہین لکھتے - غالب ۶ - دسمبر ۱۸۵۸ء

بنام خواجہ غلام غوث خان صاحب میر منشی المتخلص بہ بیخبر

قبلہ اس نامہ مختصر نے وہ کیا جو پارہ ابر کشت خشک سے کرے - یعنی خط اور پارسل کا پہنچ جانا ایسا
نہین کہ اُس کی خبر پاکر بخت کی رسائی کا سپاس گزار نہ ہون - یہ تو حضرت کو لکھ چکا ہون کہ دوسرا
پارسل اور خط معًا اس خط کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور ہرگز نہ توقع کا خیال اُسی پارسل پر ہے
کسواسطے کہ اُس خط مین حاکم اعظم کے نام کی عرضی ملفوف ہے - جانتا ہون کہ محکمہ ایک ڈاک ایک
دونون پارسل اور دونون لفافے ایک دن پہنچے ہونگے مگر دل نہین مانتا اور کہتا ہے کہ نہ مانونگا
جب تک کہ حضرت اُس سررشتہ سے معلوم کر کے نہ لکھین گے - اب آپ جانیے اور یہ دل سودا زدہ -

اسکی سفارش کرنے والا - اور اس کے مدعا کا گذارش کرنے والا کون - ہان اتنی بات ہے کہ آپ لکھ سکتے ہین - بلکہ یہ بھی آپ مجھ پر حالی کر سکتے ہین کہ نذر ولایت کی ولایت کو روانہ ہوئی یا نہین میرے جگر کاوی کی قدردانی ہوئی یا نہین پیشگاہ حکام سے موافق دستور کے خط کا امیدوار ہون یا نہین اپنے حسن طبع کا شکرگزار ہون یا نہین - اس خط کا جواب جتنا جلد عنایت کیجیے گا مجکو جلا لیجیے گا - لوہارو کا خط ایک معتمد کے ہاتھ بھیج دیا گیا -

ایضًا قبلہ کبھی آپ کو یہ بھی خیال آتا ہے کہ کوئی ہمارا دوست جو غالب کہلاتا ہے وہ کیا کھاتا پیتا ہے اور کیونکر جیتا ہے پنشن قدیم اکیس مہینے سے بند - اور مین سادہ دل فتوح جدید کا آرزومند پنشن کا احاطہ پنجاب کے حکام پر دار ہے سو اُن کا یہ شیوہ اور یہ شعار ہے کہ نہ روپیہ دیتے ہین نہ جواب نہ مہربانی کرتے ہین نہ عتاب - خیر اُس سے قطع نظر کی - اب سنیے اودھ کی سنہ ۱۸۵۶ء سے بموجب تحریر وزیر عطیہ شاہی کا امیدوار ہون تقاضا کرتے ہوئے شرماؤن - اگر گنہگار ہون گنہگار ٹھہرنا - گولی یا پھانسی سے مرنا اس بات پر کہ مین بے گناہ ہون مقید اور مقتول نہ ہونے سے آپ اپنا گواہ ہون پیشگاہ گورنمنٹ کلکتہ مین جب کوئی کاغذ بھجوایا ہے بقلم چیف سکرٹر بہادر اُس کا جواب پایا ہے اب کی بار دو کتابین بھیجین - ایک پیشکش گورنمنٹ اور ایک نذر شاہی ہے نہ اُس کے قبول کی اطلاع نہ اُس کے ارسال سے آگاہی ہے - جناب ولیم میور صاحب بہادر نے بھی عنایت فرمائی اُنکی بھی کوئی تحریر مجکو نہ آئی - یہ سب ایک طرف اب خبرین ہین مختلف کہتے ہین کہ چیف سکرٹر بہادر لفٹنٹ گورنر ہوئے - یہ کوئی نہین کہتا کہ اُن کی جگہ کون سے صاحب عالیشان چیف سکرٹر ہوئے مشہور ہے کہ جناب ولیم میور صاحب بہادر صدر بورڈ مین تشریف لے گئے یہ کوئی نہین بتاتا کہ لفٹنٹ گورنری کے سکرٹری کا کام کس کو دے گئے - آپ کا حال کوئی نہین کہتا کہ اب کہان ہین ہان از روے قیاس جانتا ہون کہ آپ اُسی منصب اور اُسی دفتر مین شاد و شادمان ہین جو اب لفٹنٹی کے سکرٹری ہوئے ہونگے اُن سے علاقہ رہتا ہوگا - میور صاحب بہادر سے کاہے کو ملنا ہوتا ہوگا - لفٹنٹ گورنری اور صدر بورڈ یہ دونون محکمہ الہ آباد آ گئے یا آئین گے بہرحال آپ اب

کیون آگرہ کو جائین گے - نواب گورنر جنرل بہادر کی روانگی کی خبرین اختلاف ہے - کوئی کہتا ہے کہ ۲ جنوری کو گئے - کوئی کہتا ہے فروری مین کوچ فرمائین گے - مین تو ادہر سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا - ہرطرح اپنی قسمت کو رو بیٹھا مگر یہ چاہتا ہون حقیقت واقعی پر کماحقہ اطلاع حاصل ہو تاکہ تسلی خاطر اور تسکین دل ہو - اگر ان مطالب کا جواب نہ مجمل بلکہ مفصل نہ دیر بلکہ جلد مرحمت کیجئے گا تو گویا مجکو مول لے لیجئے گا - زیادہ اس سے کیا لکھون -

ایضاً جناب عالی آج دوشنبہ ۳ - جنوری ۱۸۵۹ع کی ہے - پہر دن چڑھا ہوگا کہ ابر گھر رہا ہے - ترشح ہو رہا ہے - ہوا سرد چل رہی ہے - پینے کو کچھ نہین ناچار روٹی کھائی ہے ؎

افق ہا پر از ابر بہمن ہمی
سفالینہ جام من از مے تہی

غمزدہ و دردمند بیٹھا تھا کہ ڈاک کا ہرکارہ تمہارا خط لایا - سرنامہ کو دیکھ کر اس راہ سے کہ دستخط خاص کا لکھا ہوا ہے بہت خوش ہوا خط کو پڑھ کر اس رو سے کہ حصول مدعا کے ذکر پر حاوی نہ تھا افسردگی حاصل ہوئی ؎

ما خانہ رسیدگان ظلمیم
پیغام خوش از دیار ما نیست

اسی افسردگی مین جی چاہا کہ حضرت سے باتین کرون با آنکہ خط جواب طلب نہ تھا جواب لکھنے لگا پہلے تو یہ سنئے کہ آپ کے دوست کو آپکا خط پہنچ گیا مگر وہ دوبار مجکو لکھ چکا ہے کہ مین جواب اُس کا نشان مرقومہ لفافہ کے مطابق ڈاک مین بھیج چکا ہون - جواب الجواب کا منتظر ہون آپ جانتے ہین کہ کمال یاس مقتضی استغنا ہے - پس اب اس سے زیادہ یاس کیا ہوگی کہ بامید مرگ جیتا ہون اس راہ سے کچھ مستغنی ہوتا چلا ہون - دو ڈھائی برس کی زندگی اور ہے ہر طرح گزر جائے گی جانتا ہون کہ تم کو ہنسی آئے گی کہ یہ کیا بکتا ہے - مرنے کا زمانہ کون بتا سکتا ہے - چاہئیے الہام سمجھیے چاہئیے اوہام سمجھیے - بیس برس سے یہ قطعہ لکھ رکھا ہے - قطعہ

من کہ باشم کہ جاودان باشم
چون نظیری نماند و طالب مُرد
در بگویند در کدامی سال
مُرد غالب بگو کہ غالب مُرد

اب بارہ سو چھتر ہین اور غالب مردکے بارہ سو ستتر ہین - اس عرصہ مین جو کچھ مسرت پہنچنی ہو پہنچ رہے - ورنہ پھر ہم کہان -

ایضاً پیر و مرشد یہ خط ہے یا کرامت ہے - صاف صفائی ضمیر و کشف حجت کی علامت ہے، نامۂ عاضہ وری التحریر اور اندیشہ نشان مسکن دامنگیر اگر یہ خط کل نہ آجاتا تو آج خط کیونکر لکھا جاتا سبحان اللہ جس دن بیان مجکو وہ مطلب خط پیش آیا ہے اسی دن آپنے وہان لکھنے کو قلم اٹھایا ہے - آپکو عارف کامل کیونکر نہ لکھون اور کیا کہون ولی نہ کہون - مدعا بیان کرتا ہون مگر یہ گمان کرتا ہون کہ یہ خط پہنچنے نہ پائے گا کہ وہ راز سربستہ آپ پر کھل جائیگا - یعنی یکشنبہ ۲۸ - نومبر کو دو خط اور دو پارسل ایک مین دستنبو کا ایک مجلد اور ایک مین تین مگابسیں ڈاک روانہ کرچکا ہون - خطون کا چوتھے پانچوین دن اور پارسلون کا چھٹے ساتوین دن پہنچنا خیال کرتا ہون - پارسلون کے عنوان پر خطون کی کیفیت رقم کی ہے اور خطون کے سرنامہ پر پارسلون کے ارسال کی اطلاع دی ہے تین کتاب والے پارسل اور ایک خط پر جناب چیف سکرتر بہادر اول کا نام نامی ہے - اور ایک کتاب والے پارسل اور ایک خط پر جناب سکرتر بہادر دوم کا اسم سامی ہے - آج پانچوان دن ہے خط دونون اگر پہنچ گئے ہون تو کیا عجب ہے بلکہ سچ تو یون ہے کہ اگر نہ پہنچے ہون تو بڑا غضب ہے - اگلے عرائض کے نہ پہنچنے مین کچھ شک نہیں - جواب امر آخری دفتر مین اسکا پتا آج تک نہین - اب کار پردازان ڈاک ڈاکو نہ بن جائین - اور میرے ان دونون خطون اور پارسلون کو بہ احتیاط پہنچائین - صرف عنایت کی گنجایش تو آپ جب پائین کہ وہ خط اور پارسل پہنچ جائین گے - ابھی تو آپسے مجکو اُن کے نہ پہنچنے کا سوال ہے کس واسطے کہ جب تک آپ مجکو اطلاع نہ دین گے اُن کے نہ پہنچنے کی ہی خبر مجھ تک پہنچنی محال ہی بہرحال یہ نیازنامہ جس دن پہنچے اُس کے دوسرے دن جواب لکھیے - جیسا مین نے جلد لکھا ایسا ہی آپ بھی شتاب لکھیے - آپکے عنایت نامہ مین کوئی امر ایسا نہ تھا کہ جس کا جواب لکھا جائے - یا اس باب مین کچھ اور عرض کیا جائے - لوہارو کی روانگی کا خط آئے گا - تو لوہارو کو بھیج دیا جائیگا - جناب منشی نواب جان صاحب اور جناب منشی اظہار حسین صاحب مین

اور آپ مین اگر بطاے تکلف ہو تو اُن دو صاحبون کی خدمت مین میرا سلام نیاز پہنچانے مین نہ توقف ہو ع تم سلامت رہو قیامت تک ॥

ایضاً مولانا بندگی - آج صبح کے وقت شوق دیدار مین بے اختیار نہ ریل نہ ڈاک - توسن ہمت پر سوار چل دیا ہون جانتا ہون کہ تم تک پہنچ جاؤنگا مگر یہ نہین جانتا کہ کہان پہنچونگا - اور کب پہنچونگا - اتنا بے خود ہون کہ جب تک تم جواب نہ دوگے مین نہ جانونگا کہ کہان پہنچا اور کب پہنچا - آپکا پہلا خط رامپور سے دلی آیا مین راہ مین تھا - پھر دلی سے خط رامپور پہنچا مین وہان بھی نہ تھا - خط دلی روانہ ہوا - اب کئی دن ہوے کہ مین نے ڈاک سے پایا اُس حال مین کہ مین بیمار تھا - معہذا جاڑے کی شدت مہاوٹ کا مینہ - دھوپ کا پتا نہین - پردے چھٹے ہوے نشیمن تاریک آج نیر اعظم کی صورت نظر آئی - دھوپ مین بیٹھا ہون خط لکھ رہا ہون حیران ہون کہ کیا لکھون - اس خط کے مضامین اندوہ فزا نے دل کو مضمحل کر دیا - جانتا تھا کہ خواجہ صاحب مغفور تمہارے ماموں ہین - مگر اُن کے اور تمہارے معاملات مہر و ولا جیسے کہ تمہاری تحریر سے اب معلوم ہوئے میرے دل نشین نہ تھے - ایسے محب کا فراق اور پھر بقید دوام کیونکر جان گزا نہ ہو - حق تعالی اُن کو بخشے اور تم کو صبر دے - حضرت مین بھی اب چراغ سحری ہون - رجب ۱۲۸۲ھ سال کی آٹھوین تاریخ سے اکہتروان سال شروع ہو گیا طاقت سلب حواس مفقود - امراض مستولی بقول نظامی ع یکے مردہ شخصم بمردی رواں ॥ آج مین اور بھی باتین کرتا - مگر میرا خاص تراش آگیا - مہینا بھر سے حجامت نہین بنوائی - خط لپیٹ کر ڈاک مین بھیجتا ہون اور خط بنواتا ہون -

ایضاً قبلہ پیری وصد عیب ساتوین دہاکے کے مہینے گن رہا ہون - قولنج آگے دوری تھا - اب دائمی ہو گیا ہے - مہینا بھر مین پانچ سات بار فضول مجتمعہ دفع ہو جاتے ہین اور یہی نشا حیات ہے غذا کم ہوتے ہوتے اگر معدوم نہ کہو تو بمنزلہ مفقود کہو - پھر گرمی نے مار ڈالا - ایک حرارت غریبہ جگر مین پاتا ہون جس کی شدت سے بھنا جاتا ہون - اگرچہ جرعہ جرعہ پیتا ہون مگر صبح سے سونے کے وقت تک نہین جانتا کہ کتنا پانی پی جاتا ہون - میرے ایک رشتہ کے بھتیجے نے بوستان خیال کا

اُردو مین ترجمہ کیا ہے مین نے اُس کا دیباچہ لکھا ہے۔ ایک دو ورقہ اُس کا بصورتِ پارسل بلکہ بہیئت خط بھیجتا ہون۔ آپ کا مقصود دیباچہ ہے سو نقل کر لیجیے میرا مدعا اِس دو ورقہ کے ارسال سے یہ ہی کہ اگر آپ کے پسند آوے یا اور اشخاص خرید کرنا چاہین تو چھ روپیہ قیمت اور محصول ذمہ خریدار ہے۔

ایضاً بندہ گنا ہگار شرمسار عرض کرتا ہے کہ پرسون غازی آباد کا اُٹھا ہوا گیارہ بجے اپنے گھر پہ مثل بلاے ناگہانی نازل ہوا ہون ؎

باید کہ کنم ہزار نفرین بر خویش	امّا بہ زبان جادۂ راہ وطن

خواجہ صاحب کی رحلت کا اندوہ بقدر قرب و قرابت آپ کو اور باندازۂ مہر و محبت مجکو وہ مغفور میرا قدر دان اور مجھپر مہربان تھا۔ حق اُس کو اعلیٰ علیّین مین بسبیل دوام قیام دے۔ رامپور ہی مین تھا کہ اودھ اخبار مین حضرت کی غزل نظر فروز ہوئی کیا کہنا ہے ابداع اسی کو کہتے ہین۔ جدت طرز اسکا نام ہے جو ڈھنگ تازہ نوایان ایران کے خیال مین نہ گزرا تھا وہ تم بر روے کار لائے خدا تمکو سلامت رکھے۔ اور میرے اور دکھنی برہان قاطع کے جھگڑے مین بخلاف اور فارسی دانون کے توفیق انصاف عطا کرے۔ لو اب اس خط کا جواب جلد بھیجو تا یہ طریقہ مسلسل ہو جاے۔

ایضاً قبلہ آپ کا خط پہلا آیا اور مین اس کا جواب لکھنا بھول گیا۔ کل دوسرا خط آیا۔ مگر شام کو اُسی وقت پڑھ لیا۔ آدمی کے حوالہ کیا۔ اُس نے آج صبح دم مجکو دیا۔ مین جواب لکھ رہا ہون۔ بعد اختتام تحریر معنون کرکے ڈاک مین بھجوا دونگا۔ والی رامپور کو خدا سلامت رکھے۔ اپریل مئی اِن دونون مہینون کا روپیہ موافق دستور قدیم آیا۔ جون ماہ آیندہ کا روپیہ خدا چاہے تو آ جائے۔ جمعہ ۹ جولائی ہے معمول یہ ہی کہ دسوین بارہوین کو رئیس کا خط مع ہنڈوی آیا کرتا ہے۔ مین نے قصیدۂ تہنیت جلوس بھیجا اُسکا جواب آ گیا اب مین نظم و نثر کا مسودہ نہین رکھتا دل اس فن سے نفور ہے۔ دو ایک دوستونکے پاس اُسکی نقل ہے اُن کو اُس وقت کہلا بھیجا ہے اگر آج وہ آ گیا کل اور اگر کل آیا پرسون بھیج دونگا۔ بھائی امین الدین خان صاحب کے اصرار سے خسرو کی غزل پر ایک غزل لکھی ہے۔ علاؤ الدین

سے اسکی نقل اُن کو بھیج دی - مین دیوان پر نہین چڑھاتا مسودہ بھیجتا ہون - تقدیم و تاخیر ہندسون
کے مطابق ملحوظ رہے - گرمی کی شدت سے حواس بجا نہین معہذا امراض جسمانی و آلام روحانی -

ایضاً ۵ در نومیدی بسے امید است + پایان شب سیہ سپید است

قبلہ آج آپ کی خوشی اور خوشنودی کے واسطے اپنی روداد لکھتا ہون تو طلیہ سنہ ۱۸۶۰ء مین لارڈ صاحب
بہادر نے میرٹھ مین دربار کیا - صاحب کمشنر بہادر دھلی کو ساتھ لے گئے مین نے کہا مین بھی چلون
فرمایا کہ نہین جب لشکر میرٹھ سے دلی مین آیا موافق اپنے دستور کے روز ورود لشکر مخیم مین گیا میر
منشی صاحب سے ملا - اُن کے خیمہ مین سے اپنے نام کا ٹکٹ صاحب سکرتر بہادر کے پاس بھیجا جواب
آیا کہ تم غدر کے دنون مین بادشاہ باغی کی خوشامد کیا کرتے تھے - اب گورنمنٹ کو تم سے ملنا منظور
نہین - مین گداے مبرم اس حکم پر ممنوع نہ ہوا جب لارڈ صاحب بہادر کلکتہ پہنچے مین نے
قصیدہ حسب معمول قدیم بھیج دیا - مع اس حکم کے واپس آیا کہ آپ یہ چیزین ہمارے پاس نہ بھیجا
کرو - مین مایوس مطلق ہو کر بیٹھ رہا - اور حکام شہر سے ملنا ترک کیا - واقعہ اواخر ماہ گذشتہ یعنی فروری
سنہ ۱۸۶۳ء مین نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب دلی آئے اہالی شہر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر و صاحب
کمشنر بہادر کے پاس دوڑے - اور اپنے نام لکھوائے - مین تو بیگانہ محض اور وسط دو حکام تھا جگہہ
سے نہ ہلا کسی سے نہ ملا - دربار ہوا ہر ایک کامگار ہوا - شنبہ ۸ فروری کو آزادانہ منشی من پھول سنگھ
صاحب کے خیمہ مین چلا گیا - اپنے نام کا ٹکٹ صاحب سکرتر صاحب بہادر پاس بھیجا بلایا گیا -
مہربانی کر صاحب کی ملازمت کی استدعا کی وہ بھی حاصل ہوئی - وہ حاکم جلیل القدر کی وہ
عنایتین دیکھین جو میرے تصور مین بھی نہ تھین - جملہ معترضہ میر منشی لفٹنٹ گورنر سے سابقہ
تعارف نہ تھا وہ بطریق حسن طلب میرے خواہان ہوئے تو مین گیا جب حکام بجبر و استدعا مجھ سے
بے تکلف ملے تو مین قیاس کر سکتا ہون کہ میر منشی کی حسن طلب بہ ایماے حکام ہو گی -
وللہ الحمد والطاف خفیہ بقیہ روداد یہ ہے کہ دوشنبہ دوم مارچ کو سواد شہر مخیم خیام گورنری
ہوا - آخر روز مین اپنے شفیق قدیم جناب مولوی اظہار حسین خان بہادر کے پاس گیا - اثناے

گفتگو مین فرمایا کہ تمہارا دربار و خلعت بدستور بحال و برقرار ہے - متحیرانہ مین نے پوچھا کہ حضرت کیونکر - حضرت نے کہا کہ حاکم حال نے ولایت سے آکر تمہارے علاقہ کے سب کاغذ انگریزی و فارسی دیکھے - اور باجلاس کونسل حکم لکھوایا کہ اسد اللہ خان کا دربار اور نمبر اور خلعت بدستور بحال و برقرار رہے - مین نے پوچھا کہ حضرت یہ امر کس اصل پر متفرع ہوا فرمایا کہ ہمکو کچھ معلوم نہین بس اتنا جانتے ہین کہ یہ حکم دفتر مین لکھا گیا ۱۴ دن یا ۱۵ دن بعد ادھر کو روانہ ہوئے ہین مین نے کہا سبحان اللہ ؎

کارساز ما بفکر کار ما	فکر ما در کار ما آزار ما

شنبہ ۲۲ - مارچ کو ۱۲ بجے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے مجکو بلایا خلعت عطا کیا - اور فرمایا کہ لارڈ صاحب بہادر کے ہان کا دربار اور خلعت بھی بحال ہے - انبالہ جاؤ گے تو دربار اور خلعت پاؤ گے عرض کیا گیا حضور کے قدم دیکھے خلعت پایا - لارڈ صاحب بہادر کا حکم سن لیا - نہال ہوگیا اب انبالہ کہان جاؤن جیتا رہا تو اور دربار مین کامیاب ہو رہون گا ؎

کار دنیا کسے تمام نکرد	ہرچہ گیرید مختصر گیرید

ایضاً حضور خدا کا شکر پھر آپ کا شکر بجا لاتا ہون کہ آپنے خط لکھا اور میرا حال پوچھا یہ پرسش حکم نشتر کا رکھتی ہے - اب رگ قلم کی خونناب فشانی دیکھو - گورنر اعظم نے میرٹھ مین دربار کا حکم دیا - صاحب کمشنر بہادر دہلی نے سات جاگیرداروں مین سے جو تین تقیۃ السیف تھے اُن کو حکم دیا اور دربار عام مین سے سوا - میرے کوئی نہ تھا - یا چند مہاجن مجکو حکم نہ پہنچا - جب مین نے استدعا کی تو جواب ملا کہ اب نہین ہو سکتا - جب یہ سرزمین مخیم خیام گورنری ہوئی مین اپنی عادت قدیم کے موافق خیمہ گاہ مین پہنچا - مولوی اظہار حسین خان صاحب بہادر سے ما چیف سکتر بہادر کو اطلاع کی جواب آیا کہ فرصت نہین مین سمجھا کہ اس وقت فرصت نہین دوسرے دن پھر گیا میری اطلاع کے بعد حکم ہوا کہ ایام غدر مین تم باغیون سے اخلاص رکھتے تھے اب گورنمنٹ سے کیون ملنا چاہتے ہو - اُس دن چلا آیا - دوسرے دن مین نے انگریزی خط اُن کے نام کا لکھا کر بھیجا -

مضمون یہ کہ باغیون سے میرا اخلاص مظنہ محض ہے امیدوار ہون کہ اسکی تحقیقات ہو تاکہ میری صفائی اور بے گناہی ثابت ہو۔ یہان کے مقامات پر جواب نہ ہوا۔ اب ماہ گذشتہ یعنی فروری مین پنجاب کے ملک سے جواب آیا کہ لارڈ صاحب بہادر فرماتے ہین کہ ہم تحقیقات نہ کرینگے پس یہ مقدمہ طے ہوا اور دربار و خلعت موقوف پنشن مسدود۔ وجہ نا معلوم لا موجود الا اللہ ولا موثر فی الوجود الا اللہ سنہ ۱۸۵۵ء مین نواب یوسف علیخان بہادر والی رامپور کہ میرے آشنائے قدیم ہین اس سال سنہ ۱۸۵۷ء مین میرے شاگرد ہوئے ناظم اُن کو تخلص دیا گیا۔ مین بھی غزلین اُردو کی بھیجتے ہین اصلاح دیکر بھیج دیتا۔ گاہ گاہ کچھ روپیہ اودھر سے آتا رہتا۔ قلعہ کی تنخواہ جاری انگریزی پنشن کھلا ہوا اُن کے عطایا فتوح گنے جاتے تھے۔ جب وہ دونون تنخواہین جاتی رہین تو زندگی کا مدار انکے عطیہ پر رہا بعد فتح دہلی وہ ہمیشہ میرے مقدم کے نہایان رستخیز مین عذر کرتا تھا جب جنوری سنہ ۱۸۶۰ء مین گورنمنٹ سے وہ جواب پایا کہ اوپر لکھ آیا ہون تو مین آخر جنوری مین رامپور گیا چھ سات ہفتہ وہان رہ کر دلی آیا۔ یہان آپ کا خط محررہ ۸ مارچ پایا جواب بھیجا جاتا ہے۔

ایضاً قبلہ مین نہین جانتا کہ ان روزون مین بقول ہندی اختر شناسون کے کون سی کھوٹی گرہ آئی ہوئی ہے کہ ہر طرف سے رنج و زحمت کا ہجوم ہے۔ مولوی صاحب سے میری ملاقات جب وہ دلی آئے تھے اور میر خیراتی کے گھر مین اُترے ہوئے تھے فارسین لتعارف بنا ہے محبت اور مودت ہے۔ چہ جائے آنکہ معاملہ مکالمہ اور مشاعرہ واقع ہوا ہو۔ روز ملاقات سے اُس دن تک کہ حضرت دکن کو روانہ ہوئے کوئی امر ایسا کہ باعث ناخوشی کا ہو درمیان نہین آیا۔ علاوہ بریں اس قیل کی اس راہ سے کہ مولوی صاحب آپ کے ہمنشین وہمدم تھے۔ اور مجھ مین آپ مین پیوند ولائے روحانی متحقق ہے۔ آپ ہی گواہ ہو سکتے ہین۔ اگر خدانخواستہ مجھ مین انمین رنج پیدا ہوتا تو آپ بہت جلد اصلاح بین الذاتین کی طرف متوجہ ہوتے۔ اب سنیئے حال منشی حبیب اللہ کا مین نے اُن کو دیکھا ہو تو آنکھین پھوٹین۔ تین چار برس ہوئے کہ ناگاہ ایک خط حیدرآباد سے آیا۔ اُس مین دو غزلین خط کا مضمون یہ کہ مین مختار الملک کے دفتر مین نوکر ہون

آپ کا تلمذ اختیار کرتا ہون ان دونون غزلون کو اصلاح دیجیے۔ اس امر کی نقطہ وہ بادی نہین بریلی اور لکھنؤ اور کلکتہ اور بمبئی اور سورت سے اکثر حضرات نظم و نثر فارسی اور ہندی بھیجتے رہتے ہین مین خدمت بجا لاتا ہون اور وہ صاحب میرے حک و اصلاح کو مانتے ہین۔ کلام کا حسن و قبح میری نظر مین رہتا ہے۔ اور ہر ایک کا پایہ اور دستگاہ فن شعر مین معلوم ہو جاتا ہے عادات و عندیات عدم ملاقات ظاہری کے سبب مین کیا جانون۔ آمدم بر سر مدعا منشی حبیب اللہ ذکا کے اشعار آتے رہے اور مین اصلاح دے کر بھیجتا رہا۔ بعد وارد ہونے مولوی صاحب کے ایک غزل اُن کی آئی اور اُنھون نے یہ لکھا کہ مولوی غلام امام شہید اکبر آبادی کی غزل پر یہ غزل لکھکر بھیجتا ہون۔ مین نے حسب معمول غزل کو اصلاح دیکر بھیجا اور یہ لکھا کہ مولانا شہید اکبر آباد کے نہین لکھنؤ اور الہ آباد کے ہین۔ اس کلمہ سے زیادہ کوئی بات مین نے نہین لکھی۔ اس مین سے توہین کے معنے مستنبط ہون تو مین اُن کا مستوجب سہی۔ اب مین نہین جانتا کہ منشی صاحب نے مولوی صاحب سے کیا کہا اور مولوی صاحب نے آپ کو کیا لکھا۔

ایضاً قبلہ میرا ایک شعر ہے ؎

خود پیش خود کفیل گرفتاری من است	ہر دم بہ پرسش دل مایوس میرسد

یہ معاملہ میرا اور آپ کا ہے۔ خارج سے مسموع ہوا کہ مین نے جو اغلاط برہان قاطع کے نکال کر ایک نسخہ موسوم بہ قاطع برہان لکھا ہے۔ اور ایک مجلد اُس کا آپ کو بھی بھیج دیا ہے۔ آپ اُسکی تردید مین کوئی رسالہ لکھ رہے ہین۔ اگرچہ باور نہین آیا لیکن عجب آیا۔ ایک مولوی نجف علی صاحب ہین۔ باوجود فضیلت علم عربی فارسی مین اُن کا نظیر نہین۔ وہ جو ایک شخص مجہول الحال نے اہل دھلی مین سے میرے کلام کی تردید مین کتاب تصنیف کی ہے مسمی بہ محرق قاطع برہان۔ اُنھون نے اُس کی توہین اور رسودہ کی تفضیح مین دو جزو کا ایک نسخہ مختصر لکھا ہے۔ اور ایک طالب علم مسمی بہ عبدالکریم نے سعادت علی مولف محرق قاطع سے سوالات کیے ہین۔ اور ایک مختصر اُس نے بفحواے علماے شہر مرتب کیا ہے۔ ایک میرے دوست نے بصرف زر اُس کو چھپوایا ہے

ایک نسخہ اُس کا آج اُسی خط کے ساتھ بسبیل پارسل ارسال کیا ہے۔ اس شہر مین ایک میلا ہوتا ہے۔ پھول والونکا میلہ کہلاتا ہے۔ بھادون کے مہینے مین ہوا کرتا ہے۔ امرائے شہر سے کر اہلِ حرفہ تک قطب جاتے ہین۔ دو تین ہفتہ تک وہین رہتے ہین۔ مسلمان و ہنود دونون فرقے کی شہر مین دکانین بند پڑی رہتی ہین۔ بھائی ضیاءالدین خان اور شہاب الدین خان اور میرے سمیت دونون لڑکے سب قطب گئے ہوئے ہین۔ اب دیوان خانہ مین ایک مین ہون اور ایک داروغہ اور ایک بیمار خدمتگار۔ بھائی صاحب وہان سے آئین گے تو مقرر آپ کو خط لکھین گے۔ بڑے پہاڑ سے اُترے چھوٹے پہاڑ پر چڑھ گئے۔ عدم تحریر کی وجہ یہ ہے ۔

ایضاً قبلہ حاجات قطعہ مین جو حضرت نے الہام درج کیا ہے وہ تو ایک لطیفہ بسبیل دعا ہے۔ مگر ہان یہ کشف یقینی ہے اور مخدوم کی روشن دلی اور دور بینی ہے کہ جو سوالات مین نے ۲۰ جنوری کو کئے اُن کے جواب تم نے ۲۷ جنوری لکھ کر بھیج دیے کیون نہ کہون روشن ضمیر ہو۔ اگرچہ جوان ہو مگر میرے پیر ہو۔ خلاصہ تقریر یہ کہ ۳۰ جنوری کو آخر روز مین نے ڈاک مین خط بھجوایا۔ اور ۳۱ کو ڈاک کا ہرکارہ پہر دن چڑھے تمہارا خط لایا۔ سوالات مین ایک سوال کا جواب باقی رہا ہے۔ یعنی جناب اڈمنسٹن صاحب بہادر کی جگہ چیف سکرٹر گورنمنٹ کلکتہ کون ہوا۔ یہ دل مین پیچ و تاب باقی رہا۔ کتاب کے باب مین جو کچھ لکھا ہے واقعی یہ کہ درست اور بجا ہے۔ جو کچھ واقع ہوا اُس کو مفید مطلب فرض کرون لیکن اگر اجازت پاؤن تو اسی باب مین یہ عرض کرون کہ پیشگاہ گورنمنٹ مین بتوسط چیف سکرٹر بہادر سابق اور لفٹنٹ گورنر بہادر حال دو مجلد پیش کئے ہین۔ ایک نذر گورنمنٹ اور دوسری کے واسطے یہ سوال کہ میری عزت بڑھائی جاوے اور یہ مجلد حضور حضرت شاہنشاہی مین بھجوائی جاوے۔ اچھا نذر گورنمنٹ مین تو مولوی اظہار حسین صاحب کا وہ اظہار ہے۔ نذر سلطانی کے ارسال و عدم ارسال مین کیا دار و مدار ہے۔ دو نسخے جو اُن دونون صاحبون کے پیشکش مقرر ہوئے اُن مین سے ایک صدر بورڈ کے حاکم اور لفٹنٹ گورنر ہو سے ردو قبول۔ نفرین و آفرین کچھ بھی نہین قیاسا جو چاہون سو کرون یقین کچھ بھی نہین۔

۱۷- دسمبر ۱۸۵۶ء کا لکھا ہوا حکم وزیر اعظم کا ولایت کی ڈاک مین مجکو آیا ہے کہ اُس قصیدہ کے صلہ اور جایزہ کے واسطے کہ جو بتوسط لارڈ الن براسائل نے بھیجوایا ہے۔ خطاب اور خلعت اور پنشن کی تجویز ضرور ہے۔ جو حکم صادر ہوگا سائل کو بتوسط گورنمنٹ اُسکی اطلاع دینی ضرور ہے یہ حکم مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۸۵۶ء آخر جنوری ۱۸۵۷ء مین مین نے پایا۔ فروری مارچ اپریل خوشی اور توقع مین گذرے۔ مئی ۱۸۵۷ء مین فلک نے یہ فتنہ اُٹھایا۔ اب اس کتاب اور دوسرے قصیدے کی جابجا نذر کرنے کا یہ سبب ہے کہ سائل محکمہ ولایت کو یاددہی کرتا ہے اور گورنمنٹ سے تحسین طلب ہے۔ جب یہان سے نوید تحسین نہین تو ولایت کو نذر کے ارسال کا بھی یقین نہین تحسین اور آفرین سے گذرا۔ نذر کے ولایت جانے کا یقین کیونکر حاصل ہو۔ جہان یہ تفرقہ اور بے اتفاقی اور یہ دشواری اور یہ مشکل ہو۔ جی مین آتا ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اور حاکم صدر بورڈ کو ایک ایک عریضہ جدا جدا لکھون۔ پھر یہ سوچتا ہون کہ انگریزی لکھواؤن۔ فارسی لکھون اور دونون صورتون مین کیا لکھون۔ کل کا بھیجا ہوا خط اور یہ آج کا خط یقین ہے کہ دونون معًا ایک وقت مین پہنچین وہ تو جواب طلب نہین اسکا جواب لکھیئے اور بہت شتاب لکھیے

ایضاً مین سادہ دل آزردگی یار سے خوش ہون	یعنی سبق شوق مکرر نہ ہوا تھا

پیر و مرشد خفا نہین ہوا کرتے یون سُنا مجھے باور نہ آیا۔ یہان تک تو مین مورد عتاب نہین ہو سکتا جھگڑا استعجاب پر ہے۔ محل استعجاب وہ ہے کہ آپ کا دوست کہتا ہے کہ میر منشی نواب لفٹنٹ گورنر بہادر میرے شاگرد ہین اور وہ قاطع برہان کا جواب لکھ رہے ہین۔ اولیا کا یہ حال ہے۔ وائے برحال ہم اشقیا کے یہ حکایت ہے شکایت نہین۔ مین دنیا داری کے لباس مین فقیری کر رہا ہون لیکن فقیر آزاد ہون نہ شیاد و کیاد۔ ستر برس کی عمر ہے بے مبالغہ کہتا ہون ستر ہزار آدمی نظر سے گذرے ہونگے۔ زمرہ خواص مین سے عوام کا شمار نہین۔ دو مخلص صادق اللولا دیکھے ایک مولوی سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ دوسرا منشی غلام غوث سلمہ اللہ تعالیٰ۔ لیکن وہ مرحوم حسن صورت نہین رکھتا تھا۔ اور خلوص اخلاص اُسکا خاص میرے ساتھ تھا۔ اللہ اللہ۔ دوسرا دوست

خیرخواہ خلق حسن و جمال چشم بد دور کمال مہر و وفا صدق و صفا نوراً علیٰ نور- مین آدمی ہون آدم شناس ہون ۵

نگہم نقب ہمی زد بہ نہان خانۂ دل	مژدہ باد اہل ریا را کہ ز میدان رفتم

غایت مہر و محبت جس کے ملکہ کا تمکو مالک سمجھا ہون وہ بہ نسبت اپنے اس قدر یقین کرتا ہون کہ پہلے دو آدمیون کو اپنے بعد اپنا ماتم دار سمجھا ہوا تھا- ایک کو تو مین رو لیا- اب اللہ آمین کا ایک دوست رہ گیا- دعائین مانگتا ہون کہ خدا یا اُس کا داغ نہ مجھے دکھائیو- اس کے سامنے مرون میان مین تمہارا عاشق صادق ہون- بھائی ابھی تقطیعے نہین آئے- واقع ہذیان کے دو مجلد اور بھیج دون گا-

بنام نواب ضیاء الدین احمد خان صاحب بہادر

جناب قبلہ و کعبہ آپ کو دیوان کے دینے مین تامل کیون ہے- روز آپ کے مطالعہ مین نہین رہتا بغیر اُس کے دیکھے آپ کو کھانا ہضم ہوتا ہو یہ بھی نہین- پھر آپ کیون نہین دیتے- ایک مجلد ہزار جلد بن جائے میرا کلام شہرت پائے- میرا دل خوش ہو- تمہاری تعریف کا قصیدہ اہل عالم دیکھین تمہارے بھائی کی تعریف کی نثر سب کی نظر سے گزرے- اتنے فوائد کیا تھوڑے ہین- رہا کتاب کے تلف ہونے کا اندیشہ یہ خفقان ہے- کتاب کیون تلف ہوگی- احیاناً اگر ایسا ہوا اور دلی لکھنؤ کی عرض راہ مین ڈاک لٹ گئی تو مین فوراً اسپیشل ڈاک رام پور جاؤن گا- اور نواب فخر الدین خان مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیوان تم کو لا دون گا- اگر یہ کہتے ہو کہ اب وہان سے لیکر بھیج دو- وہ نہ کہین گے کہ ہم سے کیون نہین بھیجتے- ہان یہ لکھون کہ نواب ضیاء الدین خان صاحب نہین دیتے تو کیا وہ یہ نہین کہہ سکتے کہ جب وہ تمہارے بھائی اور تمہارے قریب ہو کر نہین دیتے تو مین اتنی دور سے کیون دون- اگر تم یہ کہتے ہو کہ تفصیل سے لکھ کر بھیج دو وہ اگر نہ دین تو مین کیا کرون- اگر دین تو میرے کس کام کا- پہلے تو نا تمام ہے ناقص بعض بعض قصائد اس مین سے اور کے نام کر دئے گئے ہین اور اس مین اُسی ممدوح سابق کے نام پر ہین-

شہاب الدین خان کا دیوان جو یوسف مرزا لے گیا ہے اس مین یہ دونون قباحتین موجود تیسری یہ کہ سراسر غلط ہر شعر غلط ہر مصرعہ غلط یہ کام تمہاری مدد کے بغیر انجام نہ پائے گا اور تمہارا کچھ نقصان نہین ہان احتمال نقصان وہ بھی ازروے وسوسہ و وہم اس صورت مین مین تلافی کا کفیل جیسا کہ اوپر لکھ آیا ہون - بہرحال راضی ہوجاؤ - اور مجھکو لکھو تو مین طالب کو اطلاع دون اور طلب اُسکی جب دوبارہ ہو تو کتاب بھیج دون - رحم و کرم کا طالب - غالب -

بنام مرزا شہاب الدین احمد خان صاحب

بھائی تمہارا خط حکیم محمود خان صاحب کے آدمی کے ہاتھ پہنچا - خیر و عافیت معلوم ہوئی انصاف کرو کتاب کوئی سی ہو اُس کا پتہ کیون کر لگے - لوٹ کا مال چوری چوری کتنے کتنون مین بک گیا - اور اگر سڑک پر بھی بکا تو مین کہان جو دیکھون - صبر کرو اور چپ ہو رہو ؎

بر دل نفس اندہ گیتی نہ آرید	گیرید کہ گیتی ہمہ یکسر بسر آمد

آدمی تو آتے جاتے رہتے ہین خدا کرے یہان کا حال سُن لیا کرتے ہو - اگر جیتے رہے اور ملنا نصیب ہوا تو کہا جائے گا - ورنہ قصہ مختصر تمام ہوا لکھتے ہوے ڈرتا ہون - اور وہ بھی کون سی خوشی کی بات ہے جو لکھون اپنے گھر مین اور اپنے بچون کو میری اور میرے گھر کی طرف سے دعا کہدینا - اور تم کو بھی تمہاری اُستانی دعا کہتی ہین زیادہ زیادہ ازغالب دوشنبہ ۸ فروری ۱۸۶۹ع

ایضاً بھائی شہاب الدین خان واسطے خدا کے تم نے اور حکیم غلام نجف خان نے میرے دیوان کا کیا حال کر دیا ہے - یہ اشعار جو تم نے بھیجے ہین خدا جانے کس ولدالزنا نے داخل کر دئے ہین - دیوان تو چھاپے کا ہے متن مین - اگر یہ شعر ہون تو میرے ہین اور اگر حاشیہ پر ہون تو میرے نہین ہین - بالفرض اگر یہ شعر متن مین پائے بھی جاوین تو یون سمجھنا کہ کسی ملعون نے جا بنے اصل کلام کو چھیل کر یہ خرافات لکھدیے ہین - خلاصہ یہ کہ جس مفسد کے یہ شعر ہین اُسکے باپ پر اور دادا پر لعنت اور وہ ہفتاد پشت تک ولدالحرام اس کے سوا اور کیا لکھون - ایک تو لڑکے میان غلام نجف - دوسرے تم میری کمبختی بڑھاپے مین آئی کہ میرا کلام تمہارے

ہاتھ پڑا - بعد ان سطرون کے لکھنے کے تمھارا خط پہنچا یہ دوسرا حادثہ مجکو پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا قضا وقدر کے امور مین دم مارنے کی گنجایش نہین ہے کیون جہانگیر پر جلد جانے کی اجازت ہو جائے تاکہ سب یک جا باہم آرام سے رہو - اپنے کاتب کو کہہ دینا کہ یہ خرافات متن مین نہ لکھے - اگر لکھ دیے ہون تو وہ ورق نکلوا ڈالنا - اور ورق اوسکے بدلے لکھوا کر لگا دینا مناسب تو یون ہے کہ تم کسی آدمی کے ہاتھ وہ دیوان جو تمھارے کاتب نے نقل کیا ہے میرے پاس بھیج دو - تاکہ مین اُس کو ایک نظر دیکھکر پھر تم کو بھیج دون - زیادہ زیادہ - آج میرے پاس ٹکٹ ہے نہ دام معاف رکھنا - والسلام -

ایضًا بھائی تمھارا خط پہنچا کوئی مطلب جواب طلب نہین تھا کہ مین اُس کا جواب لکھتا پھر سوچا کہ مبادا تم آزردہ ہو اس واسطے آج یہ رقعہ تم کو لکھتا ہون - میرا جی تو یہ چاہتا تھا کہ اب جو خط تمھین لکھون اُس کے آغاز مین یہ لکھون کہ مبارک ہو - تمھارے اب وعم مع الخیر اپنی جاگیر کو روانہ ہو گئے - انشاء اللہ تعالی اب کے جو خط تم کو لکھون گا اُس کا مضمون یہی ہوگا خاطر جمع رکھنا - اور اگر میرا خط دو چار دن نہ پہنچے تو مجکو اُسی مضمون کے ظہور کا منتظر سمجھنا اور گلہ نہ کرنا اور ہان صاحب تم جو خط لکھتے ہو تو اُس مین احمد سعید خان کا کچھ ذکر نہین لکھتے لازم ہے کہ اُس کی خیر و عافیت اور اُس کی بہن کی خیر و عافیت لکھتے رہا کرو - یہان تمھاری پھوپھی اور تمھاری دونون بھتیجے اچھی طرح ہین - والدعا - از غالب یکشنبہ ۱۲ - اپریل ۱۸۵۰ء

ایضًا میان مرزا شہاب الدین خان - اچھی طرح رہو - غازی آباد کا حال شمشاد علی سے سُنا ہوگا - ہفتے کے دن دو تین گھڑی دن چڑھے احباب کو رخصت کر کے راہی ہوا قصد یہ تھا کہ پلکھوے رہون وہان قافلے کی گنجایش نہ پائی - ہاپور کو روانہ ہوا - دونون برخوردار گھوڑون پر سوار پہلے چل دیے - چار گھڑی دن رہے مین ہاپور کی سرائے مین پہنچا - دونون بھائیون کو بیٹھے ہوئے اور گھوڑون کو ٹہلتے ہوئے پایا - گھڑی بھر دن رہے قافلہ آیا - مین نے چھٹانک بھر گھی داغ کیا - دو شامی کباب اُس مین ڈالدیے - رات ہو گئی تھی شراب

پی لی کباب کھاے - لڑکون نے ارہر کی کھچڑی پکوائی خوب گھی ڈال کر آپ بھی کھائی اور سب آدمیون کو بھی کھلائی - دن کے واسطے سادہ سالن پکوایا - ترکاری نہ ڈلوائی - بارے آجکل دونون بھائیون مین موافقت ہے - آپس کی صلاح و مشورت سے کام کرتے ہین - اتنی بات زائد ہے کہ حسین علی منزل پہ اُتر کر پاپڑ اور مٹھائی کے کھلونے خرید لاتا ہے - دونون بھائی مل کر کھاتے ہین آج مین نے تمھارے والد کی نصیحت پر عمل کیا - چار بجے پانچ کے عمل مین ہاپوڑ سے چل دیا - سورج نکلے بابوگڈہ کی سراے مین آ پہنچا - چارپائی بچھائی اُس پر بچھونا بچھا کر حقہ پی رہا ہون اور یہ خط لکھ رہا ہون - دونون گھوڑے کوتل آ گئے - دونون لڑکے رتھ مین سوار آتے ہین - اب وہ آئے اور کھانا کھا لیا اور چلے - تم اپنی اُستانی کے پاس جا کر یہ رقعہ سراسر پڑھ کر سُنا دینا شمشاد کو کتاب کے مقابلے اور تصحیح کی تاکید کر دینا -

ایضاً میان وہ قاضی تو مسخرہ جو نیا ہے اُن کا خط دیکھ لیا - خیر ہان علاؤالدین خان کا خط گھنٹہ بھر بھانڈ کے طائفہ کا تماشا ہے - اب تم کہو اُستاد میر جان کو کیون کر بھیجوگے اُن کو کہان پاؤگے - اور علاؤالدین خان نے حسب الحکم تمھارے چچا کے لکھا ہے - لوہارو کی سواریان آئی ہوئی شاید کل یا پرسون جائین اس کی فکر آج کرو - امین الدین خان بیچارہ اکیلا گھبراتا ہوگا - چکیدن دہیم - رمیدن دہیم یہ غزل علاؤالدین کو بھیج چکا ہون - تم علاؤالدین خان کو لکھو کہ بڑی شرم کی بات ہے کہ **مصرع** بردم آزردگی غیر سبب را چہ علاج ؛ اس غزل کو حافظ کی غزل سمجھتے ہو - واہ واہ غیر سبب یہ کہان کی بولی ہے **مصرع** از خواند قرآن تو قاری چہ فائدہ عیاذاً باللہ امیر خسرو قرآن کو کہ بسکون رائے قرشت و الف ممدودہ ہے - قرآن بروزن پُران لکھین گے - یہ دونون غزلین دو گدھون کی ہین - شاید ایک نے مقطع مین حافظ اور ایک نے مقطع مین خسرو لکھ دیا ہو -

ایضاً نور چشم شہاب الدین خان کو دعا کے بعد معلوم ہو یہ جو رقعہ لے کر پہنچتے ہین ان کا نام حسن علی ہے اور یہ سید ہین - دوا سازی مین یگانہ - رکاب داری مین یکتا - جان محمد ان کا

باپ ملازم سرکار شاہی تھا - اب اِن کا چچا میر فتح علی پندرہ روپیہ مہینے کا لوہارو مین نوکر ہے بہرحال اِن سے کہا گیا کہ پانچ روپیہ مہینا ملے گا اور لوہارو جانا ہوگا - انکار کیا کہ پانچ روپیہ مین مین کیا کھاؤنگا - یہان زن و فرزند کو کیا بھجواؤنگا - جواب دیا گیا کہ سرکار بڑی ہے اگر کام تمہارا پسند آئے گا تو اضافہ ہو جائے گا - اب وہ کہتا ہے کہ خیر توقع پر یہ قلیل مشاہرہ قبول کرتا ہون مگر دونون وقت روٹی سرکار سے پاؤن بغیر اس کے کسی طرح نہین جا سکتا یسنو میان حق بجانب اس غریب کے ہے روٹی بغیر بات نہین بنتی - یقین ہے تم رپورٹ کروگے تو اس امر کی منظوری کا حکم آجائے گا - یہ قصہ فیصل ہوا - اب یہ کہتا ہے کہ دو ماہہ مجھے پیشگی دو تاکہ کچھ کپڑا لتا بناؤن اور کچھ گھر مین دے جاؤن راہ مین روٹی اور سواری سرکار سے پاؤن تو یہان بھی حق بجانب سائل کے جانتا ہون - مگر کچھ کہہ نہین سکتا - اپنی راے اس باب مین لکھ نہین سکتا خیر تم ہی میرا رقعہ اپنے نام کا علائی مولائی کو بھیجدو - غالب سہ شنبہ ۲۴ ستمبر ۱۸۵۹ع

ایضًا تمہارے بھائی کا خط تمہارے پاس بھیجتا ہون - کلیات اُردو جو تم نے خریدے ہین ایک اُس مین سے جا ہو اپنے چچا کی نذر کر دو جا ہو بھائی کو تحفہ بھیجو - مین نے اس وقت انکے نام کا خط لوہارو کو روانہ کیا ہے - بعد ارسال خط مولوی سدید الدین خان صاحب میرے ہان آئے - اثناے حرف و حکایت مین مین نے شاہین کی حقیقت پوچھی جواب دیا کہ ہان عربی مین ایک باجے کا نام شاہین ہے - صورت اُس کی پوچھی گئی کہا مجھے معلوم نہین صراحی مین مین نے دیکھا ہے فقط تم جو مولانا علائی کو خط لکھو یہ رقعہ ملفوف کردو - غالب -

رباعی

رقعہ کا جواب کیون نہ بھیجا تم نے
ثاقب حرکت یہ کی ہے بیجا تم نے
حاجی کلو کو دیکے بے وجہ جواب
غالب کا پکا دیا کلیجا تم نے

ایضًا

اے روشنی دیدہ شہاب الدین خان
کٹتا ہے بتاؤ کس طرح سے رمضان

ہوتی ہے تراویح سے فرصت کب تک — سنتے ہو تراویح میں کتنا قرآن

بنام نواب انوار الدولہ سعد الدین خان صاحب شفق

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق — ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما

خداوند نعمت آج دوشنبہ ۶ - رمضان کی اور ۱۵ - فروری کی ۶۳ - اس وقت کہ بارہ پر تین بجے ہین ۔ ملاطفت نامہ پہنچا - اُدہر پڑھا - اِدھر جواب لکھا - ڈاک کا وقت نہ رہا - خط کو معنون کر رکھتا ہون - کل شنبہ ۱۶ - فروری کو ڈاک مین بھجوا دونگا - سال گزشتہ مجھ پر بہت سخت گزرا ۱۲ - ۱۳ مہینے صاحب فراش رہا - اُٹھنا دشوار تھا - چلنا پھرنا کیسا - نہ تپ نہ کھانسی نہ اسہال نہ فالج نہ لقوہ ان سب سے بدتر ایک صورت پر کدورت یعنی احتراق کا مرض مختصر یہ کہ سر سے پاؤن تک بارہ پھوڑے ہر پھوڑہ ایک زخم - ایک غار ہر روز بے مبالغہ بارہ تیرہ پھاہے اور پاؤ بھر مرہم درکار - نو دس مہینے بے خور و خواب رہا ہون - اور شب و روز بیتاب راتین یون گزری ہین کہ اگر کبھی آنکھ لگ گئی دو گھڑی غافل رہا ہون گا کہ ایک آدھ پھوڑے مین ٹیس اُٹھی - جاگ اُٹھا - تڑپا کیا - پھر سو گیا - پھر ہوشیار ہو گیا - سال بھر مین سے تین حصے دن یون گزرے - پھر تخفیف ہونے لگی - دو تین مہینے مین لوٹ پوٹ کر اچھا ہو گیا نئے سر سے روح قالب مین آئی - اجل نے میری سخت جانی کی قسم کھائی اب اگرچہ تندرست ہون - لیکن ناتوان و سست ہون - حواس کھو بیٹھا - حافظہ کو رو بیٹھا اگر اُٹھتا ہون تو اتنی دیر مین اُٹھتا ہون کہ جتنی دیر مین ایک قدِ آدم دیوار اُٹھے - آپ کی پرسش کے کیون نہ قربان جاؤن کہ جب تک میرا مرنا نہ سنا میری خبر نہ لی - میری مرگ کے مخبر کی تقریر اور مثلاً میری یہ تحریر آدھی سچ اور آدھی جھوٹ درصورت مرگ نیم مردہ اور درحالت حیات نیم زندہ ہون ۵

در کشاکش ضعفم نگسلد روان از تن — اینکہ من نمے میرم ہم ز ناتوانیہاست

اگر ان سطور کی نقل میرے مخدوم مولوی غلام غوث خان صاحب بہادر میر منشی لفٹنٹ گورنری غرب و شمال کے پاس بھیج دیجیے گا تو ان کو خوش اور مجکو ممنون کیجیے گا -

ایضاً پیر و مرشد حضور کا توقیع خاص اور آپ کا نوازش نامہ۔ یہ دونون حرز بازو ایک دن اور ایک وقت پہنچے۔ توقیع کا جواب دو چار دن مین لکھون گا۔ ناسازی مزاج مبارک موجب تشویش و ملال ہوئی اگرچہ حضرت کی تحریر سے معلوم ہوا کہ مرض باقی نہین مگر ضعف باقی ہے لیکن تسکین خاطر منحصر اس مین ہے کہ آپ بعد اس تحریر کے ملاحظہ فرمانے کے اپنے مزاج کا حال پھر لکھین ۵۳ کی ہنڈوی پہنچی۔ اس کا بھی حال سابق کی سی ہنڈوی کا سا ہے۔ یعنی ساہوکار کہتا ہے کہ ابھی ہم کو کالپی کے ساہوکار کی اجازت نہین آئی جو ہم روپیہ دین۔ اگر سرکار کے کارپرداز وہان کے ساہوکار سے کہہ کر اجازت لکھوا بھیجین تو مناسب ہے۔ صہبائی کے تذکرہ کی ایک جلد میری ملک مین سے میرے پاس تھی وہ مین اپنی طرف سے بسبیل ارمغان آپ کو بھیجتا ہون نذر قبول ہو۔ اب مین حضرت سے باتین کر چکا۔ خط کو سرنامہ کر کے کہار کو دیتا ہون کہ ڈاک مین دے آوے۔ بارہ پر دو بجے کتاب کا پارسل بطریق بیرنگ روانہ کرونگا پیشگاہ وزارت مین میری بندگی پہنچے۔ عرضداشت بعد اس کے پہنچے گی۔ جناب میر صاحب قبلہ میر امجد علی صاحب کو سلام نیاز اور جناب منشی نادر حسین خان صاحب کو سلام۔

ایضاً پیر و مرشد اگر مین نے امیدگاہ بکاف عربی از راہ شکوہ لکھا تو کیا گناہ کیا نہ خط کا جواب نہ قصیدہ کی رسید ؎

درین خستگی پوزش از من مجوے	بود بندۂ خستہ گستاخ گوے

اور یہ جو آپ فرماتے ہین کہ ان موانع کے سبب سے مین قصیدہ کی تحسین نہین لکھ سکا بندہ بے ادب نہین۔ تحسین طلب نہین ایسے مجمع مین مشعور کہ سواے احترام الدولہ کے کوئی سخندان نہین مین جو اپنا کلام آپ کے پاس بھیجتا ہون گویا آپ اپنے پر احسان کرتا ہون ؎

واے بر جان سخن گر بہ سخندان نرسد ۔ افسوس کہ میرا حال اور یہ لیل و نہار آپ کی نظر مین نہین ورنہ آپ جانین کہ اس بجھے ہوئے دل اور اس ٹوٹے ہوئے دل اور اس مرے ہوئے دل پر کیا کر رہا ہون۔ نواب صاحب اب نہ دل مین وہ طاقت نہ قلم مین وہ زور سخن گستری کا

ایک ملکہ باقی ہے بے تامل اور بے فکر جو خیال مین آجاے وہ لکھ لون ورنہ فکر کی صعوبت کا متحمل نہین ہوسکتا بقول مرزا عبد القادر بیدل ؎

جوہرہا در خور توانائی ست ضعف یکسر فراغ مے خواہد

شہر کا حال معلوم ہوا پہنے آپ لکھ بھیجیے کہ کیا لکھوا جائے گا۔ مہدی حسن خان۔ مہدی حسین خان بہادر لکھ رہا ہون۔ صرف یاد پر لکھ رہا ہون ورنہ خط لڑکون نے کھو دیا یاد پڑتا ہے کہ نگینہ وہان سے بھیجنے کو آپنے لکھا ہے سو اب مین مکرر خواہان ہون کہ یہ معلوم ہو جاے کہ نگینہ بھیجئے گا یا یہان خریدا جائے گا۔ اور نقش و نگین کیا ہوگا تاکہ شمار حروف کا مجکو معلوم رہے اب جب آپ مجکو لکھین گے تب مین اس کا جواب لکھون گا۔ حافظ صاحب کا پہنچنا تقریبًا معلوم ہوا۔ یعنی اُن کی طرف سے آپنے مجکو سلام لکھا ہے۔ سو مین بھی اُن کی خدمت مین بندگی اور جناب منشی نادر حسین خان صاحب کی جناب مین سلام عرض کرتا ہون۔ زیادہ حدِ ادب

ایضًا قبلہ حاجات قصیدہ دوبارہ پہنچا چونکہ پیشانی پر دستخط کی جگہہ نہ تھی ناچار اُسکو ایک در دو ورقہ پر لکھوایا اور حضور مین گزرانا اور تمناے دیرینہ حاصل کی یعنی دستخط خاص مشتمل اظہار خوشنودی طبع اقدس ہو گئے۔ احترام الدولہ بہادر میرے ہم زبان اور آپکے ثناخوان رہے گویا اس امر خاص مین وہ شریک غالب ہین۔ ہم بطریق کسرۂ اضافی وہم بطریق کسرۂ توصیفی پروردگار اس بزرگوار کو سلامت رکھے کہ قدردان کمال بلکہ حق تو یون ہے کہ خیر محض۔ غیاث اللغات ایک نام موقر و معزز جیسے الفربہ خواہ مخواہ مرد آدمی آپ جانتے ہین کہ یہ کون ہے ایک معلم فرومایہ رامپور کا رہنے والا۔ فارسی سے ناآشناے محض اور صرف و نحو مین ناتمام انشار خلیفہ و منشیات مادہورام کا پڑھانے والا چنانچہ دیباچہ مین اپنا ماخذ بھی اس نے خلیفہ شاہ محمد و مادہورام و غنیمت و قتیل کے کلام کو لکھا ہے۔ یہ لوگ راہ سخن کے غول ہین آدمی کے گمراہ کرنے والے یہ فارسی کو کیا جانین۔ ہان طبع موزون رکھتے تھے شعر کہتے تھے ؎

ہرزہ مشتاب و پے جادہ شناسان بردار اے کہ در راہ سخن چون تو ہزار آمد و رفت

میرا دل جانتا ہے کہ آپ کے دیکھنے کا مین کس قدر آرزومند ہون - میرا ایک بھائی ماموں کا بیٹا کہ وہ نواب ذوالفقار بہادر کی حقیقی خالہ کا بیٹا ہوتا تھا اور سن نشین حال کا چچا تھا - اور وہ میرا ہم شیر بھی تھا یعنی مین نے اپنی ممانی اور اُس نے اپنی پھوپی کا دودھ پیا تھا وہ باعث ہوا تھا میرے باندا بوندیل کھنڈ آنے کا مین نے سب سامان سفر کر لیا - ڈاک مین روپیہ ڈاک کا دیدیا قصد یہ تھا کہ فتح پور تک ڈاک مین جاؤن گا - وہان سے نواب علی بہادر کے بان کی سواری مین باندے جا کر ہفتہ بھر رہ کر کالپی ہوتا ہوا آپ کے قدم دیکھتا ہوا بسبیل ڈاک دلی چلا آؤنگا - ناگاہ حضور والا بیمار ہو گئے - اور مرض نے طول کھینچا وہ ارادہ قوت سے فعل مین نہ آیا - اور پھر مرزا اورنگ خان میرا بھائی مر گیا مصرع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ ؎ واللہ وہ سفر اگرچہ بھائی کی استدعا سے تھا مگر مین نتیجہ اس شکل کا آپ کے دیدار کو سمجھا ہوا تھا - ہرزہ سرائی کا جرم معاف کیجیے گا - میرا جی آپ کے ساتھ باتین کرنے کو چاہا - اس واسطے جو دل مین تھا وہ اس عبارت سے زبان پر لایا -

ایضاً پیر و مرشد - کورنش - مزاج اقدس - الحمد للہ تو اچھا ہے حضرت دعا کرتا ہون - پرسون آپ کا خط مع ساڑھے بھکٹ کے پہنچا - آپ کو مبداء فیاض سے اشرف الوکلا خطاب ملا - مجتبانہ ایک لطیفہ نشاط انگیز سنیے - ڈاک کا ہرکارہ جو بلی ماروں کے خطوط پہنچاتا ہے اِن دنون مین ایک بنیا پڑھا لکھا حرف شناس کوئی فلان ناتھ - ڈھمک داس ہے - مین بالاخانہ پر رہتا ہون حویلی مین آ کر اُس نے داروغہ کو خط دے کر مجھ سے کہا کہ ڈاک کا ہرکارہ بندگی عرض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مبارک ہو آپ کو جیسا کہ دلی کے بادشاہ نے نوابی کا خطاب دیا تھا - اب کالپی سے خطاب کپتانی کا ملا حیران کہ یہ کیا کہتا ہے - سرنامہ کو غور سے دیکھا - نہین قبل از اسم مخدوم نیاز کیشان لکھا تھا - اُس قرمساق نے اور الفاظ سے قطع نظر کر کے کیشان کو کپتان پڑھا - بھائی ضیاء الدین خان صاحب شملے گئے ہوئے ہین - شاید ماہ حال یعنی جولائی - یا اول ماہ آیندہ یعنی اگست مین یہان آ جائین آپ کو نوید تخفیف تصدیع دیتا ہون - آپ نواب صاحب سے کتاب کیون مانگین اور زحمت کیون اُٹھائین - جس قدر کہ علم اُن کو اس خاندان مجدت نشان کے حال پر حاصل ہو گیا

ہے کافی ہے۔ مولانا قلق کے نام کی عرضی اُن کو پہنچا دیجیے گا۔ اور جناب نادر حسین خان صاحب کو میرا سلام فرما دیجیے گا۔

ایضاً پیرو مرشد شب رفتہ کو مینہ خوب برسا۔ ہوا مین فرط برودت سے گزند پیدا ہوگیا۔ اب صبح کا وقت ہے ہوا ٹھنڈی بے گزند چل رہی ہے۔ ابر تنک محیط ہے۔ آفتاب نکلا ہے پر نظر نہین آتا ہے۔ مین عالم تصور مین آپ کو مسند عز و جاہ پر جانشین۔ اور منشی نادر حسین خان صاحب کو آپ کا جلیس مشاہدہ کر کے آپ کی جناب مین کورنش بجا لاتا ہون اور منشی صاحب کو سلام کرتا ہون۔ کافر نعمت ہوجاؤن۔ اگر یہ مدارج بجا نہ لاؤن۔ حضرت نے اور منشی صاحب نے میری خاطر سے کیا زحمت اُٹھائی ہے۔ بھائی صاحب بہت خوشنود ہوئے۔ منت پذیری مین میرے شریک غالب ہین فی الحال بتوسط میرے سلام نیاز عرض کرتے ہین غالب کہ نامہ جداگانہ بھی ارسال کرین۔ حضرت آپ غالب کی شرارتین دیکھتے ہین سب کچھ کہے جاتا ہے اور اُس اصل کا کہ جس پر یہ مراتب متفرع ہون ذکر نہین کرتا۔ فقیر کو یہ طرز پسند نہ آئی۔ مطلب اصلی کو مقدر چھوڑ جانا کیا شیوہ ہے۔ یون لکھا تھا کہ آپ کا عنایت نامہ اُس کے ساتھ نسب نامہ خاندان مجد و علا کا پارسل پہنچا مین ممنون ہوا۔ نواب ضیاء الدین خان بہادر بہت ممنون و شاکر ہوئے۔ جناب عالی مین تو غالب ہرزہ سرا کا معتقد نہ رہا۔ آپنے اُس کو مصاحب بنا رکھا ہے۔ اس سے اس کا دماغ چل گیا ہے۔ قبلہ و کعبہ جناب مولانا قلق مین حضرت شفق نے جو غالب کی شکایت کی تھی وہ مقبول نہ ہوئی۔ اب جناب ہاشمی کو اپنا ہم زبان اور مددگار بنا کر پھر کہتے ہین آپ کی بات اس باب مین کبھی نہ مانون گا جب تک سید صاحب کا خوشنودی نامہ نہ بھجوائیگا اس سارٹیفکٹ کے حصول مین رشوت دینے کو بھی موجود ہین والسلام۔

ایضاً پیرو مرشد مین آپ کا بندہ فرمانبردار۔ اور آپ کا حکم بطیب خاطر بجا لاتا ہون مگر سمجھ تو لون کہ کیا لکھون۔ وہ مکتوب کہان بھیجون۔ آپکے پاس بھیج دون یا انہین منشی صاحب کے پاس بھیج دون۔ اور وسیم الدین ظہیر الدین کو منشی۔ میر۔ شیخ۔ خواجہ۔ کیا کرکے لکھون دو حاکم کی راے کے

شمول کا قیدی اور اُس زمانہ مین سینکڑون جزیرہ نشین رہائی پاکر اپنے اپنے گھر آگئے باین ہمہ منشی کو کیا اختیار ہے کہ وہ چھوڑ دے - یہ آپ کی تحریر سے نہین معلوم ہوتا کہ اب سعی منحصر اس مین ہے کہ قیدی دریاے شور کو نہ جاوے اور یہین محبوس رہے یا یہ منظور ہے کہ جزیرہ کو بھی نہ جاوے اور یہان کی قید سے بھی رہائی پائے - خواہش کیا ہے اور کارپرداز سے کس طرح کی اعانت چاہتے ہو - پہلے تو یہ سوچتا ہون کہ کیا لکھون - پھر جو کچھ لکھون اُس کو کہان بھیجون - طریق یہ ہے کہ میان امیرالدین وہ نگارش لے کر منشی صاحب کے پاس جائین - اور بذریعہ اُس خط کے روشناس ہون - مین کیا جانون کہ امیرالدین کا مسکن کہان ہے - منشی صاحب کو خط بھیج دون - اُن کے نزدیک احمق بنون کہ کس امر موہوم مجہول مین مجکو لکھا ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ اس خط کو پڑھ کر تفحص کرین کہ امیرالدین کون ہے اور کہان ہے اور کیا چاہتا ہے بہرحال اس خط کے ساتھ ایک اور لفافہ آپ کے نام کا روانہ کرتا ہون - اُس مین صرف ایک خط موسومہ منشی صاحب ہے - کھلا ہوا اُس کو پڑھ کر میان امیرالدین کے پاس بھیج دیجئے گا - مگر گوند لگا کر - اور اگر یہ منظور نہ ہو تو میری طرف سے منشی صاحب کے نام کے خط کا مسودہ لکھکر میرے پاس بھیجئے کہ اُس مسودہ کو صاف کر کے کہان بھیجون -

ایضاً خداوند نعمت - شرف افزا نامہ پہنچا - شاہ اسرار الحق کے نام کا مکتوب اُن کی خدمت مین بھیج دیا گیا - جناب شاہ صاحب سالک مجذوب یا مجذوب سالک ہین اگر جواب بھجوا دین گے تو جناب مین ارسال کیا جائے گا قصیدہ کو بارہا دیکھا اور غور کی جس طور پر ہے اُس مین گنجایش اصلاح کی نہ پائی - یعنی لفظ کی جگہہ لفظ مرادف بالمعنی لانا صرف اپنی دستگاہ کا اظہار ہے ورنہ کوئی لفظ بے محل اور بے موقع نہین - کوئی ترکیب فارسی ٹکسال سے باہر نہین - مگر ہان طرز گفتار کا بدلنا اُس کے واسطے چاہیے - دوسرا قصیدہ اس زمین مین ایک اور لکھنا اور وہ تکلف بارد ہے - بلکہ شاید حضرت کو یہ منظور بھی نہو - پس شرم کم خدمتی سے دل ریش اور فرط خجلت سے سر در پیش ہو کر قصیدہ کو اس لفافہ مین بھیجتا ہون - خدا کرے مورد عتاب

نہ ہون۔ غلہ کی گرانی آفت آسمانی امراض دموی بلاے جانی انواع واقسام کے اوہام وشورِ شایع۔ بیچارہ ناسودمند سعی ضایع۔ مین نہین جانتا کہ ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کو پہر دن چڑھے وہ فوج باغی میرٹھ سے دلی آئی تھی۔ یا خود قہر الٰہی کا پے بہ پے نزول ہوا تھا۔ بقدر خصوصیت سابق دلی ممتاز ہے۔ ورنہ تا بہ قلمرو ہند مین فتنہ وبلا کا دروازہ باز ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

جناب میر امجد علی صاحب کو بندگی۔ جناب منشی نادر حسین خان صاحب کو سلام۔

ایضاً پیر و مرشد ۲ بجے تھے مین ننگا اپنے پلنگ پر لیٹا ہوا حقہ پی رہا تھا کہ آدمی نے آکر خط دیا۔ مین نے کھولا پڑھا۔ بھلے کو انگرکھا یا کرتا گلے مین نہ تھا اگر ہوتا تو مین گریبان پھاڑ ڈالتا حضرت کا کیا جاتا میرا نقصان ہوتا۔ سرے سے سُنیے آپ کا قصیدہ بعد اصلاح بھیجا اُس کی رسید آئی۔ کئی شعر اُلٹے آئے ان کی قباحت پوچھی گئی۔ قباحت بتائی گئی۔ الفاظ قبیح کی جگہ بے عیب الفاظ لکھ دیے گئے۔ لو صاحب یہ اشعار بھی قصیدہ مین لکھ لو۔ اس نگارش کا جواب آج تک نہین آیا۔ شاہ اسرار الحق کے نام کا کاغذ اُن کو دیا جواب مین جو کچھ انھون نے زبانی فرمایا۔ آپ کو لکھا گیا حضرت کی طرف سے اس تحریر کا بھی جواب نہ ملا ہ

اک ذرا چھیڑیے پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے	پر ہون مین شکوہ سے یون راگ سے جیسے باجا

سوچتا ہون کہ دونون خط بیرنگ گئے تھے۔ تلف ہونا کسی طرح متصور نہین۔ خیر اب بہت دن کے بعد شکوہ کیا لکھا جائے۔ باسی کڑھی مین اُبال کیون آئے۔ بندگی بیچارگی۔ پانچ لشکر کا حملہ پے بہ پے اس شہر پر ہوا۔ پہلا باغیون کا لشکر اُس مین اہل شہر کا اعتبار لٹا۔ دوسرا لشکر خاکیون کا۔ اس مین جان ومال وناموس ومکان ومکین وآسمان وزمین وآثار ہستی سراسر لٹ گئے۔ تیسرا لشکر کال کا اُس مین ہزارہا آدمی بھوکے مرے۔ چوتھا لشکر ہیضہ کا اس مین بہت سے پیٹ بھرے مرے۔ پانچوان لشکر تپ کا اُس مین تاب وطاقت نہ پائی اب تک اس لشکر نے شہر سے کوچ نہین کیا۔ میرے گھر مین دو آدمی تپ مین مبتلا ہین ایک بڑا لڑکا اور ایک میرا داروغہ۔ خدا ان دونون کو جلد صحت دے۔ برسات یہان بھی اچھی ہوئی ہے

لیکن نہ ایسی کہ جیسی کالپی اور بنارس ہین۔ زمیندار خوش۔ کھیتیان تیار ہین۔ خریف کا بیڑا پار ہے ربیع کے واسطے پوہ ماہ مین مینہ درکار ہے۔ کتاب کا پارسل پرسون ارسال کیا جائیگا آہاہا جناب حافظ محمد بخش صاحب میری بندگی۔ مغل علیخان غدر سے کچھ دن پہلے مستعفی ہوکر مرگئے ہے ہے۔ کیونکر لکھون حکیم رضی الدین خان کو قتل عام مین ایک خاکی نے گولی ماردی۔ اور احمد حسین خان اُن کے چھوٹے بھائی اُسی دن مارے گئے۔ طالع یار خان کے دونون بیٹے ٹونک سے رخصت لے کر آئے تھے غدر کے سبب جا نہ سکے یہین رہے۔ بعد فتح دہلی دونون بے گناہ مجرمون کو پھانسی ملی۔ طالع یار خان ٹونک مین ہین۔ زندہ ہین پر یقین ہے کہ مردہ سے بدتر ہون گے۔ میر چھوٹم نے بھی پھانسی پائی۔ حال صاحبزادہ میان نظام الدین کا یہ ہے کہ جہان سب اکابر شہر کے بھاگے تھے وہ وہ بھی بھاگ گئے تھے۔ بڑودہ مین رہے اورنگ آباد مین رہے۔ حیدر آباد مین رہے۔ سال گذشتہ یعنی جاڑون مین یہان آئے سرکار سے اُن کی صفائی ہوگئی لیکن صرف جان بخشی۔ روشن الدولہ کا مدرسہ جو عقب کوتوالی چبوترہ ہے وہ اور خواجہ قاسم کی حویلی جس مین مغل علیخان مرحوم رہتے تھے وہ اور خواجہ صاحب کی حویلی یہ املاک خاص حضرت کالے صاحب کی اور کالے صاحب کے بعد میان نظام الدین کی قرار پاکر ضبط ہوئی۔ اور نیلام ہوکر روپیہ سرکار مین داخل ہوگیا۔ ہان قاسم جان کی حویلی جس کے کاغذ میان نظام الدین کی والدہ کے نام کے ہین وہ انکو یعنی میان نظام الدین کی والدہ کو مل گئی ہے۔ فی الحال میان نظام الدین پاک پٹن گئے ہین شاید بہاولپور بھی جائینگے۔

ایضاً پیر و مرشد آداب۔ غلط نامہ قاطع برہان کو بھیجے ہوئے تین دن۔ اور آپ کی خیر و عافیت مولوی حافظ عزیز الدین کی زبانی سنے ہوئے دو دن ہوئے تھے کہ کل آپکا نوازشنامہ پہنچا۔ قاطع برہان کے پہنچنے سے اطلاع پائی۔ معتقدان برہان قاطع پر چھپان اور تلوارین پکڑ پکڑ کے اٹھ کھڑے ہوئے ہین۔ ہنوز دو اعتراض مجھ تک پہنچے ہین۔ ایک تو یہ کہ قاطع برہان غلط ہے

یعنی ترکیب خلاف قاعدہ ہے - کلام قطع کیا جاتا ہے - برہان قاطع نہین ہوسکتی ہے - بہ صاحب برہان قاطع صحیح اور قاطع برہان غلط - مگر برہان قطع کی فاعل ہوسکتی ہے اور قطع کا فعل آپ نہین قبول کرتے - قاطع برہان نہین جو برہان کا لفظ ہے یہ مخفف برہان قاطع ہے - برہان قاطع کی رو کو قطع سمجھ کر قاطع برہان نام رکھا تو کیا گناہ ہوا - دوسرا ایراد یہ ہے **مصرع** با انگلشیان ستیز بے جا ہے - انگلش کا نون تلفظ مین نہین آتا - مین پوچھتا ہون خدا کے واسطے انگلش اور انگریز کا نون باعلان کہان ہے اور اگر ہے بھی تو ضرورت شعر کے واسطے لغات عربی مین سکون و حرکت کو بدل ڈالتے ہین اگر انگلش کے نون کو غنہ کر دیا تو کیا گناہ ہوا - وہ ورق جو چھاپے کا آپ کے پاس بھیجا ہے اُس کو غلط نامہ شاملہ کے بعد لگا کر جلد بندھوا لیجیے گا حضرت کیون آپ نے مراسلہ اور میرے مکتوب کا حال پوچھا مصرع این ہم اگر جواب نہ نویسند جواب ست ۝ سمجھ لو اور چپ رہو مین نے مانا جس کو تم نے لکھا ہے وہ لکھے گا کہ مین نے مختار سے پوچھا - اس نے یون کہا پھر مین نے یون کہا - اب یہ بات قرار پائی ہے تو اس تقریر کو حضرت بھی یاد کرینگے فقیر کبھی نہ مانے گا - ایک حکایت سنو امجد علی شاہ کی سلطنت کے آغاز مین - ایک صاحب میرے نیم آشنا یعنی خدا جانے کہان کے رہنے والے کسی زمانہ مین وارد اکبرآباد ہوئے تھے - کبھی یہان کے تحصیلدار بھی ہو گئے تھے زبان آور اور چالاک اکبرآباد مین نوکری کی جستجو کی کہین کچھ نہ ہوا - میرے ہان دو ایک بار آئے تھے پھر وہ خدا جانے کہان گئے مین دلی آ رہا - کم و بیش بیس برس ہوئے ہون گے - امجد علی شاہ کے عہد مین اُن کا خط ناگاہ مجھکو بسبیل ڈاک آیا - چونکہ اُن دنون مین دماغ درست اور حافظہ برقرار تھا مین نے جانا کہ یہ وہی بزرگوار ہین - خط مین مجھکو پہلے یہ مصرعہ لکھا مصرع از بخت شکر دارم و از روزگار ہم ۝ آپ سے جدا ہو کر بیس برس آوارہ پھرا - جے پور مین نوکر ہو گیا وہان سے دو برس کے بعد کہان گیا اور کیا کیا - اب لکھنؤ مین آیا ہون وزیر سے ملا ہون بہت عنایت کرتے ہین - بادشاہ کی ملازمت انہین کے ذریعہ سے حاصل ہوئی ہے - بادشاہ نے خان اور

بہادر کا خطاب دیا ہے۔ مصاحبون مین نام لکھا ہے۔ مشاہرہ ابھی قرار نہین پایا۔ وزیر کو مین نے آپ کا بہت مشتاق کیا ہے۔ اگر آپ کوئی قصیدہ حضور کی مدح مین اور عرضی یا خط جو مناسب جانین وزیر کے نام لکھکر میرے پاس بھیج دیجیے تو بیشک بادشاہ آپ کو بلائین گے اور وزیر کا خط فرمان طلب آپ کو پہنچیگا۔ مین نے اُسی عرصہ مین ایک قصیدہ لکھا تھا جس کی بیت اسم یہ ہے ؎

الحمد علی شہ آنکہ بہ ذوق دعاے او
صد رہ نماز صبح قضا کرد روزگار

الخ متردد تھا کہ کس کی معرفت بھیجون۔ توکلت علی اللہ بھیج دیا۔ رسید آگئی۔ صرف پھر دو ہفتہ کے بعد ایک خط آیا کہ قصیدہ وزیر تک پہنچا۔ وزیر پڑھ کر بہت خوش ہوا بہ آئین شائستہ پیش کرنے کا وعدہ کیا۔ مین متوقع ہون کہ میان بدرالدین مہرکن سے میری مُہر خطابی کھُدوا کر بھیج دیجئے۔ چاندی کا نگینہ مربع اور قلم جلی فقیر نے سر انجام کر کے بھیج دیا۔ رسید آئی۔ اور قصیدہ کی بادشاہ تک گزرنے کی نوید۔ پس پھر دو مہینے تک اُدھر سے کوئی خط نہ آیا۔ مین نے جو خط بھیجا اُلٹا پھر آیا۔ ڈاک کا یہ توقیع کہ مکتوب الیہ یہان نہین۔ ایک مدت کے بعد حال معلوم ہوا کہ اس بزرگ کا وزیر تک پہنچنا اور حاضر رہنا ہیچ بادشاہ کی ملازمت اور خطاب ملنا غلط۔ بہادری کی مہر تم سے بغیر حاصل کئے مرشد آباد کو چلا گیا۔ چلتے وقت وزیر نے دو سو روپیہ دئے تھے۔ ایک قاعدہ کلیہ دلی کا سمجھ لو۔ خالق کی قدرت مقتضی اس کی ہے کہ جو اس شہر پناہ کے اندر پیدا ہوا۔ مرد یا عورت۔ خفقان۔ مراق۔ اُسکی خلقت و فطرت مین ہو۔ آٹھ دس برس کے بعد ساون کے آخر مین مینہ خوب برسا۔ لیکن نہ دریا جاری ہوئے نہ طوفان آیا۔ ہان شہر کے باہر ایک دن بجلی گری۔ دو ایک آدمی کچھ جانور تلف ہوئے۔ مکان گرے دس بیس آدمی دب کر مرے۔ دو تین شخص کوٹھے پر سے گر کر مرے مراقیون نے غل مچانا شروع کیا۔ اپنے اپنے عزیزان بسفر رفتہ کو لکھا۔ جابجا اخبار نویسون نے اُن سے سُن کر درج اخبار کیا۔ لو اب دس بارہ دن سے مینہ کا نام نہین۔ دھوپ آگ سے زیادہ تر تیز ہے

وہی خفقانی صاحب روتے پھرتے ہین کہ کھیتیان جلی جاتی ہین اگر مینہ نہ برسے گا تو پھر کال پڑے گا۔ مکانات کے گرنے کا حال یہ ہے کہ چار یا پانچ برس ضبط رہے۔ یغمائی لوگ کڑی تختہ۔ کیواڑ۔ چوکھٹ۔ بعض مکانات کی چھت کا مصالح سب لے گئے۔ اب اُن غربا کو وہ مکان ملے تو اُن مین مرمت کا مقدور کہان۔ فرمایئے مکانات کیون کر نہ گرین۔

ایضاً پیر و مرشد ایک نوازش نامہ آیا۔ اور دستنبو کے پہنچنے کا مژدہ پایا۔ اُس کا جواب یہی کہ کار پردازان ڈاک کا احسان مانا۔ اور اپنی محنت کو رائگان نہ جانا۔ چند روز کے بعد ایک عنایت نامہ اور پہنچا۔ گویا ساغر التفات کا دوسرا دور پہنچا۔ اب ضرور آپڑا کہ کچھ حال اس ستارہ دم دار کا لکھون۔ چنانچہ جس وقت سے وہ خط پڑا ہے۔ سوچ رہا ہون کہ کیا لکھون۔ چونکہ بسبب فقدان اسباب یعنی عدم رصد و کتاب کچھ نہین کہا جاتا ہے۔ ناچار مرزا صاحب کا مصرع زبان پر آجاتا ہے مصرع ازین ستارہ و نبالہ داری ترسم ؎ یہ مطلع ہے۔ اور یہ پہلا مصرع ہے مصرع زخال گوشۂ ابروے یار می ترسم ؎ کیا آپ مجکو بے ہنری اور ہیچ میرزی مین صاحب کمال نہین جانتے۔ اور اس عبارت فارسی کو میرا مصداق حال نہین مانتے۔ پیش ملا طبیب و پیش طبیب ملا۔ پیش ہیچ ہر دو و پیش ہر دو ہیچ۔ آرایش مضامین شعر کے واسطے کچھ تصرف کچھ نجوم لگا رکھا ہے ورنہ سواے موزونی طبع کے یہان اور کیا رکھا ہے۔ بہر حال علم نجوم کے قاعدہ کے موافق جب زمانہ کے مزاج مین فساد کی صورتین پیدا ہوتی ہین تب سطح فلک پر یہ شکلین دکھائی دیتی ہین۔ جس برج مین یہ نظر آئے اُس کا درجہ و دقیقہ دیکھتے ہین۔ ہزار طرح کی چال ڈالتے ہین۔ تب ایک حکم نکالتے ہین۔ شاہجہان آباد مین بعد غروب آفتاب اُفق غربی شہر پر نظر آتا تھا۔ اور چونکہ اُن دنون مین آفتاب اول میزان مین تھا تو یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ صورت عقرب مین ہے درجہ و دقیقہ کی حقیقت نامعلوم رہی۔ بہت دن شہر مین اس ستارہ کی دھوم رہی۔ اب دس بارہ دن سے نظر نہین آتا۔ وہان شاید اب نظر آتا ہے جو آپ نے اس کا حال پوچھا ہے۔ بس مین اتنا جانتا ہون کہ یہ صورتین قہر الٰہی کی ہین

اور دلیلین ملک کی تباہی کی - قران النحسین پھر کسوف - پھر خسوف - پھر یہ صورت پُر کدورت عیاذاً باللہ و پناہ بخدا - یہان پہلی نومبر کو بدھ کے دن حسب الحکم حکام کوچہ و بازار مین روشنی ہوئی اور شب کو کمپنی کا ٹھیکہ ٹوٹ جانا اور قلمرو ہند کا بادشاہی عمل مین آنا سُنایا گیا - نواب گورنر جنرل لارڈ کیننگ بہادر کو ملکہ معظمہ انگلستان نے فرزند ارجمند خطاب دیا اور اپنی طرف سے نائب اور ہندوستان کا حاکم کیا - مین قصیدہ پہلے ہی اس تہنیت مین لکھ چکا ہون چنانچہ یہ شمول دستنبو نظر انور سے گذرا ہوگا ؎

تا نہال دوستی کے بر دہد	حالیا رفتیم و تخمے کاشتیم

ایضاً حضرت پیر و مرشد اگر آج میرے سب دوست و عزیز یہان فراہم ہوتے اور ہم اور وہ باہم ہوتے تو مین کہتا کہ آؤ اور رسم تہنیت بجا لاؤ - خدا نے پھر وہ دن دکھایا کہ ڈاک کا ہرکارہ انوار الدولہ کا خط لایا مصرع این کار کہ مے بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب ؟ منہ پیٹتا ہون اور سر پٹکتا ہون کہ جو کچھ لکھا چاہتا ہون نہین لکھ سکتا ہون - الٰہی حیات جاودانی نہین مانگتا - پہلے انوار الدولہ سے مل کر سرگذشت بیان کرون - پھر اُس کے بعد مرون روپیہ کا نقصان اگرچہ جان کاہ اور جان گزا ہے - پر بموجب تلف المال خلف العمر فرزا ہے جو روپیہ ہاتھ سے گیا ہے اُس کو عمر کی قیمت جانیے اور ثبات ذات و لقاے عرض و ناموس کو غنیمت جانیے - اللہ تعالیٰ وزیر اعظم کو سلامت رکھے - اور اس خاندان کے نام و نشان و عز و شان کو برقرار تاقیامت رکھے - مین نے گیارہوین مئی ۱۸۵۷ء سے اکتیسوین جولائی ۱۸۵۸ء تک روداد نثر مین بعبارت فارسی ناآمیختہ بعربی لکھی ہے اور وہ پندرہ سطر کے مسطر سے چار جزو کی کتاب آگرہ کو مفید الخلائق مین چھپنے کو گئی ہے - دستنبو اُس کا نام رکھا ہے اور اُس مین صرف اپنی سرگذشت اور اپنے مشاہدہ کے بیان سے کام رکھا ہے بعد چھپ جانے کے وہ نسخہ حضرت کی نظر سے گزرانونگا اور اُس کو ہم سخنی اور ہمزبانی جانونگا جناب میر امجد علی صاحب کا جو آپ کے خط مین ذکر نہین آیا ہے تو اس خیر خواہ احباب کا

دل گھبرایا ہے - اب جو خط لکھیے تو اُن کی خیر و عافیت بہ تفصیل لکھیے - اُن کو بندگی اور جناب منشی نادر حسین خان صاحب کو سلام پہنچے -

ایضاً پیر و مرشد معاف کیجیے گا - مین نے جمنا کا کچھ حال نہ لکھا - یہان کبھی کسی نے اِس دریا کی کوئی حکایت ایسی نہین کی کہ جس سے استبعاد اور استعجاب پایا جائے پرسش کے بعد بھی کوئی بات نہین سُنی - سنیئے تو سہی موسم کیا ہے گرمی - جاڑا - برسات تین فصلین اکٹھی ہو گئی ہین - تگرگ باری علاوہ ایک بحرِ روان کی حقیقت متغیر ہو جائے تو محل استعجاب کیون ہو - اور یہ بات کہ دلی مین تغیر نہ ہو - اور پورب مین ہو - اس کی وجہ یہ ہے کہ یہان جمنا بالانفراد بہ رہی ہے اور وہان کہین کہین اور ندی کہین گنگا باہم مل گئی ہین - مجمع البحار ہے حضرت نے خوب وکالت کی مولانا قلق سے تقصیر میری معاف نکروائی - کہہ دو گے کہ گناہ معاف ہو گیا مین بغیر سارٹیفکٹ کے کب مانون گا یہ دن مجھ پر بُرے گذرتے ہین - گرمی مین میرا حال بعینہ وہ ہوتا ہے - جیسا زبان سے پانی پینے والے جانورون کا - خصوصاً اس موزمین کہ غم و ہم کا ہجوم ہے ؎

	آتشِ دوزخ مین یہ گرمی کہان	سوزِ غم ہاے نہانی اور ہے	

ایضاً قبلہ و کعبہ وہ عنایت نامہ جس مین حضرت نے مزاج کی شکایت لکھی تھی پڑھکر بے چین ہو گیا ہون - اور عرض کر چکا ہون کہ مزاج کا حال مفصل لکھیے - چونکہ آپ نے کچھ نہین لکھا تو اور زیادہ مشوش ہون - بنسخہ رفع تشویش یعنی شفقت نامہ جلد بھیجیے - جناب منشی نادر حسین خان صاحب کا کچھ حال معلوم نہین - حضرت میر امجد علی صاحب کا کچھ حال معلوم نہین - متوقع ہون کہ ان دونون صاحبون کی خدمت مین میرا اسلام پہنچے اور آپ ان کی خیر و عافیت لکھین - کبوترون کا نسخہ جیسا کہ میرے پاس آیا بجنسہ ارسال کرتا ہون - آپ کو معلوم ہو گا - کہ میرن صاحب نے انتقال کیا یہ چھوٹے بھائی تھے مجتہد العصر لکھنؤ کے نام اُن کا سید حسین اور خطاب سید العلما نقش نگین میر حسین ابن علی مین نے ان کی رحلت کی ایک تاریخ پائی -

اُس میں پانچ بڑھتے ہیں یعنی ۱۲۷۸ ہوتے تھے - تخرجہ نئی روش کا میرے خیال میں آیا - میں تو جانتا ہوں اچھا ہے دیکھوں آپ پسند فرماتے ہیں یا نہیں - قطعہ

حسین ابن علی ابروے علم و عمل	کہ سید العلما نقش خاتمش بودے
نماند و ماندے اگر بودے پنج سال دگر	غم حسین علی سال ماتمش بودے

زیادہ حد ادب فقط -

ایضاً پیر و مرشد یہ خط لکھنا نہیں ہے باتیں کرنی ہیں - اور یہی سبب ہے کہ میں القاب و آداب نہیں لکھتا - خلاصہ عرض کا یہ ہے کہ آج شہر میں بدرالدین علی خان کا نظیر نہیں - بس پھر اور کون کھود سکے گا - ناچار میں نے آپ کا نوازشنامہ جو میرے نام تھا وہ اُن کے پاس بھجوا دیا - انھوں نے رقعہ میرے نام آج بھیجا - سو وہ رقعہ حضرت کی خدمت میں بھیجتا ہوں - آپ پڑھیں اور سمجھیں اور نگین باحتیاط ارسال فرماویں پھر اس کے بھیجنے کی بھی ضرورت نہیں ہے جب میں عرض کروں تب بھیجیے گا - تعجب ہے کہ جناب میر امجد علی صاحب قلق کا اس خط میں سلام نہ تھا - متوقع ہوں کہ چھاپے کے قصیدے اُن کو سنا دیے جاویں - اور میری بندگی کہی جاوے - جناب منشی نادر حسین خان صاحب کو میرا سلام بہ ہزار اشتیاق پہنچے -

ایضاً للہ الشکر کہ پیر و مرشد کا مزاج اقدس بخیر و عافیت ہے - پہلے نوازشنامہ کا جواب باآنکہ وہ مشتمل ایک سوال پر تھا ہنوز لکھنے نہیں پایا کہ کل ایک مکرمت نامہ آیا - بندہ عرض کر چکا ہے کہ مسہل میں ہوں چنانچہ کل میرا مسہل ہوگا - اس سبب سے اس توقیع کا پاسخ نگار نہ ہوسکا اور لکھتا بھی تو یہی لکھتا جو آپ نے لکھا ہے - ارنی کی رے کی حرکت و سکون کے باب میں قول فیصل یہی ہے جو حضرت نے لکھا ہے - اگر تقطیع شعر مساعدت کر جاوے اور ارنی بروزن ہمچے گنجایش پائے تو نعم الاتفاق ہے ورنہ قاعدہ تصرف مقتضی جواز ہے مرزا عبدالقادر بیدل رح

چو رسی بطور ہمت ارنی مگو و مگزر	کہ نیرزد این تمنا بجواب لن ترانی

اسد اللہ بیگ غالب ؎

رفت آنکہ ناز حسن بدارا طلب کنیم	سررشتہ در کف ارنی گوے طور بود

نوازشنامہ سے فارغ ہو کر عرض کرتا ہون کہ ہاے کیا غزل لکھی - قبلہ آپ فارسی کیون نہین کہا کرتے کیا پاکیزہ زبان ہے اور کیا طرز بیان - کیا مین سخن ناشناس اور نا انصاف ہون کہ ایسے کلام کے حک و اصلاح پر جرأت کرون مصرع چہ حاجت ست بمشاطہ روے زیبا را ؛ ہان ایک جگہہ آپ تحریر مین سہو کر گئے ہین مصرع اے مطرب جادو فن بازم رہ ہوشم زن ؛ دو میم آپڑے ہین ایک میم محض بیکار ہے دیگر کی جگہہ آپ بازم لکھ گئے ہین ؎ اے مطرب جادو فن دیگر رہ ہوشم زن آپ دیکھئے اور صاحبون کی غزلین کب آتی ہین - اتنی عنایت فرمائیے گا کہ صاحب کے تخلص کے ساتھ اُن کا اسم مبارک اور کچھہ حال رقم کیجیے گا - زیادہ حد ادب -

ایضاً کیون کر کہون کہ مین دیوانہ نہین ہون - ہان اتنے ہوش باقی ہین کہ اپنے کو دیوانہ سمجھتا ہون واہ کیا ہوشمندی ہے کہ قبلہ ارباب ہوش کو خط لکھتا ہون نہ القاب نہ آداب نہ بندگی نہ تسلیم سن غالب ہم تجھہ سے کہتے ہین بہت مصاحب نہ بن - اے ایاز حد خود بشناس مانا کہ تو نے کئی برس کے بعد نوبیت کی غزل لکھی ہے اور آپ اپنے کلام پر وجد کر رہا ہے مگر یہ تحریر کی کیا روش ہے - پہلے القاب لکھ پھر بندگی عرض کر - پھر ہاتھ جوڑ کر مزاج کی خبر پوچھ - پھر عنایت نامہ کے آنے کا شکر ادا کر - اور یہ کہہ کہ جو مین تصور کر رہا تھا وہ ہوا یعنی جس دن صبح کو مین نے خط بھیجا - اُسی دن آخر روز حضور کا فرمان پہنچا معلوم ہوا کہ حرارت ہنوز باقی ہے - انشاء اللہ تعالیٰ رفع ہو جائے گی موسم اچھا آگیا ہے ؎

گرمی از آب برون رفت و حرارت ز ہوا	محمل مہر جہانتاب بمیزان آمد

اگر صرف تبرید و تعدیل سے کام نکل جائے تو کیا کہنا ہے ورنہ مجرب را مطبیب تنقیہ کر ڈالئے مجکو بھی آج دسوان منضج ہے - پانچ سات دن کے بعد مسہل ہوگا -

ایضاً پیر و مرشد - آداب - مزاج مقدس - میرا جو حال آپ نے پوچھا اس پرسش کا شکر

بجالاتا ہون۔ اور عرض کرتا ہون کہ آپ کا بندہ بے درم خریدہ اچھی طرح ہے۔ ایک فصد بائیں منضج۔ چار مسہل۔ کہان تک آدمی کو ضعیف نہ کرے۔ بارے آفتاب عقرب مین آگیا۔ پانی برف آب ہو گیا ہے۔ کابل و کشمیر کا میوہ بکنے لگا ہے۔ یہ ضعف ضعف قسمت تو نہین کہ ایسے ایسے امور اُس کو زائل کر سکین غزلون کو برسون سے پڑھ رہا ہون۔ اور وجد کر رہا ہون۔ خوشامد میرا شیوہ نہین ہے۔ جو اُن غزلون کی حقیقت میری نظر مین ہے وہ مجھ سے سُن لیجئے اور میری داد دینے کی داد دیجئے۔ مولانا قلق نے متقدمین یعنی امیر خسرو و سعدی و جامی کی روش کو سرحد کمال کو پہنچایا ہے۔ اور میرے قبلہ و کعبہ مولانا شفق اور مولانا ہاشمی اور مولانا عسکری متاخرین یعنی صائب و کلیم و قدسی کے انداز کو آسمان پر لے گئے ہین اور تکلف و تملق سے کہتا ہون تو مجھکو ایمان نصیب نہ ہو۔ یہ جو آپ اپنے کلام کے حک و اصلاح کے واسطے مجھ سے فرماتے ہین یہ آپ میری آبرو بڑہاتے ہین۔ کوئی بات بیجا ہو۔ کوئی لفظ ناروا ہو تو مین حکم بجالاؤن زیادہ حد ادب۔

ایضاً قبلہ و کعبہ کیا لکھون۔ امور نفسانی مین اضداد کا جمع ہونا محالات عادیہ مین سے ہے۔ کیونکر ہو سکے ایک وقت خاص مین ایک امر خاص موجب انشراح کا بھی ہو اور باعث انقباض کا بھی ہو۔ یہ بات مین نے آپکے اس خط مین پائی کہ اُس کو پڑھ کر خوش بھی ہوا اور غمگین بھی ہوا سبحان اللہ اکثر امور مین تم کو اپنا ہم طالع پاتا ہون۔ عزیزون کی ستم کشی اور رشتہ دارون سے ناخوشی میرا ہم قوم تو سراسر قلمرو ہند مین نہین۔ سمرقند مین دو چار۔ یا دشت قفچاق مین سو دو سو ہون گے۔ مگر ہان اقرباے سببی ہین۔ سو پانچ برس کی عمر سے اُن کے دام مین اسیر ہون۔ اکسٹھ برس ستم اُٹھاتے ہین ؎

گر دہم شرح ستمہاے عزیزان غالب	رسم اُمید ہمانا ز جہان برخیزد

نہ تم میری خبر لے سکتے ہو نہ مین تم کو مدد دے سکتا ہون۔ اللہ اللہ دریا سارا تیر چکا ہون ساحل نزدیک ہے دو ہاتھ لگائے اور بیڑا پار ہے ؎

عمر بھر دیکھا کیا مرنے کی راہ	مر گئے پر دیکھئے دکھلائین کیا

شاہ اسرار الحق کو حافظ نظام الدین صاحب کا خط بھجوا دیا۔ ہفتہ بھر کے بعد جواب مانگا جواب دیا کہ اب بھیجتا ہون۔ دس بارہ دن ہوئے کہ حضرت خود تشریف لائے۔ جواب آپ کے اور حافظ جی کے خط کا مانگا کہا کہ کل بھیج دونگا۔ اس واقعہ کو آج قریب دو ہفتہ کے عرصہ ہوا۔ ناچار اُن کے جواب سے قطع نظر کر کے آپ کو یہ چند سطرین لکھین ﴿

از خون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ	انی رایت دہراً فی ہجرک القیامہ

حافظ جی صاحب کو میری بندگی کہئے گا اور یہ خط انکو پڑھوا دیجئے گا۔ جناب منشی نادر حسین خان صاحب کو میرا اسلام پہنچے۔ اگرچہ آپ مبتلاے رنج و الم ہو مگر یہ شرط کیا کم ہے کہ انوار الدولہ کے ہم درد ہو۔ مورد ستمہاے روزگار ہونا شرافت ذاتی کی دلیل ہے ساطع اور برہان ہے قاطع ہان حضرت بہت دن سے جناب میر امجد علی صاحب کا کچھ حال معلوم نہین اُن کے تخلص نے مجکو حیران کر رکھا ہے یعنی قلق مین مبتلا ہون آپ اُن کا حال لکھیے۔ خواجہ اسمعیل خان صاحب کہان ہین اور کس طرح۔ سنیئے قبلہ مین تو آپ سے شاہ انوار الحق کے خط کے جواب کا طالب نہین ہون کہ آپ اُنکے خط کے حاصل ہونے کے انتظار مین مجکو خط نہ لکھ سکین متر صد ہون کہ اس اپنے خط کا جواب جلد پاؤن ﴿

بنام میر افضل علی عرف میرن صاحب

سعادت و اقبال نشان میر افضل علی صاحب المعروف بہ میرن صاحب خدا تم کو سلامت رکھے اور پھر تمہاری صورت مجکو دکھادے۔ تمہارا خط پہنچا۔ آنکھون سے لگایا۔ آنکھون مین نور آیا۔ دل پر رکھا مزا پایا۔ کل تک اُس نام کو سُن کر شرماتے تھے اور آپ ہی آپ کھلے جاتے تھے اب بن بن کر باتین بناتے ہو اور ہم کو کہانیان سناتے ہو۔ کاشکے تم یہان آجاؤ تب اس تحریر کا مزا پاؤ میر مہدی صاحب وہ تحریر تمہاری بہ نسبت میرے دیکھکر بہت خفا ہوئے چنانچہ اب جو تمہاری ان کی ملاقات ہوگی تو تم کو معلوم ہوگا۔ بھائی تمہارے سارے صاحب غرور کے پتلے ہین دو ایک بار

مین نے اُن کو بلایا اُنہون نے کرم نہ فرمایا۔ تم سچ کہتے ہو یہ لوگ اور ہی آب و گل کے ہین۔ تمہاری اُنکی کبھی نہ بنے گی اور گہری نہ چھنے گی۔ وہین بیٹھے رہو دیکھو خدا کیا کرتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ رنج و عذاب کا زمانہ جلد گزرتا ہے۔ میر سرفراز حسین صاحب کو میری دعا کہنا اور کہنا بھائی وہ زمانہ آیا ہے کہ سینکڑون عزیز راہی ملک عدم ہوئے۔ سینکڑون ایسے مفقود الخبر ہو گئے کہ اُن کی مرگ و زیست کی خبر نہین دو چار جو باقی رہے ہین خدا جانے کہان بستے ہین کہ ہم اُنکے دیکھنے کو ترستے ہین۔ میر نصیر الدین کو پہلے بندگی پھر دعا۔ دوشنبہ ۹۔ نومبر ۱۸۵۸ء بین الظہر والعصر حوالہ میر مہدی طال عمرہٗ۔

ایضاً برخوردار کامگار میر افضل علی عرف میرن صاحب طال عمرہٗ۔ بعد دعا کے واضح رائے سعادت انتمائے ہو۔ آپ کا خط پہنچا اگرچہ مین نے صرف پڑھا میر مہدی کے جلانے کو لکھتا ہون کہ مین نے آنکھون سے لگایا۔ ہان صاحب تم نے جو لکھا ہے کہ قبلہ و کعبہ کہنے سے وہ صاحب بہت خوش ہوتے ہین۔ کیون نہ خوش ہون خوشی کی بات ہے۔ تمہارے سر کی قسم مین گویا دیکھ رہا ہون اور میری نظر مین پھر رہا ہے وہ میر سرفراز حسین کا شرما کر آنکھین نیچی کرنی اور مسکرانا خدا کبھی مجکو بھی وہ صورت دکھائے۔ میر نصیر الدین یہان آ گئے ہین۔ تم مجتہد العصر اور حکیم میر اشرف علی کو میری دعا کہنا اور میر مہدی پوچھین تو کہنا کہ تم کو کچھ نہین لکھا۔ کل مین نے خبر منگوائی تھی سو لڑکی کو ابھی تپ آئے جاتی ہے۔ یقین ہے کہ تم نے وہان پہنچ کر مولوی مظہر علی کو خط لکھا ہوگا۔ ہان تم کو ضرور ہے اُن سے نامہ و پیام کی رسم رکھنی۔ والدعا۔ چارشنبہ ششم جولائی ۱۸۵۹ء۔

ایضاً میری جان تمہارا رقعہ پہنچا۔ نہ کھلا کہ میر سرفراز حسین جے پور کیون جاتے ہین۔ بہرحال میر مہدی کو دعا کہنا۔ اور میر سرفراز حسین سے یہ پوچھنا کہ تم جے پور چلے مین نے تم کو خدا کو سونپا تم مجھے کس کو سونپ چلے۔ جواب کا طالب غالب ۲۱۔ جولائی ۱۸۶۴ء

بنام مرزا قربان علی بیگ خان صاحب سالک

ولطف من الطاف خفیہ خیر و عافیت تمہاری معلوم ہوئی۔ دم غنیمت ہے۔ جان ہے تو جہان ہے

کہتے ہین کہ خدا سے نا امیدی کفر ہے۔ مین تو اپنے باب مین خدا سے نا امید ہو کر کافر مطلق ہو گیا
موافق عقیدۂ اہل اسلام جب کافر ہو گیا تو مغفرت کی بھی توقع نہ رہی۔ چل بھٹی نہ دنیا نہ دین۔ مگر تم
حتی الوسع مسلمان بنے رہو اور خدا سے نا اُمید نہ ہو۔ اِن مع العسیر یسیرا کو اپنی نصب العین رکھو ع
در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست ❁ گھر مین تمہارے سب طرح خیر و عافیت ہے۔ محمد مرزا
پنجشنبہ اور جمعہ کو داستان کے وقت آجاتا ہے۔ رضوان ہر روز شب کو آتا ہے۔ یوسف علیخان
عزیز سلام اور باقر اور حسین علی بندگی کہتے ہین۔ کلو داروغہ کورنش عرض کرتا ہے۔ اورون کو یہ پایہ
حاصل نہین کہ وہ کورنش بھی بجالائین خط بھیجتے رہا کرو۔ والدعا۔ اپنی مرگ کا طالب غالب صبح
دوشنبہ ۶ صفر و ۱۱ جولائی سالحال۔

ایضاً میری جان کن اوہام مین گرفتار ہے۔ جہان باپ کو پیٹ چکا اب چچا کو بھی رو۔ تجکو خدا
جیتا رکھے۔ اور تیرے خیالات و احتمالات کو صورت وقوعی دے۔ یہان خدا سے بھی توقع
باقی نہین مخلوق کا کیا ذکر کچھ بن نہین آتی۔ اپنا آپ تماشائی بن گیا ہون۔ رنج و ذلت سے
خوش ہوتا ہون۔ یعنی مین نے اپنے کو اپنا غیر تصور کیا ہے جو دکھ مجھے پہنچتا ہے کہتا ہون لو غالب کے
ایک اور جوتی لگی بہت اتراتا تھا کہ مین بڑا شاعر اور فارسی دان ہون۔ آج دور دور تک میرا جواب
نہین ہے اب تو قرضدارون کو جواب دے۔ سچ تو یون ہے کہ غالب کیا مرا بڑا ملحد مرا۔ بڑا کافر مرا
ہم نے ازراہ تعظیم جیسا بادشاہون کو بعد اُن کے جنت آرامگاہ و عرش نشیمن خطاب دیے ہین
چونکہ یہ اپنے کو شاہ قلمرو سخن جانتا تھا۔ سقر مقر اور ہاویہ زاویہ خطاب تجویز کر رکھا ہے۔ آیئے
نجم الدولہ بہادر ایک قرضدار کا گریبان مین ہاتھ ایک قرضدار بھوگ سنا رہا ہے۔ مین اُن سے
پوچھ رہا ہون۔ اجی حضرت نواب صاحب۔ نواب صاحب کیسی۔ اور غلان صاحب آپ سلجوقی
اور افراسیابی ہین یہ کیا بے حرمتی ہو رہی ہے کچھ تو اکسو کچھ تو بولو۔ بولے کیا بے حیا بے غیرت۔ کوٹھی
سے شراب۔ گندھی سے گلاب۔ بزاز سے کپڑا۔ میوہ فروش سے آم۔ صراف سے دام قرض
لئے جاتا ہے یہ بھی تو سوچا ہوتا کہان سے دونگا۔

بنام مرزا شمشاد علی بیگ خان صاحب رضوان

فرزند دلبند شمشاد علی بیگ خان کو۔ اگر خفا ہون تو دعا اور اگر آزردہ ہون تو بندگی۔ غازی آباد سے جاکر طبع اقدس ناساز ہوگئی مصرع از آمدن کعبہ پشیمان شدہ باشی ٭ قربان علی بیگ خان کو دعا کہنا مرزا تفضل حسین خان کو دعا کہنا۔ اور اُن کا حال لکہنا۔ آج شنبہ ۴۔ نومبر کی ہے۔ پرسون نواب صاحب دورہ کو گئے ہین۔ فرما گئے ہین کہ دو ہفتہ مین آؤن گا۔ اگر چار روز یہان رہین گے پھر نمایش گاہ بریلی کی سیر کو جائین گے۔ وہان سے پھر کر جب آئین گے تو صاحب کمشنر بریلی کا انتظار فرمائین گے وہ پنجم دسمبر تک آ جائین گے۔ تین دن جشن رہے گا۔ اُس کے دو چار روز بعد غالب رخصت ہوگا۔ خدا کرے تم تک زندہ پہنچ جائے۔ پیر جی بہت یاد آتے ہین اُن کو دعا کہنا۔ اور یہ کاغذ پہلے تم پڑھنا پھر سالک کو پڑھانا۔ پھر میان خواجہ امان اور حکیم رضا خان کو دکھانا۔ پھر مرزا تفضل حسین خان کے پاس لے جانا۔ اس قصیدہ کے ساتھ کی نثر نواب ضیاء الدین خان یا مرزا ثاقب سے مانگ لینا۔ اور اُسکی نقل کر لینا۔ اور قاطع برہان کا حال لکھنا۔ مین نے تین روپیہ کی ہنڈوی سو روپیہ کی باقی حکیم جی کو بھیج دی ہے حضرت نے رسید بھی نہین لکھی اُن سے رسید لکھوا بھیجو۔ اور سب جلدون کے شیرازے بندھ جائین اور موٹا کاغذ دونون طرف لگ جائے خبردار کوئی نسخہ بے جلد نہ رہے۔ تین سو مجلد کے تیار ہونے کی خبر اور بقیہ حساب میرے پاس بھیج دینا یا روپیہ فوراً بھیج دون گا یا آکر دونگا۔ گورنر کا حال لکھو۔ کون کون حاضر ہوا کس کس کی ملاقات ہوئی۔ فرخ سیر کے دادا صاحب آئے ہین یا نہین اگر آئے ہین تو روداد مفصل لکھو۔ ہان بھائی ٹونک والے سید سراج احمد کا بھی حال ضرور لکھنا۔ علی نقی خان وزیر شاہ اودہ کی حقیقت بھی ضرور لکھنا۔ اور مجکو ان مقاصد کے جواب کا منتظر سمجھنا آج دوشنبہ ۱۴۔ نومبر کی ہے۔ آٹھ دن مین خط کی آمد و شد یقینی ہے نو دن راہ دیکھونگا۔ دسوین دن اگر تمہارا خط نہ آیا تو مین تمہارا رافضی بن جاؤنگا۔ مطالب مندرجہ کے جواب کا طالب غالب۔

ایضاً مرزا رسم تحریر خطوط بسبب ضعف ترک ہوتی جاتی ہے۔ تحریر کا تارک نہین ہون بلکہ

متروک ہون - اب مجھے ویسا نہ سمجھو جیسا چھوڑ گئے ہو - رام پور کے سفر مین تاب وطاقت حسن فکر لطف طبیعت یہ سب اسباب لٹ گیا - اگر تمہارے خط کا جواب نہ لکھون تو محل ترحم ہے نہ مقام شکایت سنو میرے خط کے نہ پہنچنے سے تم کو تشویش کیون ہو - جب تک زندہ ہون غمزدہ و افسردہ ناتوان و نیمجان ہون - جب مر جاؤن گا تو میرے مرنے کی خبر سن لوگے - پس جب تک میرے مرنے کی خبر نہ سنو جانو کہ غالب جیتا ہے - خستہ و نثرمدر نجور دردمند یہ سطرین لکھ کر اس وقت تمہارے بھائی پاس بھیجتا ہون مگر اُن کو ہمیشہ سفر در وطن ہے - بفرض محال اگر گھر مین ہین تو عنایت اللہ انکو ورنہ محمد مرزا کو دے آئے گا - ربیع الثانی جمعہ کا دن صبح کا وقت ہے -

بنام مرزا باقر علی خان صاحب کامل

اقبال نشان مرزا باقر علی خان کو غالب نیم جان کی دعا پہنچے - تمہارا خط آیا - تمہارے روزگار کی درستی آگے سُن چکا تھا - اب تمہارے لکھنے سے دیکھ بھی لی - دل میرا خوش ہوا اور تم خاطر جمع رکھو جیسا کہ مہاراج نے تم سے کہا ہے تمہاری ترقی انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہوگی - مجھ سے جو تم گلہ کرتے ہو خط کے نہ بھیجنے کا بھائی اب میری اُنگلیان نکمّی ہوگئی ہین اور بصارت مین بھی ضعف آگیا ہے دو سطرین نہین لکھ سکتا - اطراف وجوانب کے خطوط آئے ہوئے دھرے رہتے ہین جب کوئی دوست آجاتا ہے - مین اُس سے جواب لکھوا دیتا ہون پرسون کا تمہارا خط آیا ہوا دھرا تھا - اب اس وقت مرزا یوسف علیخان آگئے مین نے اُن سے یہ خط لکھوا دیا - تمہاری دادی اچھی طرح ہے - تمہارا بھائی اچھی طرح ہے - تمہارے گھر مین سب طرح خیر و عافیت ہے - تمہاری لڑکی اچھی طرح ہے کبھی روز کبھی دوسرے تیسرے میرے پاس آجاتی ہے -

ایضاً نور چشم و راحت جان مرزا باقر علی خان کو فقیر غالب کی دعا پہنچے - تمہارا خط جو میرے خط کے جواب مین تھا وہ مجکو پہنچا اُس مین کوئی بات جواب طلب نہ تھی - اس خط مین ایک نئے امر کی تمکو اطلاع دیتا ہون وہ امر یہ ہے کہ مین نے اگلے مہینے مین سبد چین کی ایک جلد مع عرضی اقبال نشان مرزا افضل حسین خان کی معرفت الور کو بھجوائی تھی سو اب کے ہفتے مین حضور پر نور مہاراؤ راجہ بہادر کا

خط اُنہین کی معرفت مجکو آیا حضور نے ازراہ بندہ پروری وقدر افزائی القاب بہت بڑا مجھے لکھا اور خط مین فقرے بہت عنایت اور التفات کے بھرے ہوئے درج کئے - تم تو وہین ہو تم کو اُسکی اطلاع ہوگئی تھی یا نہین - اور اگر ہوگئی تھی تو تم نے مجکو کیون نہین لکھا - اب مین تم سے یہ پوچھتا ہون کہ کبھی دربار مین کچھ میرا بھی ذکر آتا ہے یا نہین - اور اگر آتا ہے تو کس طرح آتا ہے - حضور سُن کر کیا فرماتے ہین - غالب ۷ دسمبر ۱۸۶۷ء -

ایضاً اقبال نشان باقر علی خان کو غالب نیمجان کی دعا پہنچے - بہت دن ہوئے کہ تمہارا خط آیا مگر تم نے اپنے مکان کا پتا تو لکھا ہی نہ تھا فقط الور کا نام لکھکر چھوڑ دیا - مین کیونکر خط بھیجتا - بارے اب شہاب الدین خان کی زبانی پتا معلوم ہوا - سو اب مین تم کو خط لکھتا ہون - جینا بیگم اچھی طرح ہے میرے پاس آتی رہتی ہے اور تمہارے گھر مین سب طرح خیر و عافیت ہے - اکتوبر کے مہینے کی تمہاری تنخواہ تمہارے گھر بھیج دی - مرزا حسین علیخان بندگی عرض کرتا ہے - اسد اللہ تحریر تاریخ ۱۶ - نومبر ۱۸۶۶ء

بنام ذوالفقار الدین حیدر خان عرف حسین مرزا صاحب

بھائی تمہارے خطون کا اور یوسف مرزا کے خطون کا جواب بھیج چکا ہون - محمد قلی خان صاحب ہمہ تن مصروف ہین - دوالی کی تعطیل ہو چکی ہے - نو مدرائے کی بی بی مر گئی ہے وہ غمزدہ ہو رہا ہے مگر خیر کام کریگا - کاشی ناتھ بے پروا آدمی ہے - تم ایک خط تاکیدی اُس کو بھی لکھ بھیجو - اکثر وہ کہا کرتا ہے کہ حسین مرزا صاحب جب لکھتے ہین مرزا نوشہ صاحب ہی کو لکھتے ہین یہ امر اُس پر ظاہر نہ ہو کہ مین نے تمہین یون لکھا ہے مطلب اپنا اس کو لکھو - مین کیا کرون - اگر کہون کہ میری جان بھی تمہارے کام آئے تو مین حاضر ہون یہ کہنا تکلف محض ہے - کون جان دیتا ہے اور کون کسی سے جان مانگتا ہے مگر جو فکر مجکو تمہاری ہے اور جو میری دسترس ہے اُسکو میرا خدا اور میرا خداوند جانتا ہے - دسترس کو تو تم بھی جانتے ہو انشاء اللہ تعالیٰ اوائل ماہ آیندہ یعنی نومبر مین نیروالا مقدمہ درست ہو جائے ان سطور کی تحریر سے مراد یہ ہے کہ ابھی چُنی لال تمہارا قرض خواہ آیا تھا - تمہارا حال پوچھتا تھا کچھ جھوٹ کہہ کر اُس کو اس راہ پر لایا ہون کہ سو دو سو روپیہ تم کو بھیج دے - بنیون کی طرح کی تقریر اُسکو

سمجھائی ہے کہ لالا جس درخت کا پھل کھانا منظور ہوتا ہے تو اُس کو پانی دیتے ہین حسین مرزا تمہارے کھیت ہین۔ پانی دو تو اناج پیدا ہو۔ بھائی کچھ تو نرم ہوا ہے۔ تمہارے مکان کا پتا لکھوا کر لے گیا ہے اور یہ کہہ گیا ہے کہ مین اپنے بیٹے رامجی داس سے صلاح کر کے جو بات ٹھہرے گی آپ سے آکر کہونگا۔ اگر وہ روپیہ ہی بھیج دے تو تو کیا کہنا ہے اور اگر وہ خط لکھے اور تم اُس کا جواب لکھو تو یہ ضرور لکھنا کہ اسد اللہ نے جو تم سے کہا ہے وہ سچ ہے اور وہ امر ظہور مین آنے والا ہے۔ بس زیادہ کیا لکھون۔ یہان تک لکھ چکا تھا کہ سردار مرزا صاحب تشریف لائے۔ مین نے خط اُنکو نہین دکھایا مگر عند الاستفسار کہا گیا کہ خط حسین مرزا صاحب کو لکھتا ہون اُنہون نے کہا میرا سلام لکھنا اور لکھنا کہ یہان سب خیر و عافیت سے ہین اور سب کو دعا سلام کہتے ہین۔ یوسف مرزا کو بعد دعا کے معلوم ہو کہ اس وقت سردار مرزا سے دریافت ہو گیا کہ عباس مرزا کے نام کا تمہارا رقعہ اُنکو پہنچ گیا۔ شنبہ ۹ اکتوبر

ایضاً نواب صاحب آج تیسرا دن ہے کہ تم کو حال لکھ چکا ہون۔ محمد قلی خان آئے۔ ہم مین اُنمین باہم گفتگو ہوئی۔ نواب گورنر کی آمد آمد مین کچہریان بند۔ حکام میرٹھ کو چلے جاتے ہین۔ ۱۹ یا ۲۰ دسمبر کو میرٹھ مخیم خیام ہوگا۔ دربار وہین ہوگا۔ رہا دلی کا آنا مشتبہ فیہ ہے۔ کوئی کہتا ہے نہ آئینگے کوئی کہتا ہے جریدہ بسبیل ڈاک آئین گے۔ کوئی کہتا ہے مع لشکر آئین گے ۱۳ دن یہان رہین گے۔ آج ۱۵ دسمبر کی ہے جو کچھ واقع ہوگا وہ تمکو لکھون گا۔ نقل حکم کی درخواست اور اس مقدمہ کی فکر بعد اس ہنگامہ کے عمل مین آئے گی خاطر عاطر جمع رہے۔ تمہارا دوست بھی حسب الحکم کمشنر ہانسی حصار کل یا پرسون میرٹھ کو جائے گا اور ادھر سے امین الدین خان بھی وہان آئے گا میرا دربار اور خلعت دریا برد ہو گیا نہ پنشن کی توقع نہ دربار و خلعت کی صورت نہ سزا نہ انعام نہ رسم معمولی قدیم۔ یوسف مرزا صاحب کو دعا پہنچے۔ پیر کلو جو تالے آیا۔ کل دونون طرف سے کھلا ہوا لے کر گیا۔ ڈاک کے کار پردازون نے اُلٹا پھیر دیا۔ اور کہا کہ پولندہ بنا لاؤ۔ پولندہ بنا کر لے گیا کہا بارہ پر دو بجے لے لیا۔ بیٹھا رہا۔ رات کو نو بجے اُس کے سامنے روانہ ہوا۔ رسید لیکر اپنے گھر آیا خدا کرے تم کو پہنچ جائے اور پسند آئے۔ قصیدہ کے باب مین مین مایوس مطلق ہون

مگر خیر جو کچھ واقع ہو بطریق خیر لکھ بھیجنا۔ مثنوی بادِ مخالف کی رسید تمہاری تحریر سے معلوم ہو گئی خیر مفتی صاحب کے حکم کی تعمیل ہو گئی۔ فیل خانہ ملک پیرا لال ڈگی کے محاذی کے مکانات سب گرائے گئے بلاقی بیگم کا کوچہ التوا مین ہے اہل فوج ڈھانا چاہتے ہین۔ اہل قلم بچاتے ہین پایان کار دیکھئے کیا ہو۔ جمعہ۔ ۱۶ دسمبر ۱۸۵۹ء۔

ایضاً جناب عالی کل آپ کا خط لکھا ہوا سہ شنبہ یکم نومبر کا پہنچا۔ لطف یہ کہ کل وہی سہ شنبہ کا دن ۸۔ نومبر کی تھی۔ آج بدھ کا دن ۹۔ نومبر کی صبح کے وقت مین تم کو خط لکھنے بیٹھا تھا کہ برخوردار یوسف مرزا خان کا خط لکھا ہوا ۳۔ نومبر کا پہنچا۔ اب مین دونون خطون کا جواب باہم لکھتا ہون۔ دونون صاحب باہم پڑھ لین ۱۲۔ مرزا آغا جانی صاحب اچھی طرح ہین اُن کو تپ آ گئی تھی۔ اب تپ مفارقت کر گئی ہے مگر ضعف باقی ہے آج چوتھا دن ہے کہ میرے پاس آئے تھے۔ کاشی ناتھ سراسر پہلو تہی کرتا ہے۔ نوندرائے یکسر ہزار سو و اشمحمد قلی خان اکثر علی جی رہتے ہین کبھی یہان آجاتے ہین تب نوندرائے کو تاکید کرتے ہین آج کل یہان پنجاب احاطہ کے بہت حاکم فراہم ہین۔ پون ٹوٹی کے باب مین کونسل ہوئی پرسون ۷۔ نومبر سے جاری ہو گئی۔ سالگرام خزانچی چھنامل مہیش داس ان تین شخصون کو یہ کام بطریق امانی سپرد ہوا ہے۔ غلہ اور اُپلے کے سوا کوئی جنس ایسی نہین کہ جس پر محصول نہ ہو۔ آبادی کا حکم عام ہے۔ خلق کا ازدحام ہے۔ آگے حکم تھا کہ مالکان رہین کرایہ دار نہ رہین پرسون سے حکم ہو گیا کہ کرایہ دار بھی رہین۔ کہین یہ نہ سمجھنا کہ تم یا مین یا کوئی اپنے مکان مین کرایہ دار کو آباد کرے۔ وہ لوگ جو گھر کا نشان نہین رکھتے اور ہمیشہ سے کرایہ کے مکان مین رہتے تھے وہ بھی آ رہین مگر کرایہ سرکار کو دین۔ تم انصاف کرو ہمشیرہ کی درخواست کیونکر کرے جب وہ خود آئین اور درخواست دین اور منظور ہو اور مکان ملے تو اس تمام شہرستان ویران مین سے ایک حویلی ملے گی اور اُن کو یہان رہنا ہو گا۔ کیونکر اُس ویرانہ مین تنہا رہین گی۔ سہم کر دم نکل جائیگا مانا کہ جبر اختیار کر کر رہین۔ کھائین گی کہان سے۔ بہرحال یہ سب خیالات خام اور جملے ناتمام ہین ہان نقل لینی اور مرافعہ نکرنا اور نقل حکم لینی اور پھر مرافعہ کرنا پھر اُس حکم کی نقل لینی

یہ امور ایسے نہین کہ جلد فیصل ہوجائین۔ حکام بے پروا۔ مختار عدیم الفرصت۔ مین پاشکستہ
محمد قلی خان کبھی یہان کبھی وہان وقت پر موقوف ہے۔ گھبراؤ نہین حکیم احسن اللہ خان کے
مکانات شہر انکو مل گئے اور یہ حکم ہے کہ شہر سے باہر نہ جاؤ۔ دروازہ سے باہر نہ نکلو۔ اپنے گھر مین
بیٹھے رہو۔ نواب حامد علیخان کے مکانات سب ضبط ہو گئے وہ قاضی کے حوض پر کرایہ کے مکانات
مین مع ممتوعہ کے رہتے ہین۔ باہر جانیکا حکم اُن کو بھی نہین۔ مرزا الٰہی بخش کو حکم کراچی بندر جانیکا ہے
انھون نے زمین پکڑی ہے سلطان جی مین رہتے ہین عذر کر رہے ہین۔ دیکھیے یہ جبر اُٹھ جائے یا
یہ خود اُٹھ جائین۔

ایضاً نواب صاحب پرسون صبح کو تمھارا خط پہنچا۔ پہر دن چڑھے لارڈ صاحب کا لشکر آیا۔ کابلی دروازہ
کی فصیل کے قریب بہادر شاہ کی قبر کے سامنے خیمہ خاصہ برپا ہوا۔ اور باقی لشکر تیس ہزاری باغ تک
اُترا ہے پنجشنبہ ۲۹ دسمبر ۱۸۵۹ء۔ اب غالب کی مصیبت کی داستان سنیے۔ پرسون تمھارا خط
پڑھکر لشکر کو گیا۔ میر منشی سے ملا اُن کے خیمہ مین بیٹھکر صاحب سکرٹر بہادر کو اطلاع کروائی چپراسی کے
ساتھ کلو بھی گیا تھا۔ جواب آیا کہ ہمارا سلام دو اور کہو کہ فرصت نہین ہے۔ خیر مین اپنے گھر آیا۔ کل پھر
گیا خبر کروائی حکم ہوا کہ غدر کے زمانہ مین تم باغیون کی خوشامد کرتے رہتے تھے اب ہم سے ملنا کیون مانگتے
ہو۔ عالم نظر مین تیرہ و تار ہو گیا۔ یہ جواب پیام نومیدی جاوید ہے نہ دربار نہ خلعت نہ پنشن۔
انا للہ و انا الیہ راجعون بقیہ خبر لشکر یہ ہے کہ راجہ بھرت پور برات لیکر پٹیالی گیا تھا۔ اور اس سبب سے
آگرہ مین لارڈ صاحب سے نہین ملا تھا۔ ایک ہفتہ سے معاودت کر کے یہان آیا ہوا تھا آج اُسکی ملاقات
ہے شنبہ ۳۱ دسمبر ۱۸۵۹ء گیارہ بجے ہونگے مین خط لکھ رہا ہون توپین چل رہی ہین۔ شاید راجہ جی کا
کی ملاقات اسی وقت ہوئی۔ کل یکشنبہ ہے پرسون دوشنبہ کو یا سہ شنبہ کو لارڈ صاحب کا کوچ ہے۔ کہتے
ہین کہ پٹیالہ اور نابہ تک جائین گے۔ کل صبح کو محمد قلی خان آئے ایک عرضی انگریزی انکے ہاتھ مین کہنے
لگے یہ عرضی طالب علی فیلبان نے مجکو پھیر دی ہے اور کہا ہے کہ اسکے گزراننے کا موقع نہین مین
اس وقت سوار ہوا چاہتا تھا۔ تمھاری باس سُن کر گیا۔ اپنا داغ حسرت جیسا اوپر لکھ آیا ہون

سے کرآیا - ابراہیم علیخان اور مین مستسقی ہوکر مر گئے - خدا اُن کو بخشے اور مجکو بھی یہ دن نصیب
کرے کمشنر صاحب کا نائب یہان کوئی نہین اور نہ کسی انگریزی خوان سے اسکی تصدیق ہو سکتی ہے
اتنا مسموع ہوا ہے کہ ایک محکمہ لاہور مین معاوضہ نقصان رعایا کے واسطے تجویز ہوا ہے اور حکم یہ ہے
کہ جو رعیت کا مال کالون نے لوٹا ہے - البتہ اُس کا معاوضہ بحساب دہ یک سرکار سے ہوگا -
یعنی ہزار روپیہ کے مانگنے والے کو سو روپیہ ملین گے اور جو گورون کے وقت کی غارت گری ہے وہ
ہدر اور بحل ہے اسکا معاوضہ نہ ہوگا - شاید یہ وہی کمشنر ہون - مکانات کو حامد علیخان کا گر کیون
لکھتے ہو وہ تو مدت سے ضبط ہو کر سرکار کا مال ہو گیا - باغ کی صورت بدل گئی - محل سرا اور کوٹھی مین
گورے رہتے تھے - اب پھاٹک اور سہ ناشہ دکانین گرا دی گئین - سنگ و خشت کا نیلام کرکے روپیہ
داخل خزانہ ہوا - مگر یہ نہ سمجھو کہ حامد علیخان کے مکان کا عملہ بکا ہے - سرکار نے اپنا مملوکہ و مقبوضہ
ایک مکان ڈھا دیا جب بادشاہ اودھ کی املاک کا وہ حال ہو تو رعیت کی املاک کو کون پوچھتا ہے
تم اب تک سمجھے نہین ہو کہ حکام کیا سمجھتے ہین اور نہ کبھی سمجھو گے - کیسا تو ندھرا ہے کیسی نقل حکم
کیسا مرافعہ - جو احکام کہ دلی مین صادر ہوئے ہین وہ احکام قضا و قدر ہین اُنکا مرافعہ کہین نہین
اب یون سمجھ لو کہ نہ ہم کبھی کہین کے رئیس تھے نہ جاہ و حشم رکھتے تھے نہ املاک رکھتے تھے نہ پنشن رکھتے
تھے رامپور زندگی مین میرا مسکن اور بعد مرگ میرا مدفن ہو لیا - جب تم لکھتے ہو کہ للہ تم وہان
جاؤ تو مجکو ہنسی آتی ہے - مین یقین کرتا ہون کہ ہلال ماہ رجب المرجب رامپور مین دیکھون جو تدبیر
تنقیہ کے باب مین تم نے کی ہے وہ بہت مناسب ہے - بشرط پیش ہونے کے اور ولایت پہنچنے کے
سجاد مرزا اور اکبر مرزا اپنی پیرانہ سری مین اُس پر قابض ہو رہین گے - انشاء اللہ العلی العظیم یوسف مرزا
خان کو دعا پہنچے - حال قصیدہ و مخمس کا معلوم ہوا - قبلہ و کعبہ وہ کر رہے ہین جو آبا اولاد سے اور آقا
غلام سے سلوک کرتا ہے - اُن کو منظور ہے کہ دعا کا عطیہ جدا پاؤن اور ثنا کا صلہ جدا پاؤن ۵ کا بسار
مابعکر کار ما - لیکن میری جان انصاف تو کر ان صلون مین زندگی تو بسر نہین ہوتی یہ فکر بھی بیہودہ
ہے - زندگی میری کب تک سات مہینے یہ اور بارہ مہینے سال آیندہ کے - اسی مہینے مین

اپنے آقا کے پاس جا پہنچتا ہون - وہان نہ روٹی کی فکر نہ پانی کی پیاس نہ جاڑے کی شدت نہ گرمی کی حدت - نہ حاکم کا خوف نہ مخبر کا خطرہ - نہ مکان کا کرایہ دینا پڑے - نہ کپڑا خریدنا پڑے نہ گوشت گھی منگاؤن نہ روٹی پکواؤن - عالم نور اور سراسر سرور ہ

یارب این آرزوے من چہ خوش ست	تو بدین آرزو مرا برسان

بندہ علی ابن ابی طالب آرزومند مرگ - غالب - روز سہ شنبہ - ۳۱ - دسمبر ۱۸۵۹ء

بنام یوسف مرزا صاحب

کوئی ہے زرا یوسف مرزا کو بلائیو - لو صاحب وہ آئے - میان مین نے کل خط تم کو بھیجا ہے مگر تمھارے ایک سوال کا جواب رہ گیا ہے - اب سن تو تفضل حسین خان اپنے ماموں مؤید الدین خان پاس میرٹھ ہے - شاید دلی آیا ہو مگر میرے پاس نہین آیا والدان کے غلام علی خان اکبر آباد مین ہین - مکتب داری کرتے ہین لڑکے پڑھاتے ہین - روٹی کھاتے ہین - تم لکھتے ہو کہ پچاس محل واجد علی شاہ کے کلکتے گئے - تمھارے ماموں محمد قلیخان کے خط مین لکھتے ہین کہ شاہ اودھ بنارس آگئے - اس خبر کو اُس خبر کے ساتھ منافات نہین ہے - اُدھر سے آپ بنارس کو چلے ہون ادھر سے بیگمات کو وہان بلایا ہو مگر میری جان ہمکو کیا مصرع عالم پس مرگ ما چہ دریا چہ سراب

ایضًا آؤ صاحب میرے پاس بیٹھ جاؤ - آج یکشنبہ کا دن ہے - ساتوین تاریخ رمضان کی اور اُنیسوین اپریل کی صبح کو بھائی فضلو جن کو میر کاظم علی بھی کہتے ہین - اور ہم نے احتلام الدولہ خطاب دیا ہے وہ تین پاؤ کھجورین اور ایک ٹین کا لوٹا اور دو سوت کی رسیان لے کر بھٹیارے کے ٹٹو پر سوار ہو کر الور کو روانہ ہوئے - پہر دن چڑھے ڈاک کا ہرکارہ تمھارا خط میرے نام کا اور ایک حکمنامہ محکمہ لاہور موسومہ میر کاظم علی لایا - یہان تک لکھ چکا تھا کہ تمھارے ماموں صاحب مع سجاد مرزا تشریف لائے - تمھارا خط اُن کو دیدیا وہ اُس کو پڑھ رہے ہین اور مین یہ خط تم کو لکھ رہا ہون - پہلے تو یہ لکھتا ہون کہ حکمنامہ میر کاظم علی کو دے دینا اور میری طرف سے تعزیت کرنا کہ خیر بھائی صبر کرو اور چپ ہو رہو - تاریخ کے دو قطعون مین ایک قطعہ رہا باہر

خوش خرام کی جگہہ رُخ خوش خرام بنا دیا ہے - قطعہ اچھا ہے بشرط آنکہ متوفیہ کا شوہر یہ الفاظ اپنی زوجہ کے واسطے گوارا کرے - خواجہ جان جھوٹ بولتا ہے والی رامپور کو اس پنشن کے اجرا مین کچھہ دخل نہین یہ کام خدا ساز ہے - یہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام - ناظر جی نے تمہارے قول کی تصدیق کی - اور کہا کہ ہان مسودہ عرضی کا میرے پاس آگیا مین تم کو دکھاؤنگا خیر تمنے جو لکھا ہوگا وہ مناسب ہوگا خدا راس لائے اور کام بن جائے - الگزنڈر بدرلی صاحب میرے دوست کے فرزند ہین اور نیک بخت اور سعادت مند ہین - میر کاظم علی وغیرہ کی تنخواہ مین میری سفارش کو دخل نہین ہے - تم میر کاظم علی سے دریافت کرلو - ہان دو مقدمون مین مین نے اُن کو دو خط لکھے مگر اُنہون نے ایک کا بھی جواب نہین لکھا - اور اُن مقدمون مین کوشش بھی نہین کی - اب اس کو سمجھکر جو کچھہ تم لکھو اوس کے موافق عمل مین لاؤن - ناظر جی صاحب اور سجاد مرزا - اپنے گھر گئے وہ تم کو دعا - اور سجاد بندگی کہہ گیا ہے - اپنے آنے مین جلدی نہ کرو مان کی رضا جوئی کو سب امور پر مقدم جانو - مین ابھی رامپور نہین جاتا - برسات بعد بشرط حیات جاؤنگا - یعنی اواخر اکتوبر یا اوائل نومبر مین قصد ہے - یقین ہے کہ یہ خط دو دن میر کاظم علی کے پہنچنے سے پہلے تمہارے پاس پہنچے - اُن کے نام کا حکمنامہ بہت احتیاط سے اپنے پاس رہنے دینا - خبردار جاتا نہ رہے - جب وہ پہنچین تب اُن کو حوالہ کرنا - صاحب نہ خمس نہ نذر یہ باتین غیر شاکی ہین جس طرح اپنے اور بچون کو دونگا مظفر میرزا اور تم کو بھی اُسی طرح بھیجوا دونگا ہمشیرہ عزیزہ کو یعنی اپنی والدہ کو میری دعا کہنا - مرقومہ یکشنبہ وقت نیمروز ہفتم رمضان و ۲۹ اپریل

ایضاً یوسف مرزا کو بعد دعا کے معلوم ہو کہ تمہارا خط کل منگل کو پہنچا - آج بدھ ۱۷ شوال اور ۹ مئی کی ہے اُس کا جواب بھیجتا ہون - خدا کی قسم تامس ٹ.. صاحب سے میری ملاقات نہین ہے ہان الکھ صاحب سے ہے سو اُن کے نام کا خط کھلا ہوا تم کو بھیجتا ہون پڑھکر بند کر کر اُن کو دو - اور اُن سے ملو - اور جو کچھ وہ کہین مجھکو لکھو - احتلام الدولہ بھائی فضلو میر کاظم علی بہادر کیا جانے - کتاب کسکو کہتے ہین - اور آگرہ کس تھیار کا نام اور سکندر شاہ کون سے درخت کا پھل

سے بھیر اُردو کا دیوان میرٹھ کو گیا - سکندر شاہ لے گئے - مصطفیٰ خان کو دے آئے ڈاک مین اُسکی رسید آگئی - نہ برہان قاطع نہ قاطع برہان - کل جس وقت تمہارا خط آیا اُس وقت منشی میر احمد حسین میرے پاس بیٹھے تھے اور اس وقت سالک مجذوب بیٹھا ہوا ہے - یہ دونون صاحب تم کو اور بھائی فضلو کو سلام کہتے ہین - اور بھائی فضلو سے یہ کہدینا کہ باتفاق راے منشی میر احمد حسین اب باغ کی درخواست کی عرضی بیفائدہ بلکہ مضر ہے - تمہارا کاغذ قیمتی ایک روپیہ کا منشی جی کے پاس موجود ہے وہ اُس کو بیچ کر روپیہ تم کو بھجوا دین گے - غالب -

ایضاً یوسف مرزا کیونکر تجکو لکھون کہ تیرا باپ مر گیا - اور اگر لکھون تو پھر آگے کیا لکھون کہ اب کیا کرو مگر صبر - یہ ایک شیوہ فرسودہ ابناے روزگار کا ہے - تعزیت یون ہی کیا کرتے ہین اور یہی کہا کرتے ہین کہ صبر کرو - ہاے ایک کا کلیجا کٹ گیا ہے اور لوگ اُسے کہتے ہین کہ تو نہ تڑپ بھلا کیونکر نہ تڑپے گا - صلاح اس امر مین نہین بتائی جاتی - دعا کو دخل نہین - دوا کا لگاؤ نہین پہلے بیٹا مرا پھر باپ مرا - مجھسے اگر کوئی پوچھے کہ بے سر و پا کس کو کہتے ہین - تو مین کہونگا یوسف مرزا کو - تمہاری دادی لکھتی ہین کہ رہائی کا حکم ہو چکا تھا یہ بات سچ ہے - اگر سچ ہے تو جوانمرد ایک بار دونون قیدون سے چھوٹ گیا نہ قید حیات رہی نہ قید فرنگ - ہان صاحب وہ لکھتے ہین کہ پنشن کا روپیہ مل گیا تھا وہ تجہیز و تکفین کے کام آیا - یہ کیا بات ہے جو مجرم ہو کر ۱۴ برس کو مقید ہوا ہو اُس کا پنشن کیونکر ملے گا - اور کس کی درخواست سے ملے گا - رسید کس سے لی جائیگی مصطفےٰ خان کی رہائی کا حکم ہوا مگر پنشن ضبط - ہرچند اس پرسش سے کچھ حاصل نہین لیکن بہت عجیب بات یہ ہے تمہارے خیال مین جو کچھ آئے وہ مجکو لکھو - دوسرا امر یعنی تبدل مذہب عیاذاً باللہ - علی کا غلام کبھی مرتد نہ ہو گا - ہان یہ ٹھیک کہ حضرت چالاک اور سخن ساز اور ظریف تھے سوچے ہونگے کہ ان دمون مین اپنا کام نکالو - اور رہا ہو جاؤ - عقیدہ کب بدلتا ہے - اگر یہ بھی تھا تو اُن کا گمان غلط تھا - اس طرح رہائی ممکن نہین - قصہ مختصر تمہاری دادی کا خط جو تمہارے بھائی نے مجکو بھیجا تھا وہ مین نے اُمون کے پاس بھیج دیا - اُن کی جاداد کی واگذاشت کا حکم

ہو تو گیا ہے اگر اُن کے بڑے بھائی کے یار اُنکو چھوڑیں - دیکھیے انجام کار کیا ہوتا ہے - مظفر مرزا کو دعا پہنچے - تمہارا خط جواب طلب نہ تھا - تمہارے چچا کا آغاز اچھا ہے خدا کرے انجام اسی آغاز کے مطابق ہو - ان کا مقدمہ دیکھکر تمہاری پھوپھی کا اور تمہارا سر انجام دیکھا جائے گا کہ کیا ہوتا ہے - ہوگا کیا اگر جاداد مل بھی گئیں تو قرضدار دام دام لے لین گے - رزاق حقیقی پنشن دلوا دے کہ روٹی کا کام چلے - جناب میر قربان علی صاحب کو میرا سلام نیاز اور میر کاظم علی کو دعا - غالب - مرقومۂ شنبہ ۲۷ - شوال و ۹ - مئی سال حال -

ایضاً اے میری جان اے میری آنکھیں ؎

زہجران طفلے کہ در خاک رفت	چہ نالی کہ پاک آمد و پاک رفت

وہ خدا کا مقبول بندہ تھا - وہ اچھی روح اور اچھی قسمت لے کر آیا تھا یہاں رہ کر کیا کرتا ہرگز غم نہ کرو - اور ایسی ہی اولاد کی خوشی ہے تو ابھی تم خود بچے ہو خدا تم کو جیتا رکھے اولاد بہت - نانا نانی کے مرنے کا ذکر کیون کرتے ہو وہ اپنی اجل سے مرے ہین - بزرگون کا مرنا بنی آدم کی میراث ہے - کیا تم یہ چاہتے تھے کہ وہ اس عہد مین ہوتے اور اپنی آبرو کھوتے - ہان مظفر الدولہ کا غم منجملہ واقعات کربلاے معلّٰی ہے یہ داغ ماتم جیتے جی نہ مٹے گا - والد کی خدمت بجا نہ لانے کا ہرگز افسوس نہ چاہیے کچھ ہو سکتا ہو اور نہ کیا ہو تو مستحق ملامت ہو تے کچھ ہو ہی نہ سکے - تو کیا کرو - اب تو فکر یہ پڑی ہوئی ہے کہ رہیے کہان اور کھائیے کیا - مولانا کا حال کچھ تم سے مجکو معلوم ہوا کچھ تم مجھ سے معلوم کرو - مرافعہ مین حکم دوام حبس بحال رہا - بلکہ تاکید ہوئی کہ جلد دریاے شور کی طرف روانا کرو - چنانچہ تم کو معلوم ہو جائیگا - اُن کا بیٹا ولایت مین اپیل کیا چاہتا ہے - کیا ہوتا ہے جو ہونا تھا سو ہو لیا انا للہ و انا الیہ راجعون - ناظر جی کو سلام کہنا اور کہنا کہ حال اپنا مفصل تم کو لکھ چکا ہون - وہ دہلی اُردو اخبار کا پرچہ اگر مل جائے تو بہت مفید مطلب ہے ورنہ خیر کچھ محل خوف و خطر نہین ہے - حکام صدر ایسی باتون پر نظر نہ کرینگے مین نے سکہ کہا نہین اگر کہا تو اپنی جان اور حرمت بچانے کو کہا یہ گناہ نہین اور اگر گناہ بھی ہے

تو کیا ایسا سنگین ہے کہ ملکہ معظمہ کا اشتہار بھی اُس کو نہ مٹا سکے۔ سبحان اللہ گولہ انداز کا بارود بنانا اور توپین لگانی اور بنک گھر اور میگزین کا لوٹنا معاف ہو جائے اور شاعر کے دو مصرعے معاف نہون۔ ہان صاحب گولہ انداز کا بہنوئی مددگار ہے اور شاعر کا سالا بھی جانبدار نہین۔ تو حضرت میر عنایت حسین صاحب کل آئے۔ میر ارتضیٰ حسین کا خط دیدیا عینک لگا کر خوب پڑھا۔ کہہ گئے ہین کہ اس کا جواب کل لاؤن گا۔ مین تو صبح کو یہ خط روانہ کرتا ہون وہ آج یا کل جب خط لاوین گے اُسکو جداگانہ لفافہ مین روانہ کر دونگا۔ ظفر مرزا دیکھیے کب تک آوے اور مجھ سے کیونکر ملے۔ ایک لطیفہ پرسون کا سنو۔ حافظ ممو بے گناہ ثابت ہو چکے رہائی پا چکے۔ حاکم کے سامنے حاضر ہوا کرتے ہین۔ املاک اپنی مانگتے ہین۔ قبض و تصرف انکا ثابت ہو چکا ہے صرف حکم کی دیر ہے۔ پرسون وہ حاضر ہین مثل پیش ہوئی۔ حاکم نے پوچھا حافظ محمد بخش کون عرض کیا کہ مین۔ پھر پوچھا کہ حافظ ممّون کون عرض کیا کہ مین اصل نام میرا محمد بخش ہے۔ ممّو ممّو مشہور ہون۔ فرمایا یہ کچھ بات نہین۔ حافظ محمد بخش بھی تم حافظ ممّو بھی تم سارا جہان بھی تم۔ جو دُنیا مین ہے وہ بھی تم۔ ہم مکان کس کو دین۔ مثل داخل دفتر ہوئی میان ممو اپنے گھر چلے آئے۔ ہان صاحب خواجہ بخش درزی کل سہ پہر کو میرے پاس آیا مین نے جانا ایک ہاتھی کوٹھے پر چڑھ آیا۔ کہتا تھا کہ آغا صاحب کو میری بندگی لکھ بھیجنا۔ میرن صاحب آج کل پانی پت کو جایا چاہتے ہین۔ میر کاظم علی ابن میر قلندر علی الور سے آئے ہوئے سلطان جی مین اُترے ہوئے ہین۔ دان پندرہ ایک ہوئے محمد قلی خان میری ملاقات کو آئے تھے علی جی مین رہتے ہین۔ رضا شاہ پاٹودی گئے ہوئے ہین۔ میر اشرف علی ابن میر اسد علی مرحوم نے رہائی پائی۔ ابھی املاک کی درخواست نہین دی۔ ہماری بھابی صاحبہ یعنی زوجہ میر احمد علیخان مغفور اپنی حویلی مین چین کر رہی ہین۔ ایک آدھ دن مین جاؤنگا خدا جانے جمعہ کے دن ناظر جی کی درخواست پر کیا گزری۔ اس وقت تک اُن کا کوئی خط نہین آیا۔ دھیان لگا ہوا ہے زیادہ کیا لکھون۔

ایضاً میری جان خدا تیرا نگہبان میں نے گراپھنک کو دام میں پھنسایا پھر قفس میں بند کر کے یہ رقعہ لکھوایا۔ میر ارتضیٰ حسین کو فقط اُن کے نام کی جو عبارت ہے وہ پڑھا دینا[1] کہ اُن کی خاطر جمع ہو جائے۔ مثنوی کبھی اصلاح نہ پائے گی جب تک تمام نہ ہو۔ مثنوی جب تک سب نہ لکھی ہو کیونکر اصلاح دی جائے۔ اپنے چھوٹے ماموں صاحب کو میرا سلام باعتبار محبت کے اور بندگی باعتبار سیادت کے اور دعا باعتبار یگانگی اور اُستادی کے کہنا اور کہنا کہ بھائی اور کیا لکھوں جس حکم کی نقل کے واسطے تم لکھتے ہو وہ اصل کہاں ہے کہ جس کی نقل لوں ہاں زبان زد خلق ہے کہ قدیم نوکروں سے باز پرس نہیں۔ مشاہدہ اس کے خلاف ہے۔ اے لو کئی دن ہوئے کہ حمید خان گرفتار آیا ہے۔ پاؤں میں بیڑیاں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں حوالات میں ہیں دیکھئے حکم اخیر کیا ہو۔ صرف نوکرراے کی مختار کاری پر قناعت کی گئی۔ جو کچھ ہونا ہے وہ ہو رہے گا۔ ہر شخص کی سرنوشت کے موافق حکم ہو رہے ہیں نہ کوئی قانون ہے نہ قاعدہ ہے نہ نظیر کام آئے نہ تقریر پیش جائے۔ ارتضیٰ خان ابن مرتضیٰ خان کی پوری دو سو روپے کی پنشن کی منظوری کی رپورٹ گئی اور اُن کی دو بہنیں سو سو روپیہ مہینہ پانے والیوں کو حکم ہوا کہ چونکہ تمہارے بھائی مجرم تھے تمہاری پنشن ضبط۔ بطریق ترحم دس دس روپیہ مہینا تم کو ملے گا ترحم یہ ہے تو تغافل کیا قہر ہوگا میں خود موجود ہوں اور حکام صدر کا روشناس۔ پنشن نہیں اُکھڑ سکتا ۵۲ برس کا پنشن تقرر اُس کا بہ تجویز لارڈ لیک و منظوری گورنمنٹ اور پھر نہ ملا ہے نہ ملے گا۔ خیر احتمال ہے ملنے کا۔ جانتے ہو کہ علی کا بندہ ہوں اُس کی قسم کبھی جھوٹ نہیں کھاتا۔ اس وقت کلو کے پاس ایک روپیہ سات آنے باقی ہیں بعد اس کے نہ کہیں سے قرض کی اُمید ہے نہ کوئی جنس رہن و بیع کے قابل۔ اگر رامپور سے کچھ آیا تو خیر ورنہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بعض لوگ یہ بھی گمان کرتے ہیں کہ اس مہینے میں پنشن کی تقسیم کا حکم آجائے گا۔ دیکھئے آتا ہے یا نہیں اگر آتا ہے تو میں مقبولوں میں ہوں یا مردودوں میں۔ منظفر مرزا کا خط الور سے آگیا بخیر و عافیت پہنچے میر قاسم علی کا قافلہ بھی وہیں ہے۔ میر قاسم علی کی بی بی الور کی تنخواہ میں سے بموجب سہام شرعیہ

دو ثلث مرزا کو اور ایک ثلث اپنے کو تجویز کرتی ہے۔ ظاہراً بموجب تعلیم میر قاسم علی کے ہے۔
غالب محررہ جمعہ ۱۳ ذی الحجہ و ۱۵ جولائی سال حال۔

ایضاً میاں پرسوں قریب شام مرزا آغا جانی صاحب آئے وہ اور اُنکے متعلق سب اچھی طرح ہیں جو بیگ ہانسی گئے۔ کل تمہارا خط آیا۔ بھائی تمہیں خارش کیوں ہوئی حسین مرزا صاحب کیوں بیمار ہوئے۔ خدایا اُن آوارگان دشت غربت کو جمعیت جب تو چاہے عنایت کر بہ تصدق مرتضیٰ علی کا تندرست رکھ۔ اللہ اللہ حسین مرزا کی ڈاڑھی سفید ہو گئی یہ شدت غم و رنج کی خوبیاں ہیں۔ اس خط کے پہنچتے ہی اپنی اور ان کی خیر و عافیت لکھنا۔ جہاں تم نے اپنے نام کا خط پڑھا وہاں کا حال یہ ہے ؎

بگفت احوال ما برق جہان ست	دمے پیدا و دیگر دم نہان ست
گہے بر طارم اعلیٰ نشینم	گہے بر پشت پای خود نہ بینم

ہمارے خداوند ہیں قبلہ و کعبہ ہیں خدا اُن کو سلامت رکھے۔ آغا باقر کا امام باڑہ اس سے علاوہ کہ خداوند کا عزاخانہ ہے ایک بنائے قدیم رفیع مشہور۔ اس کے انہدام کا غم کس کو نہ ہوگا۔ بیان دو سڑکیں دوڑتی پھرتی ہیں۔ ایک ٹھنڈی سڑک اور ایک آہنی سڑک محل ان کا الگ الگ اس سے بڑھکر یہ بات ہے کہ گوروں کا بارک بھی شہر میں بنے گا اور قلعہ کے آگے جہاں لال ڈگی ہے ایک میدان نکالا جائے گا۔ محبوب کی دکانیں۔ بہیلیوں کے گھر۔ فیلخانہ۔ بلاقی بیگم کے کوچہ سے خاص بازار تک یہ سب میدان ہو جائیگا۔ یوں سمجھو کہ اموجان کے دروازہ سے قلعہ کی خندق تک سوائے لال ڈگی اور دو چار کنووں کے آثار عمارت باقی نہ رہیگی۔ آج جان نثار خاں کے چھتے کے مکان ڈھنے شروع ہو گئے ہیں۔ کیوں ہیں دلی کے ویرانے سے خوش نہوں جب اہل شہر ہی نہ رہے۔ شہر کو لے کے کیا چولھے میں ڈالوں۔ حسین مرزا صاحب کو میرا اسلام کہنا یہ رقعہ پڑھا دینا۔ اُن کا خط موسومہ محمد قلی خان آیا۔ کلو کے ہاتھ اُن کے گھر بھجوایا۔ اُن کا گھر کہاں وہ تو میر احمد علیخان مرحوم کی بی بی کے ہاں رہتے ہیں۔ وہ نہ تھے جب بھابی صاحب کو معلوم ہوا کہ

میرے دیور کا آدمی ہے - اُنھون نے مدعا دریافت کر کے خط رکھ لیا اور کلو سے کہا کہ بھائی کو سلام کہنا کہ محمد قلی خان علی جی گئے ہوئے ہین خط اُنکے پاس بھجوا دون گی - کل رضا شاہ آئے تھے مین نے اُن کو کہا تھا کہ تم میر احمد علیخان کی بی بی کو تاکید کر دینا کہ خط ضرور کا ہے اُس کو باحتیاط پہنچا دینا - صاحب تمہاری انا کو مین کیا جانون کس پتے سے ڈھونڈون دوا سے مین نے پوچھا امیر النسا کو وہ نہ سمجھی واجد علی کی مان کر کے پہچانا سو وہ کہتی تھی کہ واجد علی مع اپنی مان کے پہاڑ گنج ہے - ہمشیرہ کی عرضی کے روانہ ہونے کا حال معلوم ہوا - تم سمجھو اگر وہ عرضی بتحقیقت کمشنر نے بھیج دی ہے تو بیشک مدعاے سائلہ قبول کر کے بھیجی ہے اگر خود نہ منظور کرتا تو کبھی نہ بھیجتا - باقر علی اور حسین علی اپنی دادی کے ساتھ ضیاء الدین خان کی والدہ کے پاس قطب صاحب گئے ہوئے ہین - ایاز اور نیاز علی اُن کے ساتھ ہین - دو بندگیان اور ایک دعا اور دو آداب ملتوی - دو او کلو اور کلیان کی بندگیان پہنچین - قمر الدین خان پرسون آیا تھا اب آئے گا تو دعا تمہاری اُس کو کہدون گا - غالب -

ایضاً حق تعالیٰ تمہین عمر و دولت و اقبال و عزت دے - خط مرقومہ دوم محرم مین کوئی مطلب جواب طلب نہ تھا - مرزا حیدر صاحب کی رحلت کی خبر تھی اور بس - کل بدھ کا دن دونون مہینون کی ۱۷ تاریخ تھی صبح کے وقت مرزا آغا جانی صاحب آئے اور اُنھون نے فرمایا کہ حسین مرزا کی حرم لکھنو سے آئی تھی - بی فتن کے ہان اُتری تھی اب وہ پٹودی کو اپنے بیٹے کے پاس گئی - کہتی تھی کہ نصیب اعدا ناظر جی بہت بیمار ہین خدا خیر کرے - یوسف مرزا میری جان نکل گئی کیا کرون کیونکر خبر منگاؤن - یا علی یا علی یا علی دے - بارہ بار دل مین کہا ہوگا کہ مداری کا بیٹا دوڑا ہوا آیا اور تین خط لایا - یعنی وہ نیچے حویلی مین تھا - ڈاک کے ہرکارہ نے خط لا کر دیے - نیاز علی اوپر لے آیا ایک خط یار عزیز کا اور ایک خط ہرگوپال تفتہ کا - اور ایک خط ذوالفقار الدین حیدر مولوی کا - میان قریب تھا کہ خوشی کے مارے مجکو رونا آجائے - بارے اُس خط کو مین نے آنکھون سے لگایا - مچھیان لین - اب تم تماشا دیکھو ۱۳ - محرم کا خط ۱۰ کو مجھے پہنچا - اُس مین مندرج کہ جمعہ کے دن

۱۹ کو لبسبیل ڈاک کلکتے جاؤن گا- اور پھر حضرت مجھ سے مطلب کا جواب مانگتے ہین- ہان جب کلکتے پہنچ لین گے اور وہان سے مجکو خط بھیجین گے اور اپنے مسکن کا پتہ لکھین گے تب جو کچھہ مجکو لکھنا ہوگا لکھون گا آغا صاحب کو سب خط سُنا دیا اور اُن کو اُسی وقت کاشی ناتھ کے پاس بھیجا ہے تاکہ وہ اُسکو گرمائین اور شرمائین اور کچھ سجاد مرزا کے واسطے بھجوائین- ضیاءالدین خان دو ہفتہ سے یہان ہین اپنے باغ مین اُترے ہوئے ہین- دو بار میرے پاس بھی دو دو گھڑی کے واسطے آئے تھے کچھ اُنکو منظور رہے- رعایت اخلاص و محبت قدیم خدا چاہے تو کچھ سجاد مرزا کو اور کلکتے سے اُنکے خط کے آنے کے بعد کچھ ناظر جی کو اُن سے بھجواؤن- میرا وہی حال ہے بھوکا نہین ہون مگر کسی تمدمتگزاری کی توفیق نہین ہے- بُرے بھلے حال سے گزرے جاتی ہے- افسوس ہزار افسوس جو تم سے اور ناظر جی سے میرے دل کا حال ہے اگر کہون تو کون باور کرے اور وہ بات خود کہنے کی نہین کرنے کی ہے سو کرنے کا مقدور نہین تفضل حسین خان ابن غلام علیخان میرٹھ مین اپنے ماموں صاحب کے پاس تھے- شہر مین آیا تھا- میرے پاس بھی آیا تھا تمہارا سلام کہدیا- پرسون پھر وہ میرٹھ گیا بھائی فضلو عرب سرا مین رہتے ہین- پرسون سے آئے ہوئے ہین یہین اُترے ہوئے ہین- دوڑتے ہین- دعائین دیتے پھرتے ہین- کوئی سنتا نہین- تمکو سلام کہتے ہین- آمد و رفت کا ٹکٹ موقوف ہوگیا- فقیر اور ہتھیار جس پاس ہو وہ نہ آئے- اور باقی ہندو- مسلمان عورت مرد- سوار پیادہ جو چاہے چلا آئے چلا جائے مگر غیر آبادی کے ٹکٹ کی رات کو شہر مین رہنے نہ پائے- وہ شور و غل تھا کہ سڑکین نکلین گی اور گورون کی چھاؤنی بنے گی کچھ بھی نہ ہوا- مرہٹ کر ایک جان نثار خان کے چھتے کی سڑک نکلی ہے- دلی والون نے لکھنو کا خاکا اُڑا رکھا ہے- کہتے ہین کہ لاکھون مکان ڈھا دئے اور صاف میدان کر دیا- مین جانتا ہون ایسا نہ ہوگا- بات اتنی ہی ہے جو تمنے لکھی ہے- بہر حال اب جو کچھ ہو لکھو- اور ناظر جی کے روانہ ہو جانے کی خبر اور سجاد- اور اکبر اور اُن کی مان کی خیریت اور اپنے باپ کا حال لکھو- پنجشنبہ- ۱۸- محرم الحرام-

ایضاً میری جان شکوہ کرنا سیکھو- یہ باب مین نے گو ابھی پڑھا یا نہین- کوئی خط تمہارا نہین آیا

کہ مین نے اُسی دن یا دوسرے دن جواب نہ لکھا ہو۔ بلکہ مین ایسا جانتا ہون کہ یہ جو تم نے مجکو شکایت نامہ بھیجا ہے اس کے بعد ایک خط میرا بھی تم کو پہنچا ہوگا یہ خط کل آیا آج مین اس کا جواب لکھتا ہون سُنو صاحب تم جانتے ہو کہ مین ۷ پارچہ کا خلعت ایک بار اور ملبوس خاص شال رومال دو شالہ ایک بار پیشگاہ حضرت سلطان عالم سے پاچکا ہون مگر یہ بھی جانتے ہو کہ وہ خلعت مجکو دو بار کس کے ذریعہ سے ملا ہے۔ یعنی جناب قبلہ و کعبہ حضرت مجتہد العصر مدظلہ العالی۔ اب آدمیت اسکی مقتضی نہین ہے کہ مین بے اون کے توسط کے مدح گستری کا قصد کرون۔ چنانچہ قصیدہ لکھکر اور جیسا کہ میرا دستور ہے کاغذ کو منڈھا کر حضرت پیر و مرشد کی خدمت مین بھیج دیا ہے یقین ہے کہ حضرت نے وہان بھیج دیا ہوگا۔ اور مین تم کو بھی لکھ چکا ہون کہ مین نے قصیدہ لکھنؤ کو بھیج دیا ہے اوسی خط مین یہ بھی تم کو لکھا ہے کہ حضرت زبدۃ العلما سید نقی صاحب اگر کلکتے پہونچ گئے ہون تو مجکو اطلاع دو۔ داروغگی املاک کے باب مین جو مناسب اور معقول اور واقعی ہے وہ مین بے پردہ عالی شان مظفر حسین خان کے خط مین لکھتا ہون۔ یہ ورق پڑھ کر اُن کی خدمت مین گزران دو اور جو وہ ارشاد کرین مجکو لکھو۔ تمہارے اس خط کے مطالب مندرجہ کا جواب ہو چکا۔ اس سے زیادہ میرے پاس کوئی بات اسوقت لکھنے کو نہین ہے۔ مگر یہ کہ ایک خط تمہارے ماموں صاحب کے نام کا بھیج چکا ہون اگر وہ پہنچے گا اور خدا کرے پہنچے تو اُس سے تمکو ایک حال معلوم ہوگا۔
غالب یکشنبہ ۵ نومبر ۱۸۵۹ء۔

ایضاً یوسف مرزا میرا حال سواے میرے خدا اور خداوند کے کوئی نہین جانتا۔ آدمی کثرت غم سے سودائی ہو جاتے ہین عقل جاتی رہتی ہے۔ اگر اس ہجوم غم مین میری قوت متفکرہ مین فرق آگیا ہو تو کیا عجب ہے بلکہ اس کا باور نہ کرنا غضب ہے۔ پوچھو کہ غم کیا ہے۔ غم مرگ۔ غم فراق۔ غم رزق غم عزت۔ غم مرگ مین قلعہ نامبارک سے قطع نظر کرکے اہل شہر کو گنتا ہون۔ مظفر الدولہ میر ناصر الدین مرزا عاشور بیگ میرا بھانجا۔ اُس کا بیٹا احمد مرزا اُنیس برس کا بچہ مصطفے خان ابن اعظم الدولہ اُس کے دو بیٹے ارتضیٰ خان اور مرتضیٰ خان۔ قاضی فیض اللہ۔ کیا مین اُن کو اپنے عزیزون کے برابر

نہین جانتا تمھارے تو بھول گیا۔ حکیم رضی الدین خان۔ میر احمد حسین میکش اللہ اللہ ان کو کہان سے لاؤن۔ غم فراق حسین مرزا۔ یوسف مرزا۔ میر مہدی۔ میر سرفراز حسین۔ میرن صاحب خدا ان کو جیتا رکھے کاش یہ ہوتا کہ جہان ہوتے وہان خوش ہوتے مگر اُن کے بے چراغ وہ خود آوارہ۔ سجاد اور اکبر کے حال کا جب تصور کرتا ہون کلیجا ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے۔ کہنے کو ہر کوئی ایسا کہہ سکتا ہے مگر مین علی کو گواہ کرکے کہتا ہون کہ ان اموات کے غم مین اور زندون کے فراق مین عالم میری نظر مین تیرہ و تار ہے۔ حقیقی میرا ایک بھائی دیوانہ مرگیا۔ اُس کی بیٹی اُس کے چار بچے اُس کی مان یعنی میری بھاوج جے پور مین پڑے ہوئے ہین اس تین برس مین ایک روپیہ اُن کو نہین بھیجا بھتیجی کیا کہتی ہوگی کہ میرا بھی کوئی چچا ہے۔ یہان اغنیا اور امرا کے ازواج و اولاد بھیک مانگتے پھرین اور مین دیکھون۔ اِس مصیبت کی تاب لانے کو جگر چاہیے۔ اب خاص اپنا دکھ روتا ہون۔ ایک بیوی دو بچے تین چار آدمی گھر کے کلو کلیان ایاز یہ باہر۔ مداری کی جورو بچے بدستور گویا مداری موجود ہے۔ میان گھمن گئے گئے مہینا بھر سے آ گئے کہ بھوکا مرتا ہون۔ اچھا بھائی تم بھی رہو۔ ایک پیسے کی آمد نہین۔ بیس آدمی روٹی کھانے والے موجود۔ مقام معلوم سے کچھ آئے جاتا ہے۔ وہ بقدر سد رمق ہے۔ محنت وہ ہے کہ دن رات مین فرصت کام سے کم ہوتی ہے۔ ہمیشہ ایک فکر برابر چلی جاتی ہے۔ آدمی ہون دیو نہین بھوت نہین۔ اِن رنجون کا تحمل کیونکر کرون۔ بڑھاپا ضعف قوی۔ اب مجھے دیکھو تو جانو کہ میرا کیا رنگ ہے شاید کوئی دو چار گھڑی بیٹھتا ہون ورنہ پڑا رہتا ہون گویا صاحب فراش ہون نہ کہین جانے کا ٹھکانا نہ کوئی میرے پاس آنے والا وہ عرق جو بقدر طاقت بنائے رکھتا تھا۔ اب میسر نہین۔ سب سے بڑھ کر آمد آمد گورنمنٹ کا ہنگامہ ہے دربار مین جاتا تھا۔ خلعت فاخرہ پاتا تھا۔ وہ صورت اب نظر نہین آتی نہ مقبول ہون نہ مردود ہون نہ بے گناہ ہون نہ گنہگار ہون نہ مخبر نہ مفسد۔ بھلا اب تم ہی کہو۔ اگر یہان دربار ہوا اور مین بلایا جاؤن تو نذر کہان سے لاؤن۔ دو مہینے دن رات خون جگر کھایا اور ایک قصیدہ چونسٹھ بیت کا لکھا محمد افضل مصور کو دے دیا وہ پہلی دسمبر کو مجکو دے گا یہ اُس کا مطلع ہے ۵

زسال نو دگر آب بروے کار آمد | ہزار و ہشتصد و شصت در شمار آمد

اس مین التزام اپنی سرگذشت کے لکھنے کا کیا ہے اس کی نقل تم کو بھیجون گا - میرے آقازادۂ روشن گہر جناب مفتی میر عباس صاحب کو دکھانا - اس بجھے ہوئے بلکہ مرے ہوئے دل پر کلام کا یہ اسلوب ہے - جہان پناہ کی مدح کی فکر نہ کر سکا - یہ قصیدہ ممدوح کی نظر سے گزرا نہ تھا - مین نے اسی مین امجد علی شاہ کی جگہہ واجد علی شاہ بٹھا دیا - - - - - - - -

انوری نے بارہا ایسا کیا ہے کہ ایک کا قصیدہ دوسرے کے نام پر کر دیا - مین نے اگر باپ کا قصیدہ بیٹے کے نام کر دیا تو کیا غضب ہوا - اور پھر کیسی حالت اور کیسی مصیبت مین کہ جس کا ذکر بطریق اختصار اوپر لکھ آیا ہون - اس قصیدہ سے مجکو عرض دستگاہ سخن منظور نہین - گدائی منظور ہے - بہر حال یہ تو لکھو قصیدہ پہنچا یا نہین پہنچا - پرسون تمہارے ماموں کا خط آیا - وہ قصیدہ کا پہنچنا لکھتے ہین - کل تمہارا خط آیا اُس مین قصیدہ کے پہنچنے کا ذکر نہین اس تفرقہ کو مٹاؤ - اور صاف لکھو کہ قصیدہ پہنچا یا نہین - اگر پہنچا تو حضور مین گزرا یا نہین اگر گزرا تو کس کی معرفت گزرا اور کیا حکم ہوا - یہ امور جلد لکھو - اور ہان یہ بھی لکھو کہ املاک واقع شہر دہلی کے باب مین کیا حکم ہوا - مین تم کو اطلاع دیتا ہون کہ کل مین نے فرد فہرست دیہات و باغات و املاک مع حاصل ہر ایک باغ و دہ و ملک ناظر جی کو بھیج دی ہے - اس خط سے ایک دن پہلے وہ فرد پہنچے گی - یہ فرد کلکٹری کے دفتر سے لی ہے مگر اتنا معلوم ہے کہ شہر کی عمارت جو سڑک مین نہین آئی - اور برسات مین ڈہ نہین گئی وہ سب خالی پڑی ہے - کرایہ دار کا نام نہین - مجکو یہان کی املاک کا علاقہ حسین مرزا کے واسطے مطلوب ہے مین تو پنشن کے باب مین حکم اخیر سن لون پھر رام پور چلا جاؤن گا - جمادی الاول سے ذی الحجہ تک ۸ - مہینے اور پھر محرم سے ۱۲۷۷ھ سال شروع ہوگا - اس سال کے دو چار حد دس گیارہ مہینے غرضکہ اُنیس بیس مہینے ہر طرح بسر کرنے ہین - اس مین رنج و راحت و ذلت و عزت جو مقسوم مین ہے وہ پہنچ جائے اور پھر علی علی کہتا ہوا ملک عدم کو چلا جاؤن - جسم رامپور مین اور روح عالم نور مین

یا علی یا علی - میاں ہم تمہیں ایک اور خبر لکھتے ہیں - برہما کا بیٹا دو دن بیمار پڑا تیسرے دن مرگیا ہے ہے کیا نیکبخت غریب لڑکا تھا - باپ اُس کا شیوجی رام اُس کے غم میں مردہ سے بدتر ہے - یہ دو مصاحب میرے یوں گئے ایک مردہ دل افسردہ کون ہے جس کو تمہارا سلام کہوں - یہ خط اپنے ماموں صاحب کو پڑھا دینا اور فرد اُن سے لیکر پڑھ لینا - اور جس طرح اُن کی رائے میں آئے اُس پر حصول مطلب کی بنا اُٹھانا اور ان مدارج کا جواب شتاب لکھنا - ضیاء الدین خان رہتک چلے گئے اور وہ کام نہ کر گئے - دیکھئے آکر کیا کہتے ہیں - یا رات کو آگئے ہوں یا شام تک آجائیں - کیا کروں کس کے دل میں اپنا دل ڈالوں - مرتضی علی پہلے سے نیت میں یہ ہے کہ جو شاہ اودہ سے ہاتھ آئے حصہ برادرانہ کروں - نصف حسین مرزا اور تم اور سجاد بنصف میں مفلسوں کا مدار حیات خیالات پر ہے - مگر اُسی خیالات سے اُن کا حسن طبیعت معلوم ہوجاتا ہے - والسلام خیر ختام - دوشنبہ دوم جمادی الاول ۱۲۷۵ھ مطابق ۲۸ - نومبر وقت صبح -

ایضاً میاں صبح کو تمہارے نام کا خط روانہ کیا - شام کو تمہارا ایک خط اور آیا - حضرت زبدۃ العلما کا اب تک وہاں نہ پہنچنا تعجب کی بات ہے - حق تعالیٰ اُن کو جہاں رہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے - جب چاہیں وہاں پہنچیں - میرا مقصود تو اتنا ہی ہے کہ قصیدہ گزرے - اور کچھ ہمارے تمہارے ہاتھ آئے - لیکن کل کے خط کی پشت پر جو سطریں ناظرجی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھیں اُس کے دیکھنے سے آس ٹوٹ گئی - کچھ ہاتھ آتا نظر نہیں آتا - املاک واقع شہر دہلی کے سوال کا جواب اب کی بار قلم انداز ہوا - مکرر اگر کہا جائے گا تو بیشک یہ جواب آئے گا کہ ہم نے تو عوض اُن مکانات کے یہ مکانات دیے معاوضہ ہوگیا - بھائی میں پہلے ہی جانتا تھا کہ یہ املاک قتل ہوئی اور وہ سوا لاکھ روپیہ جو علاوہ زر مقررہ ملا ہے وہ دلی کی املاک کا خونبہا ہے پرسوں ناظرجی کے نام کے سرنامے میں فرد فہرست مجموع املاک بھیج چکا ہوں خیر یہ دار بھی خالی گیا - مولانا غالب علیہ الرحمۃ خوب فرماتے ہیں ؎

منحصر مرنے پہ ہو جس کی امید	ناامیدی اُس کی دیکھا چاہیے

تمہارے ماموں صاحب کی دستخطی تحریر نے جو میرا حال کیا ہے وہ کس زبان سے ادا کروں سبب ہے حسین مرزا اور یہ کہے کہ مین کہان جاؤن اور کیا کرون - اور مجھ کمبخت سے اُسکا جواب سرانجام نہو سکے - بہت بڑا آسرا تھا اور سرکار کی خدمت نہ سہی - عہدہ نہ سہی علاقہ نہ سہی - سو ڈیڑھ سو روپیہ درماہہ مقرر ہوجاتا کیا مشکل تھا - دلّی کے آدمی خصوصًا امراے شاہی ہر شہر مین بدنام اتنے ہین کہ لوگ اُن کے ساتھ بھاگتے ہین - مرشدآباد بھی ایک سرکار تھی - حیدرآباد بہت بڑا گھر ہے مگر بے ذریعہ و واسطہ کیونکر جائے اور جائے تو کس سے ملے کیا کہے - ناچار وہین رہو - کسی طرح شاہ اودھ کا سامنا ہوجائے اور مین کہان کی صلاح بتاؤن - وہ صاحب رہتک گئے ہین کل یقین ہے کہ آگئے ہونگے مجھے ابھی خبر نہین آئی - اگر مشیت الٰہی مین ہے تو دسمبر مہینے مین کچھ ظہور مین آجائے گا - نواب گورنر جنرل بہادر یقین ہے کہ آج آگرہ مین رونق افروز ہون - الور جے پور - دھولپور - گوالیار - ٹونک - جاورہ - چھ رئیسون کی وہان ملازمت کی خبر ہے خیر ہمکو کیا - لیث الدولہ حسین علیخان بہادر کی خدمت مین میرا سلام نیاز اور شکریاد آوری کا - مرقومہ صبح سہ شنبہ ۲۹ - نومبر ۳ جمادی الاول بحساب جنتری -

ایضًا میان تمہارا خط رامپور پہنچا اور رامپور سے دلّی آیا - مین ۲۴ شعبان کو رامپور سے چلا اور ۳۰ شعبان کو دلّی پہنچا - اُسی دن چاند ہوا - یکشنبہ رمضان کی پہلی آج دوشنبہ ۹ - رمضان کی ہے سو نوان دن مجھے یہان آئے ہوے ہے - مین نے حسین مرزا کو رامپور سے لکھا تھا کہ یوسف مرزا کو میرے آنے تک اور نہ جانے دینا - اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ وہ میرا خط اُن کو تمہاری روانگی کے بعد پہنچا جو مجکو اپنے ماموں کے مقدمہ مین لکھتے ہو - کیا مجکو تم اُنکے حال سے غافل اور اُن کی فکر سے فارغ جانتے ہو - کچھ بنا ڈال آیا ہون - اگر خدا چاہے تو کوئی صورت نکل آئے - اب تم لکھو کہ کب تک آؤگے - صرف تمہارے دیکھنے کو نہین کہتا شاید تمہارے آنے پر کچھ کام بھی کیا جائے - مظفر مرزا کا اور ہمشیرہ صاحبہ کا آنا تو کچھ ضرور نہین شاید آگرہ تک

کچھ حاجت پڑے - بہرحال جو ہوگا وہ سمجھ لیا جائیگا - تم چلے آؤ - ہمشیرہ عزیزہ کو میری دعا کہدینا
مظفر مرزا کو دعا پہنچے - بھائی تمہارا خط رام پور پہنچا - ادھر کے چلنے کی فکر مین جواب نہ لکھ سکا
بخشی صاحبون کا حال یہ ہے کہ آغا سلطان پنجاب کو گئے - جگر اون مین منشی رجب علی کے
مہمان ہین - صفدر سلطان اور یوسف سلطان وہان ہین - نواب مہدی علیخان بقدر قلیل
بلکہ اقل کچھ اُن کی خبر لیتے ہین - میر جلال الدین خوشنویس اور وہ دونون بھائی باہم رہتے
ہین - مین وہین تھا کہ صفدر سلطان دلی کو آئے تھے - اب جو مین یہان آیا تو سُنا کہ وہ میرٹھ ۸
گئے - خدا جانے رامپور جائین یا کسی اور طرف کا قصد کرین - تباہی ہے - قہر الٰہی ہے - مجکو
لڑکون نے بہت تنگ کیا - ورنہ چند روز اور رامپور مین رہتا - زیادہ کیا لکھون - راقم غالب
مرقومہ دوشنبہ ۹ - رمضان و ۲ - اپریل -

بنام منشی شیونراین صاحب

صاحب خط پہنچا - اخبار کا لفافہ پہنچا - لفافون کی خبر پہنچی - آپ نے کیون تکلیف کی - لفافے بنانا دل کا بہلانا ہے - بیکار آدمی کیا کرے - بہرحال جب لفافے پہنچ جائین گے - ہم آپکا شکر بجا لائین گے ع ہرچہ از دوست میرسد نیکوست ؛ یہان آدمی کہان ہے کہ اخبار کا خریدار ہو مہاجن لوگ جو یہان بستے ہین وہ یہ ڈھونڈھتے پھرتے ہین کہ گیہون کہان سستے ہین - بہت سخی ہونگے تو جنس پوری تول دینگے - کاغذ روپیہ مہینہ کا کیون مول لین گے - کل آپ کا خط آیا رات بھر مین نے فکر شعر مین خون جگر کھایا - ۲۱ شعر کا قصیدہ لکھکر تمہارا حکم بجا لایا - میرے دوست خصوصاً میرزا تفتہ جانتے ہین کہ مین فن تاریخ کو نہین جانتا - اس قصیدہ مین ایک روش خاص سے اظہار ۱۸۵۸ء کا کر دیا ہے - خدا کرے تمہارے پسند آوے - تم خود قدردان سخن ہو - اور تین استاد اس فن کے تمہارے یار ہین میری محنت کی داد ملجائے گی -

قصیدہ

ملاذ کشور و لشکر پناہ شہر و سپاہ | جناب عالی ایلن برون والا جاہ

بلند رتبہ وہ حاکم وہ سرفراز امیر
کہ باج تاج سے لیتا ہے جسکا طرفِ کلاہ

وہ محض رحمت و رافت کہ بہر اہل جہان
نیابتِ دم عیسیٰ کرے ہے جسکی نگاہ

وہ عین عدل کہ دہشت سے جسکی پرسش کے
بنے ہے شعلہ آتش انیس پرِ کاہ

زمین سے سودہ گوہر اٹھے بجاے غبار
جہان ہو توسنِ حشمت کا اسکے جولان گاہ

وہ مہربان ہو تو انجم کہین الٰہی شکر
وہ خشمگین ہو تو گردون کہے خدا کی پناہ

یہ اسکے عدل سے اضداد کو ہے آمیزش
کہ دشت و کوہ کے اطراف مین بہر سر راہ

ہزبر پنجے سے لیتا ہے کام شانے کا
کبھی جو ہوتی ہے الجھی ہوئی دم روباہ

نہ آفتاب ہوے آفتاب کا ہم چشم
نہ بادشاہ ہوے مرتبہ مین ہمسر شاہ

خدا نے اسکو دیا ایک خوبرو فرزند
ستارہ جیسے چمکتا ہوا بہ پہلوے ماہ

زہے ستارۂ روشن کہ جو اسے دیکھے
شعاع مہر درخشان ہو اسکا تارِ نگاہ

خدا سے ہے یہ توقع کہ عہد طفلی مین
بنے گا شرق سے تا غرب اسکا بازیگاہ

جوان ہو کے کرے گا یہ وہ جہانبانی
کہ تابع اسکے ہون روز و شب سپید و سیاہ

کہے گی خلق اسے داور سپہر شکوہ
کہین گے لوگ اسے خسرو ستارہ سپاہ

عطا کرے گا خداوند کارساز اسے
روان روشن و طبع خوش و دل آگاہ

ملے گی اس کو وہ عقل نہفتہ دان کہ اسے
پڑے نہ قطع خصومت مین احتیاج گواہ

یہ ترکتاز سے برہم کرے گا کشور روس
لیوے گا بادشاہ چین سے چھین تخت و کلاہ

سنینِ عیسوی اٹھارہ سو اور اٹھاون
یہ چاہتے ہین جہان آفرین سے شام و پگاہ

یہ جتنے سینکڑے ہین سب ہزار ہو جاوین
دراز اس کی ہو عمر اس قدر سخن کوتاہ

امیدوار عنایات شیو نراین
کہ آپ کا ہے نمک خوار اور دولت خواہ

یہ چاہتا ہے کہ دنیا مین عز و جاہ کے ساتھ
تمہین اور اس کو سلامت رکھے سدا اللہ

ایضاً شفیق میرے مکرم میرے منشی شیونراین صاحب تم ہزارون برس سلامت رہو تمہارا

مہربانی نامہ اسوقت پہنچا اور مین نے اسی وقت جواب لکھا بات یہ ہے کہ مین نہین چاہتا کہ دو جز یا چار جزو کی ہو۔ چھ جزو سے کتاب کم نہو۔ مسطر دس گیارہ سطر ہو مگر حاشیہ تین طرف چوڑا رہے شیرازہ کی طرف کا کم ہو۔ یہ باتین سب میرزا تفتہ کو لکھ چکا ہون۔ اُس یار بے پروا نے تم سے شاید کچھہ نہین کہا۔ اس کے سوا یہ ہے کہ کاپی کی تصحیح ہو۔ غلط نامہ کی حاجت نہ پڑے۔ آپ خود متوجہ رہیے گا۔ اور منشی نبی بخش صاحب کو اگر کہیے گا تو وہ بھی شریک رہین گے اور میرزا تفتہ تو مالک ہی ہین۔ کاغذ شیو رام پوری ہو خیر مگر سفید و مہرہ کیا ہوا اور لعاب دار ہو۔ پھر یہ ہو کہ حاشیہ پر جو لغات کے معنی لکھے جائین تو اُسکی طرز تحریر اور تقسیم دلپسند اور نظر فریب ہو۔ حاشیہ کا قلم بہ نسبت متن کے قلم کے خفی ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان جلدون مین سے دو جلدین ولایت کو جائین گی۔ ایک جناب فیض مآب ملکہ معظمہ انگلستان کی نذر اور ایک میرے آقاے قدیم لارڈ الن برا بہادر کی نذر۔ اور چار جلدین یہان کے چار حاکمون کی نذر کرونگا۔ میرزا تفتہ کو پانچ جلدون کو لکھا تھا لیکن اب چھ جلدین تیار کر دیجیے گا۔ یعنی شیرازہ اور جلد اور جدول اور ان چھ جلدون کی جو لاگت پڑے۔ روپیہ جلدی سے لیکر وہ روپیہ جلد تک وہ مجھ سے منگا بھیجیے گا۔ مین بمجرد طلب کے فوراً ہنڈوی بھیج دونگا۔ ایک خریدار پچاس جلد کے وہان پہنچے ہین واسطے خدا کے مرزا تفتہ سے کہیے کہ اُن سے ملین۔ یعنی راجہ امید سنگھ بہادر اندور والے وہ جھلی اینٹ مین پولس کے پچھواڑے رہتے ہین۔ تعجب ہے کہ آپ کا خط آگیا اور میرزا تفتہ نے مجھے پارسل کی رسید نہین لکھی۔ اب میرا خط فارسی اپنے نام کا اور یہ خط دونون خط اُن کو دکھا دیجیے گا اور راجہ امید سنگھ سے ملنے کو کہیے گا۔ اور ہان صاحب یہ اُن کو تاکید کیجیے گا کہ وہ رباعی جو مین نے لکھ بھیجی ہے اُس کو سب سے پہلے جہان اُس کا نشان دیا ہے اُسی فقرے کے آگے ضرور ضرور اور وہ رباعی بیسوین صفحہ مین اس فقرہ کے آگے ہے ع نے اختر بخت خسرو در بلندی بجاے رسید کہ رخ از خاکیان نہفت۔ تم اُن کو یاد دلا کر اُن سے لکھوا لینا ضرور ضرور۔ یہ جو تم نے لکھا کہ صاحب نے سُن کر اُس کو پسند کیا مین

حیران ہون کہ کون سا مقام تم نے پڑہا ہوگا کیونکر کہون کہ صاحب اس عبارت کو سمجھے ہونگے
اسکی جو حقیقت ہو مفصل لکھو۔ زیادہ زیادہ۔ راقم اسد اللہ سہ شنبہ ۱۳۔ ماہ اگست ۱۸۶۳ء۔ ضروری جواب طلب
ایضاً مہاراج سخت حیرت مین ہون کہ منشی ہرگوپال صاحب نے مجکو خط لکھنا کیون چھوڑا اگر مجہ
خفا ہین تو کیون خفا ہین اور اگر شہر مین نہین تو کہان گئے اور کیون گئے ہین۔ اور کب تک آئینگے
آپ مہربانی فرما کر یہ امور مجکو لکھ بھیجیے۔ اس سے علاوہ ایک رباعی مرزا تفتہ کو بھیجی ہے اور انکو
لکھا ہے کہ اُسکو دستنبو مین فلان جگہہ درج کردینا اور ایک دو فقرے بھائی منشی نبی بخش صاحب
کو لکھے ہین اور انکو بھی دستنبو مین لکھنے کا محل بتا دیا ہے۔ مین نہین جانتا اُن دونون صاحبون
نے میرے کہنے پر عمل کیا اور انہون نے نظم کو اور اُنہون نے نثر کو کتاب کے حاشیہ پر چڑہا دیا یا نہین
تم سے بہزار آرزو خواہش کرتا ہون کہ اگر وہ رباعی اور وہ فقرے حاشیہ پر چڑھ گئے ہین تو مجکو اُن کے
لکھے جانے کی اطلاع دیجیے کہ تشویش رفع ہو۔ اور اگر اُن دونون صاحبون نے بے پروائی
کی ہے تو واسطے خدا کے آپ میرزا تفتہ سے رباعی اور منشی نبی بخش صاحب سے دونون فقرے
لے لیجیے اور محل تحریر میرے خط سے معلوم کرکے اُن کو بجا حاشیہ پر رقم کیجیے اور مجکو اطلاع
دیجیے ضرور ضرور ضرور۔ اور ایک اور کام آپ کو کرنا چاہیے کہ شاید تیسرے صفحے کے آخر
مین یا چوتھے صفحہ کے اول مین یہ فقرہ ہے۔ اگر دردم دیگر بہ نہیب مباش ہم بر وند نہیب
کا لفظ عربی ہے یہ سہو سے لکھا گیا ہے اسکو چھیل ڈالیے گا اور اسکی جگہہ تو اے مباش
بنا دیجیے گا حقیقت لکھ کر۔ اب سوالات الگ الگ لکھتا ہون۔ پہلا سوال میرزا تفتہ کا
حال اور اُن کے خط کے نہ آنے کی وجہ لکھیے۔ دوسرا سوال میرزا تفتہ نے اگر رباعی دستنبو
کے حاشیہ پر لکھ دی ہے تو اُس کی اطلاع ورنہ اُن کے نام کے خط سے رباعی اور تحریر کا
حال معلوم کرکے آپ حاشیہ پر لکھ دین۔ اور مجکو اطلاع دین۔ تیسرا سوال منشی نبی بخش صاحب
نے اگر میری بھیجی ہوئی نثر درج کردی ہے تو اُسکی اطلاع ورنہ اُن سے لیکر اور محل معلوم کرکے
حاشیہ کتاب پر لکھ دیجئے اور مجکو لکھ بھیجیے چوتھا سوال اب جس طرح لکھ آیا ہون نہیب کی جگہہ

نوا کا لفظ بنا کر مجکو عنایت کیجئے - پانچوان سوال - خریدار پچاس جلدون کے پہنچے میرزا تفتہ سے ملے روپیہ پچاس جلد کی قیمت کا دیا یا ہنوز یہ امور وقوع مین نہین آئے اسکی اطلاع ضرور دیجئے - چھٹا سوال - چھاپا شروع ہوگیا یا نہین - اگر شروع نہین ہوا تو کیا سبب متوقع ہون کہ میرے یہ سب کام از راہ عنایت بنا کر ان چھ سوال کا جواب اسی طرح جدا جدا لکھئے اور ضرور لکھیئے اور جلد لکھیئے - راقم اسد اللہ خان رقمہ جمعہ سوم ستمبر ۱۸۵۸ء -

ایضاً نور بصر لخت جگر منشی شیونراین کو دعا پہنچے - خط اور رپورٹ کا لفافہ پہنچا اور سب حال تمہارے خاندان کا دریافت ہوا سب میرے جگر کے ٹکڑے ہین اور تم اپنے دودمان کی چشم وچراغ ہو العلمۃ طاقۃ - شوق سے لکھو - آخر کے صفحہ کی دو سطرین از روے مضمون سراسر کتاب مضمون کے خلاف ہین - مین نے سرکار کی فتح کا حال نہین لکھا - صرف اپنے پندرہ مہینے کی سرگذشت لکھی ہے تقریباً شہر وسپاہ کا بھی ذکر آگیا ہے - اور وہ اپنی سرگذشت جو مین نے لکھی ہے سو ابتدا ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء سے ۳۱ جولائی ۱۸۵۸ء تک لکھی ہے - شہر ستمبر مین فتح ہوا - اسکا بھی بیان ضمناً آگیا - خوب ہوا جو تم نے مجھ سے پوچھا ورنہ بڑی قباحت ہوتی - اب مین جس طرح سے کہون سو کرو - پہلے سو سمجھو کہ تقسیم یون ہے کہ تین سطرین اوپر اور تین سطرین نیچے اور بیچ مین ایک سطر اسمین کتاب کا نام - کیون میان تقسیم یون ہی ہے - اب مین دوسرے صفحہ پر ساتون سطرین لکھ دیتا ہون اس کو ملاحظہ کرو اور میرا کہنا مانو - ورنہ کتاب کی حقیقت غلط ہوجائے گی اور مطبع پر بات آئے گی - اس صفحہ مین دو ایک باتین اور سمجھا دون کہ وہ ضروری ہین - سنو میری جان نوابی کا مجکو خطاب ہے - نجم الدولہ اور اطراف وجوانب کے امرا سب مجکو نواب لکھتے ہین - بلکہ بعض انگریز بھی چنانچہ صاحب کمشنر بہادر دہلی نے جو ان دنون مین ایک روبکاری بھیجی ہے تو لفافہ پر نواب اسد اللہ خان لکھا - لیکن یہ یاد رہے نواب کے لفظ کے ساتھ میرزا یا میر نہین لکھتے یہ خلاف دستور ہے یا نواب اسد اللہ خان لکھو یا میرزا اسد اللہ خان لکھو اور بہادر کا لفظ تو دونون حال مین واجب اور لازم ہے -

ایضاً برخوردار نورچشم منشی شیونراین کو معلوم ہو کہ مین کیا جانتا تھا کہ تم کون ہو جب یہ جانا کہ
تم ناظر بنسی دھر کے پوتے ہو تو معلوم ہوا کہ میرے فرزند دلبند ہو۔ اب تمکو مشفق و مکرم لکھون
تو گنہگار۔ ہمارے خاندان اور اپنے خاندان کی آمیزش کا حال کیا معلوم ہے مجھ سے سنو تمہارے
دادا کے والد محمد نجف خان ہمدانی مین میرے نانا صاحب مرحوم خواجہ غلام حسین خان کے
رفیق تھے۔ جب میرے نانا نے نوکری ترک کی اور گھر بیٹھے تو تمہارے پردادا نے بھی کمر کھولی
اور پھر کہین نوکری نہ کی یہ باتین میرے ہوش سے پہلے کی ہین مگر جب مین جوان ہوا تو مین نے یہ
دیکھا کہ منشی بنسی دھر۔ خان صاحب کے ساتھ ہین اور اُنھون نے جو کیٹھم کا نون اپنی جاگیر کا سرکار
مین دعوی کیا تو منشی بنسی دھر اُس امر کے منصرم ہین اور وکالت اور مختاری کرتے ہین مین اور
وہ ہم عمر تھے۔ شاید منشی بنسی دھر مجھ سے ایک دو برس بڑے ہون یا چھوٹے ہون۔ انیس بیس
برس کی میری عمر اور ایسی ہی عمر اُن کی باہم شطرنج اور اختلاط اور صحبت آدھی آدھی رات گزر
جاتی تھی چونکہ گھر اُن کا بہت دور نہ تھا اسواسطے جب چاہتے تھے چلے جاتے تھے بس
ہمارے اور اُن کے مکان مین مچھیا رنڈی کا گھر اور ہمارے دو کٹرے درمیان مین تھے۔ ہماری
بڑی حویلی وہ ہے کہ جو اب لکھمی چند سیٹھ نے مول لی ہے اسی کے دروازہ کی سنگین بارہ دری
پر میری نشست تھی اور پاس اُسکے ایک کھٹیا والی حویلی اور سلیم شاہ کے تکیہ کے پاس دوسری
حویلی اور کالے محل سے لگی ہوئی ایک اور حویلی اور اُس سے آگے بڑھ کر ایک کٹرہ کہ وہ گڈریون
والا مشہور تھا اور ایک کٹرہ کہ وہ کشمیرن والا کہلاتا تھا اُس کٹرے کے ایک کوٹھے پر مین
پتنگ اُڑاتا تھا اور راجہ بلوان سنگہ سے پتنگ لڑا کرتے تھے واصل خان نامی ایک سپاہی
تمہارے دادا کا پیش دست رہتا تھا اور وہ کٹرون کا کرایہ اوگاکر اُن کے پاس جمع کرواتا تھا
سنو تو سہی تمہارا دادا بہت کچھ پیدا کر گیا ہے علاقے مول لئے تھے اور زمینداری اپنا کر لیا
تھا۔ دس بارہ ہزار روپیہ کی سرکار کی مالگذاری کرتا تھا۔ آیا وہ سب کارخانے تمہارے ہاتھ
آئے یا نہین اسکا حال ازروے تفصیل جلد مجکو لکھو۔ اسد اللہ روز سہ شنبہ ١٩۔ اکتوبر وقت ورود خط

ایضاً برخوردار اقبال نشان منشی شیو نراین کو بعد دعا کے معلوم ہو۔ تمہارے دو خط متواتر پہنچے پہلے بھی وہ خط پس و پیش پہنچے ہونگے موافق اُس تحریر کے عمل کیا ہوگا۔ دو جلدین پر تکلف اور پانچ جلدین بہ نسبت اُس کے کم تکلف مرزا حاتم علی صاحب کے عہد اہتمام مین ہین اُس سے ہم کو اور تم کو کچھ کام نہین وہ جیسی چاہین بنواکر بھیج دین۔ تم ایک جلد بس زیادہ صرف کیون کرو۔ اپنے طور پر اپنی طرف سے جیسی چاہو بنواکر بھیج دو۔ مین تم کو اپنے پیارے ناظر بنسی دھر کی نشانی جانتا ہون۔ اُس کو تمہاری نشانی جان کر اپنی جان کی برابر رکھون گا۔ باقی حال اپنے خاندان اور تمہارے خاندان اور باہم مل کر اپنا اور بنسی دھر کا بڑے ہونا سب تم کو لکھ چکا ہون مکرر کیون لکھون۔ بادشاہ کی تصویر کی یہ صورت ہے کہ اُجڑا ہوا شہر نہ آدمی نہ آدم زاد۔ مگر ہان دو ایک مصورون کی آبادی کا حکم ہوگیا ہے وہ رہتے ہین سو وہ بھی بعد اپنے گھرون کے لٹنے کے آباد ہوئے ہین۔ تصویرین بھی اُنکے گھرون مین سے لٹ گئین کچھ جو رہین وہ صاحبان انگریز نے بڑی خواہش سے خرید کرلین ایک مصور کے پاس ایک تصویر ہے وہ تیس روپیہ سے کم کو نہین دیتا۔ کہتا ہے کہ تین تین اشرفیون کو مین نے صاحب لوگون کے ہاتھ بیچی ہین تمکو دو اشرفی کو دونگا۔ ہاتھی دانت کی تختی پر وہ تصویر ہے مین نے چاہا کہ اُسکی نقل کاغذ پر اُتار دے اُسکے بھی بیس روپیہ مانگتا ہے اور پھر خدا جانے اچھی ہو یا نہ ہو۔ اتنا صرف بیجا کیا ضرور ہے مین نے دو ایک آدمیون سے کہہ رکھا ہے اگر کہین سے ہاتھ آجائے گی تو لے کر تم کو بھیج دونگا مصورون سے خرید کرنے کا نہ خود مجھ مین مقدور نہ تمہارا نقصان منظور۔ اب چھاپا تمام ہوگیا ہوگا وہ پانچ اور دو سات کتابین جو میرزا صاحب کی تحویل مین ہین وہ اور وہ ایک جلد جو تم نے مجکو دینی کی ہے وہ یہ سب لوح اور جلد کی درستی کے بعد پہنچ جائین گی۔ مگر وہ چالیس کتابین سرسری جو مجھے چاہیے ہین وہ تو آج کل مین روانہ کردو۔ اور ہان میری جان یہ چالیس کتابون کا پشتارہ کیونکر پہنچے اور محصول اس کا کیا ہوگا۔ اور یہ بھی تو بتاؤ کہ وہ دس جلدین رائے امید سنگھ کے پاس کہان بھیجی جائین گی۔ میرزا تفتہ ہاتھرس کو جاتے ہوئے اُنکا اندور نہ ہونا اور شاید پھر آگرہ اور دلی کا آنا مجکو لکھ

لکھ چکے ہین - ان باتون کا جواب مجکو لکھو تصویر کے باب مین جو کچھ لکھو وہ کرون اور ان مقدمات سے اطلاع پاؤن جواب جلد لکھو اور مفصل لکھو - از غالب - نگاشتہ و روان داشتہ شنبہ ۲۲ اکتوبر ۱۸۵۹ع

ایضاً میان تمہارے کمال کا حال معلوم کر کے مین بہت خوش ہوا - اگر مجکو کبھی انگریزی لکھوانا ہوگا تو یہان سے اُردو مین لکھ کر بھیج دونگا تم وہان سے انگریزی لکھکر بھیج دیا کرنا - قصہ قاصدان شاہی مین نے دیکھا - اصلاح کے باب مین سوچا کہ اگر سب فقرون کو مقفے اور عبارت کو رنگین بنانیکا قصد کرون تو کتاب کی صورت بدل جائیگی - اور شاید تم کو بھی یہ منظور نہ ہو - ناچار اس پر قناعت کی کہ جو الفاظ ٹکسال سے باہر تھے وہ بدل ڈالے - مثلاً تمنے کو کہ یہ گنوارو بولی ہے تو وہ یہ ٹھیٹ اُردو ہے - کرانا یہ بیرونجات کی بولی ہے - کروانا - یہ فصیح ہے - رآئے یہ غلط ہے - راجہ صحیح ہے کہین کہین روابط و ضمائر نامربوط تھے اُن کو مربوط کر دیا ہے - اور ایک جگہ گھنے بسے - یہ لفظ میری سمجھ مین نہ آیا اس کو تم سمجھ لینا - باقی اور سب مربوط اور خوب صاف ہے - حاجت اصلاح کی نہین صاحب کتابین کب روانہ ہونگی - دوالی بھی ہو لی - اگر گنگا جانیکا قصد ہو تو بھائی میری کتابین بھیج جانا اور ہان یہ مین نہین سمجھا کہ مرزا ہر کی بنائی ہوئی سات کتابین بھی انہین کتابون کے ساتھ بھیجوگے یا وہ اپنے طور پر جُدا روانہ کرینگے - وہ تمنے اپنی بنوائی ہوئی کتاب کا آٹھ دن کا وعدہ کیا تھا اور اس وعدہ سے یہ بات تراوش کرتی تھی کہ سادہ کتابین پہلے روانہ ہونگی اور وہ ایک کتاب ہفتہ کے بعد سو دوسرا ہفتہ بھی گذر گیا - یقین ہے کہ اب وہ سب پاس پہنچین اور شاید کل پرسون آ جائین وہ اخبار کا جو تم نے مجکو بھیجا تھا اُس مین اڈمنسٹن صاحب کے لفٹنٹ ہونے کی اور بہت جلد آگرہ آنے کی خبر لکھی تھی - میان مجکو کئی باتین پوچھنی ہین ایک تو یہ کہ چیف سکرٹر نواب گورنر جنرل کے تھے - جب یہ لفٹنٹ گورنر ہوئے تو اب وہان چیف سکرٹر کون ہوگا - یقین ہے کہ ولیم میور صاحب اس عہدہ پر مامور ہون پس اگر یون ہی ہے تو ان کے محکمہ مین چیف سکرٹر کون ہوگا - دوسری بات یہ کہ میر منشی ان کے تو وہی منشی غلام غوث خان صاحب ہین مجھے یقین ہے کہ انکے ساتھ آوین تیسری بات یہ کہ گورنر جنرل کے فارسی دفتر کے میر منشی ایک بزرگ تھے بلگرام کے رہنے والے

منشی سید جان خان - آیا اب بھی وہی ہین یا انکی جگہہ کوئی اور صاحب ہین - ان سب باتون مین سے جو آپ کو معلوم ہون وہ اور جو نہ معلوم ہو اُس کو معلوم کر کے مجکو لکھیے اور جلد لکھیے اور ضرور لکھیے - یقین تو ہے کہ تم سمجھ گئے ہو کہ مین کیون پوچھتا ہون - کتابین جابجا بھیجنے مین جب تک نام اور مقام معلوم نہ ہو تو کیون کر بھیجون جواب لکھو اور شتاب لکھو - کتابین بھیجو اور جلد بھیجو

سہ شنبہ ۹ - نومبر سنہ ۱۸۵۸ء -

ایضاً برخوردار کامگار منشی شیونراین طال عمرہ وزاد قدرہٗ - کل جمعہ کے دن ۱۲ - نومبر کو ۲۴ کتابین آگئین مین بہت خوش ہوا اور تم کو دعائین دین - خط تمہارے نام کا ابھی میر اکمان ڈاک مین لے گیا ہے - اس رقعہ کی تحریر سے مقصود یہ ہے کہ میان عبدالحکیم بہت نیک بخت اور اشراف اور ہنرمند آدمی ہین - دلی گزٹ مین حرفون کے چھاپے کا کام کیا کرتے تھے چونکہ وہ چھاپہ خانہ اب آگرہ مین ہے یہ بھی وہین آتے ہین تمہارے پاس حاضر ہونگے ان پر مہربانی رکھنا بھلا وہ شہر بیگانہ ہے ان کو تمہاری خدمت مین شناسائی رہے گی تو اچھی بات ہے - صحافی کا کام بھی بقدر ضرورت کر سکتے ہین - شاید اگر دہلی گزٹ مین ان کا طور درست نہو تو اُس صورت مین بشرط گنجایش اپنے مطبع مین ان کو رکھ لینا - راقم اسداللہ - نگاشتہ شنبہ ۱۳ نومبر سنہ ۱۸۵۸ء -

ایضاً صاحب تمہارا خط آیا دل خوش ہوا - دیکھیے مرزا مہر کب روانہ کرتے ہین - اگر بھیج چکے ہین تو یقین ہے کہ آج یہان آپہنچین آج نہ آئین کل آئین - کل سے مین شام تک راہ دیکھتا ہون - مہر نیم ماہ نہین اُس کا نام مہر نیم روز ہے اور وہ سلاطین تیموریہ کی تواریخ ہے - اب وہ بات ہی گئی گزری بلکہ وہ کتاب اب نہ چھپانے کے لائق ہے نہ چھپوانے کے قابل - اُردو کے خطوط جو آپ چھاپا چاہتے ہین یہ بھی زائد بات ہے کوئی رقعہ ایسا ہوگا کہ جو مین نے قلم سنبھال کر اور دل لگا کر لکھا ہوگا ورنہ صرف تحریر سرسری ہے اسکی شہرت میری سخنوری کے شکوہ کے منافی ہے اس سے قطع نظر کیا ضرور ہے کہ ہمارے آپس کے معاملات اورون پر ظاہر ہون - خلاصہ یہ کہ ان رقعات کا چھپانا میرے خلاف طبع ہے - محررہ پنجشنبہ ۱۸ - نومبر سنہ ۱۸۵۸ء

ایضاً برخوردار اقبال نشان کو دعا پہنچے۔ کل جمعہ کے دن ۱۹ نومبر ۱۸۵۸ء کو سات کتابون کے دو پارسل پہنچے - واقعی کتابین جیسا کہ میرا جی چاہتا تھا اسی روپ کی ہین - حق تعالیٰ میرزا مہر کو سلامت رکھے رقعون کے چھاپنے کے باب مین ممانعت لکھ چکا ہون - البتہ اس باب مین میری راے پر تمکو اور میرزا تفتہ کو عمل کرنا ضرور ہے - مطلب عمدہ جو اس خط کی تحریر سے منظور ہے وہ یہ ہے کہ جو کتاب تم نے بنوائی ہے اور مین نے تم کو لکھا تھا کہ پہلے ورق کے دوسرے صفحہ پر انگریزی عبارت لکھکر بھیجنا - خدا کرے وہ عبارت تمنے نہ لکھی ہو - اگر لکھ دی ہو تو ناچار اور اگر نہ لکھی ہو تو اب نہ لکھنا اور صفحہ سادہ رہنے دینا اور اسی طرح میرے پاس بھیجدینا یہ بھی معلوم رہے کہ اب ان کتب کی تقسیم اُس کتاب کے آنے تک ملتوی رہے گی اور وہ کتاب میرے پاس جلد پہنچ جائے تو بہتر ہے - ۲۰ - نومبر ۱۸۵۸ء - جواب طلب بلکہ کتاب طلب -

ایضاً صاحب تم کندھولی سے کب آئے اور جب آئے تو وہ میرا خط بیرنگ کہ جس مین سات روپیہ کی ہنڈوی ملفوف تھی پایا یا نہین پایا - اگر پایا تو موافق اُس تحریر کے عمل کیون نہ فرمایا اور اُس خط مین ایک مطلب جواب طلب تھا اس کا جواب کیون نہ بھجوایا - اچھا اگر تم ایک آدھ دن کے واسطے کندھولی گئے تھے تو کارپردازان مطبع نے خط لے کر رکھ چھوڑا ہوگا اور جب تم آئے ہو گے تو وہ خط تمہین دیا ہوگا پھر کیا سبب جو تم نے جواب نہ لکھا یا ابھی کندھولی سے تم نہین آئے - یا وہ خط میرا تلف ہو گیا - تاریخ تحریر خط مجھے یاد نہین - اب یہ لکھتا ہون کہ اگر خط پہنچا تو مجکو خط کی اور ہنڈوی کی رسید اور میرے سوال کا جواب لکھو اور اگر خط نہین پہنچا تو اُس کی تدبیر بتاؤ کہ اب مین ساہوکار سے کیا کہون اور ہنڈوی کا مثنیٰ کس طرح سے مانگون - از اسد اللہ مضطرب - روز سہ شنبہ - ۳ نومبر ۱۸۵۸ء - جواب طلب - شتاب طلب -

ایضاً صاحب تم خط کے جواب نہ بھیجنے سے گھبرا رہے ہو گے - حال یہ ہے کہ قلم بنانے مین میرا ہاتھ انگوٹھے کے پاس سے زخمی ہو گیا اور ورم کر آیا - چار دن روٹی بھی مشکل سے کھائی گئی ہے - بہرحال اب اچھا ہون - پنج آہنگ تم نے مول لے لی - اچھا کیا - دو چھاپے ہین ایک

بادشاہی چھاپے خانے کا اور ایک منشی نور الدین کے چھاپہ خانے کا - پہلا ناقص ہے دوسرا سراسر غلط ہے - کیا کہون تم سے ضیاء الدین خان جاگیردار لوہارو میرے سبھی بھائی اور میرے شاگرد رشید ہین - جو نظم و نثر مین مین نے کچھہ لکھا وہ اُنھون نے لیا اور جمع کیا چنانچہ کلیات نظم فارسی چھپن پچپن جزو - اور پنج آہنگ اور مہر نیمروز اور دیوان ریختہ سب ملکر سوا سو جز مطلی اور مذہب اور انگریزی ابری کی جلدین الگ الگ کوئی ڈیڑھ سو دو سو روپیہ کے صرف مین بنوائی میری خاطر جمع کہ کلام میرا سب ایک جا فراہم ہے - پھر ایک شاہزادہ نے اس مجموع نظم و نثر کی نقل لی - اب دو جگہہ میرا کلام اکٹھا ہوا - کہان سے یہ فتنہ برپا ہوا اور شہر لٹے - وہ دونون جگہہ کا کتاب خانہ خوان یغما ہو گیا - ہر چند مین نے آدمی دوڑائے کہین سے اُن مین سے کوئی کتاب ہاتھہ نہ آئی وہ سب قلمی ہین - غرض اس تحریر سے یہ ہے کہ قلمی فارسی کا کلیات قلمی ہندی کا کلیات قلمی پنج آہنگ قلمی مہر نیمروز - اگر کہین ان مین سے کوئی نسخہ بکتا ہوا آوے تو اسکو میرے واسطے خرید کر لینا اور مجکو اطلاع کرنا - مین قیمت بھیج کر منگوا لون گا - جناب ہنری اسٹوارٹ ریڈ صاحب کو ابھی مین خط نہین لکھ سکتا - اُن کی فرمائش ہے اُردو کی نثر وہ انجام پائے تو اُس کے ساتھہ اُن کو خط لکھون - مگر بھائی تم غور کرو اُردو مین مین اپنی قلم کا زور کیا صرف کرون گا - اور اُس عبارت مین معانی نازک کیونکر بھرون گا - ابھی تو یہی سوچ رہا ہون کہ کیا لکھون کون سی بات کون سی کہانی کون سا مضمون تحریر کرون اور کیا تدبیر کرون تمھاری راے مین کچھہ آئے تو مجکو بتاؤ - ایک قرینہ سے مجکو معلوم ہوا ہے کہ شاید گورنمنٹ سو دو سو دستنبو کی خریداری کرے گی اور ان نسخون کو ولایت بھیجے گی - کیا بعید ہے کہ ہفتہ دو ہفتہ مین تمھارے پاس الہ آباد سے حکم پہنچے - روز دوشنبہ ۱۱ - دسمبر ۱۸۵۸ع -

ایضاً بھائی یہ بات تو کچھہ نہین کہ تم خط کا جواب نہین لکھتے - خیر دیر سے لکھو اگر شتاب نہین لکھتے - تمھارا خط آیا اُس کے دوسرے دن مین نے جواب بھجوایا - آج تک تم نے اُس کا جواب نہ بھیجا حال آنکہ اُس مین جواب طلب باتین تھین یعنی مین نے اپنی نظم نثر کی کتب کا حال تمکو

لکھ کر تم سے یہ استدعا کی تھی کہ قلمی جو نسخہ تمھارے ہاتھ آجائے وہ تم خرید کر کے مجھے بھیج دینا۔ ریڈ صاحب کے باب مین مین نے یہ لکھا تھا کہ جب کچھ اُردو کی نثر اُن کے واسطے لکھ لونگا تو دستنبو کی خریداری کی خواہش کرونگا معہذا تم سے صلاح پوچھی تھی کہ کس حکایت اور کس روایت کو فارسی سے اُردو کرون۔ تم نے اس بات کا بھی جواب نہ لکھا۔ سید حفیظ الدین احمد کی مُہر کے کھدوانے کو تم نے لکھا تھا کہ ملتوی رہے پھر اس کا بھی کچھ بیورا نہ لکھا۔ مین اس کو ابھی کچھ نہین سمجھا۔ اس کو بکسو کرو۔ ہان نان لکھ بھیجو۔ تمھاری مہر بدرالدین علیخان کو دی گئی ہے یقین تو یہ ہے کہ اسی دسمبر مہینے مین تمھارے پاس پہنچ جائے اور ۱۸۵۸ سن کھدین۔ شاید کچھ دیر ہو تو جنوری ۱۸۵۹ع مین کھدے اس سے زیادہ درنگ نہ ہوگی۔ تمکو روپیہ حرف سے آٹھ آنے حرف سے کیا علاقہ تمکو اپنی مُہر سے کام۔ سچ تو کہو کیا پھر کندھولی گئے ہو کیا کرتے ہو کس شغل مین ہو یا مجھ سے خفا ہو اگر خفا ہو تو اور کچھ نہ لکھو خفگی کی وجہ لکھو۔ بہرحال اس خط کا جواب شتاب بھیجو۔ اور اسی خط مین بعد ان سب باتون کے جواب کے مولوی قمر الدین خان کا حال لکھو کہ وہ کہان ہین اور کس طرح ہین برسرِ کار ہین یا بیکار ہین۔ اچھا۔ میرا بھائی اس خط کے جواب مین درنگ نہو۔ زیادہ کیا لکھون۔ غالب۔ مرسلہ چہارشنبہ ۱۵۔ دسمبر ۱۸۵۸ع۔

ایضاً برخوردار آج اس وقت تمھارا خط مع لفافون کے لفافے کے آیا۔ دل خوش ہوا۔ بھائی مین اپنے مزاج سے ناچار ہون یہ لفافے از مقام و در مقام و تاریخ و ماہ مجکو پسند نہین آگے جو تم نے مجھے بھیجے تھے وہ بھی مین نے دوستون کو بانٹ دیے۔ اب یہ لفافون کا لفافہ اس مراد سے بھیجتا ہون کہ ان کی عوض یہ لفافے جو در مقام و از مقام سے خالی ہین جن مین تم اپنے خط بھیجا کرتے ہو مجکو بھیج دو اور یہ لفافے اُسکے عوض مجھ سے لو اور اگر اس طرح کے لفافے ہون تو اُن کی کچھ ضرورت نہین۔ مہر کے واسطے صاحب زمرد کا نگینہ اور پھر چنے کی دال کی برابر اور ہشت پہلو۔ اس اُجڑے شہر مین کہان ملے گا۔ عقیق بہت خوش رنگ سیاہ یا سرخ جیسا تم نے آگے لکھا ہے ہشت پہلو ہوگا یہ مہر میری طرف سے تمکو پہنچے گی تم کو

۳ حرف، ۴ حرف سے کچھ مدعا نہین آپ اپنی مہر چھاپا ہو زمرد پر چھاپا ہوا الماس پر کھدواؤ مین تو عقیق
کی مہر تمکو دونگا رہی وہ دوسری مہر جب تمھاری مہر کھد چکے گی جسطرح تم کہوگے کھد جائیگی۔ میان کیا
قرینہ بتاؤن گورنمنٹ کی خریداری کا ایک بات ایسی ہے کہ ابھی مین کچھ نہین کہہ سکتا
خدا کرے اُس کا ظہور ہو جائے۔ ابھی مجھ سے کچھ نہ پوچھو۔ جناب ریڈ صاحب صاحبی کرتے
ہین یہین اُردو مین اپنا کمال کیا ظاہر کرسکتا ہون۔ اس مین گنجایش عبارت آرائی کی کہان ہے
بہت ہوگا تو یہ ہوگا کہ میرا اُردو بہ نسبت اورون کے اُردو کے فصیح ہوگا۔ خیر بہرحال کچھ لکھونگا
اور اُردو مین اپنا زور قلم دکھاؤنگا۔ قے کا ہونا اور دستون کا آنا یہ چاہتا ہے کہ تم نے رات
کو بُری قسم کی شراب مقدار مین زیادہ پی ہوگی کچھ تدبیر کرو۔ اور شراب زیادہ نہ پیا کرو۔ تمھارا رقعہ
تمھارے نام کا اور تفتہ کا رقعہ تمھارے نام کا حسب الحکم تمھارے واپس بھیجا جاتا ہے۔ مین نے
تفتہ کا خفا ہونا اسی طرح لکھا تھا جیسا تم کو تمھارا خفا ہونا لکھا تھا۔ بھلا وہ میرے فرزند کی
جگہہ ہین مجھ سے خفا کیون ہونگے۔ اُس دن سے آجتک دو تین خط اُنکے آچکے ہین چنانچہ
ایک خط ابھی تمھارے خط کے ساتھ ڈاک کا ہرکارہ دے گیا ہے۔ محررہ شنبہ ۱۸۔ دسمبر ۱۸۵۸ء

ایضاً۔ اب ایک امر خاص کو سمجھو دو جلدین دستنبو کی مجکو لکھنؤ بھیجنی ہین اور میرے پاس کوئی
جلد نہین ہے۔ اب جو تم سے منگاؤن اور یہان سے لکھنؤ بھجواؤن تو ایک قصہ ہے یہ صاحب
لوگ اطراف و جوانب سے مجھ پر فرمائشین بھیجتے ہین۔ تم سے بقیمت کوئی نہین منگواتا۔ چالیس
جلدین پہلی اور بارہ یہ حال کی سب تقسیم ہوگئین۔ ان دونون صاحبون کی خاطر مجکو بہت عزیز
ہے۔ ایک روپیہ کے ۲۳ ٹکٹ اور ۲ کے دو ٹکٹ اس خط مین ملفوف کرکے تمکو بھیجتا ہون دو
پارسل الگ الگ لکھنؤ کو ارسال کرو۔ آنے آنے کے ٹکٹ اُس پر لگادو۔ ایک پارسل پر یہ لکھو
این پارسل بصیغہ پیم فلٹ پاکٹ اسٹامپ پیڈ وارد لکھنؤ بہ محلہ نخاس درامام باڑہ اکرام اللہ خان
بمکان میرزا عنایت علی بخدمت میر حسین علی صاحب برسد۔ مرسلہ شیونراین مہتمم مطبع مفید خلائق
از آگرہ۔ دوسرے پارسل پر بھی یہی عبارت۔ مگر مکان کا پتہ اور نام اور وارد لکھنؤ بہ احاطہ خانسامانت

متصل تکیہ شیر علیشاہ بمکانات مولوی عبدالکریم مرحوم بخدمت مولوی سراج الدین احمد صاحب برسد - سمجھ لیئے یعنی دو پارسل اسٹامپ پیڈ دونون لکھنؤ کو ایک بنام میر حسین علی اور ایک بنام سراج الدین احمد بسبیل ڈاک روانہ کردو - اور ہان صاحب ان دونون پارسلون کی روانگی کی تاریخ مجکو لکھ بھیجو - تاکہ مین اپنے خط مین اُن کو اطلاع دون - ایک امر اور ہے اگر تم بھی اس امر کو پسند کرو یعنی جس طرح سے تم نے ایک جلد بہزی اسٹورٹ ریڈ صاحب کو اپنی طرف سے بھیجی ہے اسیطرح دو جلدین ان دونون صاحبون کو جنکا نام لفافہ مین لکھا ہوا ہے بھیج دو مگر اپنی ہی طرف سے میرا اسمین نہ پایا جاوے اشارہ اور یہ دونون صاحب بالفعل دلّی مین وارد ہین یہ بات ایسی نہین ہے کہ خواہی نخواہی اسکو کیا ہی چاہیئے - ایک صلاح ہے اور نیک صلاح ہے - مناسب جانو کرو ورنہ جانے دو - میان اُردو کیا لکھون - میرا یہ منصب ہے کہ مجھ پر اُردو کی فرمائش ہو خیر ہوئی - اب مین کہانیان قصے کہان ڈھونڈھتا پھرون - کتاب نام کو میرے پاس نہین پنشن مل جائے حواس ٹھکانے ہوجائین تو کچھ فکر کرون پیٹ پڑین روٹیان تو سبھی گلان موٹیان - زیادہ زیادہ - غالب روز سہ شنبہ ۴ جنوری ۱۸۵۹ء جواب طلب

ایضاً پرسون اور کل دو ملاقاتین جناب آرنلڈ صاحب بہادر سے ہوئین - کیا کہون کہ مجھ پر بے سابقہ معرفت کیا عنایت فرمائی - مین یہ جانتا ہون کہ گویا مجکو مول لے لیا آج وہ یہان اور یہین کل جائین گے - دستنبو تمہاری بھیجی ہوئی اُن کے پاس نہین پہنچی ناچار ایک دستنبو اور ایک پنج آہنگ اپنے پاس سے اُنکی نذر کر آیا ہون - لکھنو کے دونون پارسلون کی رسید مجکو آج تک نہین آئی - آخر رسید تو تم کو پارسلون کی ملی ہوگی - ڈاک مین سے معلوم کر کے مجکو لکھ بھیجو - دیر نہ کرو - ورنہ مین مشوش رہونگا - از غالب نگاشتہ صبح شنبہ ۱۵ جنوری ۱۸۵۹ء -

ایضاً صاحب مین ہندی غزلین بھیجون کہان سے - اُردو کے دیوان چھاپے کے ناقص ہین بہت غزلین اس مین نہین ہین - قلمی دیوان جو اتم اور اکمل تھے وہ لٹ گئے - یہان سب کو کہ رکھا ہے کہ جہان بکتا ہوا نظر آجائے لے لو - تمکو بھی لکھ بھیجا اور ایک بات اور تمہارے خیال مین رہے کہ

میری غزل پندرہ سولہ بیت کی بہت شاذونادر ہے - بارہ بیت سے زیادہ اور نو شعر سے کم نہین ہوتی - جس غزل کے تم نے پانچ شعر لکھے ہین یہ نو شعر کی ہے ایک دوست کے پاس اُردو کا دیوان چھاپے سے کچھ زیادہ ہے اُس نے کہین کہین سے مسودات متفرق بہم پہنچا لئے ہین چنانچہ پنہان ہوگئین ویران ہوگئین یہ غزل مجکو اُسی سے ہاتھ آگئی ہے اب مین نے اُس کو لکھا ہے ' مد تم کو یہ خط لکھ رہا ہون - خط لکھ کر رہنے دونگا جب اُس کے پاس سے ایک غزل آجائے گی تو اُسی خط مین ملفوف کر کے بھیج دونگا - یہ خط یا آج روانہ ہوجائے یا کل مین نے ایک قصیدہ اپنے محسن و مربی قدیم جناب فریڈرک انڈمنشٹن صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر غرب و شمال کی مدح مین اور ایک قصیدہ جناب منٹ گمری لفٹنٹ گورنر بہادر ملک پنجاب کی تعریف مین لکھا ہے اگر کہو تو یہ بھیج دون مگر فارسی ہین اور چالیس چالیس پنیتالیس پنیتالیس شعر ہین کتب دستنبو کے بک جانے سے مین خوش ہوا - خدا کرے جسکو دی ہو دو تین غلطیان جو معلوم ہین وہ بنادی ہون یہ نہ معلوم ہوا کہ صاحب لوگون نے خریدین یا ہندوستانیون نے لین - تم یہ بات مجکو ضرور ضرور لکھو - دیکھو صاحب تم گھبراتے تھے آخر یہ جنس پڑی نرہی اور بک گئی - بھائی ہندوستان کا قلمرو بے چراغ ہوگیا - لاکھون مرگئے جو زندہ ہین اُن مین سیکڑون گرفتار بند بلا ہین جو زندہ ہے اُس مین مقدور نہین - مین ایسا جانتا ہون کہ یا تو صاحبان انگریزی خریداری آئی ہوگی یا پنجاب کے ملک کو یہ کتابین گئی ہونگی - پورب مین کم بکی ہونگی - میان مین تم کو اپنا فرزند جانتا ہون - خط لکھنے نہ لکھنے پر موقوف نہین ہے تمہاری جگہ میرے دل مین ہے اب مین طبع آزمائی کرتا ہون اور جو غزل تم نے بھیجی ہے اوسکو لکھتا ہون خدا کرے نو کے نو شعر یاد آجاوین

غزل

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے — تمہین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے
چپک رہا ہے بدن پہ لہو سے پیراہن — ہماری جیب کو اب حاجت رفو کیا ہے
جلا ہے جسم جہان دل بھی جل گیا ہوگا — کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہے

رگون مین دوڑتے پھرنے کے ہم نہین قائل
جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

وہ چیز جس کے لئے ہو ہمین بہشت عزیز
سوائے بادۂ گلفام مشکبو کیا ہے

پیون شراب اگر خم بھی دیکھ لون دو چار
یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے

یہ رشک ہے کہ وہ ہوتا ہے ہم سخن تجھ سے
وگرنہ خوف بد آموزی عدو کیا ہے

رہی نہ طاقت گفتار اور اگر ہو بھی
تو کس امید پہ کہیئے کہ آرزو کیا ہے

ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
وگرنہ شہر مین غالب کی آبرو کیا ہے

یہ تمھارا اقبال ہے کہ نو شعر یاد آ گئے ایک غزل یہ اور دو غزلین وہ جو آیا چاہتی ہین تین ہفتہ کا گودام تمھارے پاس فراہم ہوگیا اگر منگواؤ گے تو قصیدے دونون بھیجدونگا مرقومہ سہ شنبہ ۱۹ ماہ اپریل ۱۸۵۹ء۔

ایضاً بھائی حاشا ثم حاشا اگر یہ غزل میری ہو ؏ اسد اور لینے کے دینے پڑے۔ اس غریب کو مین کچھ کیون کہون۔ لیکن اگر یہ غزل میری ہو مجھ پر ہزار لعنت اس سے آگے ایک شخص نے یہ مطلع میرے سامنے پڑھا اور کہا کہ قبلہ آپ نے کیا خوب مطلع کہا ہے ؎

اسد اس جفا پر بتون سے وفا کی
مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

مین نے بھی اُن سے کہا کہ اگر یہ مقطع میرا ہو تو مجھ پر لعنت۔ بات یہ ہے کہ ایک شخص میر امانی اسد ہو گزرے ہین یہ مطلع اور یہ غزل اُن کے کلام معجز نظام مین سے ہے۔ اور تذکرون مین مرقوم ہے۔ مین نے تو کوئی دو چار برس ابتدا مین اسد تخلص رکھا ہے ورنہ غالب ہی لکھتا رہا ہون۔ تم طرز تحریر اور روش فکر پر بھی نظر نہین کرتے۔ میرا کلام اور ایسا مزخرف۔ یہ قصہ تمام ہوا وہ غزل جو تمھارے پاس پہنچ گئی ہے چھاپنے سے پہلے ایک نقل اُسکی میرزا حاتم علی مہر کو دیدینا۔ جسدن یہ میرا خط پہنچے اُسی دن وہ غزل نقل کرکے اُنکو بھیجدینا۔ دستنبو کی خریداری کا حال معلوم ہوگیا میرا بھی یہی گمان تھا کہ لاہور کے ضلع مین گئے ہونگے۔ جناب میکلوڈ صاحب فنانشل کمشنر پنجاب نے بذریعہ صاحب کمشنر دہلی مجھ سے منگوائی تھی ایک جلد اُنکی بھی

بھیج چکا ہون۔ قصیدے مین نے دو لکھے ہین۔ ایک اپنے مربی قدیم جناب فریڈرک ولنشٹن صاحب بہادر کی تعریف مین اور ایک جناب منٹ گمری صاحب بہادر کی مدح مین۔ ایک بچپن شعر کا۔ ایک چالیس بیت کا اور پھر فارسی۔ اُن کو ریختہ کی غزلون مین کیا چھاپو گے جانے بھی دو۔ رہین غزلین سابق کی وہ جو میرے ہاتھ آتی جائین گی بھجواتا جاؤن گا۔ میان تمہاری جان کی قسم نہ جی اب ریختہ لکھنے کو جی چاہے نہ مجھ سے کہا جائے۔ اس دو برس مین صرف وہ بچپن شعر بطریق قصیدہ تمہاری خاطر سے لکھ کر بھیجے تھے سوا اُسکے اگر مین نے کوئی ریختہ کہا ہوگا تو گنہگار بلکہ فارسی غزل بھی واللہ نہین لکھی صرف یہ دو قصیدے لکھے ہین۔ کیا لکھون کہ دل و دماغ کا کیا حال ہے۔ پرسون ایک خط تمہین اور لکھ چکا ہون اب اُسکا جواب نہ لکھنا۔ والدعا۔ چارشنبہ ۲۶۔ اپریل ۱۸۵۹ء۔

ایضاً برخوردار منشی شیونراین کو دعا پہونچے۔ خط تمہارا مع اشتہار کے پہنچا۔ یہان کا حال یہ ہے کہ مسلمان امیرون مین تین آدمی نواب حسن علیخان۔ نواب حامد علیخان۔ حکیم احسن اللہ خان سوا ان کا حال یہ ہے کہ روٹی ہے تو کپڑا نہین۔ معہذا یہان کی اقامت مین تذبذب۔ خدا جانے کہان جائین کہان رہین۔ حکیم احسن اللہ خان نے آفتاب عالمتاب کی خریداری کر لی ہے اب وہ مکرر حالات دربار شاہی کیون لین گے۔ سوا ساہوکارون کے یہان کوئی امیر نہین ہے وہ لوگ اس طرف کیون توجہ کرین گے۔ تم ادھر کا خیال دل سے دھو ڈالو۔ رہا نام اس رسالے کا تاریخی جانے دو۔ رستخیز ہند۔ غوغاے سپاہ۔ فتنۂ محشر۔ ایسا کوئی نام رکھو۔ اب تم یہ بتاؤ کہ رئیس رامپور کے ہان بھی تمہارا اخبار یا معیار الشعرا جاتا ہے یا نہین۔ اب کے تمہارے معیار الشعرا مین مین نے یہ عبارت دیکھی تھی کہ امیر شاعر اپنی غزلین بھیجتے ہین ہمکو جب تک اُن کا نام و نشان معلوم نہ ہوگا ہم اُن کے اشعار نہ چھاپین گے سو مین تم کو لکھتا ہون کہ یہ میرے دوست ہین اور امیر احمد ان کا نام ہے اور امیر تخلص کرتے ہین لکھنؤ کے ذی عزت باشندون مین ہین اور وہان کے بادشاہون کے روشناس اور مصاحب رہے ہین اور اب وہ رامپور مین نواب

صاحب کے پاس ہین مین اُنکی غزلین تمہارے پاس بھیجتا ہون میرا نام لکھ کر اِن غزلون کو چھاپ دو یعنی غزلین غالب نے ہمارے پاس بھیجین اور اُس کے لکھنے سے ان کا نام اور ان کا حال معلوم ہوا نام اور حال وہ جو مین اوپر لکھ آیا ہون اس کو آپکے معیار الشعرا مین چھاپ کر ایک دو ورقہ یا چار ورقہ رام پور اُن کے پاس بھیج دو اور سر نامہ پر یہ لکھو کہ در رامپور بر در دولت حضور رسیدہ بخدمت مولوی امیر احمد صاحب امیر تخلص پہونچے اور مجکو اس کی اطلاع دو۔ اور اُس امر کی بھی اطلاع دو کہ رامپور کو تمہارا اخبار جاتا ہے یا نہین ۱۲ مرسلہ یکشنبہ ۱۲ جون ۱۸۵۹ء

ایضاً برخوردار نور چشم منشی شیونراین کو دعا پہنچے۔ صاحب مین تو منتظر تمہارے آنے کا تھا کس واسطے کہ منشی پیارے لال بھائیون مین ہین ماسٹر رام چندر کے۔ اُنھون نے پرسون مجھ سے کہا تھا کہ منشی شیونراین دو تین دن مین آیا چاہتے ہین۔ آج صبح کو ناگاہ تمہارا خط آیا۔ اب مجکو اُس کا پوچھنا تم سے ضرور ہوا کہ آنے کی تمہاری خبر جھوٹ تھی یا ارادہ تھا اور کس سبب سے موقوف رہا۔ بابو ہرگوبند سہائے کا مین بڑا احسان مند ہون حق تعالیٰ اِس کوشش کے اجر مین اُن کو عمر و دولت دے۔ سعادت مند اور نیکبخت آدمی ہین ۱۲ تمہاری خواہش کو مین اچھی طرح سمجھا نہین مصرع تم نے لکھا اور وہ چھاپا گیا۔ ہزار پانسو دو ورقے چھپ گئے اب جو مصرع اور کہین سے ہم پہنچے گا۔ وہ کس کام آئے گا: خود لکھتے ہو کہ پہلا جزو تم کو بھیجا ہے۔ صبر کرو وہ جزو آنے دو مین اُس کو دیکھ لون یقین ہے کہ قلمی ہوگا اُس کو دیکھ کر اور مضامین کو سمجھ کر مصرعہ بھی تجویز کر دونگا۔ مگر اتنا تم اور بھی لکھو کہ آیا یون منظور ہے کہ اس مصرع کی جگہہ اور مصرع لکھو یا یہی چاہتے ہو کہ یہ بھی رہے اور وہ بھی رہے۔ خط تمہارا آج آگیا ہے پر غلط پاکٹ یا آج شام کو یا کل شام تک آجائے گا ۱۲ سہ شنبہ ۲۰ جولائی ۱۸۵۹ء۔

ایضاً برخوردار کو بعد دعا کے معلوم ہو تمہارا خط پہنچا اور خط سے کئی دن پہلے رسالہ بغاوت ہند پہنچا۔ تمہارے تصمیم عزیمت سے مین خوش ہوا۔ اللہ اللہ اپنے پابنسی دہر کے پوتے کو دیکھون گا۔ رسالہ بغاوت ہند ماہ بماہ اور معیار الشعرا ہر مہینے مین دوبار پہنچتا رہے۔ باقی گفتگو عند الملاقات

ہو رہے گی۔ اپنے شفیق دلی ماسٹر رامچندر صاحب کو تمہارے آنے کی اطلاع دی وہ بہت خوش ہوئے۔ جو رقعہ اُنہون نے میرے رقعہ کے جواب مین لکھا ہے وہ تم کو بھیجتا ہون پڑھ لینا اگر دستنبو مین باقی ہون تو دو اپنے ساتھ لیتے آنا۔ غالب۔ شنبہ ۲۳ جولائی ۱۸۵۹ء۔

ایضاً میان یہ کیا معاملہ ہے ایک خط اپنی رسید کا بھیج کر پھر تم چپکے ہو رہے نہ معیار الاشعار نہ بغاوت ہند۔ نہ میرے خط کا جواب نہ ہنڈوی کی رسید۔ برخوردار نواب شہاب الدین خان نے اگست سے دسمبر تک پنچا یہ معیار الاشعار و بغاوت ہند کا بھیجا ہے یعنی ۱۲ روپیے مجکو دیئے اور مین نے ہنڈوی لکھوا کر وہ ہنڈوی اپنے خط مین لپیٹ کر تم کو بھیجی یہ بھی نہین معلوم کہ وہ خط پہنچا یا نہین پہنچا جب ان مطالب جزئی کا یہ حال ہو تو کتاب اور انگریزی عرضی کا تو ابھی کیا ذکر ہے خدا کے واسطے ان سب مقاصد کا جواب جُدا جُدا لکھو۔ آج اگست کی ۱۷۔ بدھ کا دن ہے پہلا نمبر معیار الاشعار کا بھی نہین آیا یہ ہے کیا۔ مہر تمہاری کھدنی شروع ہو گئی ہے اسی اگست کے مہینے مین تمہارے پاس پہنچ جائے گی۔ اچھا میرا بھائی اس خط کا جواب جلد پاؤن اور کتاب اور عرضی کا بھی اگر تقاضا نہ کرون تو بعید نہین۔ مگر آج شام تک اس خط کو رہنے دون گا۔ اگر تمہارا خط یا معیار الاشعار یا بغاوت ہند یا کوئی لفافہ شام تک آیا تو اس خط کو پھاڑ ڈالون گا ورنہ کل صبح کو ڈاک مین بھجوا دونگا۔ اپنے والد کو دعا اور اشتیاق دیدار کہدینا۔ مرقومہ چہار شنبہ ۱۷ ماہ اگست ۱۸۵۹ء وقت دوپہر۔

ایضاً کیون میری جان تمنے خط لکھنے کی قسم کھائی ہے یا لکھنا ہی بھول گئے ہو شہر مین ہو یا نہین ہو۔ تمہارے مطبع کا کیا حال ہے۔ تمہارا کیا طور ہے۔ تمہارے چچا کا مقدمہ کیونکر فیصل ہوا میرا کام تم نے کس طرح درست کیا۔ کرو گے یا نہین۔ معیار الاشعار کا پارسل پہنچ گیا۔ بغاوت ہند کا پارسل ابھی نہین آیا۔ ان سب مطالب کا جواب لکھو۔ اور شتاب لکھو۔ غالب محررہ پنجشنبہ ۲۲ ستمبر ۱۸۵۹ء۔

ایضاً برخوردار منشی شیو نراین کو بعد دعا کے معلوم ہو کیا میرے خط نہین پہنچے کہ جواب

نہین آتا۔ دو مجلد بغاوت ہند کے زیادہ پہنچے ہین اسکے واسطے تم سے پوچھا گیا تھا اُس کا جواب بھی نہ آیا مین نے یوسف علیخان عزیز کے خط مین کچھہ عبارت تمہارے نام لکھی تھی اُنہون نے تم کو نہ پڑھائی ہوگی اُس کا بھی تم نے جواب نہ لکھا۔ ولایت عرضی اور کتاب کے باب مین تو مین کچھہ کہتا ہی نہین جو اُس کا جواب مانگون کچھہ مجھہ سے خفا ہو گئے ہو تو ویسی کہو۔ یہ خط تم کو بیرنگ بھیجتا ہون تاکہ تم کو تقاضا معلوم ہو۔ اسے لو ایک اور بات سنو تمہارا تو یہ حال کہ مجکو خط لکھنے کی گویا تم نے قسم کھائی ہے اور میری خواہش کہ نواب گورنر جنرل بہادر کی خبر جو وہان تم کو معلوم ہوا ہے مجکو لکھا کرو خصوصًا اکبرآباد مین آکر جو کچھہ واقع ہو وہ مفصل لکھو آیا جناب لفٹنٹ گورنر بہادر بھی ساتھہ آئینگے یا جدا جدا آگرہ یہان فراہم ہو جائینگے۔ دربار کی صورت خیرخواہون کے تقسیم انعام کی حقیقت کوئی نیا بندوبست جاری ہو اُسکی کیفیت یہ سب مراتب مجکو لکھا کرو۔ دیکھو خبردار اس امر مین تساہل نہ کرنا اب کیا سنتے ہو لکھنؤ سے کہان آئے ہین۔ کانپور فرخ آباد ہوتے ہوئے آگرہ آئینگے۔ کہان کہان کون کون رئیس آ ملے گا۔ لکھنؤ کے دربار کا حال جو کچھہ سنا ہو وہ لکھو۔ اگرچہ یہان لوگون کے ہان اخبار آتے رہتے ہین اور میری بھی نظر سے گذر جاتے ہین مگر مین چاہتا ہون کہ تمہارے خط سے آگہی پاتا رہون۔ تم جو لکھو گے منقح اور مفصل لکھو گے یقین ہے کہ برادرزادہ عزیز یعنی تمہارے والد ماجد نے مرزا یوسف علیخان کے کام کی درستی لالہ جوتی پرشاد کی سرکار مین کردی ہوگی اس کی بھی اطلاع ضرور ہے۔ صبح چارشنبہ ۲ نومبر ۱۸۵۹ء۔ جواب کا طالب غالب۔

ایضًا برخوردار دو خط آئے اور آج یکشنبہ ۱۳۔ نومبر کو لفافہ اخبار آیا۔ یہ اودھ اخبار۔ بھائی ضیاءالدین خان کے ہان آتا ہے اور وہ میرے پاس بھیج دیا کرتے ہین اسکی حاجت نہین اپنے اور میرے ٹکٹ کیون برباد کرو میرا مقصود اسی قدر ہے کہ فرخ آباد کے اخبار بسبب قرب کے وہان معلوم ہوتے ہونگے جو سنو وہ مجکو لکھو۔ اور جب نواب معلی القاب آگرے مین آجائین تو اپنا مشاہدہ مجکو لکھتے رہو بس غرض اتنی ہی ہے۔ آج کا اخبار لفافہ بدل کر آج ہی بھیجدیتا ہون

اور دونوں کتابیں بغاوت ہند پرسوں بھیج چکا ہون - تمہارے والد کی طرف سے مجکو بڑی
تشویش ہے ۔ دعا کر رہا ہون خدا میری دعا قبول کرے اور ان کو شفاے کامل دے میری دعا
ان کو پہنچا دینا - مرزا یوسف علیخان عزیز کا حال معلوم ہوا یہ عالی خاندان اور ناز پروردہ آدمی ہین
ان کو جو راحت پہنچاؤ گے اور جو ان کی خدمت بجا لاؤ گے اُس کا خدا سے اجر پاؤ گے زیادہ
سواے دعا کے کیا لکھون ۔ غالب روز یکشنبہ ۱۳ - نومبر ۱۸۵۹ء ۔

ایضاً میری جان دو جلدین بغاوت ہند کی پرسون میرے پاس پہنچین اُسوقت برخوردار
میرزا شہاب الدین خان بیٹھے ہوئے تھے ایک جلد ان کو دی - کل ایک پارسل اور میرے
نام کا آیا مین خوش ہوا کہ ولایت کی عرضی اور دستنبو کا پارسل ہوگا دیکھا تو وہی دو جلدین
بغاوت ہند کی ہین حیران رہ گیا کہ یہ کیا - ظاہر اہتمام ارسال نے ازراہ سہو دوبارہ بھیجدی
ہین چاہتا تھا کہ لفافہ بدل کر ڈبل ٹکٹ لگا کر بھیج دون پھر سوچا کہ پہلے تم کو اطلاع کرون شاید
یہین کسی اور کو دلوا دو - بس اب تمہارے کہنے کا انتظار ہے جو کہو سو کرون - کہو تم کو بھیج دون
کہو کہین اور تمہاری طرف سے بھیج دون - میرے کسی کام کی نہین - والدعا راقم اسد اللہ مرقومہ ۲ - اکتوبر ۱۸۵۹ء

ایضاً برخوردار کامگار کو بعد دعا کے معلوم ہو کہ دستنبو کے آغاز کی عبارت ازروے احتیاط
دوبارا ارسال کی ہے یقین ہے کہ پہنچ گئی ہوگی اور چھاپی گئی ہوگی اور آپنے اُسی عبارت سے
اشتہار بھی اخبار مین چھاپہ ہوگا یا اب چھاپیئے گا - بہرحال اس شہر کے اخبار
سنئے - حکم ہوا ہے کہ دوشنبہ کے دن پہلی تاریخ نومبر کو رات کے وقت سب خیرخواہان انگریز
اپنے اپنے گھرون مین روشنی کرین اور بازارون مین اور صاحب کمشنر بہادر کی کوٹھی پر بھی
روشنی ہوگی - فقیر بھی اسی تہیدستی مین کہ اٹھارہ مہینے سے پنشن مقرری نہین پاتا اپنے
مکان پر روشنی کرے گا اور ایک قطعہ پندرہ بیت کا لکھ کر صاحب کمشنر شہر کو بھیجا ہے
آپ کے پاس اسکی نقل بھیجتا ہون - اگر تمہارا جی چاہے تو اسکو چھاپ دو اور جس نمبر مین
چھاپا جاوے وہ نمبر میرے دیکھنے کو بھیجدینا - اور اب فرمایئے کہ مین کتابون کے آنے کا

کب تک انتظار کرون قطعہ

درین روزگار ہمایون و فرخ — کہ گوئی بود روزگار چراغان
شدہ گوش پرنور چون چشم بینا — ز آوازۂ اشتہار چراغان
مگر شہر دریاے نور ست کاینجا — نگہ گشتہ ہر سو دوچار چراغان
بسر بردہ بر چرخ مہر منور — ہمہ روز در انتظار چراغان
گواہ من اینک خطوط شعاعی — کہ دارد دلش خار خار چراغان
درین شب روا باشد ار چرخ گردان — کند گنج انجم نثار چراغان
نبود است در دہر زین پیش ہرگز — بدین روشنی روے کار چراغان
شد از فیض شاہنشہ انگلستان — فزون رونق کاروبار چراغان
جہاندار وکٹوریا کز فروغش — ز آتش دمد لالہ زار چراغان
زعدلش چنان گشت پروانہ ایمن — کہ شد دیدبان حصار چراغان
بفرمان سرجان لارنس صاحب — شد این شہر آئینہ دار چراغان
بہ دہلی فلک رتبہ سانڈرس صاحب — برآراست نقش و نگار چراغان
شد از سعی ہنری اجرٹن بہادر — روان ہر طرف جویبار چراغان
سخن سنج غالب ز روے عقیدت — دعا مے کند در بہار چراغان
کہ بادا فزون سال عمر شہنشہ — بروے زمین از شمار چراغان

ایضاً برخوردار منشی شیو نراین کو دعاے دوام دولت پہنچے - کل تمہارا خط پہنچا دل خوش ہوا باقر علیخان اور حسین علیخان یہ دو میرے پوتے ہین اور تم بھی میرے پوتے ہو لیکن چونکہ تم عمر مین بڑے ہو تو پہلے تم اور بعد تمہارے یہ ہین حسب الطلب نواب صاحب کے وہ ستانہ یہان آیا ہون اور اپنی صفائی بذریعہ ان کے گورنمنٹ سے چاہتا ہون دیکھون کیا ہوتا ہے کتاب اور عرضی اواسط ماہ جنوری مین ولایت کو روانہ کر کے یہان آیا ہون - چھ ہفتہ مین

جلد پہنچتا ہے یقین ہے کہ پارسل ولایت پہنچ گیا ہوگا ؎

بہ بینم کہ تا کرد گار جہان	درین آشکارا چہ دارد نہان

اپنے والد کو میری دعا کہدینا۔ میرزا یوسف علیخان کو میری دعا کہنا اور کہنا کہ مین تمہاری فکر سے فارغ نہین ہون۔ اگر خدا چاہے تو کوئی راہ نکل آئے۔ سہ شنبہ ۳ مارچ سنہ ۱۸۶۰ء۔ غالب۔

ایضاً برخوردار اقبال آثار منشی شیونراین کو بعد دعا کے معلوم ہو کہ ایک نسخہ بغاوت ہند کا ایک دو ورقہ معیار الشعرا کا معرفت برخوردار میرزا شہاب الدین خان کے پہنچا۔ اور آج چارشنبہ ۱۴۔ مارچ کی ہے کہ ایک نسخہ بغاوت ہند بھیجا ہوا تمہارا رامپور پہنچا۔ خدا تمکو جیتا رکھے۔
اب مین شنبہ کے دن ۱۷ مارچ کو دلّی روانہ ہونگا تم کو بطریق اطلاع لکھا ہے۔ اب بدستور ارسال خطوط دلی کو رہے یہان نہ بھیجنا۔ ہان بھائی ان دنون مین برخوردار مرزا یوسف علیخان وہان آئے ہوئے ہین آج ہی اُنکا خط مجکو پہنچا ہے تم ضرور اُن سے ملنا۔ منشی امیر علی صاحب کے ہان وہ اُترے ہوئے ہین اُنکو بلاکر میری دعا کہنا اور کہنا کہ اچھا ہے دلی چلے آؤ وہان جو مجھ سے ملوگے تو زبانی سب کلام ہو رہے گا۔ اور اگر وہ ہاترس گئے ہون تو یہ رقعہ جو تمہارے نام کا ہے ایک کاغذ مین لپیٹ کر ٹکٹ لگاکر ہاترس کو شیخ کریم بخش چوکیدارونکے دفعدار کے گھر کے پتے سے بھیج دینا۔ ضرور ضرور۔ از غالب۔ روان داشتہ چہارشنبہ ۱۴۔ مارچ سنہ ۱۸۶۰ء وقت دوپہر

ایضاً میان دیوان کے میرٹھ مین چھاپے جانے کی حقیقت سُن تو تب کچھہ کلام کر و مین رامپور مین تھا کہ ایک خط تمہارا پہنچا۔ سرنامہ پر لکھا تھا عرضداشت عظیم الدین احمد متمقام میرٹھ۔ واللہ باللہ اگر مین جانتا ہون کہ عظیم الدین کون ہے اور کیا پیشہ رکھتا ہے۔ بہرحال پڑھا معلوم ہوا کہ ہندی دیوان اپنی سوداگری اور فائدہ اُٹھانے کے واسطے چھاپا چاہتے ہین۔ خیر چپ ہو رہا۔ جب مین رامپور سے میرٹھ آیا۔ بھائی مصطفےٰ خان صاحب کے ہان اُترا وہان منشی ممتاز علی صاحب میرے دوست قدیم مجکو ملے اُنہون نے کہا کہ اپنا اُردو کا دیوان مجکو بھیج دیجیے گا عظیم الدین ایک کتاب فروش اُس کو چھاپا چاہتا ہے۔ اب تم سنو دیوان ریختہ

اتم واکمل کہان تھا - ہان مین نے غدر سے پہلے لکھوا کر نواب یوسف علیخان بہادر کو رامپور بھیج دیا تھا - اب جو مین دلی سے رامپور جانے لگا تو بھائی ضیاءالدین خان صاحب نے مجکو تاکید کر دی تھی کہ تم نواب صاحب کی سرکار سے دیوان اُردو ے کر اُس کو کسی کاتب سے لکھوا کر مجکو بھیج دینا - مین نے رامپور مین کاتب سے لکھوا کر بسبیل ڈاک ضیاءالدین خان کو دلی بھیج دیا تھا - آمدم بر سر مدعاے سابق - اب جو منشی ممتاز علی صاحب نے مجھ سے کہا تو مجھے یہی کہتے بن آئی کہ اچھا دیوان تو مین ضیاءالدین خان سے لیکر بھیج دونگا مگر کاپی کی تصحیح کا ذمہ کون کرتا ہے - نواب مصطفٰے خان نے کہا کہ مین - اب کہو مین کیا کرتا - دلی آکر ضیاءالدین خان سے دیوان ایک آدمی کے ہاتھ نواب مصطفٰی خان کے پاس بھیج دیا - اگر مین اپنی خواہش سے چھپواتا تو اپنے گھر کا مطبع چھوڑ کر پراے چھاپے خانے مین کتاب کیون بھجواتا - آج اسی وقت مین نے تم کو یہ خط لکھا اور اسی وقت بھائی مصطفٰی خان صاحب کو ایک خط بھیجا ہے اور اُن کو لکھا ہے اگر چھاپا شروع نہوا ہو تو نہ چھاپا جائے - اور دیوان جلد میرے پاس بھیجا جائے - اگر دیوان آگیا تو فوراً تمہارے پاس بھیج دونگا اور اگر اُن وہان کاپی شروع ہوگئی ہے تو مین ناچار ہون میرا کچھ قصور نہین ہے - اگر سرگزشت کو بھی سُن کر مجکو گنہگار ٹھہراؤ تو اچھا میرا بھائی میری تقصیر معاف کیجیو - رمضان اور عید کا قصہ لگا ہوا ہے یقین ہے کہ کاپی شروع نہ ہوئی ہو - اور دیوان میرا میرے پاس آئے اور تم کو پہنچ جائے ١٩ یا ٢٠ جنوری ١٨٦٠ء کتاب اور دونون عرضیان ولایت کو روانہ کر کے رامپور گیا ہون - تین مہینے کی جہاز کی آمد و رفت ہے سو گذر چکی ہے - خواہی اسی مہینہ مین خواہی آغاز ماہ آیندہ یعنی مئی مین جواب کے آنے کا متر صد ہون - دیکھیے آئے یا نہ آئے - آئے تو خاطر خواہ آئے یا ایسا ہی سرسری آئے -

ایضًا برخوردار منشی شیونراین کو دعا کے بعد معلوم ہو - تصویر پہنچی تحریر پہنچی - سنو میری عمر ستر برس کی ہے اور تمہارا دادا میرا ہم عمر اور ہمباز تھا - اور مین نے اپنے نانا صاحب خواجہ غلام حسین مرحوم سے سنا کہ تمہارے پردادا صاحب کو اپنا دوست بتاتے تھے اور فرماتے تھے کہ مین

تفسی و مہر کو اپنا فرزند سمجھتا ہون - غرض اِس بیان سے یہ ہے کہ سو سوا سو برس کی ہماری تمہاری ملاقات ہے - پھر آپس مین نامہ و پیام کی راہ و رسم نہین - اور اس راہ و رسم کے مسدود ہونے کا حاصل یہ ہے کہ ایک کو دوسرے کے حال کی خبر نہین اگر تم کو میرے حال سے آگاہی ہوتی تو مجکو بسبیل ڈاک کبھی اکبرآباد نہ بُلاتے نواب میری حقیقت سنو - چھٹا مہینا ہے کہ سیدھے ہاتھ مین ایک پھنسی نے صورت پھوڑے کی پیدا کی - پھوڑا پک کر پھوٹ کر ایک زخم - زخم کیا ایک غار بن گیا - ہندوستانی جرّاحون کا علاج رہا - بگڑتا گیا - دو مہینے سے کالے ڈاکٹر کا علاج ہے - سلائیان دوڑ رہی ہین - اُسترہ سے گوشت کٹ رہا ہے - بیس دن سے صورت افاقت کی نظر آنے لگی ہے - اَب ایک اور داستان سُنو - غدر کے رفع ہونے اور دلّی کے فتح ہونے کے بعد میرا پنشن کھُلا - چڑھا ہوا روپیہ دام دام ملا - آیندہ کو بدستور بے کم و کاست جاری ہوا - مگر لارڈ صاحب کا دربار اور خلعت جو معمولی و مقرری تھا مسدود ہو گیا - یہان تک کہ صاحب سکرٹر بھی مجھ سے نہ ملے اور کہلا بھیجا کہ اب گورنمنٹ کو تم سے ملاقات کبھی منظور نہین - مین فقیر متکبر مایوس دائمی ہو کر اپنے گھر بیٹھ رہا - اور حکام شہر سے بھی ملنا موقوف کر دیا - بڑے لارڈ صاحب کے ورود کے زمانے مین نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب بھی دلی مین آئے دربار کیا - خبر کر د مجکو کیا - ناگاہ دربار کے تیسرے دن بارہ بجے چپراسی آیا اور کہا کہ نواب لفٹنٹ گورنر نے یاد کیا ہے - بھائی یہ آخر فروری ہے اور میرا حال یہ ہے کہ علاوہ اُس دائین ہاتھ کے زخم کے سیدھی ران مین اور بائین ہاتھ مین ایک ایک پھوڑا جُدا ہے - حاجتی مین پیشاب کرتا ہون اُٹھنا دشوار ہے - بہر حال سوار ہو گیا پہلے صاحب سکرٹر بہادر سے ملا پھر نواب صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا تصور مین کیا بلکہ تمنا مین بھی جو بات نہ تھی وہ حاصل ہوئی - یعنی عنایت سے عنایت اخلاق سے اخلاق - وقت رخصت خلعت دیا اور فرمایا کہ یہ ہم تجکو اپنی طرف سے ازراہ محبت دیتے ہین - اور مژدہ دیتے ہین کہ لارڈ صاحب کے دربار مین بھی تیرا نمبر اور خلعت کھُل گیا -

جا دربار مین شریک ہو خلعت پہن۔ حال عرض کیا گیا فرمایا خیر اور کبھی کے دربار مین شریک
اس پھوڑے کا بُرا ہو نہ جا سکا۔ اگرے کیونکر جاؤن۔ بابو ہرگوبند سہاے
ب کو سلام مضمون واحد۔ ۳ مئی۔

ما میان تمھاری باتون پر ہنسی آتی ہے۔ یہ دیوان جو مین نے تم کو بھیجا ہے اتم و اکمل ہے
رکون ہی دو چار غزلین ہین جو مرزا یوسف علیخان عزیز کے پاس ہین اور اس دیوان مین
۔ اس طرف سے آپ اپنی خاطر جمع رکھین کہ کوئی مصرع میرا اس دیوان سے باہر نہین۔
ا ان سے بھی کہون گا اور وہ غزلین ان سے منگا کر دیکھ لیون گا تصویر میری لے کر کیا
بیچارہ عزیز کیون کر بھیج سکے گا۔ اگر ایسی ہی ضرورت ہے تو مجکو لکھو۔ مین مصور سے کھچوا کر
بھیج دون نہ نذر در کار نہ نثار۔ مین تم کو اپنے فرزندون کے برابر جانتا ہون اور شکر کی جگہ
کہ تم فرزند سعادت مند ہو۔ خدا تم کو جیتا رکھے اور مطالب عالیہ کو پہنچاوے۔ سہ شنبہ
لائی سنہ ۱۸۶۶ء۔ غالب۔

ما میان مین جانتا ہون کہ مولوی میر نیاز علی صاحب نے وکالت اچھی نہین کی میرا مدعا یہ تھا
تم پر اس امر کو ظاہر کرین کہ دلی مین ہندی دیوان کا چھپنا پہلے اس سے شروع ہوا ہے۔ کہ
حسن اللہ خان صاحب تمھارا بھیجا ہوا فرمہ مجکو دین اور وہ جو مین نے یہان کے مطبع مین
چھپنے کی اجازت دی تھی یہ سمجھ کر دی تھی کہ اب تمھارا ارادہ اس کے چھاپنے کا نہین۔ غور کرو
کے چھاپے خانے والے محمد عظیم نے کس عجز و الحاح سے دیوان لیا تھا۔ اور مین نے
تمھاری ناخوشی پر بجز اس سے پھیر لیا۔ یہ کیونکر ہوسکتا تھا کہ اور کو چھاپنے کی اجازت دون
نے جو خط لکھنا موقوف کیا مین سمجھا کہ تم خفا ہو مین نے مولوی نیاز علی صاحب سے کہا کہ
بردار شیوہ زاہن سے میری تقصیر معاف کروا دینا۔ بھائی خدا کی قسم مین تم کو اپنا فرزند دلبند
سمجھتا ہون۔ اس دیوان اور تصویر کا ذکر کیا ضرور ہے۔ رامپور سے وہ دیوان صرف تمھارے
واسطے لکھوا کر لایا۔ دلی مین تصویر بہ ہزار جستجو بہم پہنچا کر مول لی اور دونون چیزین تم کو بھیج دین

یہ تمہارا مال ہے - چاہو اپنے پاس رکھو چاہو کسی کو دے ڈالو - چاہو پھاڑ کر پھینک دو - تم نے دستنبو کی جدول اور جلد بنوا نیکے ہم کو سوغات بھیجی تھی - ہم نے اپنی تصویر اور اُردو کا دیوان تم کو بھیجا - میرے پیارے دوست ناظر بنسی دھر کے تم یادگار ہو مصرع اے گل بتو خرسندم تو بوے کسے داری ؏ خوشنودی کا طالب غالب - ۱۰ جنوری سنہ ۱۸۶۲ء -

بنام بابو ہرگوبند سہاے صاحب

برخوردار بہت دن ہوئے کہ مین نے تم کو خط لکھا ہے - اب اس خط کا جواب ضرور لکھو اور جلد لکھو - دو سوال ہین تم سے - ایک تو یہ کہ یہان مشہور ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر الہ آباد سے کانپور آ گئے - کوئی کہتا ہے آوین گے - اس کا حال جو کچھہ تم کو معلوم ہو لکھو - دوسرا سوال یہ ہے کہ دو قسم کی انگریزی شراب ایک تو کاس ٹیلن اور ایک اوڈ ٹام یہ مین ہمیشہ پیا کرتا تھا اور یہ دونون قسم بیس روپیہ حد چوبیس درجن آتی تھی اب یہان پہلے تو نظر ہی نہین آتی تھی اب پچاس روپیہ اور ساٹھ روپیہ درجن آتی ہے - وہان تم دریافت کرو کہ اس کا نرخ کیا ہے اور یہ بھی معلوم کرو کہ بطریق ڈاک پہنچ سکتی ہے یا نہین - یہ دونون امر دریافت کر کے مجکو جلد لکھو - اگر بقیمت مناسب ہاتھ آئے اور اُس کا بھیجنا ممکن ہو تو یہان سے روپیہ کی ہنڈوی بھیجدون اور تم خرید کر بیل گاڑی کی ڈاک پر روانہ کر دو - جاڑون مین مجکو بہت تکلیف ہے - اور یہ گر چھاال کی شراب مین نہین پیتا یہ مجکو مضرت کرتی ہے اور مجھے اس سے نفرت ہے - چہارشنبہ ۲۹ دسمبر سنہ ۱۸۵۹ء ضروری جواب طلب از غالب جان بلب -

ایضاً صاحب تم کو دعا کہتا ہون اور دعا دیتا بھی ہون - شراب کی قیمت کے دو خط بھیجے بھائی کاس ٹیلن اور اوڈ ٹام دونون چوبیس روپیہ درجن مین ہمیشہ لیا کرتا تھا اب یہان مہنگی ملتی ہے - مین نے تم سے پوچھا جب وہان بھی اس قیمت کو ملتی ہے تو میرا مقدور نہین مین سمجھا تھا کہ شاید وہان ارزان ہو - خیر اسکو جانے دو روٹی ہی ملے جائے تو غنیمت ہے مہینہ بھر کی روٹی کا مول ایک درجن کی قیمت ہے -

بنام نواب امین الدین احمد خان صاحب بہادر رئیس لوہارو

بھائی صاحب ساٹھ ساٹھ برس سے ہمارے تمہارے بزرگون مین قرابتین ہم پہنچین بیچ کا میرا تمہارا معاملہ یہ کہ پچاس برس سے مین تم کو چاہتا ہون بے اس کے کہ چاہت تمہاری طرف سے بھی ہو - چالیس برس سے محبت کا ظہور طرفین سے ہوا مین تمہین چاہتا رہا تم مجھے چاہتے رہے وہ امر عام اور یہ امر خاص کیا مقتضی اس کا نہین کہ مجھ مین تم مین حقیقی بھائیون کا سا اخلاص پیدا ہو جائے وہ قرابت اور یہ مودت کیا پیوند خون سے کم ہے - تمہارا یہ حال سنون اور بیتاب نہو جاؤن اور وہان نہ آؤن مگر کیا کرون مبالغہ نہ سمجھو مین ایک قالب بے روح ہون ؎ مصرع یکے مردہ شخصم بری روان ؎ اضمحلال روح کا روز افزون ہے صبح کو تبرید قریب دوپہر کے روٹی شام کو شراب اس مین سے جس دن ایک چیز اپنے وقت پر نہ ملی مین مرلیا - واللہ نہین آسکتا - باللہ نہین آسکتا - دل کی جگہ میرے پہلو مین پتھر بھی تو نہین - دوست نہ سہی دشمن بھی تو نہ ہون گا - محبت نہ سہی عداوت بھی تو نہ ہوگی - آج تم دونون بھائی اس خاندان مین شرف الدولہ اور فخر الدولہ کی جگہ ہو مین لم یلد ولم یولد ہون میری زوجہ تمہاری بہن میرے بچے تمہارے بچے ہین خود جو میری حقیقی بھتیجی ہے اُس کی اولاد بھی تمہاری ہی اولاد ہے - نہ تمہارے واسطے بلکہ ان بیکسون کے واسطے تمہارا دعاگو ہون اور تمہاری سلامتی چاہتا ہون - تمنا یہ ہے اور انشاء اللہ تعالی ایسا ہی ہوگا کہ تم جیتے رہو اور تم دونون کے سامنے مرجاؤن تاکہ اس قافلہ کو اگر روٹی نہ دوگے تو چنے تو دوگے - اور اگر چنے بھی نہ دوگے اور بات نہ پوچھوگے تو میری بلا سے مین تو موافق اپنے تصور کے مرتے وقت ان فلک زدون کے غم مین نہ الجھونگا جناب والدہ ماجدہ تمہاری یہان آنا چاہتی ہین اور ضیاء الدین خان اسی واسطے وہان پہنچتے ہین - سنو بعد تبدیل آب ہوا دو فائدے اور بھی بہت بڑے ہین کثرت اطبا صحبت احبا تنہائی سے نہ ملول رہوگے حرف و حکایت مین مشغول رہوگے - آؤ آؤ شتاب آؤ بھائی میرزا علاؤالدین خان تم کو کیا

لکھون جو وہان تمہارے دل پر گذرتی ہو بیان میری نظر مین ہے - خیر دعاے فزید عمر و دولت - نجات کا طالب غالب -

ایضًا برادر صاحب جمیل المناقب عمیم الاحسان سلامت - بعد سلام مسنون و دعاے بقاے دولت روزافزون عرض کیا جاتا ہے کہ عطوفت نامہ کی رو سے فارسی دو غزلون کی رسید معلوم ہوئی - تیسری غزل گو ہر نتوان گفت - اختر نتوان گفت جو تمہارے حسب الطلب بھیجی گئی ہے کیا نہین پہنچی بے شبہہ پہنچی ہوگی تم بھول گئے ہوگے وکیل حاضر باش دربار اسد اللّٰہی یعنی علائی مولائی نے اپنے موکل کی خوشنودی کے واسطے فقیر کی گردن پر سوار ہو کر ایک اُردو کی غزل لکھوائی اگر پسند آئے تو مطرب کو سکھائی جائے - جھنجوٹی کے اونچے سرون مین راہ رکھوائی جائے - اگر جیتا رہا تو جاڑون مین آکر مین بھی سن لون گا - والسلام مع الاکرام نجات کا طالب غالب - چہارشنبہ - ۲ - ربیع الاول ۱۲۸۳ہجری - **غزل**

مین ہون مشتاق جفا مجھ پہ جفا اور سہی
تم ہو بیداد سے خوش اس سے سوا اور سہی

غیر کی مرگ کا غم کس لئے اے غیرت ماہ
ہین ہوس پیشہ بہت وہ نہ ہوا اور سہی

تم ہو بُت پھر تمہین پندار خدائی کیون ہے
تم خداوند ہی کہلاؤ خدا اور سہی

حسن مین حور سے بڑھ کر نہین ہونے کی کبھی
آپ کا شیوہ و انداز و ادا اور سہی

تیرے کوچہ کا ہے مائل دل مضطر میرا
کعبہ ایک اور سہی قبلہ نما اور سہی

کوئی دنیا مین مگر باغ نہین ہے واعظ
خلد بھی باغ ہے خیر آب و ہوا اور سہی

کیون نہ فردوس مین دوزخ کو ملالین یارب
سیر کے واسطے تھوڑی سی فضا اور سہی

مجکو وہ دو کہ جسے کھا کے نہ پانی مانگون
زہر کچھ اور سہی آب بقا اور سہی

مجھ سے غالب یہ علائی نے غزل لکھوائی
ایک بیداد گر رنج فزا اور سہی

ایضًا برادر صاحب جمیل المناقب عمیم الاحسان سلامت - تمہارے تفریح طبع کے واسطے ایک غزل نئی لکھ کر بھیجی ہے خدا کرے پسند آئے اور مطرب کو سکھائی جائے آج شہر کے

لکھتا ہون سوانح نیل منہار لکھتا ہون - کل پنجشنبہ ۲۵ - مئی کو اول روز پہلے بڑے
آندھی آئی پھر خوب مینہ برسا وہ جاڑا پڑا کہ شہر کرۂ زمہریر ہوگیا - بڑے دریبہ کا
ڈھایا گیا - قابل عطار کے کوچہ کا بقیہ مٹایا گیا - کشمیری کٹرہ کی مسجد زمین کا پیوند
سڑک کی وسعت دوچند ہوگئی - اللہ اللہ گنبد مسجدون کے ڈھائے جاتے ہین اور
کے ڈیوہریون کے جھنڈیون کے پرچم پھراتے ہین - ایک شیر زور آور اور پیلتن بندر
ہوا ہے مکانات جابجا ڈھاتا پھرتا ہے - فیض اللہ خان بنگش کی حویلی پر جو گلدستے
جنکو عوام گرگی کہتے ہین اُن مین سے ہلا ہلا کر ایک کی بناڈ ہادی اینٹ سے اینٹ
ی واہ رے بندر یہ زیادتی اور پھر شہر کے اندر ریگستان کے ملک سے ایک سردار زادہ
عیال عسیر الحال عربی فارسی انگریزی تین زبانون کا عالم دلّی مین وارد ہوا ہے بلّی ماروں
لہ مین ٹھہرا ہے بسبب ضرورت حکام شہر سے مل لیا ہے - باقی گھر کا دروازہ بند کئے بیٹھا
ہے - گاہ گاہ نہ ہر شام و پگاہ غالب علیشاہ درویش کے تکیہ پر آجاتا ہے - اہل شہر حیران
یکھا تا کہان سے ہے اس کے پاس روپیہ آتا کہان سے ہے کوئی کہتا ہے کہ یہ باپ
پھر گیا ہے مین جانتا ہون کہ بے سبب باپ کی نظر سے گر گیا ہے دیکھئے انجام کار
- غالب علیشاہ کا قول یہ ہے کہ کل کا بھلا ہو - جمعہ ۲۶ مئی ۱۸۶۵ء -

مًا جمیل المناقب عمیم الاحسان سلامت - بعد سلام مسنون و دعائے لقاے دولت
فزون عرض کیا جاتا ہے کہ اُستاد میر جان آئے اور اُن کی زبانی تمہاری خیر و عافیت معلوم
خدا تم کو زندہ و تندرست و شاد و شادان رکھے یہان کا حال کیا لکھون بقول سعدی
الرحمۃ **مصرع** نماند آب جز چشم یتیم ٭ شب و روز آگ برستی ہے یا خاک - نہ دن
ج نظر آتا ہے نہ رات کو تارے زمین سے اُٹھتے ہین شعلے آسمان سے گرتے ہین شرارے
تھا کہ کچھ گرمی کا حال لکھون عقل نے کہا کہ دیکھ نادان قلم انگریزی دیا سلائی کی طرح
اٹھے گی اور کاغذ کو جلا دے گی - بھائی ہوا کی گرمی تو بڑی بلا ہے گاہ گاہ جو ہوا بند

ہوجاتی ہے وہ اور بھی جانگزا ہے۔ خیر اب فصل سے قطع نظر ایک کودک غریب الوطن کے
اختلاط کی گرمی کا ذکر کرتا ہون کہ وہ جانسوز نہین بلکہ دل افروز ہے۔ پرسون فرخ مرزا آیا
اُسکا باپ بھی اُس کے ساتھ تھا۔ مین نے اُس سے پوچھا کہ کیون صاحب مین تمہارا کون
ہون اور تم میرے کون ہو۔ ہات جوڑ کر کہنے لگا کہ حضرت آپ میرے دادا ہین اور مین آپ کا
پوتا ہون۔ پھر مین نے پوچھا کہ تمہاری تنخواہ آئی کہا جناب عالی آغا جان کی تنخواہ آگئی ہے
میری نہین آئی۔ مین نے کہا تو لوہارو جائے تو تنخواہ پائے کہا حضرت مین تو آغا جان
سے روز کہتا ہون کہ لوہارو چلو اپنی حکومت چھوڑ کر دلی کی رعیت مین کیون مل گئی۔ سبحان اللہ
بالشت بھر کا لڑکا اور یہ فہم درست اور طبع سلیم مین اسکی خوبی خو اور فرخی سیرت پر نظر کر کے
اسکو فرخ سیر کہتا ہون۔ صاحب بے بدل ہے تم اُسکو بلا کیون نہین بھیجتے۔ مگر بھائی
غلام حسین خان مرحوم کے متبع ہو کہ زین العابدین و حیدر حسن اور اُن کی اولاد کو کبھی مُنہ نہ
لگایا۔ علاؤالدین خان جیسا ہوشمند ہمہ دان بیٹا۔ فرخ سیر جیسا دانشور زندہ بنج اور شیرین
سخن پوتا یہ دو عطیہ عظمی و موہبت کبری ہین تمہارے واسطے من جانب اللہ ٥

اگر دریافتی بر دانشت بوس	وگر غافل شدی افسوس افسوس

آج ۲۲۔ جون کی ہے۔ آفتاب سرطان مین آگیا۔ نقطہ انقلاب صیفی مین دن گھٹنے لگا چاہیے
کہ تمہارا غیظ و غضب ہر روز کم ہو جائے۔ نجات کا طالب غالب۔

ایضاً بھائی صاحب آج تک سوچتا رہا کہ بیگم صاحبہ قبلہ کے انتقال کے باب مین تم کو
کیا لکھون۔ تعزیت کے واسطے تین باتین ہین۔ اظہار غم۔ تلقین صبر۔ دعاے مغفرت سو بھائی
اظہار غم تکلف محض ہے جو غم تم کو ہوا ہے ممکن نہین کہ دوسرے کو ہوا ہو۔ تلقین صبر
بیدردی ہے۔ یہ سانحہ عظیم ایسا ہے جس نے غم رحلت نواب مغفور کو تازہ کیا پس ایسے
موقع پر صبر کی تلقین کی جائے۔ رہی دعاے مغفرت مین کیا اور میری دعا کیا مگر چونکہ وہ
میری مربیہ اور محسنہ تھین دل سے دعا نکلتی ہے۔ معہذا تمہارا ایمان آنا سنا جاتا تھا اسواسطے

خط نہ لکھا - اب جو معلوم ہوا کہ دشمنون کی طبیعت ناساز ہے اور اس سبب سے آنا نہ ہوا یہ چند سطرین لکھی گئین حق تعالیٰ تم کو سلامت اور تندرست اور خوش رکھے - تمہاری خوشی کا طالب غالب

۱۵ نومبر ۱۸۶۶ء -

ایضاً اخ مکرم کے خدام کرام کی خدمت مین بعد اداے سلام مسنون ملتمس ہون تمہارا اس شہر مین رہنا موجب تقویت دل تھا مصرع گو نہ ملتے تھے پر اک شہر مین تو رہتے تھے - بھائی ایک سیر دیکھ رہا ہون کئی آدمی طیور آشیان گم کردہ کی طرح ہر طرف اُڑتے پھرتے ہین اُن مین سے دو چار بھولے بھٹکے کبھی یہان بھی آ جاتے ہین - لو صاحب اب وعدہ کب وفا کرو گے علائی کو کب بھیجو گے ابھی تو شب کے چلنے اور دن کے آرام کرنے کے دن ہین بارش شروع ہو جائے گی تو آپ کی اجازت بھی کام نہ آئے گی چلنے والا کہے گا مین رہرو چالاک ہون تیراک نہین - ہارو سے دلی تک کشتی بغیر کیونکر جاؤن - دخانی جہاز کہان سے لاؤن مصرع اے ز فرصت بے خبر در ہر چہ باشی زود باش ۞ علائی کے دیدار کا طالب غالب

اُستاد میر جان صاحب کو سلام - یوم الخمیس ۱۷ محرم ۱۲۸۱ھ -

بنام مرزا علاؤالدین احمد خان صاحب بہادر

صاحب تمہارا خط پہنچا مطالب دلنشین ہوئے - غوغاے خلق سے مجکو غرض نہین کیا اچھی رباعی ہے کسی کی ؎

ن بخیال خویش مستم داند ۞ کافر بگمان خدا پرستم داند
مردم ز غلط فہمی مردم مُردم ۞ اے کاش کسے ہر آنچہ ہستم داند

بھائیون سے پھر نہین ملا - بازار مین نکلتے ہوئے ڈر لگتا ہے - جواہر خبردار میرا سلام اخوین کو اُن کا سلام اخوین کو اور اُن کا سلام مجکو پہنچا دیتا ہے اسی کو غنیمت جانتا ہون ؎

تاب لائے ہی بنے گی غالب ۞ واقعہ سخت ہے اور جان عزیز
ہزارون خواہشین ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے ۞ بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

یہ مقطع اور مطلع مندرجہ دیوان ہے مگر اس وقت یہ دونون شعر حسب حال نظر آئے اسواسطے لکھ دئے گئے تم نے اشعار جدید مانگے خاطر تمہاری عزیز ایک مطلع صرف دو مصرع آگے کے کہے ہوئے یاد آگئے کہ وہ داخل دیوان بھی نہین اُن پر فکر کرکے ایک مطلع اور پانچ شعر لکھکر سات بیت کی ایک غزل تم کو بھیجتا ہون - بھائی کیا کہون کہ کس مصیبت سے یہ چھ بیتین ہاتھ آئی ہین اور وہ بھی بلند رتبہ نہین ہے

بہت سہی غم گیتی شراب کم کیا ہے	غلام ساقی کوثر ہون مجکو غم کیا ہے

مطلع ثانی

رقیب پر ہے اگر لطف تو ستم کیا ہے	تمہاری طرز و روش جانتے ہین ہم کیا ہے
کٹے تو شب کہین کاٹے تو سانپ کہلاوے	کوئی بتاؤ کہ وہ زلف خم بخم کیا ہے
لکھا کرے کوئی احکام طالع مولود	کسے خبر ہے کہ وہان جنبش قلم کیا ہے
نہ حشر و نشر کا قائل نہ کیش و ملت کا	خدا کے واسطے ایسے کی پھر قسم کیا ہے
وہ داد و دید گرانمایہ شرط ہے ہمدم	وگرنہ مہر سلیمان و جام جم کیا ہے
سخن مین خامۂ غالب کی آتش افشانی	یقین ہے ہم کو بھی لیکن اب اسمین دم کیا ہے

لو صاحب تمہارا فرمان قضا توامان بجالایا مگر اس غزل کا مسودہ میرے پاس نہین ہے اگر باحتیاط رکھوگے اور اُردو کے دیوان کے حاشیہ پر چڑھا دوگے تو اچھا کروگے عمر فراوان و دولت فزون باد - فقط جمعہ ۲۲ - دسمبر ۱۸۶۵ء بارہ پر دو بجے تین کا عمل -

ایضاً مرزا رو برو بہ از پہلو آؤ میرے سامنے بیٹھو - آج صبح کے سات بجے باقر علیخان اور حسین علیخان مع ۴ اُمرغ ۶ بڑے اور ۸ چھوٹے لڑکے کے دلی کو روانہ ہوئے - دو آدمی میرے اُن کے ساتھ گئے - کلو اور لڑکا نیاز علی یعنی ڈیڑھ آدمی میرے پاس ہین - نواب صاحب نے وقت رخصت ایک ایک دوشالہ مرحمت کیا - مرزا نعیم بیگ ابن مرزا کریم بیگ دو ہفتہ سے یہان وارد ہین اور اپنی بہن کے یہان ساکن ہین کہتے ہین کہ تیرے ساتھ دلی چلونگا اور

دہان سے لوہارو جاؤنگا۔ میرے چلنے کا حال یہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی ہفتہ مین چلونگا۔
آپ چال چو کے اُردو لکھتے لکھتے جو خط مشتمل ایک مطلب پر تھا اُس کو تمنے فارسی مین لکھا
اور فارسی بھی متصدیانہ۔ نہین کرا میرکو اور اپنے بزرگ کو کبھی بصیغۂ مفرد نہ لکھین یہ وہی
چھوٹی سے بڑی ہے کا قصہ ہے۔ خیر خطانہ دکھاؤنگا کتب خانہ کہکر کام نکال لونگا
مین نے تو چلتے وقت فرخ سیر کے اتالیق کی زبانی بھائی کو کہلا بھیجا تھا کہ تم اگر کوئی اپنا مدعا
لکھو تو مین اسکی درستی کرا لاؤن جواب آیا کہ اور کچھہ مدعا نہین صرف مکان کا مقدمہ ہے سو
اُس مقدمہ مین میرے اور میرے شرکا کا وکیل وہان موجود ہے اگر وہ اس امر کا ذکر کرے
تو مین اُن سے اُن کے خالو علی اصغر خان کے نام عرضی یا خط لکھوا تا لاتا۔ بہرحال اب بھی
تمھاری صرتہ رہونگا۔ تاریخ اوپر لکھہ آیا نام اپنا بدل کر مغلوب رکھ لیا ہے۔

ایضًا یکشنبہ یکم اکتوبر ۱۸۶۵ء ہ

شکر ایزد که ترا با پدرت صلح فتاد	حوریان رقص کنان ساغر شکرانه زدند
قدسیان بہر دعاے تو دوالا پدرت	قرعۂ فال بنام من دیوانه زدند

میان تم جانتے ہو کہ مین عازم رامپور تھا اسباب مساعدت ہو گئے بشرط حیات جمعہ کو روانہ
ہونگا۔ رہ کے بالون کی خیر و عافیت علی حسین خان کی تحریر سے معلوم ہوتی رہتی ہے میرا لکھنا
زائد ہے ایکبار مین صاحب کمشنر کی عیادت کو گیا تھا فرخ مرزا بھی میرے ساتھ گیا تھا مزاج
کی خبر پوچھ آیا۔ بھائی صاحب کو میرا سلام کہنا۔ راقم غالب علی شاہ۔

ایضًا جانا جانا ایک خط میرا تمہارے دو خطون کے جواب مین تم کو پہنچا ہوگا۔ آج مین علی اصغر
خان بہادر کے گھر گیا اُن سے مین نے تذکرہ کیا فرمایا کہ فرخ سیر کی مان کو لکھ بھیجو کہ سال بھر
کی تنخواہ کی رسید بھیجدین یہان سے روپیہ بھیج دیا جائیگا۔ آج منگل ہے، شعبان کی
اونہ ۲۶- دسمبر کی۔ دونون بھتیجے تمھارے جمعہ کے دن ۲۲ - دسمبر کو روانہ دہلی ہوئے مین
پرسون یوم الخمیس کو مرحلہ پیما ہون گا ہ

ل ما آخر بہ منتہے - در اکرام دعزت	آخر ما جیب تمناتہی - از مال ودولت

لمان گرو بہ کہا کر فارسی لکھا کرو مجہہ سے ہندی کی چندی سُن - ایک تعلیل حضور نے دیی
ہے ایک علی اصغر خان سے اینٹھی دونون کل آئین گی - مرزا النعیم بیگ ابن مرزا کریم بیگ
تین ہفتہ سے یہان وارد اور اپنی بہن کے ہان ساکن ہین زادگی خدا نے چٹھی فقیر پر کی
اصلاح دیا مین فقط - غالب -

ایضاً صبح دوشنبہ شانزدہم از سہ صیام - میری جان - نئے مہمان کا قدم تم پر مبارک ہو
اللہ تعالی تمہاری اور اُس کی اور اُس کے بھائیون کی عمر و دولت مین برکت دے تمہاری طرز
تحریر سے صاف نہین معلوم ہوتا کہ سعید ہے یا سعیدہ ہے ثاقب اس کو عزیز اور غالب
عزیزہ جانتا ہے - واضح لکھو تا احتمال رفع ہو خط ثاقب کے نام کا تو یہ تو یہ خط کاتے کو ایک
تختہ کاغذ کا ہین نئے سر سے پڑھا لطیفہ و بذلہ و شوخی و شوخ چشمی کا بیان جب کرتا کہ فحوائے
عبارت سے جگر خون نہ ہو جاتا - بھائی کا غم جدا - ایسا سخن گزار - ایسا زبان آور - ایسا عیار
طرارین عاجز و درماندہ و از کار رفتہ ہو جائے - تمہارا غم جدا - سا غر اول وہ رو کیا دل لیکر آئے
کیا زبان لے کر آئے کیا قلم لے کر آئے - کیا عقل لے کر آئے اور پھر کسی روش کو برت نہ سکے
کسی شیوہ کی داد نہ پائی گویا نظیری تمہاری زبان سے کہتا ہے ؎

جوہر بینش من در تہ زنگار بماند	آنکہ آئینہ من ساخت نپرداخت دریغ

بھائی اس معرض مین مین بھی تیرا ہم طالع اور ہمدرد ہون اگرچہ یک فنہ ہون مگر مجھے اپنے
ایمان کی قسم مین نے اپنی نظم و نثر کی داد باندازہ بایست پائی نہین آپ ہی کہا آپ ہی سمجھا
قلندری و آزادگی و ایثار و کرم کے جو دواعی میرے خالق نے مجھ مین بھر دئے ہین بقدر
ایک ظہور مین نہ آئے نہ وہ طاقت جسمانی کہ ایک لاٹھی ہات مین لون اور اُس مین
شطرنجی اور ایک ٹین کا لوٹا مع سوت کی رسی کے لٹکا لون اور پیادہ پا چل دون کبھی شیراز
جا نکلا کبھی مصر مین جا ٹھہرا کبھی نجف جا پہنچا نہ وہ دستگاہ کہ ایک عالم کا میزبان بن جاؤن

اگر تمام عالم مین نہو سکے نہ سہی جس شہر مین رہون اُس شہر مین تو بھوکا ننگا نظر نہ آئے ۵

نہ بستان سرائے نہ میخانہ | نہ دستان سرائے نہ جانانہ
نہ رقص پری پیکران بر بساط | نہ غوغاے رامشگران در رباط

خدا کا مقہور۔ خلق کا مردود۔ بوڑھا ناتوان بیمار فقیر نکبت مین گرفتار تمہارے حال مین غور کی اور چاہا کہ اس کا نظیر بہم پہنچاؤن۔ واقعہ کربلا سے نسبت نہین دے سکتا۔ لیکن واللہ تمہارا حال اُس ریگستان مین بعینہ ایسا ہے جیسا مسلم ابن عقیل کا حال کوفہ مین تھا تمہارا خالق تمہاری اور تمہارے بچون کی جان و آبرو کا نگہبان رہے اور معاملات کلام و کمال سے قطع نظر کرو۔ وہ جو کسی کو بھیک مانگتے نہ دیکھ سکے اور خود در بدر بھیک مانگے وہ مین ہون۔

ایضاً جانشنگاد سہ شنبہ دوازدہم نومبر ۱۸۶۱ء۔ آج جس وقت کہ روٹی کھانے کو گھر جاتا تھا شہاب الدین خان تمہارا خط اور مصری کی ٹھلیا لے کر آئے مین اُسکو لیکر گھر گیا اپنے سامنے مصری تلوائی آدھ پاؤ اوپر دو سیر نکلی خانہ دولت آباد یہی کافی و وافی ہے اور اب حاجت نہین روٹی کھا کر باہر آیا تمہارے ابن عم کا آدمی جواب خط کا متقاضی ہوا کہ شتر سوار جانے والا ہے مین کھانا کھا کر لیٹنے کا عادی ہون لیٹے لیٹے مصری کی رسید لکھدی۔ مطالب مندرجہ خط کا جواب بشرط حیات کل بھیجون گا۔ غالب۔

ایضاً اقبال نشانا بخیر و عافیت و فتح و نصرت لوہارو پہنچنا مبارک ہو مقصود ان سطور کی تحریر سے یہ ہے کہ مطبع اکمل المطابع مین چند احباب میرے مسودات اُردو کے جمع کرنے پر اور اُس کے چھپوانے پر آمادہ ہوئے ہین مجھ سے مسودات مانگے ہین اور اطراف و جوانب سے بھی فراہم کیے ہین۔ مین مسودہ نہین رکھتا جو لکھا وہ جہان بھیجنا ہوا وہان بھیج دیا یقین ہے کہ خط میرے تمہارے پاس بہت ہونگے اگر اُن کا ایک پارسل بنا کر بیرنگ ڈاک بھیج دوگے یا آج کل مین کوئی ادہر آنے والا ہو اُس کو دیدوگے تو موجب میری خوشی کا ہوگا مین ایسا جانتا ہون کہ اُس کے چھاپے جانے سے تم بھی خوش ہوگے بچون کو دعا۔ غالب

ایضاً جان غالب یاد آتا ہے کہ تمہارے عم نامدار سے سنا ہے کہ لغات دساتیر کی فرہنگ
وہان ہے اگر ہوتی تو کیون نہ تم بھیج دیتے خیر مصرع انچہ ما درکار داریم اکثرے درکار نیست
تم تیرہ برس ہوا اس نہال کہ جس نے میری آنکھون کے سامنے نشو و نما پائی ہے۔ اور مین
ہوا خواہ و سایہ نشین اس نہال کا رہا ہون کیون کر تم مجکو عزیز نہ ہوگے۔ رہی دید وا دید سو کلی
وہ صورتیت تم دلی مین آؤ یا مین وہان آؤن۔ تم مجبور مین معذور۔ خود کہتا ہون کہ میرا عذر زنہار
مسموع نہو جب تک نہ سمجھ لو کہ مین کون ہون اور ماجرا کیا ہے۔ سنو عالم دو ہین ایک عالم
ارواح اور ایک عالم آب و گل۔ حاکم ان دونون عالمون کا وہ ایک ہے جو خود فرماتا ہے
لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ اور پھر آپ جواب دیتا ہے لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ہر چند قاعدہ عام یہ
ہے کہ عالم آب و گل کے مجرم عالم ارواح مین سزا پاتے ہین لیکن یون بھی ہوا ہے کہ عالم ارواح کے
گنہگار کو دنیا مین بھیج کر سزا دیتے ہین چنانچہ مین آٹھوین رجب ۱۲۱۲ھ مین روبکاری کے واسطے
یہان بھیجا گیا ۱۳ برس حوالات مین رہا۔ ۷ رجب ۱۲۲۵ھ کو میرے واسطے حکم دوام حبس
صادر ہوا۔ ایک بیڑی میرے پاؤن مین ڈال دی اور دلی شہر کو زندان مقرر کیا اور مجھے اس
زندان مین ڈال دیا۔ فکر نظم و نثر کو مشقت ٹھہرایا۔ برسون کے بعد مین جیل خانہ سے بھاگا۔
تین برس بلاد شرقیہ مین پھرتا رہا۔ پایان کار مجھے کلکتہ سے پکڑ لائے اور پھر اسی مجلس مین
بٹھا دیا۔ جب دیکھا کہ یہ قیدی گریزپا ہے دو ہتکڑیان اور بڑھا دین۔ پانو بیڑی سے فگار
ہاتھ ہتکڑیون سے زخم دار مشقت مقرری اور مشکل ہو گئی طاقت یک قلم زائل ہو گئی
بیحیا ہون سال گزشتہ بیڑی کو زاویہ زندان مین چھوڑ مع دونون ہتکڑیون کے بھاگا
میرٹھ مرادآباد ہوتا ہوا رامپور پہنچا کچھ دن کم دو مہینے وہان رہا تھا کہ پھر پکڑا آیا اب عہد کیا کہ پھر نہ
بھاگون کیا بھاگونگا بھاگنے کی طاقت بھی تو نہ رہی۔ حکم رہائی دیکھئے کب صادر ہو ایک ضعیف سا
احتمال ہے کہ اس ماہ ذی الحجہ مین چھوٹ جاؤن۔ بہر تقدیر بعد رہائی کے
اپنے گھر کے اور کہین نہین جاتا۔ مین بھی بعد نجات سیدھا عالم ارواح کو چلا جاؤنگا

فرخ آن روز کہ ازخانہ زندان بردم | سوے شہر خود ازین وادی ویران بردم

گانے مین غزل کے سات شعر کافی ہوتے ہین دو فارسی غزلین دو اردو غزلین اپنے حافظ کی تحویل مین بھیجتا ہون بھائی صاحب کی نذر

غزل

از حسرتم بجان نقاب تا کے | این گنج درین خراب تا کے
این گوہر یکہ فرد یا رب | آلودہ خاک و آب تا کے
این راہ مرو ملاک قدرے | را ماندہ خورد و خواب تا کے
بیتابی برق جز دمے نیست | تا این ہمہ اضطراب تا کے
جان در طلب نجات تا چند | دل و غضب عتاب تا کے
پرسش ز تو بے حساب باید | غمہاے و نحساب تا کے
غالب بہ چنین کشاکش اندر | یا حضرت بوتراب تا کے

...ش کہ گردش نجم گلہ بروے تو بود | چشم سوے فلک و روے سخن سوے تو بود
...ب شمع گمان کردی و رفتی بعتاب | نفسم پردہ کشاے اثر خوے تو بود
...ے صانع اگر نقش دہانت گم کرد | کان خود از حیرتیان رخ نیکوے تو بود
...ت باد مبادا این ہمہ رسوائی دل | کافر از پردگیان شکن موے تو بود
...ن دجان بہ تمناے شہادت دادن | ہم از اندیشہ آزردن بازوے تو بود
... دارم گرہے را کہ بکارم زدہ اند | کاین ہمانست کہ پیوستہ در ابروے تو بود
لالہ و گل دمد از طرف مزارش پس مرگ | تا چہا در دل غالب ہوس روے تو بود

...ک ان کے اشارے مین نشان اور | کرتے ہین محبت تو گزرتا ہے گمان اور
...تسید جہانتاب کا دھوکا | ہر روز دکھاتا ہون مین اک داغ نہان اور

ہے خون جگر جوش مین دل کھول کے روتا	ہوتے جو کئی دیدۂ خونناب فشان اور
یارب نہ وہ سمجھے ہین نہ سمجھین گے مری بات	دے اور دل اُن کو جو نہ دے مجکو زبان اور
تم شہر مین ہو تو ہمین کیا غم جب اُٹھین گے	لے آئین گے بازار سے جا کر دل وجان اور
مرتا ہون اس آواز پہ ہر چند سر اڑ جائے	جلاد کو لیکن وہ کہے جائین کہ ہان اور

ہین اور بھی دنیا مین سخنور بہت اچھے
کہتے ہین کہ غالب کا ہے انداز بیان اور

اُس بزم مین مجھے نہین بنتی حیا کیے	بیٹھا رہا اگرچہ اشارے ہوا کیے
ضد کی ہے اور بات مگر خو بُری نہین	بھولے سے اس نے سیکڑون وعدے وفا کیے
صحبت مین غیر کی نہ پڑی ہو کہین یہ خو	دینے لگا ہے بوسے بغیر التجا کیے
رکھتا پھرون ہون خرقہ و سجادہ رہن مے	مدت ہوئی ہے دعوت آب و ہوا کیے
کس روز تہمتین نہ تراشا کیے عدو	کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کیے

غالب تمہین کہو کہ ملے گا جواب کیا
مانا کہ تم کہا کیے اور وہ سُنا کیے

ایضاً سعادت و اقبال نشان میرزا علاء الدین خان بہادر کو فقیر اسد اللہ کی دعا پہنچے کل شام کو مخدوم مکرم جناب آغا محمد حسین صاحب شیرازی بسواری ریل مانند دولت خواب کہ ناگاہ آوے فقیر کے تکیہ مین تشریف لائے۔ شب کو جناب ڈپٹی ولایت حسین خان کے مکان مین آرام فرمایا اب وہان آتے ہین۔ قریب طلوع آفتاب بچشم نیم باز یہ رقعہ تمہارے نام لکھا ہی جو کچھ جی چاہتا ہے وہ مفصل نہین لکھ سکتا مختصر مقدم آغا صاحب کو دیکھ کر یون سمجھا کہ میرا بوڑھا چچا غالب جوان ہو کر میلے کی سیر کو حاضر ہوا ہے۔ پس نور چشمان راحت جان مرزا باقر علیخان بہادر و مرزا حسین علیخان بہادر جناب آغا صاحب کا قدمبوسی بجا لائین اور اُن کی خدمت گزاری کو اپنی سعادت اور میری خوشنودی سمجھین بس

ہاں مرزا علائی اگر کرنیل الگزنڈر اسکنر بہادر سے ملاقات ہو تو میرا سلام کہنا۔

ایضاً صاحب میری داستان سنیے۔ پنشن بے کم و کاست جاری ہوا۔ زرِ مجتمعہ سہ سالہ یکمشت مل گیا۔ بعد ادائے حقوق چار سو روپیہ دینے باقی رہے اور ستاسی روپیہ گیارہ آنے مجھے بچے مئی کا مہینہ بدستور ملا۔ آخر جون میں حکم آگیا کہ پنشن دار علی العموم ششماہی پایا کریں ماہ بماہ پنشن تقسیم نہ ہوا کرے۔ میں دس بارہ برس سے حکیم محمد حسن خان کی حویلی میں رہتا ہوں۔ اب وہ حویلی غلام اللہ خان نے مول لے لی۔ آخر جون میں مجھ سے کہا کہ حویلی خالی کر دو۔ اب مجھے فکر پڑی کہ کہیں دو حویلیاں قریب بہم ایسی ملیں کہ ایک محل سرا اور ایک دیوان خانہ ہو۔ نہ ملیں ناچار یہ چاہا کہ بلی ماروں میں ایک مکان ایسا لے کر جس میں جا رہوں نہ ملا۔ تمہاری پھوپھی نے بیکس نوازی کی۔ کھوڑے والی حویلی مجھکو رہنے کو دی۔ ہر چند وہ رعایت مرعی نہ رہی کہ محل سرا قریب ہو مگر خیر بہت دور بھی نہیں کل یا پرسوں وہاں جا رہوں گا۔ ایک پاؤں زمین پر ہے ایک پاؤں رکاب میں۔ نوشتہ کا وہ حال گوشے کی یہ صورت۔ کل شنبہ ۱۰۔ ذی الحجہ کی اور ۷ جون کی پہر دن چڑھے تمہارا خط پہنچا۔ دو گھڑی کے بعد سُنا گیا کہ امین الدین خان صاحب نے اپنی کوٹھی میں نزول اجلال کیا پہر دن رہے ازراہ مہربانی ناگاہ میرے ہاں تشریف لائے میں نے اُن کو دُبلا و افسردہ پایا۔ دل کڑھا۔ علاء الدین خان بھی آیا اُس سے بھی ملا۔ میں نے تمہیں پوچھا کہ وہ کیوں نہیں آئے۔ بھائی صاحب بولے کہ جب میں یہاں آیا تو کوئی وہاں بھی تو رہے اور اس سے علاوہ وہ اپنے بیٹے کو بہت چاہتے ہیں۔ میں نے کہا اتنا ہی جتنا تم اُس کو چاہتے تھے ہنسنے لگے غرض کہ میں نے بظاہر اُن کو تم سے اچھا پایا۔ آگے تم لوگوں کے دلوں کا مالک اللہ ہے۔ راقم غالب۔

نگاشتہ دروان داشتہ یکشنبہ بین الظہر والعصر۔

ایضاً چہارشنبہ ۲۵ ستمبر سنہ ۱۸۶۱ء ہنگام نیمروز۔ علائی مولائی اِس وقت تمہارا خط پہنچا۔ اُدھر پڑھا اُدھر جواب لکھا۔ واہ کیا کہنا ہے رامپور کے علاقہ کو گاؤخشنگ[۱] اور مجکو بیل یا اُس

[۱] گاؤخشنگ کو ہندی میں آر کہتے ہیں۔ کہ جس سے گاڑی بان بیلوں کو گاڑی ہانکتے ہیں۔ ۱۲

پیوند کے طعنہ کو تازیانہ اور مجکو گھوڑا بنایا وہ علاقہ اور وہ پیوند لوہارو کے سفر کا مانع و مزاحم کیون ہو۔ رئیس کی طرف سے بطریق وکیل محکمہ کمشنری مین متعین نہین ہون جس طرح امرا واسطے فقرا کے وجہ معاش مقرر کردیتے ہین اسی طرح اس سرکار سے میرے واسطے مقرر ہے۔ ہان فقیر سے دعاے خیر اور مجھ سے اصلاح نظم مطلوب ہے جب چاہون دلی رہون چاہون اکبرآباد۔ چاہون لاہور۔ چاہون لوہارو۔ ایک گاڑی کپڑون کے واسطے کرایہ کرون کپڑون کے صندوق مین آدھی درجن شراب دھر دون۔ آٹھ کہار ٹھیکہ کے لوتی۔ چار آدمی رکھتا ہون۔ دو یہان چھوڑون دو ساتھ لون چل دون۔ رامپور سے جو لفافہ آیا کرے گا لڑکوں کا حافظ لوہارو بھجوایا کرے گا۔ گاڑی ہوسکتی ہے۔ شراب مل سکتی ہے۔ کہار بہم پہنچ سکتے ہین۔ طاقت کہان سے لاؤن۔ روٹی کھانے کو باہر کے مکان مین سے محلسرا مین کہ وہ بہت قریب ہے جب جاتا ہون تو ہندوستانی گھڑی بھر مین دم ٹھہرتا ہے اور یہی حال دیوانخانہ مین آکر ہوتا ہے۔ والی رامپور نے بھی تو مرشدزادہ کی شادی مین بلایا تھا یہی لکھا تھا کہ مین معدوم محض ہون تمھارا اقبال تمھارے کلام کو اصلاح دیتا ہے اس سے بڑھکر مجھ سے خدمت نہ چاہو۔ بھائی کے اور تمھارے دیکھنے کو جی بہت چاہتا ہے پر کیا کرون عقرب و قوس کے آفتاب یعنی نومبر دسمبر مین قصد تو کرونگا کاش لوہارو کی جگہ گوڑگانوہ ہوتا یا بادشاہ پور ہوتا۔ کہوگے کہ رامپور کیا نزدیک ہے وہان گئے کو دو برس ہوگئے یہان انحطاط و اضمحلال روز افزون نہ تم یہان آسکتے ہو نہ مجھ مین وہان آنے کا دم۔ بس اگر نومبر دسمبر مین میرا خیر حملہ چل گیا بہتر ورنہ

مصرع اے واے زمحرومی دیدار دگر ہیچ ۔ غالب ۔

ایضاً۔ اقبال نشان مرزا علاؤالدین خان بہادر کو غالب گوشہ نشین کی دعا پہنچے۔ برخوردار علی حسین خان آیا مجھ سے ملا بھائی کا حال اُسکی زبانی معلوم ہوا۔ حق تعالی اپنا فضل کرے الولد سر لابیہ تم اُسکے مصداق کیون بنے۔ خفقان و مراق اگرچہ تمھارا خانہ زاد موروثی ہے لیکن آج تک تمھاری خدمت مین حاضر نہ ہوا تھا اب کیون آیا۔ اگر آیا تو ہرگز اُسکو ٹھہرنے

نہ دو۔ ہانک دو خبردار اسکو اپنے پاس رہنے نہ دینا شفیق مکرم و لطف مجسم منشی نولکشور صاحب بمبئی ڈاک یہان آئے مجھ سے اور تمہارے چچا اور تمہارے بھائی شہاب الدین خان سے ملے۔ خالق نے اُن کو زہرہ کی صورت اور مشتری کی سیرت عطا کی ہے۔ گویا بجاے خود قران السعدین ہین۔ تم سے مین نے کچھہ نہ کہا تھا اور کلیات کے دس مجلد کی قیمت صہ مان لئے تھے اب اُن سے جو ذکر آیا تو اُنہون نے پہلی قیمت ٹھہرہ اخبار یعنی قبول کی یعنی عہ فی جلد۔ اس صورت مین دس مجلد کے صہ مین دونہ اور عہ تم دو ہگی صہ مطبع اودہ اخبار مین پہنچانے چاہئین مین دسمبر ماہ حال کی دسوین گیارہوین کو طالب ہونگا۔ کہو عہ علی حسین خانکو دیدون۔ کہو لکھنو بھیج دون۔ اس نگارش کا جواب جلد لکھو۔ بھائی صاحب کی خدمت مین میرا سلام کہنا۔ اور اُستاد میر جان کے میری طرف سے قدم لینا نجات کا طالب غالب پنجشنبہ ۱۲۔ جمادی الثانی سال غفر مطابق ۳ دسمبر سال ۱۸۶۳ کیا غضب ہے یہ گویا تاریخ وفات جناب نواب گورنر جنرل لارڈ الگن صاحب بہادر کی ہے۔

ایضاً جمعہ نہم رجب و دسمبر میری جان تمہارا خط بھی آیا۔ اور علی حسین خان نجم الدین بھی تشریف لایا۔ اگر سرنوشت آسمانی مین بھی اواخر رجب یا اوائل شعبان مین ہمارا تمہارا مل بیٹھنا مندرج ہے تو زبانی کہہ سن لین گے۔ قلم کو ان اسرار کی محرمیت نہین ہے جو شخص اپنے ملک مال و جان و تن و ننگ و نام کے امور مین آشفتہ و سرگردان بلکہ عاجز و حیران ہو دوسرے کو اس سے کیا گلا ہاے نظیری

با ما جفا و ناخوشی با خود غرور و سرکشی
از ما نہ از خود نہ آخر از ان کیستی

محل عقل و ہوش دماغ سو تباہ۔ افیون کا منحر ہو جانا علاوہ اللہ جو چاہے سو کرے ایسا پیارا باغ و بہار بھائی یون بگڑ جائے۔ نجات کا طالب غالب۔

ایضاً پنجشنبہ ۲۶۔ رمضان۔ صاحب کل تمہارا خط پہنچا آج اُسکا جواب لکھکر روانہ کرتا ہون رجب بیگ شعبان بیگ۔ رمضان بیگ یہ نامور مہینے ہین سو خالی گئے شوال بیگ آدمی

کا نام نہین سُنا- ہان عیدی بیگ ہو سکتا ہے پس جب عید ہے اور روز سعید ہے تو کیا بعید ہے کہ بخلاف شہور ثلثہ ماضیہ اس مہینے مین تم آسکو ہے ہے مین تو کہتا ہون نہ آسکو اس ماہ مبارک مین امضاے حکم سرکار کا وہ ہنگامہ گرم ہو کہ پارسیون کی عید کوسہ برنشین کا گمان گزرے دور کیون جاؤ ہولی کی ڈولنڈی کا سمان لوہارو مین بندھ جائے- ایک خر سوار کی سواری بڑی دھوم سے نکلی حسن اتفاق یہ کہ یہ وہی موسم ہے ہولی اور عید کوسہ برنشین کا زمانہ باہم ہے حوت کے آفتاب مین یہ دونون تہوار ہوتے ہین- کل آفتاب حوت مین آیا ہے کوسہ برنشین اور ہولی کا مژدہ لایا ہے- خیر مین چند روز اور کشمکش فراق اور تیرے دید کا مشتاق رہون تو کوسہ برنشین اور ہولی کی رنگ رلیان منائے اور خر سوار کو بضرب تازیانہ دوڑائے علاؤالدین خان واللہ تو میرا فرزند روحانی معنوی ہے فرق اسی قدر ہے کہ مین جاہل ہون اور تو مولوی ہے- ارے ظالم اس کوسہ برنشین کی داد دے- عقل کرامت ہے الہام ہے لطف طبع ہے کیا ہے یہ اسم کس قدر مناسب مقام ہے صبیہ کا مقدم تم پر مبارک ہو ثاقب مجھ سے لڑتا تھا کہ بھتیجا ہے کہ مین کہتا تھا کہ پوتی ہے بارے مین جیتا اور ثاقب ہارا- ع رقعہ جداگانہ اُستاد میرجان صاحب کے نام پہنچتا ہے-

ایضاً میری جان علائی ہمہ دان اس دفعہ دخل مقدر کیا کہنا ہے فرہنگ لغات وساتیر تمہارے پاس ہے مین چاہتا تھا کہ اُسکی نقل تم سے منگاؤن تم نے وساتیر مجھ سے مانگی اُسی صحیفہ مقدس کی قسم کہ وہ میرے پاس نہین ہے- جی مین کہو گے کہ اگر وساتیر نہین تو فرہنگ کی خواہش کیون ہے حق یون ہے کہ بعض لغات کے اعراب یاد نہین اسواسطے فرہنگ کی خواہش ہے- اگر اُس فرہنگ کی نقل بھیج دو گے تو مجھ پر احسان کرو گے وساتیر میرے پاس ہوتی تو آج اس خط کے ساتھ اُس کا بھی پارسل بھیج دیتا- ہان صاحب اگر وساتیر ہوتی اور مین بھیج دیتا تو البتہ بھائی صاحب کا مشکور ہوتا- دین و دنیا مین کیون ماجور ہوتا ارسال اہدا پر حصول اجر کیون مرتب ہو گیا- بھائی وہ مذہب اختیار کیا چاہتے ہین اور تم اُس مذہب کو

حق جانتے ہو کہ مین جو واسطہ اُس کے اعلان وشیوع کا ہوتا تو عنداللہ مجکو استحقاق اجر پانے کا پیدا ہوتا - اپنے باپ کو سمجھاؤ اور ایک شعر میر اور ایک شعر حافظ کا اور ایک شعر مولوی روم کا سُناؤ - غالب -

دولت بغلط نبود از سعی پشیمان شو	غالب	کافر نتوانی شد ناچار مسلمان شو
جنگ هفتاد و دو ملت همه را عذر بنه	حافظ	چون ندیدند حقیقت ره افسانه زدند
مذہب عاشق ز مذہبها جدا است	مولوی روم	عاشقان را مذہب و ملت جدا است

رات کو خوب مینہ برسا ہے صبح کو تھم گیا ہے ہوا سرد چل رہی ہے - ابر تنک چھا رہا ہے یقین ہے کہ تمہاری جدہ ماجدہ مع اپنی بہو اور پوتے کے روانہ لوہارو ہوں - کل آج کی روانگی کی خبر تھی - یہ لڑکا سعید ازلی ہے - ابر کا محیط ہونا اور ہوا کا سرد ہو جانا خاص اسکی آسایش کے واسطے ہے میرا نظر سر راہ ہے وہان بیٹھا ہوا یہ خط لکھ رہا ہون - محمد علی بیگ اُدہر سے نکلا بھئی محمد علی بیگ لوہارو کی سواریان روانہ ہو گئین حضرت ابھی نہین گیا آج نہ جائین گے آج ضرور جائین گے تیاری ہو رہی ہے - مرقومہ شنبہ یکم جون وقت صبح ۶ بجے کی عمل ہین غالب

ایضاً یکشنبہ ۳۰ محرم ۱۲۸۰ھ مطابق ۲۱ جون ۱۸۶۳ء - میری جان مرزا علی حسین خان آئے اور مجھ سے ملے - مین نے خطوط مرسلہ تمہارے یکمشت اُن کو دے - اب تمہارے پاس پہنچنے کا اُن کو اختیار ہے رسید کا البتہ مجھے انتظار ہے - علی حسین خان سے آنے کی حقیقت اور یہان اقامت کی مدت پوچھی گئی جواب پایا کہ ایک مہینہ دس دن کی رخصت لے کر آیا ہون بی بی بیمار ہے اُس کا استعلاج منظور ہے - میری جان علی حسین خان کے کام آئے تو دریغ نہ کرون بھلا یہ مبالغہ سہی بلکہ بے شک تبلیغ و غلو ہے لیکن قریب قریب اس کے یعنی جو چیز امکان سے باہر نہ ہو اس مین قصور کیون کر کیا جائے گا بلکہ شاید تمہاری سپارش کی بھی حاجت نہ ہو - مگر سوچو کہ آئین غمخواری و اندوہ گساری کیا ہو گی - میرزا بد وضع و بدروش نہین کہ پند و بند کا محتاج ہو کوئی اُسکا مقدمہ کسی محکمہ مین دائر نہین کہ مصلحت و

مشورت کی احتیاج ہو رہے امور خانگی یعنی بی بی اور اُسکے آبا اور اخوان کے معاملے اُس مین نہ تم کو دخل نہ مجکو مداخلت تم علی حسین خان کو اس پیوند پر کیا کیا چھیڑتے ہو اور یہ نہین سمجھتے کہ اُس کا دادا کتنا بڑا آدمی تھا اور اُس کے دادا کی اور اُس کی سسرال ایک ہے یہ ذریعہ فخر ہے اُس کو اور اُس کے طفیل سے تم کو بلکہ تھوڑی سی نازش اگر مجہ ننگ اقربا کے حصہ مین بھی آجائے تو کچھ بعید نہین ہر چند تمہارا ہر کلمہ ایک بذلہ ہے لیکن اس خسرو خسروانی نے مار ڈالا کیا کہون جو مجکو مزا ملا ہے کہان خسرو خسروان لغات عربی الاصل اور کہان روزمرہ مشہور کہ خسر سسرے کو کہتے ہین صنعت اشتقاق وطباق کو کس سینہ زوری سے برتا ہے اچھا میر امیان یہ خسر بمعنی پدر زن کیا لفظ ہے حروف ہین الفارسی والعربی مشترک ہین۔ لیکن ان معنون مین نہ فارسی ہے نہ عربی ہے فارسی مین پدر زن بہ فک اضافت کہتے ہین۔ عربی مین جسطرح بمعنی نقصان منصرف ہے۔ شاید سسرے کا اسم جامد بھی ہو فی الحقیقت سسرے کی تفریس وتعریب ہو یہ پرسش نہ بسبیل استہزا ہے بلکہ بطریق استفسار و استعلام ہے جو تمہین معلوم ہو بلکہ اگر تم پر مجہول ہو تو معلوم کر کے مجھے لکھ بھیجو۔ یوسف علیخان عزیز مانند اُس دہقان کے کہ جو دانہ ڈال کے مینہ کا منتظر ہو اور ابر آئے اور نہ برسے مضطر و حیران ہے علی حسین خان آتے ہین علی حسین خان آتے ہین آئے وہ آئے تو کیا لائے۔ غالب۔

ایضاً میرزا نسیمی کو دعا پہنچے۔ آنکھ کی گھاجنی جب خود بخود پھوٹ گئی تھی اور پیپ نکل گئی تھی تو نشتر کیون کہایا۔ مگر یہ کہ بطریق خوشامد طبیب سے رجوع کی جب اُس نے نشتر تجویز کیا خواہی نخواہی امتثال امر کرنا پڑا اور شاید یون ہنوز کچھ مادہ باقی ہو۔ بہرحال حق تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے شفا بخشے قطعہ

بسکہ فعال ما یرید ہے آج	ہر سلحشور انگلستان کا
گھر سے بازار مین نکلتے ہوئے	زہرہ ہوتا ہے آب انسان کا
چوک جس کو کہین وہ مقتل ہے	گھر بنا ہے نمونہ زندان کا

شہر دہلی کا ذرہ ذرہ خاک	تشنۂ خون ہے ہر مسلمان کا
کوئی وہان سے نہ آسکے یہان تک	آدمی وہان نہ جاسکے یہان کا
مین نے مانا کہ مل گئے پھر کیا	وہی رونا تن و دل و جان کا
گاہ جل کر کیا کیے شکوے	سوزش داغہاے پنہان کا
گاہ رو کر کہا کیے باہم	ماجرا دیدہ ہاے گریان کا
اس طرح کے وصال سے یارب	کیا مٹے دل سے داغ ہجران کا

ایضاً یار بھتیجے گویا بھائی مولانا علائی خدا کی دُہائی نہ مین ویسا ہونگا جیسا تم نے سمجھا ہے اور تم مجکو لکھ چکے ہو یعنی خفقانی اور خیال تراش نہ ویسا ہونگا جیسا میرزا علی حسین خان بہادر سمجھے ہونگے ہاے کاش کسے را انچہ ہستم داند۔ لوہارو جانے مین میرا انتظار اور میرے آنے کا تقریب شادی پر مدار یہ بھی شعبہ ہے اُنھین فنون کا جس سے تمہارے چچا کو گمان ہے مجھ پر جنون کا۔ جاگیردار مین نہ تھا کہ ایک جاگیردار مجھکو بلاتا۔ گویا مین نہ تھا کہ اپنا ساز و سامان لے کر چلا جاتا۔ دوجانے جاکر شادی کماؤن اور پھر اُس فصل مین کہ دُنیا کرہ نار ہو لوہارو بھائی کے دیکھنے کو نہ جاؤن اور پھر اُس موسم مین کہ جاڑے کی گرمی بازار ہو۔ کل اُستاد میرن جان صاحب نے تمہارا خط مجکو دکھایا ہے مین نے اُن کو جانے نہ جانے مین متردد پایا ہے جائین نہ جائین مین اپنی طرف سے ترغیب کرتا رہتا ہون۔ اور کہتا رہونگا غلام حسن خان اگر کسی وقت آجائینگے تو اُن کو تمہاری تحریر کا خلاصہ خاطر نشان کرونگا حق سبحانہ تعالی ان دونون صاحبون کو یا ایک کو ان مین سے توفیق دے یا مجکو طاقت یا تمکو انصاف کہ میرے نہ آنے کو دلی کی وابستگی پر محمول نہ کرو مجکو رشک ہے جزیرہ نشینون کے حال پر عموماً اور رئیس فرخ آباد پر خصوصاً کہ جہاز سے اُتر کر سرزمین عرب مین چھوڑ دیا۔ اہاہاہا ہاے

پڑے گر بیمار تو کوئی نہو تیماردار	اور اگر مرجائے تو نوحہ خوان کوئی نہو

کلیات کے انطباع کا اختتام اپنی زیست مین مجکو نظر نہین آتا - قاطع برہان کا چھاپا تمام
ہوگیا - حق التصنیف کی ایک جلد میرے پاس آگئی وہ تمہارے عم نامدار کے نذر ہوئی باقی جلدین
جنکا مین خریدار ہوا ہون اور درخواست میرے مطبع مین داخل ہے جب تک قیمت نہ بھیجدون
کیونکر آئین - روپیہ کی تدبیر مین ہون اگر ہم پہنچ جائے تو بھیجدون - تمہارے پاس جو قاطع برہان
پہنچی ہے اگر چھاپے کی ہے تو صحیح ہے جہان تردد ہو غلطنامہ ملحقہ مین دیکھ لو - زیادہ انکشاف
منظور ہو مجھ سے پوچھ لو - اگر قلمی ہے تو درجہ اعتبار سے ساقط ہے اُسکو میری تالیف نہ سمجھو بلکہ
مجکو مول نے لو اور اُسکو پھاڑ ڈالو - آج یوم الخمیس ۱۹ جون المبارک بارہ پر تین بجے تمہارا
خط آیا اودہر پڑھا ادہر جواب لکھنے بیٹھا - یہان تک لکھ چکا تھا کہ شیخ شہاب الدین سہروردی
آئے تمہارا خط اُن کو دیا وہ پڑھ رہے ہین ہم لکھ رہے ہین ابر آیا ہوا ہے ہوا سرد چل رہی ہے -

ایضاً میان تم میرے ساتھ وہ معاملے کرتے ہو جو احبا سے مرسوم و معمول ہین خیر تمہارا حکم بجا لایا
غزل بعد اصلاح کے پہنچتی ہے - جناب لفٹنٹ گورنر بہادر نے دربار کیا میری تعظیم و توقیر اور میرے
حال پر لطف و عنایت میری ارزش و استحقاق سے زیادہ بلکہ میری خواہش اور تصور سے
سوا مبذول کی - اس ہجوم امراض جسمانی اور آلام روحانی کو ان باتون سے کیا ہوتا ہے ہر دم
دم نزع ہے دل غم سے خونریز ہوگیا ہے کہ کسی بات سے خوش نہین ہوسکتا - مرگ کو نجات سمجھے
ہوئے ہون اور نجات کا طالب ہون - کئی دن سے کوئی تحریر دلپذیر تمہاری نظر نہین آئی نہ
مجھے تم نے یاد کیا نہ اپنے بھائی کو کچھ لکھا - اب اس خط کا جواب جلد لکھو پہلے اپنے بچون کا
حال پھر وہان کے اوضاع جیسا تمہارا قاعدہ ہے منقح اور مفصل لکھو - فقط نجات کا طالب غالب

ایضاً میری جان تخلص تمہارا بہت پاکیزہ اور میری پسند ہے بشمی کو بہ تکلف ستم کا مصحف کیون
ٹھہراؤ یہ میدان تو بہت فراخ ہے - خدا کی شے کو جیم فارسی سے بدل دو - بنی کو تقدیم موحدہ
علی النون لکھو - یہ وساوس دل سے دور کرو - رہرو ایک اچھا تخلص ہے رہرو اُسکی تجنیس
موجود ہے - شیون ایک اچھا تخلص ہے ستون اُسکی تصحیف ہے - تمہارے واسطے بہت مناسبت

اسم عالی تخلص خوب تھا۔ مگر اس تخلص کا ایک شاعر بہت بڑا نامی گذر چکا ہے۔ ہان نامی سامی یہ دو تخلص بھی اچھے ہین۔ مولانا فائق کی پیروی کرو۔ مولانا لائق کہلاؤ۔ اگر کہو گے کہ اس ترکیب سے لفظ نالائق پیدا ہوتا ہے مولانا شائق بن جاؤ۔ ہنسی کی باتین ہو چکین اب حقیقت واجبی سنو۔ نسیمی تخلص۔ خماسی بروزن ظہوری ونظیری اچھا ہے اگر یہ لینا ہی منظور ہے تو نامی سامی رہرو شیون۔ یہ چار تخلص رباعی بروزن عرفی وغالب اچھے ہین ان مین سے ایک تخلص قرار دو۔ میرے نزدیک سب سے بہتر تمہارے واسطے خاص فخری تخلص بہتر ہے۔ کہو گے کہ آزادپور کے باغ مین ایک آم کا نام فخری ہے حاصل کلام دو دن کی فکر مین جو تخلص میرے خیال مین آئے وہ آج لکھ بھیجتا ہون۔ بھائی موید تخلص نیا ہے اگر یہ پسند آئے تو یہ رکھو۔ والدعا صبح یکشنبہ ۱۲ مئی ۱۸۶۱ء۔ نجات کا طالب غالب۔

ایضاً صاحب بہت دن سے تمہارا خط نہین آیا۔ آپ کا وکیل بڑا چرب زبان ہے۔ مقدمہ اُس نے جیت لیا چنانچہ اُسکی تحریر سے تمکو معلوم ہوا ہوگا۔ سنتا ہون کہ حمزہ خان کو ان دنون علت مشائخ کا زور ہے اور سعدی کی اس بات پر عمل کرتے ہین ؎

کسانے کہ یزدان پرستی کنند	بآواز دولاب مستی کنند

خدا مبارک کرے۔ غالب

ایضاً صبح یکشنبہ یکم مارچ ۱۸۶۲ء صاحب پرسون تمہارا خط آیا کل جمعہ کے دن نواب کا مسہل تھا ۱۱ بجے وہان سے آیا چونکہ جوب مین مکرر دو ائین تھین بہت بے چین رہے آٹھ دس دست آئے آخر روز مزاج بحال ہوگیا تنقیہ اچھا ہوا اب بفضل الٰہی اچھے ہین اور یقین ہے کہ مرض عود نکرے۔ دلی کی اقامت کی مدت اپنے والد کی راے پر رہنے دو بقدر مناسب وقت عوام خیر خواہانہ کچھہ کہون گا ضرور نہ با برام۔ مین تم سے زیادہ ان کا مزاج دان ہون یہ خود پسند اور معہذا سپارش کا دشمن ہے۔ مغلچیون کے مقدمہ کو طبیعت امکان پہ چھوڑ دو مین دخل نہ کرون گا۔ ہان اگر خود مجھ سے پوچھین گے یا میرے سامنے ذکر آجائیگا

تو میں اچھی کہونگا مصرع ع بریدہ باد زبانے کہ ناسزا گوید۔ جرأت مانتا اگر یہ دونوں بھائی یا ان میں سے ایک رفیق ہوگیا۔ یوں تمام عمر بخوشی گزرجائے لیکن تم کے برس۔ کے مہینے کئے۔ ہفتہ کا گرمینٹ لکھتے ہو۔ غالب۔

ایضاً میرزا علائی پہلے اُستاد میرجان صاحب کے قہر و غضب سے مجکو بچاؤ تاکہ میرے حواس جو منتشر ہوگئے ہیں جمع ہوجائیں ہیں اپنے کو کسیطرح کے قصور کا مورد نہیں جانتا جھگڑا اُن کی طرف سے ہے تم اُس کو یوں چکاؤ یعنی اگر اُن کو صرف آشنائی و ملاقات منظور ہے تو وہ میرے دوست ہیں شفیق ہیں میرا سلام قبول فرمائیں اور اگر قرابت و رشتہ داری ملحوظ ہے تو وہ میرے بھائی ہیں مگر عمر میں چھوٹے میری دعا قبول فرمائیں صاحبین کی رائے کا اختلاف مشہور ہے۔ مجھ سے کچھ نہیں ہوسکتا مگر ہر ایک قول جدا جدا لکھوں۔ آج نہ لکھا نہ سہی دو چار دن کے بعد لکھونگا تم سمجھ تو گئے ہو گے کہ صاحبین مرزا قربان علی بیگ اور مرزا شمشاد علی بیگ ہیں۔ بھائی صاحب کی رضا جوئی مجکو منظور اور یہ غزل معروض ہے میری طرف سے سلام کہو ؎

از من بگوی دلبر فرزانہ کہ مطرب — درنے دمد از روے نوازش دوسہ مرا

غزل

جز دفع غم ز بادہ نبود است کام ما — گوئی چراغ روز سیاہ است جام ما
در خلوتش گزر نبود باد را مگر — صرصر بخاک راہ رساند پیام ما
اے باد صبح عطرے ازاں پیرہن بیار — تسکین ز بوے گل نہ پذیرد مشام ما
ہر بار دانہ بہر ہما افگنیم و مور — آید بدام و دانہ رباید ز دام ما
گفتی چو حال دل شنود مہربان شود — مشکل کہ پیش دوست تواں برد نام ما
از ما بما پیام دہیم از ما بما سلام — رنج دلے مباد و پیام و سلام ما
مقصود ما ز دہر آئینہ نیستی ست — یارب کہ ہیچ دوست مباد ابکام ما

غالب بقول حضرت حافظ زفیض عشق — ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما

ایضاً میان چلتے وقت تمہارے چچا نے غلیل کی فرمائش کی تھی رامپور پہنچ کر وہ بے سعی وتلاش ہاتھ آگئی بنوا رکھی - لڑکون نے ملازمون نے سب نے مجھ سے سُن لیا کہ یہ نواب ضیاء الدین خان کے واسطے ہے اب چلنے سے ایک ہفتہ پہلے تم نے غلیل مانگی - بھائی کیا بتاؤن کہ کتنی جستجو کی کہین ہم نہ پہنچی دس روپیہ تک مول کو نہ ملی - نواب صاحب سے مانگی توشہ خانہ مین بھی نہ تھی ایک امیر کے ہان پتہ لگا دوڑا ہوا گیا کھینچی سو جو دیا لی لیکن کیا کھینچی جیسے نجف خان کے عہد کے تورانیون مین ہماری تمہاری ہڈی - بنوانے کی فرصت کہان آج کل چلدیا - اس بانس کی قدر کرنا اور اس کو اچھی طرح بنوا لینا - بادشاہ فرخ سیر اور اُسکے اخوان خوش وخرم ہین - فرخ سیر کی مان نے باجرے کا حلوا سوہان کھلایا نجات کا طالب

غالب - شنبہ ۲۴ شعبان ۱۲۸۰ جنوری

ایضاً جان غالب دو خط متواتر تمہارے پہنچے - معزی عرفا مین سے ہے - بیشتر اُس کے کلام مین مضامین حقیقت آگین ہین لیکن دامان گلہ دارد وگریبان گلہ دارد - اس زمین مین مین نے اُس کی غزل نہین دیکھی حاجی محمد جان قدسی کی غزل اس زمین مین ہے ؎

در بزم وصال تو بہنگام تماشا — نظارہ ز جنبیدن مژگان گلہ دارد

یہ ایک شعر اُس کا مجھے یاد ہے - بھائی تمہارا باپ بدگمان ہے یعنی مجکو زندہ سمجھتا ہے میرا سلام کہو اور یہ شعر میرا پڑھ سناؤ ؎

گمان زیست بود بر منت ز بیدردی — بد ست مرگ و لے بدتر از گمان تو نیست

تجھے کافور وکفن کی فکر پڑ رہی ہے وہ ستمگر شعر وسخن کا طالب ہے زندہ ہوتا تو وہین کیون نہ چلا آتا مجھ پر سے یہ تکلیف اُٹھوا لو اور تم اس زمین مین چند شعر لکھ کر بھیج دو مین اصلاح دے کر بھیجدونگا - عصائے پیر بجائے پیر - واللہ میرا کلام ہندی یا فارسی کچھ میرے پاس نہین ہے آگے جو کچھ حافظہ مین موجود تھا وہ لکھ بھیجا اب جو کچھ یاد آگیا وہ لکھتا ہون **غزل**

بامن کہ عاشقم سخن از ننگ و نام چیست ۔۔۔ در امر خاص حجت دستور عام چیست
مستم زخون دل کہ دو چشمم ازان پراست ۔۔۔ گوئی مخور شراب و نہ بینی بجام چیست
با دوست ہر کہ بادہ بخلوت خورد مدام ۔۔۔ داند کہ حور و کوثر و دار السلام چیست
ما خستۂ غمیم و لبود مے دواے ما ۔۔۔ باخستگان حدیث حلال و حرام چیست
از کاسۂ کرام نصیب ست خاک را ۔۔۔ تا از فلک نصیبۂ کاس کرام چیست
غالب اگر نہ خرقہ و مصحف بہم فروخت ۔۔۔ پرسد چرا کہ نرخ مے لعل فام چیست

ایضاً صاحب وہ مرزا رجب بیگ مرے اُنکی تعزیت آپنے نہ کی شعبان بیگ پیدا ہوگئے کل ان کی چھٹی ہوگئی آپ شریک نہ ہوئے **ع** اے واے ز محرومی دیدار دگر ہیچ ۔ میان خدا جانے کس طرح یہ چار سطرین تجکو لکھی ہین شہاب الدین خان کی بیماری نے میری زیست کا مزا کھو دیا ۔ مین کہتا ہون کہ اُس کی عوض مین مرجاؤن اللہ اُسکو جیتا رکھے اُس کا داغ مجکو نہ دکھاوے ۔ یارب اُسکو اس کی اولاد کے سر پر سلامت رکھ ۔ نجات کا طالب غالب

ایضاً مولانا نسیمی کیون خفا ہوتے ہو ہمیشہ سے اسلاف و اخلاف ہوتے چلے آئے ہین اگر نیر خلیفہ اول ہے تم خلیفہ ثانی ہو اُس کو عمر مین تم پر تقدم زمانی ہے جانشین دونون مگر ایک اول ہے اور ایک ثانی ہے ۔ شیر اپنے بچون کو شکار کا گوشت کھلاتا ہے ۔ طریق صید افگنی سکھاتا ہے جب وہ جوان ہوجاتے ہین آپ شکار کر کھاتے ہین تم سخنور ہوگئے حسن طبع خدا داد رکھتے ہو ۔ ولادت فرزند کی تاریخ کیون نہ کہو ۔ اسم تاریخی کیون نہ نکال لو کہ مجھ پیر غم زدہ دل مردہ کو تکلیف دو ۔ علاؤ الدین خان تیری جان کی قسم مین نے پہلے لڑکے کا اسم تاریخی نظم کردیا تھا اور وہ لڑکا نہ جیا مجکو اس وہم نے گھیرا ہے کہ میری نحوست طالع کی تاثیر تھی میرا ممدوح جیتا نہین ۔ نصیر الدین حیدر اور امجد علی شاہ ایک ایک قصیدہ مین چل دیے واجد علی شاہ تین قصیدون کے متحمل ہوئے پھر نہ سنبھل سکے جس کی مدح مین دس بیس قصیدے کہے گئے وہ عدم سے بھی پرے پہنچا ۔ صاحب دُہائی خدا کی مین نہ تاریخ ولادت کہونگا نہ نام

تاریخ ڈھونڈ دُنگا۔ حق تعالیٰ تم کو اور تمہاری اولاد کو سلامت رکھے اور عمر و دولت و اقبال عطا کرے۔ سنو صاحب حُسن پرستون کا ایک قاعدہ ہے وہ امرد کو دو چار برس گھٹا کر دیکھتے ہین۔ جانتے ہین کہ جوان ہے لیکن بچہ سمجھتے ہین یہ حال تمہاری قوم کا ہے۔ قسم شرعی کھا کر کہتا ہون کہ ایک شخص ہے کہ اُس کی عزت اور نام آوری جمہور کے نزدیک ثابت اور متحقق ہے اور تم صاحب بھی جانتے ہو مگر جب تک اُس سے قطع نظر نہ کرو اور اس مسخرے کو گمنام و ذلیل نہ سمجھ لو تم کو چین نہ آئے گا۔ پچاس برس سے دلی مین رہتا ہون۔ ہزارہا خط اطراف و جوانب سے آتے ہین بہت لوگ ایسے ہین کہ محلہ نہین لکھتے بہت لوگ ایسے ہین کہ محلہ سابق کا نام لکھ دیتے ہین احکام کے خطوط فارسی و انگریزی یہان تک کہ ولایت کے آئے ہوئے صرف شہر کا نام اور میرا نام یہ سب مراتب تم جانتے ہو اور ان خطوط کو دیکھ چکے ہو اور پھر مجھ سے پوچھتے ہو کہ اپنا مسکن بتا۔ اگر مین تمہارے نزدیک امیر نہین نہ سہی اہل حرفہ مین سے بھی نہین ہون کہ جب تک محلہ اور تھانہ نہ لکھا جائے ہرکارہ میرا پتہ نہ پائے۔ آپ صرف دھلی لکھ کر میرا نام لکھ دیا کیجیے خط کے پہنچنے کا مین ضامن۔ پنجشنبہ ۴۔ ماہ۔ اپریل

ایضاً میری جان ناسازی روزگار و بے ربطی اطوار و بطریق داغ بالائے داغ آزردے دیدار وہ دو آتش شرارہ بار اور یہ ایک دریاے ناپیدا کنار ربنا عذاب النار۔ خدا نے بھائی ضیاءالدین خان کے بڑھاپے پر اور میری بیکسی پر رحم فرمایا۔ میر شہاب الدین خان بچ گیا امراض مختلفہ مین گھر گیا تھا۔ بواسیر خونی زحیر تپ صداع باری اب من کل الوجوہ صحت حاصل ہے۔ ضعف جاتے ہی جائے گا آگے کون سے قوی تھے کہ اب اُن کو ضعیف کہا جائے ایک بڈھا کسی گلی مین جاتے جاتے ٹھوکر کھا کر پڑا کہنے لگا ہائے بڑھاپا اودھر اُدھر دیکھا جب جانا کہ کوئی نہین ہے کہتا ہوا بڈھا کہ جوانی مین کیا پتھر پڑتے تھے والسلام

غالب مستہام۔

ایضاً او صاحب پرسون تمہارا خط آیا اور کل دوپہر کو اُستاد میر جان آئے جب اُن سے کہا گیا تو یہ

جواب پایا کہ مین مدت سے آمادہ سفر لوہارو بیٹھا ہون حکیم صاحب کی گاڑی کی روانگی کے وقت مین نے اپنی گٹھری بھیجی تھی وہ پھر آئی اس مراد سے کہ گاڑی مین جگہ نہ گٹھری کی نہ سواری کی ناچار چپ ہو رہا - اب وہ گٹھری ویسی ہی بندھی ہوئی رکھی ہے جب میان خان اور روزیرخان روانہ ہونگے اور منشی امداد حسین مجکو اطلاع دینگے تو مین فوراً چلدونگا پابرکاب ہون - کل ہی آخر روز غلام حسن خان آئے کل انھون نے چوتھے دن کھانا کھایا تھا ہیضہ ہوگیا تھا تے متواتر دست پے بہ پے غرض بچ گئے کہتے تھے کہ آج جولائی کی ۲۰ تاریخ ہے ۱۳ دن یہ اور ۵ دن اگست کے اور نہین جا سکتا - تنخواہ مے کرہانٹ بونٹ کر ایک دن نہ ٹھہرونگا - لوہارو کی راہ لونگا - مرزا شمشاد علی بیگ سے تمہارا پیام کہا گیا بعید ہے - جو غلام حسن خان کے ہمسفر ہوجاؤ مین بھائی کی طرف سے منشی امداد حسین خان کو لکھو بھیجو کہ میان جان وغیرہ کے ساتھ اُستاد کو ضرور بھیجنا اور تم اپنی طرف سے اپنے ابن عم غلام حسن خان کو بحوالہ میری تحریر کے عیادت اور اوائل اگست مین روانگی کی تاکید لکھ بھیجو ۵

دربزم وصال تو بہنگام تماشا	نظارہ ز جنبیدن مژگان گلہ دارد

یہ زمین قدسی علیہ الرحمتہ کے حصہ مین آگئی ہے مین اس مین کیون کر تخم ریزی کرون اور اگر بیحیائی سے کچھ ہاتھ پاؤن ہلاؤن تو اس شعر کا جواب کہان سے لاؤن ۵

ہرگز نتوان گفت درین قافیہ اشعار	بیجاست برادر اگر از من گلہ دارد

التوائے شرب شراب ۲۲ جون شروع شراب ۱ جولائی مصرع الننہ للہ کہ در میکدہ باز است -

الیضاً شنبہ ۱ جولائی ۱۸۶۲ء - علائی مولائی غالب کو اپنا دعاگو اور خیرخواہ تصور کرین مادہ ہائے تاریخ کو نہ آپ قالب نظم مین لائین اور نہ اور کو اس امر منکر کی تکلیف دین - بھائی سمجھو یزید پر لعن منجملہ عبادت سہی لیکن تقریباً کہدیتے ہین کہ بر یزید لعنت کسی مومن نے اُس کی ہجو مین قصیدہ نہین لکھا - ابداع مادہ ہائے تاریخ تمہارے حسنات مین لکھا گیا شاباش تم ہو چکے اجر پاؤ گے انشاء اللہ اب اپنے کو بدنام اور کسی کو ملول اور عداوت کو ظاہر اور اگر

ظاہر تو محکم نہ کرو - علی بخش خان مرحوم مجھ سے چار برس چھوٹا تھا - مین ۱۲۱۲ھ مین پیدا ہوا ہون اب کے رجب کے مہینے سے اونترواں برس شروع ہوا ہے اُس نے ۶۶ برس کی عمر پائی - نئی تقریر و تحریر کا آدمی تھا - اکبر آباد مین میور صاحب سے ملے اثنائے مکالمت مین کہنے لگے کہ مین چچا جان کے ساتھ جرنیل لارڈ لیک صاحب کے لشکر مین موجود تھا اور ہولکر سے جو محاربات ہوئے ہین اُس مین شامل رہا ہون - بے ادبی ہوتی ہے ورنہ اگر قبا و پیرہن اُتار کر دکھلاؤن تو سارا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہے جا بجا تلوار اور برچھی کے زخم ہین وہ ایک بیدار مغز اور دیدہ ور آدمی اُن کو دیکھ دیکھ کر کہنے لگا کہ نواب صاحب ہم ایسا جانتے ہین کہ تم جرنیل صاحب کے وقت مین چار پانچ برس کے ہوگے یہ سُن کر آپ نے کہا کہ درست بجا ارشاد ہوتا ہے - خدایش بیامرزاد و بدین دروغہاے بے نمک مگیراد غالب ؁

ایضاً یکشنبہ ۹ فروری ۱۸۶۲ء صاحب صبح جمعہ کو مین نے تم کو خط لکھا اُسی وقت بھیج دیا پہر دن چڑھے سُنا کہ شب کو پھر دورہ ہوا - گیا آیا خود اُن سے حال پوچھا - علی محمد بیگ کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ بہ نسبت دورہ ہاے سابق خفیف تھا اور افاقہ جلد ہوگیا - کل مرزا شمشاد علی بیگ ناقل تھے کہ مجھ سے علی حسین کہتے تھے کہ نواب صاحب فرماتے ہین کہ لوہارو چلو گے - اور ہماری دال روٹی قبول کروگے مین نے کہا کہ مین دال روٹی چاہتا ہون مگر پیٹ بھر کے غالب کہتا ہے کہ اس بیان سے یہ معلوم ہوا کہ سالک سے سلوک منظور نہین تمہارے ہواے شمشاد در سر است

رموز مملکتِ خویش خسروان دانند ۔ گداے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

ایضاً صاحب مین از کار رفتہ و درماندہ ہون - آج تمہارے خط کا جواب لکھتا ہون لفظ خسر کے باب مین اتنی توضیح کیا ضرور تھی - میرا علم لغات عربیہ کا محیط نہین ہے اور یہ بطریق حق الیقین جانتا ہون کہ خسر لغت فارسی نہین سسرے کی تفریس سے خسر پیدا ہوا ہو تو کیا عجب ہے تم سے اس کی تحقیق چاہی تھی کہ یہ لغت عربی الاصل نہ ہو وہ معلوم ہوا کہ عربی نہین لغت ہندی ہے مفرس اور یہی تھا میرا عقیدہ - علی حسین خان آئے دو تین بار مجھ سے مل گئے اب نہ وہ آسکتے ہین نہ مین

جا سکتا ہون نصیب دشمنان وہ لنگڑے مین لولا ان کے پانون کا حال مفصل تم کو معلوم ہوگا چونکہ مین لنگین کیا ہوا کہان تک نوبت پہنچی میری حقیقت سنو - مہینا بھر سے زیادہ کا عرصہ ہوا بائین پاؤن مین ورم کفِ پا سے پشت پا کو گھیرتا ہوا پنڈلی تک آ ماس کھڑا ہوتا ہون تو پنڈلی کی رگین پھٹنے لگتی ہین خیر اُٹھا روٹی کھانے محلسرا نہ گیا کھانا یہین منگا لیا پیشاب کو کیونکہ نہ اُٹھون حاضری رکھ لی لیغیرا و کرو بیٹھے بات نہین بنتی پاخانہ کو اگرچہ دوسرے تیسرے دن جاؤن مگر جاؤن تو سہی یہ سب موقع خیال مین لا کر سوچو کہ کیا گذرتی ہوگی آغاز فتق مزید علیہ با ستزاد ع پیری و صد عیب چنین گفتہ اند ؛ اپنا یہ مصرع بار بار چپکے چپکے پڑھتا ہون ع اے مرگ ناگہان تجھے کیا انتظار ہے ؛ مرگ اب ناگہانی کہان رہی - اسباب و آثار سب فراہم ہین - ہاے الٰہی بخش خان مغفور کا کیا مصرع ہے ع آہی جاؤن نکل جائے اگر جان کہین ؛ زائد بے فائدہ - مرگ کا طالب - غالب جمعہ ۳ جولائی ۱۸۶۳ء -

ایضاً	ولیعہدی مین شاہی ہو مبارک		عنایاتِ الٰہی ہو مبارک	

اس امر فرخ و ہمایون کی شہرت مین کوشش بے حوصلگی ہے اور اس کے اخفا مین مبالغہ خفقانیت تم اپنی زبان پر نہ لاؤ اگر کوئی اور کہے مانع نہ آؤ نہ اشتہار نہ استتار ۱۲ دورہ ہوا مگر مدت معینہ کے بعد اور پھر جھاگ کا نہ آنا اور تمہارے پکارنے سے متنبہ ہو جانا مادہ کی کمی کی علامتین ہین شدت مین جسقدر خفت ہو غنیمت ہی - میرے خطوط اُردو کے ارسال کے باب مین جو کچھ تم نے لکھا تمہارے حسن طبع پر تم سے بعید تھا مین سخت بیمزہ ہوا اگر بیمزگی کے وجوہ لکھون تو شاید ایک تختہ کاغذ کا سیاہ کرنا پڑے - اب ایک بات موجز و مختصر لکھتا ہون سنو بھائی اگر ان خطوط کا تم کو اخفا منظور ہو اور شہرت تمہارے منافی طبع ہے تو ہرگز نہ بھیجو - قصہ تمام ہوا - اور اگر ان کے تلف ہونے کا اندیشہ ہے تو میری بتخطی خطوط اپنے پاس رہنے دو اور کسی متصدی سے نقل اُتروا کر جاہو کسی کے ہاتھ - چاہو بسبیل پارسل ارسال کرو لیکن خدا کے واسطے کہین غصہ مین آکر عطاے تو بہ لقاے تو کہکر اصل خطوط نہ بھیج دینا کہ

یہ امر میرے مخالف مقصود ہے بھلا صاحب ڈرتا ہون مین تم سے، ادہر خط پڑھا ادھر جواب لکھ کر ڈاک مین بھیجا۔ تمھارا خط رہنے دیا ہے جب آغا شمشاد علی بیگ آئین گے پڑھ لین گے

ایضاً میری جان کیا کہتے ہو کیا چاہتے ہو۔ ہوا ٹھنڈی ہو گئی۔ پانی ٹھنڈا ہو گیا۔ فصل اچھی ہو گئی اناج بہت پیدا ہو گیا۔ توقیع جانشینی مجھ سے تم کو پہنچا۔ خرقہ پایا سجہ و سجادہ کا یہان پتا نہین ورنہ وہ بھی عزیز نہ رکھتا۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ بھائی نے شفا پائی اُستاد میر جان پہنچ گئے۔ آخر اکتوبر مین یا آغاز نومبر مین نیر رخشان کو بھی وہین لو۔ پھر عقرب و قوس کے آفتاب کا کیا ذکر۔ آبان ماہ و آذر ماہ سے کیا غرض ؎

بے تیر و دہ ماہ و اُردی بہشت		بر آید کہ ما خاک باشیم و خشت	

اُستاد میر جان کو اس راہ سے کہ میری پھوپھی اُن کی چچی تھین اور یہ مجھ سے عمر مین چھوٹے ہین دعا۔ اور اس رو سے کہ دوست ہین اور دوستی مین کمی و بیشی سن و سال کی رعایت نہین کرتے سلام اور اس سبب سے کہ اُستاد کہلاتے ہین بندگی اور اس نظر سے کہ یہ سید ہین درود اور موافق مضمون اس مصرعہ کے ؎ سوے الصمد و اللہ ما فی الوجود ؂ سجود۔ حضرت وہ شرفنامہ نہین ہے کسی احمق نے شرفنامہ مین سے کچھ لغات اکثر غلط کمتر صحیح چُن کر جمع کئے ہین نہ دیباچہ ہے کہ اُس جامع کا حال معلوم ہو۔ نہ خاتمہ ہے کہ عہد و عصر کا حال کھلے۔ بایںہمہ میان ضیاء الدین کے پاس ہے اگر وہ آجائین گے تو اُن سے کہہ دونگا۔ اگر وہ لا دین گے تو اُن کو قیمت دے کر علائی مولائی کو بھیج دونگا۔ خصّی بکرون کے گوشت کے قلیے دوپیازے پلاؤ کباب جو کچھ تم کھا رہے ہو مجھکو خدا کی قسم اگر اُس کا کچھ خیال بھی آتا ہو۔ خدا کرے بیکانیر کی مصری کا کوئی ٹکڑا تم کو میسر نہ آیا ہو کبھی یہ تصور کرتا ہون کہ میر جان صاحب اُس مصری کے ٹکڑے چبا رہے ہونگے تو یہان مین رشک سے اپنا کلیجہ چابنے لگتا ہون۔ نجات کا طالب غالب سہ شنبہ ۱۵۔ ماہ اکتوبر ۱۸۶۱ء

ایضاً	خاک نمناکم و تو بادِ بہار		نہ توانی مرا زجا برون ؂	
	بان نسیمے زمن چہ میخواہی		زحمت خویشتن چہ مے خواہی	

خوشی تجھ مین تم مین مشترک ہے۔ تم نے مجھے تہنیت دی تو مبارک اور مین نے تمہین تہنیت دی تو مناسب۔ للّٰہ الحمد للّٰہ الشکر۔ بھائی سچ تو یہ ہے کہ ان دنون مین میرے پاس ٹکٹ نہین اگر بیرنگ بھیجون تو کیا رماندہ اُٹھ نہین سکتا ڈاک گھر تک جائے کون۔ اپنا مقصد و تمہارے والد ماجد سے اور تمہاری جدہ ماجدہ اور تمہارے عم عالی مقدار سے کہہ چکا ہون۔ خلاصہ یہ کہ میری بی بی اور بچون کو کہ یہ تمہاری قوم کے ہین مجھ سے لو کہ مین اب اس بوجھ کا متحمل ہو نہین سکتا اُنہون نے بھی بشرط ان لوگون کے لوہارو جانے کی اس خواہش کو قبول کیا۔ میرا قصد یاحت کا ہے پنشن اگر کھل جائیگا تو وہ اپنے صرف مین لایا کرون گا۔ جہان جی لگا وہان رہ گیا جہان سے دل اُکھڑا چل دیا ۵ تا در میانہ خواستۂ کردگار چیست ۔ غالب دوشنبہ ۳ محرم ۱۲۷۵ھ ہجری مطابق ۲۳۔ اگست ۱۸۵۸ء۔

ایضاً مرزا علائی مولائی نہ لاہور سے خط لکھا نہ لوہارو سے۔ بقدر مادۂ حمق محو انتظار بلکہ اسیر رہا۔ اب جو کسی طرح کی توقع نہ رہی تو شکوہ طرازی کا موقع ہاتھ آیا۔ اگرچہ جانتا ہون کہ ایک شکوہ کے دفع مین جو چلے تا مہ برایک رسالہ لکھو گے اور ہزار وجہین موجہ بیان کرو گے مین اس تصور کا مزہ اُٹھا رہا ہون کہ دیکھون کیا لکھتے ہو۔ دادی صاحبہ سے لکھوانا پھوپی صاحبہ سے لکھوانا غالب سے لکھوانا بعد حصول اجازت نہ آنا۔ اس کے بھی کچھ معنی ہین یا نہین اچھا میرا میان کچھ اس باب مین لکھو۔ چپڑی اور دو دو ایک مندیل اور ایک سیلا یا کوئی اور چیز مبارک بچون کو میری دعا کہنا اور اُن کی خیر و عافیت لکھنا۔ اُستاد میر جان صاحب کو سلام۔ مزا تو جب ملے گا کہ تم دلی آؤ اور اپنی زبان سے لاہور کے ہنگامہ انجمن کا حال بیان کرو۔ نجات کا طالب غالب۔ چہارشنبہ ۲۔ نومبر ۱۸۶۴ء۔

ایضاً صبح یکشنبہ ۲ ستمبر ۱۸۶۳ء۔ جانا عالیشانا پہلے خط اور پھر بتوسط برخوردار علی حسین خان مجلد کلیات فارسی پہنچے۔ حیرت ہے کہ چار روپیہ قیمت کتاب اور ۱۲ محصول ڈاک قالب انطباع مین آکر پانچ روپیہ قیمت اور ۵ محصول قرار پاوے۔ خیر جہان سو دہان سوا ے میرا

حال تمھین اور تمھارا حال مجھے معلوم ہے مصرع اینہم اندر عاشقی بالاے غمہاے دگر۔ اب آگے
چھپے مین شاید وے سکون نومبر سنہ حال مین ۵ تمارے پاس پہنچ جائین گے۔ انشاء اللہ
العلی العظیم مین بیچیاتھا نہ مرا اچھا ہونے لگا عوارض مین تخفیف ہے طاقت آتی چلی ہے مختصر مفید ۵

درنامہ جز این مصرعہ شاعر چہ نویسم	اے واے زمحرومی دیدار دگر ہیچ

نجات کا طالب غالب

ایضاً دوشنبہ ۲۲ ذی الحجہ سنہ ۱۲۹ھ اے میری جان مثنوی ابر گہربار کو فسی فکر تازہ تھی کہ
مین تجکو بھیجتا۔ کلیات مین موجود ہے معہذا شہاب الدین خان نے بھیج دی مین مکرر کیا
بھیجتا تب محرق کے دیکھنے سے انکار کیون کرتے ہو۔ اگر منافی طبع تحریر کو بسبب انزجار نہ دیکھا
کرتے تو فریقین کی کتب مبسوط کہان سے موجود ہوتین افسوس کہ مین نے عربی جانا عربی نہین ہے
اب مانا یہ ایک سہو طبیعت تھا میرا اعتراض تو غلط مبحث پر ہے افسوس فسوس آیا کیون
ہوجائے یہان کے اطوار مجھ سے باوجود قرب مخفی اور تم پر باینہمہ بعد آشکار۔ دوران یا حیدر
حضور و نزدیکان بے بصر دور روپیہ آگیا دل سے نکلا مخزن سے نکلا ہاتھ سے نہین نکلا جب
ہاتھ سے نکل جائیگا اور جنس مول لی جائیگی اور یہ گند کٹ جائیگا تب ترسان ترسان پیشگاہ
نادری مین تمہارے یہان آنے کے باب مین کچھ عرض کیا جائے گا۔ مین ان دنون مردود بھی
ہون۔ والسلام

صبح دم با ابوالبشر گفتم	پارۂ زر بدہ کہ زر داری
حیف باشد کہ از چو من پسرے	خاک رنگین عزیز تر داری
گفت حیف است از تو خواہش زر	کہ تو گنجینۂ گہر داری
گنجدان سخن حوالۂ تست	خود بہ بین تا چہ اے پسر داری
پیش من زر کجاست جان پدر	ہر چہ بینی ہر چہ در نظر داری
گفتم اینک بہ بند سپانی	زر بمن مے دہی اگر داری

سرِ زنبیل آن عمرِ عیار — گر ز عیاریش خبرداری
بکشا زود و زر به بیژن بگوے — کہ ہمین مدعا نگرداری
گفت با با فسانہ بودہ است — چہ فرو ریزم و چہ برداری

ایضاً یکم جنوری ۱۸۶۶ء علائی مولائی کو غالب طالب کی دعا۔ بیچارہ مرزا کا معاملہ علی حسین خان کی معرفت طے ہوگیا۔ یہان پندرہ کا سوال وہان دس مین سے تین کم کرنے کا خیال۔ متوسط دوسرا جو علی حسین خان بہادر کے بعد درمیان آئے وہ کیا کرے اور کیا کہے۔ مرزا قانع و متوکل ہین نہ پندرہ مانگتے ہین نہ دس۔ اللہ بس ماسوا ہوس۔ جناب ترولین صاحب بھائی کے دوست دلی دلی آئے۔ لارڈ صاحب کہلاتے ہین سُنتا ہوان کہ کل اکبرآباد جاتے ہین۔ بھائی علی بخش خان مدت سے بیمار تھے رات کو بارہ پر دو بجے مر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمہارے عم نامدار آج دن کو بارہ بجے سلطان جی گئے ہین مین نہ جا سکا۔ تجہیز و تکفین اُن کی طرف سے عمل مین آئے گی۔ بارہ پر تین بجے یہ خط مین نے تمہین لکھا ہے۔ کل شنبہ ۲ جنوری صبح کو ڈاک گھر بھیجدون گا۔ مشفقی شفیقی میر جان صاحب کو سلام مع الاکرام۔ نجات کا طالب غالب۔

ایضاً صبح شنبہ ۳۰ مئی ۱۸۶۳ء۔ لا موجود الا اللہ۔ اُس خدا کی قسم جس کو مین نے ایسا مانا ہے۔ اور اُس کے سوا کسی کو موجود نہین جانا ہے کہ خطوط کے ارسال کو مکرر نہ لکھنا از راہ ملال نہ تھا۔ طالب کے ذوق سُست پا کہ مین متوقع ہوگیا۔ متوسط ایک جلیل القدر آدمی اور طالب کتب کا سوداگر ہے اپنا نفع نقصان سوچے گا۔ لاگت بچت کو جانچے گا۔ مین متوسط کو مہتمم سمجھا تھا اور یہ خیال کیا تھا کہ یہ چھپوائیگا۔ ۳ رقعہ ایک جگہ سے لیکر اُن کو بھیجے اُسکی رسیدین تقریباً اُنہون نے طلب رقعات بہ تکلیف سوداگر لکھی اور اُس سوداگر کو مفقود الخبر لکھا۔ ظاہرا کتابین لے کر کہین گیا ہوگا کتابین لینے گیا ہوگا یہ ۳۲ لفافے اور ۴۳ خط بدستور میرے بکس مین موجود و محفوظ رہین گے۔ اگر متوسط بتقاضا طلب کریگا ان خطوط کی نقلین اُس کو اور اصل تم کو بھیج دونگا ورنہ تمہارے بھیجے ہوئے کاغذ تم کو پہنچ جائین گے۔ میان ان خطون کے

ارسال مین تم نے مجھ سے وہ کیا جو مین نے تم سے دو جانہ مین کیا تھا - بھلا مین تو پیر خرف[1] ہون اور سن خرافت کو نسیان لازم ہے - تم نے کیا سمجھ کے کپڑا لپیٹ کر اور مختم کر کے بھیجا خطون پر ایک قلیل العرض کاغذ لپیٹ کر ارسال کیا ہوتا - اگر منشی بہاری لال میرا اور شہاب الدین کا دوست نہ ہوتا تو پچاس روپیہ کا مجکو دھبا لگتا ؎ رسیدہ بود بلاے و لے بخیر گذشت ٭ غالب

ایضاً ؎ بدست مرگ و لے بدتر از گمان تو نیست ٭ مکرر لکھ چکا ہون کہ قصیدہ کا مسودہ مین نے نہین رکھا - مکرر لکھ چکا ہون کہ مجھے یاد نہین کون سی رباعیان مانگتے ہو - پھر لکھتے ہو کہ رباعیان بھیج قصیدہ بھیج یعنی لکھے پر کر تو جھوٹا ہے - اب تو قریب ہے کہ بھائی قرآن کی قسم انجیل کی قسم توریت کی قسم زبور کی قسم ہنود کے چار بید کی قسم دساتیر کی قسم ژند[2] کی قسم پاژند کی قسم - اوستا کی قسم گرو کے گرنتھ کی قسم نہ میرے پاس وہ قصیدہ نہ مجھے وہ رباعیان یاد - کلیات کے باب مین جو عرض کر چکا ہون ؎ بر ہمانیم کہ ہستیم و ہمان خواہد بود ٭ جب مین دس پندرہ جلدین منگا لونگا ایک بھائی کو اور ایک تم کو ارمغان بھیجونگا - اور اگر بھائی کو جلدی ہے تو لکھنو مین اودھ اخبار کا مطبع مالک اس کا منشی نولکشور مشہور - جتنی جلدین چاہین لکھنو سے منگا لین مین بہرحال دو جلدین جب ساعت موقع ہوگا بھیج دونگا - ۱۱ جون ۱۸۶۳ء - نجات کا طالب غالب

ایضاً یکشنبہ ۱۶ فروری ۱۸۶۳ء ہنگام نیمروز - صاحب کل تمہارے خط کا جواب بھیج چکا ہون پہنچا ہوگا - آج صبح کو بھائی صاحب کے پاس گیا - بھائی ضیاء الدین خان اور بھائی شہاب الدین خان بھی وہین تھے - مولوی صدرالدین میرے سامنے آئے - حکیم محمود خان کے طور پر معالجہ قرار پایا ہے یعنی انہون نے نسخہ لکھ دیا ہے سو اُسکے موافق حبوب بن گئی ہین - نقوع کی دوائین آج آکر بھیگین گی کل حبوب کے اوپر وہ نقوع پیا جائے گا مگر اندازہ اداسے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی حضرت مریض کی اور اُنکے ہوا خواہون کی رائے مین قصد اس استعلاج کا مذبذب ہے نسخہ کی حقیقت کو میزان نظر مین تول رہے ہین - استاد میر جان بھی تھے - نیم نامعقول مرزا اسد بیگ بھی تھے - سب طرح خیریت ہے - کل تمہارے خط مین دو بار یہ کلمہ مرقوم دیکھا کہ دلّی

[1] پیر حواس باختہ [2] ژند کی تفسیر کا نام ہے یہ کتاب آتش پرستون کے مذہب کی ہے ۱۲

بڑا شہر ہے ہر قسم کے آدمی وہان بہت ہونگے۔ اے میری جان یہ وہ دلی نہین ہے جس مین
تم پیدا ہوئے ہو۔ وہ دلی نہین ہے جس مین تم نے علم تحصیل کیا ہے۔ وہ دلی نہین ہے
جس مین تم شعبان بیگ کی حویلی مین مجھ سے پڑھنے آتے تھے۔ وہ دلی نہین ہے جس مین
سات برس کی عمر سے آتا جاتا ہون۔ وہ دلی نہین ہے جس مین اکیاون برس سے
مقیم ہون۔ ایک کیمپ ہے۔ مسلمان اہل حرفہ یا حکام کے شاگرد پیشہ باقی سراسر
ہنود، معزول بادشاہ کے ذکور جو بقیۃ السیف ہین وہ پانچ پانچ روپیہ مہینا پاتے ہین
اناث مین سے جو پیرزن ہین وہ کٹنیان اور جوان ہین کسبیان امرائے اسلام مین سے اموات گنو
حسن علیخان بہت بڑے باپ کا بیٹا سو روپیہ روز کا پنشندار سو روپیہ مہینے کا روزینہ دار بن کر
نامرادانہ مر گیا۔ میر ناصر الدین باپ کی طرف سے پیرزادہ۔ نانا اور نانی کی طرف سے امیرزادہ مظلوم
مارا گیا۔ آغا سلطان بخشی محمد علیخان کا بیٹا جو خود بھی بخشی ہو چکا ہے بیمار پڑا نہ دوا نہ غذا
انجام کار مر گیا۔ تمہارے چچا کی سرکار سے تجہیز و تکفین ہوئی۔ احبا کو پوچھو ناظر حسین مرزا جس کا
بڑا بھائی مقتولون مین آیا اُس کے پاس ایک پیسا نہین ٹکے کی آمد نہین۔ مکان اگرچہ رہنے
کو مل گیا ہے مگر دیکھیے چھٹا رہے یا ضبط ہو جائے۔ بڑے صاحب ساری املاک بیچ کر نوشجان
کر کے بیک بینی و دو گوش بھرت پور چلے گئے۔ ضیاء الدولہ کے پانسو روپیہ کرایہ کی املاک
واگزاشت ہو کر پھر قرق ہو گئی۔ تباہ خراب لاہور گیا وہان پڑا ہوا ہے۔ دیکھیے کیا ہوتا ہے
قصہ کوتاہ قلعہ اور جھجر اور بہادر گڈھ اور بلب گڈھ اور فرخ نگر۔ کم و بیش تیس لاکھ روپیہ کی
ریاستین مٹ گئین۔ شہر کی عمارتین خاک مین مل گئین۔ ہنرمند آدمی یہان کیون پایا جائے
جو حکما کا حال لکھا ہے وہ بیان واقع ہے۔ صلحا اور زہاد کے باب مین جو حرف مختصر مین
نے لکھا ہے اُس کو بھی سچ جانو۔ اپنے والد ماجد کی طرف سے خاطر جمع رکھو۔ سحر آسیب
کا گمان ہرگز نہ کرو۔ خدا چاہے تو استعمال ایارجات کے بعد بالکل اچھے ہو جائین گے
اور اب بھی خدا کے فضل سے اچھے ہین۔ عافیت کا طالب غالب۔

ایضاً اجی مولانا علائی نواب صاحب دو مہینے تک کی اجازت دے چکے۔ اور یہ مین خبر تراشی نہین کرتا۔ مرزا علی محمد بیگ کی زبانی ہے کہ نواب علاؤالدین خان سے کہہ چکے ہین کہ قصہ مٹ گیا ہے اب تم شوق سے دلی جاؤ دو ہفتہ سے لے کر دو مہینے تک کی تم کو رخصت ہے پھر تم کیون نہ آئے خدا نے دعا۔ خداوند نے استدعا قبول کی تمہاری طرف سے سست قدمی اور دل سردی کی کیا وجہ۔ اگر حالی کی حکایت جھوٹ ہے تو تم سچ لکھو کہ ماجرا کیا ہے۔ مرزا یوسف علیخان عزیز تمہارے بلائے ہوئے اور مہدی حسین بھائی صاحب کے مطلوب مرزا عبدالقادر بیگ کے قبائل کے ساتھ کل روانہ لوہارو ہوئے ہین۔ شنبہ ۱۷ ستمبر ۱۸۶۴ء

نجات کا طالب غالب

ایضاً میان مدعا اصلی ان سطور کی تحریر سے یہ ہے کہ اگر کل کمیٹی ہو گئی ہو تو میرے سوال کے پڑھے جانے کا حال لکھو۔ ضمناً ذکر ایک مدبر کا لکھا جاتا ہے جو تم نے اس مدبر کے صفات لکھے سب سچ ہین۔ احمق خبیث النفس۔ حاسد۔ طبیعت بُری سمجھ بُری قسمت بُری۔ ایک بار مین نے دکنی کی دشمنی مین گالیان کھائین۔ ایک بار بنارسی کی دوستی مین گالیان کھاؤنگا مین نے جو تمہین اسکے باب مین لکھا تھا وجہ اُس کی یہ تھی کہ مین نے سنا تھا کہ تم نے اپنے سائیسون سے کہہ دیا ہے یا کہا چاہتے ہو کہ اس کو بازار مین بے حرمت کرین۔ یہ خلاف شیوۂ مومنین ہے خلاصہ یہ کہ یہ قصد نہ کرنا یہ موید اُس قول کا ہے جو مین نے تم سے پہلے کہا تھا کہ تم یون تصور کرو کہ اس نام کا آدمی اس محلہ مین بلکہ اس شہر مین کوئی نہین۔ غالب۔

ایضاً مولانا علائی۔ واللہ علی حسین خان کا بیان بمقتضائے محبت تھا۔ ہر بار کہتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ حق بجانب اُن کے ہے نہ کوئی ہم سخن نہ کوئی ہم نفس نہ سیر نہ شکار نہ مجلس نہ دربار تنہائی و بے شغلی اور بس۔ جی کیون کر نہ گھبرائے خفقان کیون نہ ہو جائے نہ دن یاد نہ تاریخ آج چوتھا یا بھی شاید بھول گیا ہون پانچوان دن ہے کہ منشی نول کشور

بسواری ڈاک رہ گراے لکھنو ہوئے ۔ کل پہنچ گئے ہون یا آج پہنچ جائین ۔ آج روز یکشنبہ ۔ ١٣ ۔ دسمبر کی ہے ایک دن منشی صاحب میرے پاس بیٹھے تھے اور برخوردار شہاب الدین خان بھی تھا مین نے ثاقب کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر مین دنیا دار ہوتا تو اس کو نوکری کہتا ۔ مگر چونکہ فقیر تکیہ دار ہون تو یہ کہہ سکتا ہون کہ تین جگہہ کا روزینہ دار ہون ۔ ساڑھے باسٹھ روپئے یعنی لماعه سال سرکار انگریزی سے پاتا ہون اور بارہ سو سال رامپور سے اور چوبیس روپیہ سال ان مہاراج سے توضیح یہ کہ دو برس سے ہر مہینہ مین چار بار اخبار مجھکو پہنچتے ہین قیمت نہین لیتے مگر ہان اڑتالیس ٹکٹ مین مطبع پہنچا دیا کرتا ہون یہ ہے جو مین نے پوچھے تھے کہ علی حسین خان کے حوالہ کرون مقصود اس سے یہ تھا کہ ارسال بسبیل ہنڈوی دشوار ہے ۔ خیر اب جس طرح ہوگا حصار پر ہنڈوی لکھوا کر تم کو بھیج دونگا ۔ تم حصار پہنچ کر روپیہ منگوا لیجیو ۔ خدا چاہے تو دسمبر مین روپیہ تمھارے پاس پہنچ جائے ۔ اُستاد میر جان صاحب کو قدمبوس کہہ کر مجھکو فرعون بننا پڑا ۔ دوہائی خدا کی اب ایسا نہ کرونگا میر اسلام بلکہ دعا اُن کو کہہ دینا ۔ پرسون مولوی صدر الدین خان صاحب کو فالج ہو گیا ۔ سیدھا ہاتھ رہ گیا ہے زبان موٹی ہو گئی ہے بات مشکل سے کرتے ہین اور کم سمجھ مین آتی ہے مین اپاہج ہون جا نہین سکتا ۔ جو اُن کو دیکھ آتا ہے اُس سے اُن کا حال پوچھا جاتا ہے ۔ دن تاریخ صدر مین لکھ آیا ہون کاتب کا نام غالب ہے کہ دستخط سے پہچان جاؤ ۔

ایضاً آج بدھ کے دن ٢٧ ۔ رمضان کو پہر دن چڑھے جس وقت کہ مین کھانا کھا کر باہر آیا تھا ڈاک کا ہرکارہ تمھارا خط اور شہاب الدین خان کا خط معاً لایا ۔ مضمون دونون کا ایک واہ کیا مضمون ان دنون مین کہ سب طرح رنج و عذاب فراہم ہین ایک داغ جگر سوز یہ بھی ضرور تھا ۔ سبحان اللہ مین نے اُسکی صورت بھی نہین دیکھی یا ولادت کی تاریخ سُنی یا اب رحلت کی تاریخ لکھنی پڑی ۔ پروردگار تم کو جیتا رکھے اور نعم البدل عطا کرے ۔ میان اس کو سب جانتے ہین کہ مین مادہ تاریخ نکالنے مین عاجز ہون لوگون کے مادے دیے ہوئے نظم کر دیتا ہون

اور جو مادہ اپنی طبیعت سے پیدا کرتا ہون وہ بیشتر ہیچ ہوا کرتا ہے چنانچہ اپنے بھائی کی رحلت کا مادہ دریغ دیوانہ نکالا ہے اُس مین سے آہ کے عدد گھٹائے تمام دوپہر اسی فکر مین رہا یہ نہ سمجھا کہ مادہ ڈھونڈھا تمہارے نکالے ہوئے دو لفظون کو تاکا کیا کہ کسی طرح سات اس پر بڑھاؤن بارے ایک قطعہ درست ہوا مگر تمہاری زبان سے یعنی گویا تم نے کہا ہے پانچ شعر مین تین شعر زائد دو موضح مدعا لیکن مین نہین جانتا کہ تعمیہ اچھا ہے یا بُرا ہے ہان اخلاق تو البتہ ہے تامل سے سمجھ مین آتا ہے اور شاید لوح مزار پر کھدوانے کے قابل نہ ہو

قطعہ

درگریہ اگر دعوی ہمچشمی ما کرد — بینی کہ شود ابر بہاری خجل از ما
ناچار بگریم شب و روز کہ زین سیل — باشد کہ برد کالبد آب و گل از ما
گفتی کہ نگہدار دل از کشمکش غم — خود کرد برآورد غم جان گسل از ما
یحیی شدہ از شعلہ سوز غم ہجرش — چون شمع دود دود بسر متصل از ما
غم دیدہ نسیمے پے تاریخ وفاتش — بنوشت کہ در داغ پسر سوخت دل از ما

ما کے عدد ۴۱ دل کے عدد ۳۴ ما مین سے دل گیا گویا ۴۱ مین سے ۳۴ گئے باقی رہے سات وہ داغ پسر پر بڑھائے ۱۲۷۴ ہاتھ آئے۔

ایضاً سبحان اللہ ہزار برس تک نہ پیام بھیجنا نہ خط لکھنا اور پھر لکھنا تو سراسر غلط لکھنا مجھ سے کتاب مستعار مانگتے ہو یاد کرو کہ تم کو لکھ چکا ہون کہ دساتیر اور برہان قاطع کے سوا کوئی کتاب میرے پاس نہین از انجملہ برہان قاطع تم کو دے چکا ہون۔ دساتیر میرا ایمان و حرز جان ہے۔ اشعار تازہ مانگتے ہو کہان سے لاؤن۔ عاشقانہ اشعار سے مجکو وہ بعد ہے جو ایمان سے کفر کو۔ گورنمنٹ کا بھاٹ تھا بھٹی کرتا تھا خلعت پاتا تھا۔ خلعت موقوف بھٹی متروک نہ غزل نہ مدح ہزل و ہجو میرا آئین نہین پھر کہو کیا لکھون بوڑھے پہلوان کے سے پیچ بتانے کو رہ گیا ہون اکثر اطراف و جوانب سے اشعار آجاتے ہین اصلاح پا جاتے ہین

باور کرنا اور مطابق واقع سمجھنا۔ تمھارے دیکھنے کو دل بہت چاہتا ہے اور دیکھنا تمھارا موقوف اس پر ہے کہ تم یہان آؤ کاش اپنے والد ماجد کے ساتھ چلے آتے اور مجکو دیکھ جاتے اُردو کا دیوان رامپور سے لایا ہون اور وہ آگرہ گیا ہے وہان منطبع ہوگا ایک نسخہ تمھارے پاس بھی پہنچ جائے گا ۵

تم جانو تم کو غیر سے جو رسم و راہ ہو	مجکو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو

مرقومہ روز دوشنبہ ۲ جولائی سنہ ۱۲۶۰ھ۔ غالب

ایضاً صاحب میر برادر عالی قدر اور تمھارا والد ماجد اب اچھا ہے۔ از روے عقل عادہ مرض کا احتمال باقی نہین ہے۔ رہا وہم اُسکی دوا لقمان کے پاس بھی نہین۔ مرزا قربان علی بیگ اور مرزا شمشاد علی بیگ کے باب مین جو کچھ تمنے لکھا ہے اور آیندہ جو کچھ لکھوگے میری طرف سے جواب وہی ہوگا جو آگے لکھ چکا ہون یعنی مین تماشائی محض رہونگا۔ اگر بھائی صاحب مجھ سے کچھ ذکر کرینگے تو بھلی کہونگا۔ آپ کے عم عالی مقدار جو فرماتے ہین کہ غالب کو بیٹھے ہوئے ہزارہا تسویلات و خیالات دکھلائی دیتے ہین یہ حضرت نے اپنی ذات پر میری طبیعت کو طرح کیا ہے اور وہ یہ سمجھے ہین کہ جس طرح مین مبتلاے وساوس و اوہام ہون اور لوگ بھی اسی طرح بخارات مراقی مین گرفتار ہونگے۔ قیاس مع الفارق ہے نہ تخیل صادق بیان لاموجود الا اللہ کے بادۂ ناب کا رطل گران چڑہائے ہوئے اور کفر و اسلام و نور و نار کو مٹائے ہوئے بیٹھے ہین ۵ کجا غیر و کو غیر و کو نقش غیر ۔ سواے اللہ واللہ ما فی الوجود۔ ضمیران بروزن دُرگران لغت عربی ہے نہ معرب مین یہ نہین کہہ سکتا کہ یہ پھول ہندوستان مین ہوتا ہے یا نہین اسکی تحقیقات از روے الفاظ الادویہ ممکن ہے۔ آج اُس نے جلاب لیا۔ دس دست آئے۔ مواد خوب اخراج ہوا۔ **فارسی غیر فصیح** امروز فلانی مسہل گرفت دہ دست آمد مواد خوب برآمد **فارسی فصیح** امروز فلانی بگاہ دارو ے مسہل آشامید تا شام دہ بار نشست یا دہ بار بمستراح رفت یا دہ بار بہ بیت الخلا رفت مادہ فاسد

چنانکہ بایداخراج یافت ۔معلوم رہے کہ لوطیون کے منطق مین خصوصًا اور اہل پارس کے روزمرہ مین عمومًا نشستن استعارہ ہے ریدن کا چنانچہ ایک تذکرہ مین مرقوم ہے کہ اصفہان مین ایک امیر نے شعرا کی دعوت اپنے باغ مین کی ۔مرزا صائب اور اُس عصر کے کئی شعرا جمع ہوئے ایک شاعر کی تذکرہ مین اُس کا نام مندرج ہی اور مین بھول گیا ہون اکول[۵] تھا مگر معدہ اُس کا ضعیف تھا ۔حرص وشرہ کے سبب سے بہت کھا جاتا تھا ہضم نہ کر سکتا تھا کھا کھا کر شراب پی پی کر دروازہ باغ کا مقفل کر کے سب سو رہے ۔ اس مرد اکول فضول نے رات بھر مین سارا باغ ہگ بھرا نہ ایک جگہہ بلکہ کبھی اُس کیاری مین اور کبھی اُس روش پہ کبھی اس درخت کے تلے کبھی اُس دیوار کی جڑ مین ۔ قصہ مختصر غایت شرم وحیا سے دو چار گھڑی رات رہے دیوار سے کود کر چلا گیا صبح کو جب جاگے اُسکو اِدہر اُدہر ڈھونڈھا کہین نہ پایا مگر حضرت کا فضلہ کئی جگہ نظر آیا ۔مرزا صاحب نے ہنس کر فرمایا یاران شمارا چہ افتادہ است کہ مے گوئید فلانے در باغ نیست مے بینیم کہ مخدوم ہمدرین باغ چند جا نشستہ است صبح جمعہ ۵- رمضان ۷۷- ماہ سال رستاخیز۔ رباعی خط مین لکھنی بھول گیا - یہ مین نے بھائی کو تہنیت مین بھیجی تھی

رباعی

اے کردہ بمہر زرفشانی تعلیم	پیدا از کلاہ تو شکوہ دیہیم
بادا بتو فرخندہ زیزدان کریم	پروانگی جدید اقطاع قدیم

ایضًا مولانا علائی نہ مجھے خوف مرگ نہ دعوی صبر ہے - میرا مذہب بخلاف عقیدہ قدریہ جبر ہے تم نے میانجی گری کی ۔بھائی نے برادر پروری کی تم جیتے رہو وہ سلامت رہین ہم اسی حویلی مین تا قیامت رہین ۔اس ابہام کی توضیح اور اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مینہ کی شدت سے چھوٹا لڑکا ڈرنے لگا اُس کی دادی بھی گھبرائی ۔جسکو خلوتخانہ کا دروازہ غرب رویہ اور اُسکے آگے ایک چھوٹا سہ درہ یاد تھا جب تمہارے پاؤن مین چوٹ لگی ہے تو مین اُسی دروازہ سے تمکو دیکھنے آیا تھا - یہ سمجھکر خلوت خانہ کو محلسرا بنایا چاہتا تھا کہ گاڑی

[۵] بہت کھانے والا ۔

ڈولی لونڈی ٹہلنی کا چھن تیلن تنبولن کہاری پسنہاری - ان فرقون کا مردہ دروازہ رہے گا - میری اور میرے بچون کی آمد و رفت دیوانخانہ مین سے رہے گی عیاذاً باللہ وہ لوگ دیوانخانہ مین سے آئین جائین اپنے بیگانے کو ہر وقت جھلیاں نظر آئین - بی وفادار ہین کو تم کچھ اور بھائی خوب جانتے ہین - اب تمہاری پھپی نے اُنہین وفادار بیگ بنا دیا ہے باہر نکلتی ہین ہنداتو کیا لائین گے مگر خلیق اور ملنسار ہین رستہ چلتون سے باتین کرتی پھرتی ہین جب وہ محل سے نکلین گی ممکن نہین کہ اطراف نہر کی سیر نہ کرینگی ممکن نہین کہ دروازہ کے سپاہیون سے باتین نہ کرین گی ممکن نہین کہ پھول نہ توڑین اور بی بی کو لے جا کر نہ دکھائین اور نہ کہین کہ یہ پھول تمائی چچا کے بیٹے کی کائی کے ابن شرح تمہارے چچا کے بیٹے کی کیاری کے ہین ہے ہے ایسے عالی شان دیوانخانہ کی یہ قسمت اور مجھ سے نازک مزاج دیوانے کی یہ شامت معہذا اُس سہ دری کو اپنے آدمیون کے اور لڑکون کے مکتب کے لئے ہرگز کافی نہ جانا - مور اور کبوتر اور دنبہ اور بکری باہر گھوڑون کے پاس رہ سکتے تھے عَرَفتُ رَبّی بِفسخِ العزائم پڑا رہا اور چپ ہو رہا - مگر تمہاری خاطر عاطر جمع رہے کہ اسباب وحشت و خوف و خطر اب نہ رہے مینہ کھل گیا ہے مکان کے مالکون کی طرف سے مدد شروع ہو گئی ہے نہ لڑکا ڈرتا ہے نہ بی بی گھبراتی ہے نہ مین بے آرام ہون - کھلا ہوا کوٹھا چاندنی رات ہوا سرد تمام رات فلک پر مریخ پیش نظر - دو گھڑی کے ترکے زہرہ جلوہ گر - ادھر چاند مغرب مین ڈوبا ادھر مشرق سے زہرہ نکلی - صبوحی کا وہ لطف روشنی کا وہ عالم ۶ ماہ اگست ۱۸۶۲ء -

ایضاً صبح سہ شنبہ نہم ستمبر ۱۸۶۲ء - جان غالب مگر جسم سے نکلی ہوئی جان قیامت کو دوبارہ ملنے کی توقع ہے - خدا کا احسان مرزا قربان علی بیگ تمہاری کشش کے مجذوب کیون بنتے وہ تو خود سالک ہین مگر ہان یہ صاحبزادہ سعادتمند رضوان سوا اس کے آپ مالک ہین نواب صاحب کا ہم مطبخ اور آپ کا ہم مائدہ ہونا بہتر ہوا - کاش تم یہ لکھتے کہ مشاہرہ کیا مقرر ہوا - اثنا عشری ایک تم ہو سو تمہین کیا اختیار ہے - البتہ عشرہ مبشرہ کی اولیت پردار

ہے۔ باپ تمہارا خلاف قاعدہ اہل سنت جماعت عشرہ مین سے ثلثہ کو کم کرتا تھا رضوان نے نہ مانا کیونکر مانتا وہ تو ثلثہ کا دم بھرتا تھا۔ تہور خان صاحب کے باب مین بندہ جویا اس خبر کا ہے کہ اب لوہارو سے اُن کا ارادہ کدہر کا ہے۔ رضوان کو دعا پہنچے نواب صاحب کی عنایت اور مولانا علائی کی صحبت مبارک ہو۔ پیرجی سے جب پوچھتا ہون کہ تم خوب شخص ہو اور وہ کہتے ہین کیا کہتا ہے اور مین پوچھتا ہون کس کا تو وہ فرماتے ہین مرزا شمشاد علی بیگ کا آپ اور کسی کا نام تم کیون نہین لیتے۔ دیکھو یوسف علیخان بیٹھے ہین ہین ہیرا سنگھ موجود ہے۔ واہ صاحب مین کیا خوشامدی ہون جو منہ دیکھی کہون۔ میرا شیوہ حفیظ الغیب ہے غائب کی تعریف کرنی کیا عیب ہے۔ ہان صاحب آپ ایسے ہی وضعدار ہین اسمین کیا ریب ہے۔

ایضاً جانا عالیشانا خط پہنچا حظ اُٹھا تمہاری آشفتہ حالی ہین ہرگز شک نہین تم کہین قبائل کہین والی شہر ناساز گار انجام کار ناپائدار۔ ایک دل اور سو آزار۔ اللہ تمہارا یاور۔ علی تمہارا مددگار۔ مین پا در رکاب بلکہ نعل در آتش کب جاؤن اور فرخ سیر کو دیکھون ایک خط مین نے علی حسین خان کو لکھا وہان سے اُس کا جواب آگیا روہیلا پھوڑے پھنسی مین مبتلا ہے خدا اُس کو صحت دے شمشاد علی بیگ کمان الور پہنچا اور اس طرح گیا کہ شہاب الدین خان سے مل کر بھی نہ گیا خیر ع رموز مصلحت خویش خسروان دانند۔ یہان جشن کے وہ سامان ہو رہے ہے کہ جمشید اگر دیکھتا تو حیران رہ جاتا شہر سے دو کوس پر آغا پور نامی ایک بستی ہے آٹھ دس دن سے وہان خیام برپا تھے پرسون صاحب کمشنر بہادر بریلی مع چند صاحبون اور میمون کے آئے اور خیمون مین اُترے کچھ کم سو صاحب اور میم جمع ہوے سب سرکار رامپور کے مہمان کل سہ شنبہ ۵۔ دسمبر حضور پر نور بڑے تجمل سے آغا پور تشریف لیگئے بارہ پر دو بجے گئے اور شام کو پانچ بجے خلعت پہن کر آئے۔ وزیر علیخان۔ خان سامان خوجہ ہی مین سے روپیہ پھینکتا ہوا آتا تھا دو کوس کے عرصہ مین دو ہزار روپیہ سے کم نہ نثار ہوا ہوگا۔

آج صاحبان عالی شان کی دعوت ہے تین شام کا کھانا یہین کھائین گے - روشنی آتشبازی کی وہ افراط کہ رات دن کا سامنا کرے گی - طوائف کا وہ ہجوم حکام کا وہ مجمع کہ اس مجلس کو طوائف الملوک کہا چاہیے - کوئی کہتا ہے کہ صاحب کمشنر بہادر مع صاحبان عالیشان کے کل جائین گے کوئی کہتا ہے پرسون - رئیس کی تصویر کھینچتا ہون قد رنگ شکل شمائل بعینہٖ بھائی ضیاء الدین خان عمر کا فرق اور کچھ کچھ چہرا اور لحیہ متفاوت حلیم و خلیق باذل - کریم متواضع - متشرع - متورع - شعر فہم سینکڑون شعر یاد - نظم کی طرف توجہ نہین نثر لکھتے ہین اور خوب لکھتے ہین جلالائی طباطبائی کی طرز برتتے ہین شگفتہ جبین ایسے کہ اُن کے دیکھنے سے غم کوسون بھاگ جائے - فصیح بیان ایسے کہ اُن کی تقریر سُن کر ایک اور نئی روح قالب مین آ ئے - اللہم دام اقبالہ و زاد اجلالہ بعد اختتام محافل طالب رخصت ہونگا بعد حصول رخصت دلّی جاؤن گا بھائی صاحب کی خدمت مین بشرط رسائی و تاب گویائی سلام کہنا اور بچون کی خیر و عافیت جو تم کو معلوم ہوئی ہے وہ مجکو لکھنا ۶ - دسمبر سنہ ۱۸۶۶ء کی بدہ کا دن صبح کے آٹھ بجا چاہتے ہین کاتب کا نام غالب - ہے کہ تم جانتے ہو گے -

ایضًا صبح یکشنبہ ۲۷ جولائی سنہ ۱۸۶۲ء - میری جان سن پنجشنبہ پنجشنبہ جمعہ ۹ ہفتہ دس اتوار گیارہ ایک مرتبہ بر ہمزدن مینھ نہین تھما اس وقت شدت سے برس رہا ہے - انگیٹھی مین آگ دہکا کر پاس رکھ لئے ہین - دو سطرین لکھین اور کاغذ کو آگ سے سینک لیا کیا - کرون تمہارے خط کا جواب ضرور لو سنتے جاؤ - مرزا شمشاد علی بیگ کو تمہارا خط پڑھوا دیا - اُنہون نے کہا کہ غلام حسن خان کی معیت پر کیا موقوف ہے مجھے آج سواری مل جائے کل چل نکلون - مین کہتا ہون کہ اونٹ ٹٹو کا موسم نہین گاڑی کی تدبیر ہو جائے بس پچاس برس کی بات ہے کہ الٰہی بخش خان مرحوم نے ایک زمین نئی نکالی مین نے حسب الحکم غزل لکھی بیت الغزل یہ ہے

پلادے اوک سے ساقی جو ہم سے نفرت ہے	پیالہ گر نہین دیتا نہ دے شراب تو دے

مقطع یہ ہے

اسد خوشی سے مرے ہاتھ پاؤن پھول گئے	کہا جو اس نے ذرا میرے پاؤن داب تو دے

اب مین دیکھتا ہون کہ مطلع اور چار شعر کسی نے لکھکر اس مقطع اور اس بیت الغزل کو شامل ان اشعار کے کرکے غزل بنائی ہے اور اسکو لوگ گاتے پھرتے ہین مقطع اور ایک شعر میرا اور پانچ شعر کسی اُلو کے جب شاعر کی زندگی مین گانے والے شاعر کے کلام کو مسخ کردین تو کیا بعید ہے کہ دو شاعر متوفی کے کلام مین مطربون نے خلط کردیا ہو مقطع بیشک مولانا مغربی کا ہے اور وہ شعر جو مین نے تم کو لکھا ہے وہ یہ شعر جو اب لکھتا ہون

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار	گلچین بہار تو ز دامان گلہ دارد

یہ دونون شعر فارسی کے ہین مغربی قدما مین اور عرفا مین ہے جیسا عراقی ان کا کلام دقایق وحقایق تصوف سے لبریز - فارسی شاہجہانی شعرا مین صائب و کلیم کا ہم عصر اور ہم چشم - ان کا کلام شور انگیز ان بزرگون کی طرز و روش مین زمین و آسمان کا فرق - بھائی کو سلام کہنا اور کہنا کہ صاحب وہ زمانہ نہین کہ ادھر متھرا داس سے قرض لیا ادھر درباری مل کو مارا - ادھر خوب چند چین سکھ کی کوٹھی جا لوٹی ہر ایک پاس تمسک مہری موجود - شہد لگاؤ چاٹو نہ مول نہ سود - اس سے بڑھ کر یہ بات کہ روٹی کا خرچ بالکل پھوپھی کے سر - بایں ہمہ کبھی خان نے کچھہ دے دیا کبھی الور سے کچھ دلوا دیا کبھی مان نے کچھہ آگرہ سے بھیج دیا - اب مین اور باسٹھہ روپے آٹھ آنے - کلکٹری کے سو روپیہ رامپور کے قرض دینے والا ایک میرا مختار کار وہ سود ماہ بماہ لیا چاہے مول مین قسط اُس کو دینی پڑے - انکم ٹکس جدا - چوکیدار جدا - سود جدا مول جدا - بی بی جدا - بچے جدا - شاگرد پیشہ جدا - آمد وہی ایک سو باسٹھ - تنگ آگیا گذارا مشکل ہوگیا روزمرہ کا کام بند رہنے لگا سوچا کہ کیا کرون کہان سے گنجایش نکالون قہر درویش بجان درویش صبح کی تبرید متروک چاشت کا گوشت آدھا - رات کی شراب و گلاب موقوف بیس بائیس روپیہ مہینہ بچا روزمرہ کا خرچ چلا یارون نے پوچھا تبرید و شراب کب تک نہ پیوگے کہا گیا کہ جب تک وہ نہ پلائین گے پوچھا نہ پیوگے تو کس طرح جیوگے جواب دیا کہ

جس طرح وہ جلائین گے - بارے مہینا پورا نہین گزرا تھا کہ رامپور سے علاوہ وجہ مقرری اور روپیہ آگیا قرض مقسطا ادا ہوگیا متفرق رہا خیر رہو صبح کی تبریدات کی شراب جاری ہوگئی گوشت پورا آنے لگا چونکہ بھائی نے وجہ متوفی اور بحالی پوچھی تھی اُن کو یہ عبارت پڑھا دینا - اور حمزہ خان کو بعد سلام کہنا ع اے بے خبر ز لذت شرب مدام ما ؛ دیکھا ہم کو یون پلاتے ہین - وریبہ کے بنیون کے لونڈون کو پڑھا کر مولوی مشہور ہونا - اور مسائل ابو حنیفہ کو دیکھنا اور مسائل حیض و نفاس مین غوطہ مارنا اور ہے اور عرفا کے کلام سے حقیقت حقہ وحدت وجود کو اپنے دل نشین کرنا اور ہے - مشرک وہ ہین جو وجود کو واجب و ممکن مین مشترک جانتے ہین - مشرک وہ ہین جو مسیلمہ کو نبوت مین خاتم المرسلین کا شریک گردانتے ہین مشرک وہ ہین جو نو مسلمون کو ابو الائمہ کا ہمسر مانتے ہین دوزخ ان لوگون کے واسطے ہے - مین موحد خالص اور مومن کامل ہون زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہتا ہون اور دل مین لا موجود الا اللہ لا موثر فی الوجود الا اللہ سمجھے ہوا ہون - انبیا سب واجب التعظیم اور اپنے اپنے وقت مین سب مفترض الطاعت تھے محمد علیہ السلام پر نبوت ختم ہوئی یہ خاتم المرسلین اور رحمۃ اللعالمین ہین مقطع نبوت کا مطلع امامت اور امامت نہ اجماعی بلکہ من اللہ ہے اور امام من اللہ علی علیہ السلام ہے ثم حسن ثم حسین اسیطرح تا مہدی موعود علیہ السلام ع برین زیستم ہم برین بگذرم - ہان اتنی بات اور ہے کہ اباحت اور زندقہ کو مردود اور شراب کو حرام اور اپنے کو عاصی سمجھتا ہون اگر مجکو دوزخ مین ڈالین گے تو میرا جلانا مقصود نہ ہوگا بلکہ دوزخ کا ایندھن ہونگا اور دوزخ کی آنچ کو تیز کرونگا تاکہ مشرکین و منکرین نبوت مصطفوی و امامت مرتضوی اُسمین جلین سنو مولوی صاحب گر ہٹ دھرمی نہ کروگے اور کتمان حق کو گناہ جانوگے تو البتہ تم کو یاد ہوگا اور کہوگے کہ ہان یاد ہے جن روزون مین تم علاؤالدین خان کو گلستان اور بوستان پڑھاتے ہو اور تم نے ایک دن غصہ اکو دو تین طمانچے مارے ہین نواب امین الدینخان اُن دنون مین لوہارو ہین - علاؤالدین خان کی والدہ نے تمکو ڈیوڑھی پر سے اُٹھا دیا تم باچشم پرآب میرے پاس آئے مین نے تم سے

کہا کہ بھائی شریف زادون کو اور سردار زادونکو چشم نمائی سے پڑہاتے ہین مارتے نہین تم نے بیجا کیا آیندہ یہ حرکت نکرنا تم نادم ہوئے اب وہ مکتب نشین طفل سے گزر کر پیر ہفتاد سالہ کے واعظ بنے تمنے کسی قاقون مین ایک شعر حافظ کا حفظ کیا ہے ع چون پیر شدی حافظ الخ اور یہ پڑھتے ہو اس کے سامنے کہ اُس کی نظم کا دفتر حافظ کے دیوان سے دوچند سہ چند ہے مجموعہ نثر جدا اگانہ اور یہ بھی لحاظ نہین کرتے کہ ایک شعر حافظ کا یہ ہے اور ہزار شعر اس کے مخالف ہین ۵

صوفی بیا کہ آئینہ صاف ہست جام را		تا بنگری صفاے مے لعل فام را
شراب ناب خور و روے مہ جبینان بین	دیگر	خلاف مذہب آنان جمال اینان بین
ترسم کہ صرفۂ نبرد روز باز خواست	دیگر	نان حلال شیخ ز آب حرام ما
ساقی مگر وظیفہ حافظ زیادہ داد	دیگر	کاشفتہ گشت طرہ دستار مولوی

میان مین بڑی مصیبت مین ہون محلسرا کی دیوارین گر گئی ہین پاخانہ ڈھ گیا چھتین ٹپک رہی ہین تمہاری پھوپی کہتی ہین ہاے دبی ہاے مری - دیوانخانہ کا حال محلسرا سے بدتر ہے - مین مرنے سے نہین ڈرتا - فقدان راحت سے گھبرا گیا ہون - چھت چھلنی ہے ابر دو گھنٹہ برسے تو چھت چار گھنٹے برستی ہے - مالک اگر چاہے کہ مرمت کرے تو کیونکر کرے مینھ کھلے تو سب کچھ ہو اور پھر اثناے مرمت مین مین بیٹھا کس طرح رہون اگر تم سے ہو سکے تو برسات تک بھائی سے مجکو وہ حویلی جس مین میر حسن رہتے تھے اپنی پھوپی کے رہنے کو اور کوٹھی مین سے وہ بالاخانہ مع دالان زیرین جو الٰہی بخش خان مرحوم کا مسکن تھا میرے رہنے کو دلوا دو - برسات گزر جائیگی مرمت ہو جائے گی - پھر صاحب اور میم اور بابا لوگ اپنے قدیم مسکن مین آ رہین گے - تمہارے والد کی ایثار و عطا کے جہان مجھ پر احسان ہین ایک یہ مروت کا احسان میرے پایان عمر مین اور بھی سہی - غالب -

ایضاً چہار شنبہ ۱۸ مئی ۱۸۶۱ء بقول عوام باسی عید کا دن صبح کا وقت - میری جان غالب کثیر المطالب کی کہانی سُن مین اگلے زمانہ کا آدمی ہون جہان ایک امر کی ابتدا دیکھی یہ

جان لیا کہ اب یہ امر مطابق اس ہدایت کے نہایت پذیر ہوگا۔ یہان اختلاف طبایع کا وہ حال کہ آغاز مغشوش انجام منی روش مبتدا خبر سے بیگانہ شرط جزا سے محروم سُنا اور متواتر سُنا کہ قصہ طے ہوگیا۔ اب علاؤالدین خان مع قبائل آئین گے دل خوش ہوا کہ اپنے محبوب کی شکل مع اُسکے نتایج کے دیکھون گا۔ پرسون آخر روز بھائی پاس گیا اثناء اختلاط و انبساط مین مین نے پوچھا کہ جوش علاؤالدین خان کب آئین گے جواب کچھ نہین اب وہ قصہ تو طے ہوگیا ہان وہ تو روپیہ مین نے دیے بھی دیا مین نے کہا تو اب چاہیے کہ وہ آئین فرمایا کہ شاید ابھی نہ آئے
ع معلوم ہوا کہ خیر ٹھینگا باجا ناچار ارادہ کیا کہ جو کچھ کہنا تھا اب وہ لکھ کر بھیجون۔ پرسون تو شام ہوگئی تھی کل الغل گیر ہونے والون نے دم نہ لینے دیا۔ اُس پر طرہ یہ کہ ثاقب نے کہا کہ بھائی تم سے شاکی ہین اب ضرور آپڑا کہ گزارش مدعا سے پہلے تمھارے رفع ملال مین کلام کرون۔ بھائی تم میرے فرزند بلکہ بہ از فرزند ہو۔ اگر میر اصلبی بیٹا اس دید و دانست و تحریر و تقریر کا ہوتا تو مین اُس کو اپنا یار وفادار اور ذریعہ افتخار جانتا میرے خطوط کے نہ پہنچنے کا گلہ غلط تمھارا کونسا خط آیا کہ اُس کا جواب یہان سے نہ لکھا گیا میرے پاس ہمہ مقاصد ضروری فراہم تھے وہ مین نے اُس نظر سے نہ لکھے کہ اب تم آتے ہو زبانی گفت و شنید ہو جائے گی ثاقب نے چلتی گاڑی مین روڑا اٹکا دیا تب مجھے تو طیہ و تمہید مین ایک ورق لکھنا پڑا۔ ورنہ آغاز نگارش یہان سے ہوتا۔ یا اسد اللہ الغالب ؎

با من از جہل معارض شدہ نامنفعلے	کہ گرش ہجو کنم این بودش مدح عظیم

یہ رسالہ موسوم بہ محرق قاطع برہان جو ثاقب نے تم کو بھیجا ہے میرے کہنے سے بھیجا ہے اور اس رسالے سے میرا مدعا یہ ہے کہ اس کے معائنہ کے وقت اُس کتاب کی بے ربطی عبارت پر اور میری اپنی قرابت اور نسبت ہائے عدیدہ پر نظر نہ کرو بیگانہ وار دیکھو اور از روے انصاف حکم بنو بے حیف ذمیل اُس نے جو مجھے گالیان دی ہین اُن پر غصہ نہ کرو غلطیان عبارت کی شدت اطناب ممل کی صورت سوال دیگر جواب دیگر ان باتون کو مطمح نظر کرو

ازفرصت مساعدت کرے تو اُن مراتب کو الگ ایک کاغذ پر لکھوا اور بعد اتمام میرے
بھیج دو۔ میرا ایک دوست روحانی کہ وہ منجملۂ رجال الغیب ہے اِن ہفوات کا خاکا اُڑا رہا ہے
شان نے اُس کو مردودی ہے تم بھی بھائی مردود و۔ اور وہ امر مبہم کہ جو تمہارے والد کی تقریر
دل نشین نہین ہوا یعنی قصہ چُک جانا اور دلی آنا اس کا ماجرا مفصل شرح لکھو۔ وین
اپنا نام آغاز کتابت مین لکھ آیا ہون۔ اب ارسال جواب کی تاکید کے سوا اور کیا لکھون فقط
مامیان مین تمہارے باپ کا تابع تمہارا مطیع فرخ مرزا کا نانا نزد دار مگر ابھی اُٹھا ہون اپنے
ہین سمجھا کہ مین کون ہون۔ آج فرخ صاحب کے نام کا رقعہ پہنچ جائیگا۔ چھ جز تمہارے
نہ ہوئے میر مہدی حسین صاحب کو دیے اور باقی دن چڑھے اعیان مطبع جمع ہولین
اوراق بھی منگا دون۔ غالب۔

ما شنبہ ۵ شعبان و فروری وقت نماز ظہر نیر اصغر سپہر سخن سراے مولانا غالبؔ کے
رفشان و دل نشین ہو کہ آج صبح کو ۵ یا ۶ گھڑی دن چڑھے دونون بھائی صاحب تشریف
مین گیا اور ملا علی حسین خان کو بھی دیکھا۔ تھوڑی دیر کے بعد بھائی صاحب والدہ
بہ کے پاس گئے مین گھر آیا کھانا کھایا۔ دوپہر کو تمہارا خط پایا۔ دو گھڑی لوٹ پوٹ کر
ب لکھا اور ڈاک مین بھجوایا۔ یہ مرض جو بھائی کو ہے اس راہ سے کہ ضد صحت ہے مکروہ طبع
ورنہ ہرگز موجب خوف و خطر نہین۔ مین تو بھول گیا تھا اب بھائی کے بیان سے یاد آگیا
۔۱۳ برس پہلے ایک دن ناگاہ یہ حالت طاری ہوگئی تھی وہ موسم جوانی کا تھا اور حضرت عادی
فیون نہ تھے تنقیہ بہ قے فوراً اور بہ اسہال بعد چند روز عمل مین آیا اب سن کہولت
عمال افیون مزید علیہ دورہ جلد جلد متواتر ہوا۔ اضطراب از راہ محبت ہے از روے حکمت
طراب کی کوئی وجہ نہین نظر مین یکتا حکیم امام الدین خان وہ ٹونک عملی مین چالاک
م احسن اللہ خان وہ کرولی رہے حکیم محمود خان وہ ہمسایہ دیوار بدیوار حکیم غلام نجف خان
دوست قدیم صادق الولا حکیم بقا کے خاندان مین دو صاحب موجود۔ تیسرے حکیم

سنبھلے وہ بھی شریک ہوجاینگے - اب آپ فرمائیے حکیم کون ہے - ہان دو ایک ڈاکٹر باعتبار مقومی حکام نامور یا کوئی ایک آدھ بید سومنز وی اور گمنام بہرحال خاطر جمع رکھو خدا کے فضل پر نظر رکھو - سبحان اللہ تم مجھ سے سپارش کرو - امین الدین خان کی کیا میرے پہلو مین دل یا میرے دل مین ایمان جس کو محبت بہی کہتے ہین بقدر ریشہ و سرمو بہی نہین معالجہ حکما کی راہ پر ہے گاندھی اور غمخواری مین اگر قصور کرون تو گناہگار ہون ایسے موقع مین رائے اطبا مین خلاف کم واقع ہوتا ہے مرض مشخص دوا معین سوء مزاج سازج نہین مادی ہے اور مادہ بارد ہے - کوئی طبیب سوائے تنقیہ کے کچھہ تدبیر نہ سوچے گا - تنقیہ مین سوائے منضجات بلغم اور کچھہ تجویز نہ کرے گا - تجویز ہے کہ دو دن کے بعد تنقیہ خاص ہوا اور ایارج کا مسہل دیا جائے - استمداد آیات شفا بخش مقرر ہین رد سحر و دفع بلا ان کے ذریعہ سے متصور ہے لیکن ان ملاؤن اور عزائم خوانون نے نہ توڑ دی ہے کچھہ نہین جانتے اور باتین بکھانتے ہین تمہارے باپ پر کوئی سحر کیون کرے گا - بیچارہ الگ ایک ایسے گوشہ مین رہتا ہے کہ جب تک خاص وہان کا قصد نہ کرے کبھی کوئی وہان نہ جائے یہ خیال عبث - ہان خیرات و مساکین سے طلب دعا اور اہل اللہ سے استمداد - شہر مین مساکین شمار سے باہر - اہل اللہ مین ایک حافظ عبد العزیز مابخیر شما بسلامت - نجات کا طالب غالب - دن اور تاریخ اوپر لکھہ آیا ہون -

ایضاً اقبال نشان والا شان صدرہ عزیز تر از جان مرزا علاؤ الدین خان کو دعاے درویشانہ غالب دیوانہ پہنچے - سالی نگارش تم کو یاد ہوگا - مین نے دبستان فارسی کا تم کو جانشین و خلیفہ قرار دے کر ایک سجل لکھہ دیا ہے - اب جو چار کم اسّی برس کی عمر ہوئی اور جانا کہ میری زندگی برسون کیا بلکہ مہینون کی نہ رہی - شاید بارہ مہینے جس کو ایک برس کہتے ہین اور جیون - ورنہ دو چار مہینے یا پانچ سات ہفتے دس بیس دن کی بات رہ گئی ہے اپنی ثبات حواس مین اپنے دستخط سے یہ توقیع تم کو لکھہ دیتا ہون کہ فن اردو مین نظماً و نثراً تم میرے جانشین ہو - چاہیئے کہ میرے جاننے والے جیسا مجکو جانتے تھے ویسا تم کو جانین اور جس طرح مجکو مانتے تھے تم کو مانین

کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ وَّ یَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ یکشنبہ سلخ صفر ۱۲۸۵ھ
۲۱ جون ۱۸۶۸ء بمقام دہلی۔

بنام مرزا امیر الدین احمد خان المدعو بہ فرخ مرزا

اے مردم چشم جہان بین غالب پہلے القاب کے معنی سمجھ لو یعنی چشم جہان بین غالب کی پتلی چشم جہان بین تمہارا باپ مرزا علاء الدین خان بہادر اور پتلی تم۔ آج مین نے تمہارا خط دیکھا مجکو بہت پسند آیا۔ اُستاد کامل نہ ہونے کے باوصف تم نے یہ کمال حاصل کیا۔ آفرین صد آفرین۔ مین اپنے اور تمہارے پروردگار سے کہ وہ رب العالمین ہے یہ دعا مانگتا ہون کہ تم کو زیادہ نہین تو تمہارے باپ کے برابر علم و فضل اور تمہارے پردادا حضرت فخر الدولہ نواب احمد بخش خان بہادر جنت آرامگاہ کے برابر جاہ و جلال عنایت کرے۔ میان تمہارے دادا نواب امین الدین خان بہادر ہین۔ مین تو تمہارا دل دادہ ہون۔ خبردار ہر جمعہ کو اپنی صورت مجھے دکھا جایا کرو۔ والدعا دیدار کا طالب غالب

بنام میر احمد حسین المتخلص بہ میکش

بھائی میکش آفرین۔ ہزار آفرین۔ تاریخ نے مزا دیا۔ خدا جانے وہ خرمے کس مزے کے ہون گے جن کی تاریخ ایسی ہے دیکھو صاحب ع قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید۔ تاریخ دیکھی اُس کی تعریف کی خرمے کھائین گے اُس کی تعریف کرین گے۔ کہین یہ تمہارے خیال مین نہ آوے کہ یہ حسن طلب ہے کہ ناحق تم دین محمد غریب کو دوبارہ تکلیف دو ابھی رقعہ لیکر آیا ہے ابھی خرمے لیکر آوے۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ الغرض محال تم یون ہی عمل مین لاؤ گے۔ اور میان دین محمد صاحب کے ہاتھ خرمے بھجواؤ گے تو ہم بھی کہین گے تازہ شے بہتر بارہ سے بہتر۔

ایضاً میان عجب اتفاق ہے نہ مین تمہارے دیکھنے کو آسکتا ہون نہ تم میرے دیکھنے کو قدم رنجہ فرما سکتے ہو۔ وہ قدم رنجہ کہان سے کرو سراپا رنجہ ہو لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ تعطیل کے دن

کیا نا خوش گزرے۔ یوسف مرزا سے میر سرفراز حسین سے تمہارا حال سن لیتا ہون اور رنج کھاتا ہون۔ خدا تمہارے حال پر رحم کرے اور تم کو شفا دے۔ خواہش یہ ہے کہ ناتوانی کا عذر نہ کرو۔ اور اپنا حال اپنے ہاتھ سے لکھ ڈالا کرو۔ اسد

بنام جناب حکیم غلام مرتضیٰ خان صاحب

خان صاحب جمیل المناقب حکیم غلام مرتضیٰ خانصاحب کو غالب دردمند کا سلام خوب یاد رہے کہ مین نے کبھی کسی امر مین آپ کو تکلیف نہین دی۔ اب ایک طرح کی عنایت کا سائل ہون۔ حامل ہذا المکتوب پنڈت جےنراین میرا یہ خط لے کر حاضر ہوتے ہین ان کے بزرگ نواب احمد بخش خان کی سرکار مین مناصب عالیہ اور عہدہ ہاے جلیلہ رکھتے تھے اب موقع یہ آیا ہے کہ جستجو سے نوکری مین ٹپیاے آتے ہین۔ آپ کو میرے سر کی قسم جہانتک ہو سکے سعی کر کے ان کو موافق ان کی عزت کے کوئی منصب کوئی عہدہ دلوا دو گے تو مین یہ جانونگا کہ تم نے مجھے نوکر رکھوا دیا ہے بڑا احسان مند ہون گا۔ نجات کا طالب۔ غالب
۱۳۔ شوال ۱۲۸۰ھ ہجری۔

بنام جناب حکیم غلام رضا خان صاحب

نور دیدہ و سرور دل و راحت جان اقبال نشان حکیم غلام رضا خان کو غالب نیم جان کی دعا پہنچے۔ تم سے رخصت ہو کر اور تمہین خدا کو سونپ کر روانہ رامپور ہوا۔ موسم اچھا تھا گرمی گزر گئی تھی جاڑا ابھی چمکا نہ تھا عالم اعتدال آب و ہوا سایہ و سرچشمہ جابجا آرام سے رامپور پہنچا۔ نواب صاحب حال بمقتضاے الولد سر لابیہ حسن اخلاق مین نواب فردوس آرامگاہ کے برابر بلکہ بعض شیوہ و روش مین ان سے بہتر ہین بمجرد مسندنشینی کے غلہ کا محصول یک قلم معاف کیا۔ علی بخش خان خان ساماں کو تیس ہزار روپیہ بابت مطالبہ سرکاری بخش دیا۔ مفصل حالات بذل و نوال عندالملاقات زبانی کہون گا۔ سنو صاحب مین فقیر آزادہ کیش ہون۔ دنیادار نہین مکار نہین۔ خوشامد میرا شعار نہین۔ جس مین جو صفات

دیکھتا ہون وہ بیان کرتا ہون - نواب صاحب تو گھر بیٹھے مجھے سو روپیہ مہینہ دیتے ہین تم مجھے کیا دیتے ہو جو تمہارے باب مین میرا عقیدہ یہ ہے کہ اگر مثل میرا کوئی صلبی بیٹا ایسا ہوتا جیسے تم ہو تو مین اُس کو اپنا فخر و شرف جانتا - علم و عقل و خلق و صدق و سداد و حلم کے جامع تورع و زہد و تقویٰ کے حاوی - علم اخلاق مین حکمائے روحانی نے سعادت کے جو مدارج لکھے ہین وہ سب تم مین پائے جاتے ہین - پروردگار تم کو عمر طبعی عطا کرے اور دولت و اقبال شمار سے زیادہ دے - انشاء اللہ کہ ہمچنین خواہد بود - غالب

بنام جناب ماسٹر پیارے لال صاحب

شفیق مکرم بابو پیارے لال صاحب کو سلام کل رقعہ مع مسودہ بابو چندو لال صاحب کے پاس پہنچ گیا - یقین ہے کہ آپ کی نظر سے گزرا ہوگا - اور آپ مسودہ کرنے پر متوجہ ہوئے ہونگے جلدی نہین آپ بغور اچھی طرح تامل سے لکھیے - جب صاف ہو جائے گا مجھے دیجیے گا مین اپنی مہر کرکے ڈاک مین بھجوا دون گا - ابھی ڈپٹی کمشنر بہادر کے پاس سے آیا ہون وہ کہتے تھے کہ کل لارڈ صاحب آئین گے اور پرسون شملے کو تشریف لے جائین گے بطریق اطلاع آپ کو لکھا ہے یہ منظور نہین کہ عرضی آج تیار ہو جائے اور کل مین آپ دون - ڈاک مین ارسال کرنا منظور ہے - راقم اسد اللہ خان غالب - ۳۰ - اپریل ۱۸۶۶ء -

ایضاً کیون صاحب ہم سے ایسے خفا ہو گئے کہ ملنا بھی چھوڑا - خیر میری تقصیر معاف کرو اور اگر ایسا ہی گناہ عظیم ہے کہ کبھی نہ بخشا جائے گا تو وہ گناہ میرا مجھ پر ظاہر کر دو تاکہ مین اپنے قصور پر اطلاع پاؤن - برخوردار ہیرا سنگھ تمہارے پاس پہنچتا ہے اور یہ تمہارا دست گرفتہ ہے رہتک مین تم نے اسے نوکر رکھوا دیا تھا - خیر وہان کی صورت بگڑ گئی - اب یہ غریب بہت تباہ ہے اور امور معاش مین سخت دلتنگ تمہین دستگیری کرو تو یہ سنبھلے ورنہ اس کا نقش ہستی صفحہ دہر سے مٹ جائے گا والسلام - عنایت کا طالب غالب -

ایضاً فرزند ارجمند اقبال بلند بابو ماسٹر پیارے لال کو غالب ناتوان نیم جان کی دعا

پہنچے۔ لاہور پہنچ کر تم نے مجھے خط نہ بھیجا اس کی مین جتنی شکایت کرون بجا ہے تم نہین جانتے کہ مجھے تم سے کتنی محبت ہے۔ مین تمہارا عاشق ہون اور کیونکر نہ عاشق ہون صورت کے تم اچھے سیرت کے تم اچھے شیوہ و روش کے تم اچھے۔ خالق نے خوبیان تم مین کوٹ کوٹ کر بھر دی ہین۔ اگر میرا صلبی فرزند ایسا ہوتا تو مین اسکو اپنا فخر خاندان سمجھتا۔ الله اب تم جس قوم اور جس خاندان مین ہو۔ اس قوم اور اس خاندان کے ذریعہ افتخار ہو خدا تم کو سلامت رکھے اور عمر و دولت و اقبال و جاہ و جلال عطا کرے میان تم کو یاد ہے کہ مینے تم کو سابق مین اس سے نورچشم مرزا یوسف علیخان کے باب مین کچھہ لکھا ہے بیت اختلال حواس کا حال تم جانتے ہو۔ خدا جانے اُس وقت کس خیال مین تھا اور مین کیا گیا وہ جو کچھ لکھا وہ سہل انگاری تھی۔ اب جو کچھ لکھتا ہون یہ راست گفتاری ہے۔ مختصر یعنی مرزا یوسف علیخان عزیز بڑے عالی خاندان اور بڑے بزرگ قوم کے ہین شاعر بھی بہت اچھے ہین شعر خوب لکھتے ہین صاحب استعداد ہین۔ علم اُن کو اچھا ہے یہ بھی گویا فرقہ اہل علم و فضل مین سے ہین اور ترقی کے قابل ہین نورچشم مولوی نصیر الدین کو میری دعا کہنا۔ محررہ ۳۰ جنوری سنہ ۱۸۶۱ء۔

بنام منشی جواہر سنگھ صاحب جوہر

برخوردار منشی جواہر سنگھ کو بعد دعاے دوام عمر و دولت معلوم ہو۔ خط تمہارا پہنچا خیر و عافیت تمہاری معلوم ہوئی قطعے جو تم کو مطلوب تھے اُن کے حصول مین جو کوشش ہیرا سنگھ کی ہے مین تم سے کہہ نہین سکتا۔ نری کوشش نہین روپیہ صرف کیا ۵ روپیہ جو تم بھیجے تھے وہ اور پچیس تیس روپیہ اور صرف کیے پانچ پانچ اور چار چار روپیہ اور دو دو کو قطعے مول لئے اور بنوائے۔ خرید مین روپیہ جدا دیے اور بنوانے مین روپیہ جدا لگا۔ دوڑتا پھرا حکیم صاحب پاس کئی بار جا کر حضور والا کا قطعہ لایا۔ اب دوڑ رہا ہے ولیعہد بہادر کے دستخطی قطعہ کے واسطے یقین ہے کہ دو چار دن مین وہ بھی ہاتھ آوے اا

بعد اُس قطعہ کے ہاتھ آنے کے وہ سب کو یکجا کر کے تمہارے پاس بھیج دے گا مدد مین بھی اُس کی کر رہا ہون لیکن اُس نے بڑی مشقت کی - آفرین صد آفرین پندرہ روپیہ مین سے ایک روپیہ اپنے صرف مین نہین لایا اور ماں کو عاجز کر کے اُس سے بہت روپیہ لیئے جب سب قطعہ تمہارے پاس پہنچین گے تب اُس کا حسن خدمت تم پر ظاہر ہوگا - کیون صاحب وہ ہماری لنگی اب تک کیون نہین آئی بہت دن ہوئے جب تم نے لکھا تھا کہ اسی ہفتہ مین بھیجون گا والدعا - اسد اللہ -

ایضاً برخوردار کامگار سعادت واقبال نشان منشی جواہر سنگہ جوہر کو بلب گڈھ کی تحصیلداری مبارک ہو - پہلی سے فوج آئے نوج سے بلب گڈہ گئے اب بلب گڈہ سے دلی آؤ گے - انشاء اللہ سنو صاحب حکیم مرزا جان خلف الصدق حکیم آغا جان صاحب کے تمہارے علاقہ تحصیلداری مین بصیغہ طبابت ملازم سرکار انگریزی ہین اُن کے والد ماجد میرے پچاس برس کے دوست ہین مین اُن کو اپنے بھائی کی برابر جانتا ہون اس صورت مین حکیم مرزا جان میرے بھتیجے اور تمہارے بھائی ہوئے لازم ہے کہ اُن سے یکدل ویک رنگ رہو اور اونکے مددگار بنے رہو - سرکار سے یہ عہدہ بصیغہ دوام ہے تم کو کوئی نئی بات پیش کرنی نہ ہوگی - صرف اسی امر مین کوشش رہے کہ صورت اچھی بنی رہے سرکار کی خاطر نشان رہے کہ حکیم مرزا جان ہوشیار اور کارگزار آدمی ہے - ۲ - فروری ۱۸۶۴ء -

بنام منشی ہیرا سنگہ صاحب

نور چشم غالب غم دیدہ منشی ہیرا سنگہ کو دعا پہنچے - تمہارا خط محررہ ۱۱ جنوری پہنچا - دورہ کا سفر بارے تمام ہوا اب جاڑون کے دن آرام سے کاٹو - گھبراؤ نہین سال بھر پڑھائے جاؤ جب لڑکا شد و بد سے آگاہ ہوجائے تب ڈپٹی کمشنر سے ترقی کی درخواست کرنا - اگر نائب تحصیلدار ہوجاؤ گے تو رفتہ رفتہ اکسٹرا اسسٹنٹ ہونے کی گنجائش ہے مدرسہ کے علاقہ مین تو نوکر نہین ہو جو بابو پیارے لال کو تمہاری بدلی کا اختیار ہو - رہنا رہنا بس

باب مین بابو صاحب سے نہ کہونگا اور نہ یہ خط تمہارا منشی جواہر سنگہ کو دکھلاؤنگا۔ ناحق
الجھو کیون۔ اُس اُلجھنے سے فائدہ کیا خاطر جمع رکھو ع کہ رحم گر نکند مدعی خدا بکند
مین ویسا ہی ہون جیسا تم دیکھ گئے ہو۔ اور جب تک جیونگا ایسا ہی رہونگا۔ غالب ۱۲ جنوری ۱۸۶۹ء

بنام منشی بہاری لال المتخلص بہ مشتاق

سعادتمند باکمال منشی بہاری لال کو بمین تاثیر دعاے غالب خستہ حال عمر و دولت اقبال فزون
ہو۔ منشی ہمن بہاون لال تمہارے والد ماجد کا انتقال موجب رنج و ملال ہوا اگرچہ اُس
رہرو جادہ فنا سے میری ملاقات نہ تھی لیکن تمہارے تنہا اور بے مربی رہ جانے کا مین نے
بہت غم کھایا۔ خدا ان کو بخشے اور تم کو صبر عطا کرے۔ غالب ۲۶ - فروری ۱۸۶۸ء۔

ایضاً برخوردار بہاری لال مجکو تم سے جو محبت ہے اس کے دو سبب ہین ایک تو یہ کہ تمہارے
خال فرخ فال منشی مکند لال میرے بڑے پُرانے یار ہین خوش خو شگفتہ رو بذلہ گو۔ دوسرے
تمہاری سعادتمندی اور خوبی اور حلم اور بقدر حال علم اُردو نظم و نثر مین تمہاری طبع کی
روانی اور تمہاری قلم کی گل فشانی مگر چونکہ تم کو مشاہدۂ اخبار اطراف اور خود اپنے مطبع کے
اخبار کی عبارت کا شغل تحریر ہمیشہ رہتا ہے بتقلید اور انشا پردازون کے تمہاری
عبارت مین بھی املا کی غلطیان ہوتی ہین مین تم کو جابجا آگاہ کرتا رہتا ہون خدا چاہے تو
املا کی غلطی کا ملکہ بالکل زائل ہو جائے۔ مگر بہاری لال اس نونہال باغ دولت یعنی حکیم
غلام رضا خان کے دوام صحبت کو اپنے طالع کی یاوری سمجھو۔ یہ دانشمند ستودہ خوے امیر
نامور ہونے والا اور مراتب اعلی کو پہنچنے والا ہے اسکی ترقی کے ضمن مین تمہاری بھی ترقی
ہونے والی ہے ؎

بیا دامان صاحب دولتے گیر	کہ مرد از صاحب دولت شود پیر

میان سچ تو یون ہے کہ اکمل المطابع اجمل المطابع بھی ہے۔ حکیم غلام نبی خان منجملہ خوبان
روزگار ہین نکو خوے اور نیکو کردار ہین۔ میر فخر الدین آزاد منش اور سعادتمند نوجوان ہین

کم گفتار اور مرنج و مرنجان ہین تم چارون شخص پیکر صدق و صفا و مہر و ولا کے چار عنصر ہو جہان آفرین تم چارون صاحبون کو خوشنود و دلشاد اور اکمل المطابع کو بارونق اور آباد رکھے۔ غالب ۹ جون ۱۸۶۶ء

خاتمہ کتاب اُردوے معلیٰ ریختہ کلک بلاغت انتما سخندان بیمثال معنی سنج نازک خیال شاعر نغز گوے دلاویز بیان ناثر جادو طراز شیرین بیان مرزا قربان علی بیگ خان صاحب سالک شاگرد مولانا غالب مرحوم

شیدائیان شاہد دلفریب سخن ہر وقت اسکے خریدار اور شیفتگان حسن معانی ہمہ دم اسکے خواستگار رہتے ہین کہ اچھا کلام جو مطبوع طبایع ناظرین خردپیشہ اور پسند خواطر شائقین درست اندیشہ ہو میسر آئے۔ صاحب نظران دیدہ ور جن کی آنکھین شبستان معانی کی سیر سے سیر ہوتی ہین مشاہدہ ماہ پیکران مہر تمثال سے تسلی نہین پاتے۔ اور نگین مشامان نکتہ پرور جن کے دماغ مین گلستان سخن کی بو بھر جاتی ہے ریاحین باغ ارم کے سونگھنے کو نہین جاتے۔ اور بیہودہ کلام اور لاوہ سخن جو نیر اعظم سپہر سخنوری و ماہ منیر آسمان معنی گستری شہسوار عرصہ نکتہ دانی یکہ تاز میدان جادو بیانی فرمانروائے کشور نازک خیالی۔ زینت افزاے اورنگ بےمثال ناثر نثری رفعت شاعر شعری رتبت چمن آراے گلستان فصاحت حدیقہ پیراے خیابان بلاغت فروغ بزم آفرینش نور دیدہ بینش استاد یگانہ مسلم الثبوت زمانہ رشک عرفی و غیرت طالب جناب استادی نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ غالب کے زبان معجز بیان پر آیا ہو اور خامہ گوہر افشان سے نکلا ہو علی الخصوص یہ سفینہ بےنظیر و مجموعہ دلپذیر جسکا ہر حرف باعث نظارت چشم نظارگیان اور ہر لفظ سبب تازگی دیدہ مشتاقان ہے ہر سطر کو دریا سے

موج خیز معانی اور ہر فقرہ کو گلزار ہمیشہ بہار رنگین بیانی کہنا چاہیے - عبارت سے سلسبیل کی سلاست پیدا - مضامین سے آب کوثر کی لطافت ہویدا - کمند انداز رسا مین گردن معانی شکار شیرینی ادا پر اداے شیرین لبان نثار غور کیجیے کہ فراہم آنا اس نسخہ بے بدل کا اور طبع ہونا اس کتاب بے مثل کا کیونکر غنیمت نہ سمجھا جاے - ناظرین کو لطف ارزانی و شائقین کو مذاق سخن کی فراوانی مبارک - کیونکر شکر فراہمی نہ ادا کیا جاے ہان اے سلک اندوہگین کیسا شکر کیا کلام ہے اے بے خبر گریہ و ہنگام ماتم عام ہے ؎

باید چو شمع در دل شبہا گریستن
سرگرم بودن از تہ دل با گریستن

ناساز گار چشم مرا نا گداختن
ناخوش گوار چشم مرا نا گریستن

این ست اگر تراوش سرچشمۂ حیات
باید بعمر خضر و مسیحا گریستن

ہنوز یہ نامہ دلاویز تمام و کمال تشریف طبع نہ پا چکا تھا کہ سپہر بے مہر نے بتاریخ ۲ - ذیقعدہ ۱۲۸۵ھ ہجری جامہ حیات جناب مغفور و مرحوم کو چاک کیا ہے ہے آفتاب علم و کمال کو ربخ خسوف دکھایا - ماہتاب فضل و ہنر کو صدمہ کسوف مین پھنسایا ؎

اس ستمگار سے کوئی پوچھے
ہاتھ اس واقعہ سے کیا آیا

نہ سوجھا کہ عالم مین تاریکی چھاے گی زمانہ کو تسکین نہ ہاتھ آے گی - آنکھین اشکبار دل بیقرار ہون گے مگر ؎

نیش عقرب نہ از پے کین است
مقتضاے طبیعتش این ست

اپنی عادت سے ناچار ہے دشمنی اہل کمال اس کا شعار ہے کوئی مبتلاے آفت ہو - خواہ گرفتار مصیبت ہو - اسکو اپنی گردش کا رنگ دکھانا کسی نہ کسی یگانۂ آفاق کو نقش ہستی صفحہ روزگار سے مٹانا - سخن آراے نوحہ سرائی سے کیونکر بد دل نہو - سخن سنجی کے عوض کبھی نالۂ پر درد اور کبھی آہ سرد لب پر ہے - کہیے جب یہ بار گران اندوہ دل پر آئے دل کی مجال ہے کہ بیٹھ نہ جاے - کیسی تاریخ خاتمۂ کتاب - کیسا سال وفات - ہان گفتگو

مختصر کرتا ہون اور ایک قطعہ لکھتا ہون قطعہ

کیا کہون کچھ کہا نہین جاتا
لب پہ نالون کا اژدحام ہوا
صدمۂ مرگ حضرت غالب
سبب رنج خاص و عام ہوا
ہے یہی سال طبع سال وفات
آج اُن کا سخن تمام ہوا

تاریخ طبع حصہ اول اُردوے معلی طبعزاد منشی جواہر سنگہ صاحب جوہر تخلص

چو اُردوے معلی گشت تالیف
ہمانا یک جہان گردید طالب
پئے سال مسیحائی طبعش
بگو جوہر خنے اُردوے غالب

العبد
محمد عبد الاحد عفی عنہ پروپرائٹر مطبع مجتبائی دھلی ماہ اپریل ۱۸۹۹ء

حصہ دوم
معلی
اُردوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و صلوۃ کے بعد احقر العباد محمد عبد الاحد عفا عنہ الصمد شایقین والا تمکین کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ جب اُردوے معلّٰی مرزا غالب ہندوستان کے سعدی مولانا حالی کی اجازت سے مطبع مین چھپی تو مولانا موصوف نے ایک قلمی مسودہ مرزا غالب کے رقعات کا اپنے پاس سے بھی عنایت فرمایا جس کو احقر نے حصہ دوم اُردوے معلّٰی کے نام سے نامزد کرکے اسی کے آخر مین شامل کر دیا - اس حصہ مین خاصکر وہ رقعات ہین جن مین اُنہون نے لوگون کو اصلاحین دی ہین یا شاعری کے متعلق کوئی ہدایت کی ہے یا کوئی نکتہ بتایا ہے اور بعض کتابون کے دیباچہ اور ریویو بھی ہین -

دیباچہ کہ بر سراج المعرفت من تصنیف مولوی مفتی سیّد رحمت علیخان بہادر نگاشتہ

سبحان اللہ آدمی اور خدا کی حمد و شکر کا دعوی! حمد و شکر کی گزارش کا سرمایہ دو قوتین ہین فکر اور نطق اور یہ دونون قوتین موہبتی ہین - بخشی ہوئی دستگاہ پر خود نمائی - اور پھر اُسی بخشنے والے کے آگے! کیسی تنگ ظرفی ہے اور کیسی ہرزہ درائی - اس صورت مین اداے حق حمد کے تو کیا معنی مگر ہان حمد کرنے والا بقدر توفیق حمد - شایستہ آفرین ہے یہ کون کہہ سکتا ہے؟ کہ توفیق نتیجہ کشت و کار ہے البتہ عطیہ پروردگار ہے - قدرت حمد اُس نے پیدا کی - توفیق حمد

اُس نے عطا کی۔ جب کہ آدمی حمد کا عازم ہو تو سپاس عطیہ توفیق کیون نہ لازم ہو۔ ہان اے حق شناس اگر تجکو شعور ہے عطیہ توفیق شکر پر ایک اور شکر ضروری ہے ۵

اگر کسے شکر حق فزون گویدا | شکر توفیق شکر چون گوید

حق یون ہے کہ حقیقت ازروے مثال ایک نامۂ درہم پیچیدۂ سربستہ ہے کہ جس کے عنوان پر لکھا ہے لا مؤثر فی الوجود الا اللہ اور خط مین مندرج ہے لا موجود الا اللہ اور اس خط کا لانے والا او اِس راز کا بتانے والا وہ نامہ آور نام آور ہے کہ جس پر رسالت ختم ہوئی۔ ختم نبوت کی حقیقت۔ اور اس معنی غامض کی صورت یہ ہے کہ مراتب توحید چار ہین۔ آثاری و افعالی و صفاتی و ذاتی۔ انبیاے پیشین صلوات اللہ علی نبینا و علیہم۔ اعلان مدارج توحید سہ گانہ پر مامور تھے۔ خاتم الانبیاء کو حکم ہوا کہ حجاب تعینات اعتباری اُٹھا دین اور حقیقت نیرنگی ذات کو صورت الآن کما کان مین دکھاوین۔ اب گنجینۂ معرفت خواص امت محمدی کا سینہ ہے۔ اور کلمۂ لا الہ الا اللہ مفتاح باب گنجینہ ہے۔ زہے عامۂ مومنین کہ وہ اِس کلام سے صرف نفی شرک فی العبادۃ مراد لیتے ہین۔ اور نفی شرک فی الوجود جو اصل مقصود ہے اُن کی نظر مین نہین۔ جب لا الہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ کہین گے۔ اُس سے اُسی توحید ذاتی کے اعتقاد کی قدمگاہ پر آ رہین گے۔ یعنی ہمارے اس کلمہ سے وہ مراد ہے جو خاتم الرسل کا مقصود تھا۔ یہی حقیقت ہے شفاعت محمدی کی اور یہی معنی ہین رحمۃ للعالمین ہونے کے اور اسی مقام سے ناشی ہے نداے روح فزاے من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ قلم اگرچہ دیکھنے مین دو زبان ہے۔ لیکن وحدت حقیقی کا رازدان ہے۔ گفتگوے توحید مین وہ لذت ہے کہ جی چاہتا ہے کوئی سو بار کہے۔ اور سو بار سنے۔ نبی کی حقیقت ذوجہتین ہے ایک جہت خالق کہ جس سے اخذ فیض کرتا ہے اور ایک جہت خلق کہ جس سے فیض پہنچاتا ہے ۵

نبی را دو وجہ است د لجوے خلق | یکے سوے خالق یکے سوے خلق
بدان وجہ از حق بود مستفیض | بدین وجہ بر خلق باشد مفیض

یہ جو صوفیہ کا قول ہے اَلْوِلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ معنی اس کے صاف اور از روے انصاف یہ ہین کہ ولایت نبی کی کہ وہ وجہ الی الحق ہے افضل ہے نبوت سے کہ وہ وجہ الی الخلق ہے - نہ یہ کہ ولایت عام افضل ہے نبوت خاص سے جس طرح نبی مستفیض ہے حضرت الوہیت سے اسی طرح ولی مستفیض ہے انوار نبوت سے مستفیض کی تفضیل مفیض پر اور مستفیض کی ترجیح مفیض پر ہرگز معقول - اور عقلا کے نزدیک مقبول نہین - اب وہ ولایت کہ خاصہ نبی تھا - نبوت کے ساتھ منقطع ہو گئی - مگر وہ فروغ کہ اخذ کیا گیا ہے مشکوٰۃ نبوت سے ہنوز باقی ہے نقل و تحویل ہوتی چلی آتی ہے اور چراغ سے چراغ جلتا چلا جاتا ہے اور یہ سراج ایزدی تا ظہور صبح قیامت روشن رہے گا - اور اب اسی کا نام ولایت اور یہی مشعل طریق ہدایت ہے - ولایت و ہدایت وہی حقیقت توحید ذاتی ہے کہ جو از روے کلمہ لا الہ الا اللہ مشہود عیون اعیان امت - اور منظور نظر اکابر امت ہوئی ہے - مگر وہ بات اب کہان ہے کہ ایک بار لا الہ الا اللہ کہے اور دل نور معرفت سے منور ہو جاوے - اور وہ ضامن زبردست کہان کہ قائل لا الہ الا اللہ کو اگرچہ اس کے معنی اچھی طرح نہ سمجھا ہو - قدم گاہ توحید پر قایم کر دے یعنی رسول مقبول واجب التعظیم - قائل انا احمد بلا میم علیہ التحیۃ والتسلیم - اب سعادت بقدر ارادت ہے - اور راحت بعد جراحت سچ بھی تو ہے - آدمی کیونکر سمجھ سکے - اور بطلان بدیہیات کے جواز پر اس کو کیونکر تسلی ہو - یعنی اس مجموع موجودات کو کہ افلاک و انجم و بحار و جبال اسی مین ہین نیست و نابود محض جان لے - اور تمام عالم کو ایک وجود مان لے - رباعی

اے کردہ بآرائش گفتار بسیچ | در زلف سخن گشودہ راہ خم و پیچ
عالم کہ تو چیز دیگرش میدانی | ذاتیست بسیط و منبسط دیگر ہیچ

جب اولیاء اللہ نے کہ وہ اطبائے روحانی ہین - دیکھا کہ نفوس بشری پر وہم غالب ہے اور بسبب استیلائے وہم مشاہدہ وحدت ذات سے محروم رہے جاتے ہین - ہر چند

اُن کو سمجھائین گے۔ راہ پر نہ آئین گے۔ ناچار اشغال واذکار وضع کئے۔ تا قوت متخیلہ اُس مین اُلجھی رہے اور رفتہ رفتہ بیخودی طاری ہوجاوے۔ وحدت وجود اس طرح کی بات تو نہین کہ نہو۔ اور ہم اُس کو بجبر یا بہ تکلف ثابت کیا چاہتے ہون ھ وانی ہمہ اوست ورنہ وانی ہمہ اوست بد وہم صورت گری اور پیکر تراشی کر رہا ہے اور معدومات کو موجود سمجھ رہا ہے پس جب وہ وہم شغل وذکر کی طرف مشغول ہوگیا بے شبہہ اپنے کام سے یعنی صورت گری و پیکر تراشی سے معزول ہوگیا۔ بے خبری و بے خودی چھا گئی اور وہ کیفیت جو موحدین کو بجبر و فہم حاصل ہوتی ہے۔ اُس شاغل کے نفس کو بیخودی مین آگئی۔ ایک دریا مین جان کر کودا۔ ایک کو کسی نے غافل کر کے ڈھکیل دیا انجام دونون کا ایک ہے۔ وہ لوگ جو وحدت وجود کو سمجھ لین۔ یہ تین نہین کہتا کہ نہین ہین مگر ہان کم ہین اور مخفی ہین۔ اور کہین کہین ہین اور ایسے نفوس کو کہ جو کسب حالت بیخودی کے واسطے محتاج اشغال واذکار ہین بہت ہین بلکہ بے شمار ہین حق سبحانہ ہمیشہ سلامت رکھے حضرت شاہنشاہی حق شناس حق آگاہ سراج الملۃ والدین ابوظفر بہادر شاہ کو جو لباس بادشاہی مین یاد آلہی کر رہی ہین ھ

شاہی و درویشی اینجا باہم است
بادشاہ عہد قطب عالم است

حکم دیا حضرت پیر و مرشد برحق نے جناب افادت مآب۔ معرفت انتساب۔ مجمع البحرین شرع و عرفان۔ قرآن السعدین عقل و ایمان۔ ابوحنیفۂ ثانی۔ سراج العلماء ضیاء الفقہاء مولانا مفتی سید رحمت علیخان بہادر کو اور فرمایا اُن سے کہ وہ اشغال واذکار جو انتہاے قوس نزولی نبوت و ابتداے قوس عروجی ولایت۔ یعنی عہد جناب رسالت علیہ السلام سے ہم سینہ بسینہ و ہم سفینہ بسفینہ چلے آئے ہین اُن کو ایک رسالے مین درج کرین۔ اور اُس رسالے کی تحریر مین وہ عبارت اُردو کہ صاف اور بے تکلف ہو خرچ کرین۔ کیون نہ ارباب فہم اِس رازداری پر قربان جائین کہ مجموع اشغال واذکار زبان حقیقت ترجمان سے فرمائے ہین اور حکم دیا ہے کہ ان کو وابستہ بسلاسل فقر او منقول من رسائل العرفا تحریر کرین قضارا یہ نرک کج مج

زبان اسد اللہ خان ہیچمدان کہ جسکا فن سخن مین غالب نام آور وہ خود مغلوب ہوسہاے خام ہے - اس رسالہ کے مشاہدہ سے مستفیض ہوا جی مین آیا کہ اس کتاب مستطاب پر ایک دیباچہ لکھیے اور پھر مین برگ سفر ساز کرون اور عزم سفر حجاز کرون - زمزم کے پانی سے وضو کرون اور اُس کاشانہ ملائک آشیانہ کے گرد پھرون اور حجر اسود کو چومون - اور پھر وہان سے مدینہ منورہ کو جاؤن - اور خاک تربت اطہر کا سرمہ آنکھون مین لگاؤن - بادشاہ سے کیا عجب ہے کہ دو برس کی تنخواہ دے کر مجکو خانہ خدا کے طواف کی رخصت دین کہ یہ گنہگار وہان جاوے اور اگر زیست باقی ہے تو وہان جا کر - اور اپنے ستاون برس کے گناہ کہ جس مین سواے شرک کے سب کچھ ہے بخشوا کر پھر آوے ۵

غالب ہواے کعبہ بسرتا گرفتہ است		رفت آنکہ خرم خلخ و نوشاد کردمی	

دیباچہ کہ بر کتاب خواجہ بدر الدین خان عرف خواجہ امان موسوم بہ حدائق انظار نگاشتہ اند

سُبحان اللہ شاہد زیباے سخن کا حسن بے مثال - مشاہدہ اُس کا نور افزاے نگاہ تصور اُس کا انجمن افروز خیال از روے لفظ - اہل معنی کی نظر مین آئینہ عارض جمال من حیث المعنی بصورت صنعت قلب کلام کا مقلوب یعنی کمال - اگر نفس ناطقہ کو حق نے بصورت انسان پیدا کیا ہوتا - تو ہم اس صورت مین کیونکر کہین کہ کیا ہوتا - اس لعبت دلفریب کی نظارگی سے بے بادہ مست ہوجاتے - اور یہ پیکر ہوش ربا دیکھکر اہل معنی یک قلم صورت پرست ہوجاتے - نظم مین اور ہی روپ - نثر مین اور ہی ڈھنگ - فارسی مین اور ہی زمزمہ اُردو مین اور ہی آہنگ - سیر و تواریخ مین وہ دیکھو جو تم سے سیکڑون برس پہلے واقع ہوا - افسانہ و داستان مین وہ کچھہ سُنو کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا نہ سُنا ہے - ہر چند خردمند بیدار مغز تواریخ کی طرف بالطبع مائل ہونگے - لیکن قصہ کہانی کی ذوق بخشی و نشاط انگیزی کے بھی دل سے قائل ہونگے - کیا تواریخ مین ممتنع الوقوع حکایات نہین - نا انصافی کرتے ہو یہ کچھ بات نہین - سام اپنے فرزند کو پہاڑ پر پھکواے سیمرغ اُسکو اپنے گھونسلے مین اُٹھا لاے -

پرورش کر کے پہلوان بنائے - آداب حرب و ضرب سکھائے - پھر جب رستم اسفندیار کے
لڑائی سے گھبرائے - زال اُس اسم بے مسمی کو بلائے سیمرغ گردان کبوتر کی طرح سیٹی کی آواز
سنتے ہی چلا آئے اور اپنی بیٹ کے لیپ سے یا اور کسی دوا سے رستم کے زخم اچھے کر کے
ایک تیر دوشاخہ دے کر تشریف لے جائے رستم دس برس کی عمر مین مست ہاتھی کو ہلاک
کرے - جب چشم بد دور جوان ہو دیو سپید کو تہ خاک کرے - فرعون کا دعویٰ خدائی مشہور
ہے - شداد و نمرود کا بھی تواریخ مین ایسا ہی مذکور ہے - اگر اہل طبیعت ایک پہلوان زبردست
حمزہ دیو کش رستم جیسا قرار دین اور ایک زمرد شاہ گمراہ دعوی خدائی کرنے والا مثل نمرود
گھڑ لین گو ایک ڈھکوسلا بنایا ہے مگر اچھا بنایا ہے - اُنہین روایات کا چربا اُٹھایا ہے
مگر اچھا اُٹھایا ہے - موعظت و پند نہین ترہات ہذیانہ ہے - سیر و اخبار نہین جھوٹا افسانہ ہے
داستان طرازی منجملہ فنون سخن ہے - سچ یہ ہے کہ دل بہلانے کے لئے اچھا فن ہے - عمر
کی عیاریان دیکھو - حمزہ کی میدان داریان دیکھو - جامع ان حکایات کا کوئی سخنور ایران ہے
مگر وہ میر تقی محمد شاہی جو ندیم مؤتمن الدولہ اسحق خان کا ہے گویا باغ ارم کو ہندوستان مین
اُٹھا لایا - اُس نے بوستان خیال مین کچھ اور ہی تماشا دکھلایا - اُن قصص مین سے ایک جلد
ہی معزّ نامہ - واہ ری بزم و رزم و سحر و طلسم اور حسن و عشق کی گرمی ہنگامہ - معز الدین کی طلسم
کشائیان اگر سنین تو امیر حمزہ کی یہ صورت ہو کہ اپنی صاحبقرانی کو ڈھونڈھتے پھرین اور
کہین پتا نپائین - ابو الحسن کی عیاریون کے جوہر اگر دیکھین تو خواجہ عمر کو یہ حیرت ہو کہ زیرہ
سی آنکھین کھلی کی کھلی رہ جائین - درینولا میرا برادرزادہ سعادت توامان خواجہ بدرالدین خان
عرف خواجہ امان کہ وہ ایک جوان شیرین بیان تیز ہوش ہے اور ہر فن کے کمال کی تحصیل مین
سختی کش و سختی کوش ہے - ستار کا جو خیال آیا ایسا بجایا کہ میان تان سین کو انگلیون
پر نچایا - مصوری کی طرف جو طبیعت آئی وہ تصویر کھینچی کہ اُس کو دیکھ کر مانی و بہزاد کو حیرت
آئی - اُس اقبال آثار کا یہ ارادہ ہوا - معز نامہ کی فارسی نثر کے اُردو کرنے پر آمادہ ہوا

معزالدین فیروز بخت کی کشورکشائیان - ابوالحسن جوہر کی نیرنگ نمائیان عجائبات حکیم
سقراطاس کی حیرت فزائیان - ملکہ نوبہار کی رنگین ادائیان - جمشید خود پرست کی زور آزمائیان
ضمار منکوس منحوس کی بیحیائیان - مسلمین و کفار کی لڑائیان - مسلمانون کی بھلائیان
کافرون کی برائیان فارسی سے اردو مین آیا یون تصور کرو کہ قلمرو اردو مین ایک قصر
دلکشا یا ایک خانہ باغ روح افزا سرتاسر بنایا - عبارت آرائی کو ترک کیا ہے گویا تقریر کو
پیرایہ تحریر دیا ہے - بعد اختتام نگارش غالب فلک زدہ سے دیباچہ لکھنے کی آرزو کی
مین نے ہرچند عجز آمیز معذرت انگیز گفتگو کی - بیدادگر نے ایک بات نہ سنی - اور ایک
عذر نہ مانا - بھلا اس اصرار کا کیا علاج اور اس ضد کا کیا ٹھکانا - بھتیجا اور پیارا بھتیجا -
ناچار بجز خامہ فرسائی کے کچھ نہ بن آئی - اس دیباچہ کے انجام کا بجز اس کے اور
کوئی رنگ نظر نہ آیا کہ عالم ارواح کو سیدھا چلا گیا اور حضرت نظامی سے ایک شعر مانگ
لایا - اسی شعر شعری شعار کو خاتمہ مین لکھ دیتا ہون بہت تنگ آگیا ہون اب دم لیتا ہون ہ

شکر کہ این نامہ بعنوان رسید | بیشتر از عمر بپایان رسید

ومن اللہ توفیقہ وھو خیر رفیق ہ

تقریظے کہ برکتاب ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ نگاشتہ اند

اللہ اللہ نطق کو آفریدگار نے کیا پایہ اور کیا سرمایہ دیا ہے کہ امور دینی مین سے کسی امر کا
شہود - اور مصالح دنیوی مین سے کسی مصلحت کا وجود - بلکہ اگر بمثل اسم اعظم فرض کیجئے
تو اس کی بھی نمود جب تک اس لطیفہ عینی کا شمول نہو عالم امکان مین ممکن نہین ہ

سخن را ازان دوست دارم کہ دوست | بہ تصدیق از ما طلبگار اوست

مسائل حکیمانہ کی ہستی - ترہات ندیمانہ کی مستی - درد و درمان کے مدارج کا اظہار افسانہ
و افسون کے مقاصد کا مدار - شکوہ و شکایت کا عنوان - نفرین و آفرین کا بیان
رد و قبول کے حکایت - فتح و شکست کی روایت - صرف و نحو کی رازدانی - لفظ و

معنی کی گلفشانی۔ جو کچھ اگلون نے کہا ہے۔ جو کچھ اب کوئی کہہ رہا ہے۔ جو کچھ آگے کہین گے اور قیامت تک کہتے رہین گے۔ جو کچھ نیک و بد نو و کہن سے ہے سب وابستہ نطق و سخن سے ہے۔ اب سمجھئے کہ سخن ازروے مثال کیا ہے۔ چشمہ ہے ندی ہے سیل ہے دریا ہے۔ کیسی روانی۔ اور کس زور کا پانی اس کا چڑھاؤ اس کی رفتار اس پر کس کا زور اور کس کا اختیار۔ جدہر منہ کیا۔ اودھر ایک نالا بہا دیا۔ دریا کی لہر کیا گھوڑے کی باگ ہے؟ کہ کسی کے ہاتھ مین ہو۔ بارہا دیکھا ہے کہ آغاز کلام جس کو ہندی مین اٹھان اور فارسی مین انگیزہ اور عربی مین باعث کہئے کچھ اور رہی پھر وسط مین صورت بدل کر وہ کچھ اور ہو گیا کہ انجام سے قطع نظر فی الحال نہین سمجھا جاتا کہ یہ کیا طور ہے۔ یہ کتاب کہ مجموعہ دانش و آگہی ہے۔ اگرچہ اس کو سفینہ کہہ سکتے ہین۔ لیکن ازروے حقیقت ایک نہر ہے کہ بحر سخن سے ادھر کو بہی ہے۔ جب اس نگارش نے انجام پایا تو مجکو پیش گاہ سلطنت ابد مدت سے حکم آیا۔ کہ بندہ درگاہ اسد اللہ اس کی تقریظ لکھنے مین اظہار حسن اطاعت کرے اور سخن طرازی مین آرایش زبان اُردو پر قناعت کرے۔ جیسا کہ حکم بجالانا ضرور ویسا ہی یہ بہی کہہ جانا ضرور کہ منشاء اس رسالہ کی نگارش کا کیا ہے ان اوراق کے ناظرین پر مخفی و مستور نہ رہے کہ سن اٹھارہ جلوس میمنت مانوس مین نہ شہر سے بلکہ خارج سے یہ آوازہ بلند ہوا کہ حضرت قدر قدرت فلک رفعت ثریا بارگاہ انجم سپاہ۔ بادشاہ ابن بادشاہ خلیفہ روے زمین ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ پادشاہ غازی نے ترک مذہب آباے نامدار کیا اور تشیع کو تسنن پر اختیار کیا۔ باریافتگان بزم قرب و رازدانان خلوت اُنس حیران اور حیرت اُن کی بجا۔ اگر بادشاہ نے کبھی یہ بات کہی ہوتی تو پہلے اُنکو آگہی ہوتی۔ اسرار سلطنت کی خبر۔ اور پھر اُس مین عام کو تقدم خاص پر! نہ پوچھنے کا یارا۔ نہ چپ رہنا گوارا۔ علماے نامدار و مشائخ کبار و فقہاے دیار نے جرات کر کے عرضداشت لکھی مضمون یہ کہ ایسا سنا جاتا ہے۔ اور باور نہین آتا ہے۔ امیدوار ہین کہ خداوند تاج و سریر کے مافی الضمیر پر

پہ آگہی پا دین۔ حضور نے نجاشی کی آواز فرمایا کہ کبھی ایسا داعیہ ہمارے ضمیر مین اور کبھی ایسا کلمہ ہماری زبان پر نہین گزرا۔ بعد چند روز کے ایک دن حسب الحکم قضا تو ام ۵

بزم سلطانی ہوئی آراستہ	کعبۂ امن و امان کا در کھلا

شہنشاہ گیتی پناہ مسند جم نشین۔ اہل دل ہمنشین۔ امراے دستہ دستہ دست بستہ صفحہ نگار بھی مانند خار سر دیوار باغ و پروانہ پاے چراغ۔ اُس چمن مین نشاط اندوز۔ اور اُس انجمن مین ادب آموز۔ زبان مبارک گہر فشان ہوئے۔ حقیقت مذہب اہل سنت و جماعت بیان ہوئی سوء ظن علماء۔ اُس مجمع عظیم مین بہ پیرایۂ حسن ظن جلوہ گر ہوا۔ خاص و عام کو اعلی حضرت کا ثبات قدم مسلک تسنن پر باور ہوا۔ مضامین ارشاد کئے ہوئے اعلیحضرت کے۔ بموجب ارشاد۔ قالب نظم مین ڈھلے۔ ناگاہ جانب احباب سے اُس نظم کے جواب مین کچھ واز چلے۔ یہ گنہگار بے گناہ بھی بہ ذم ممدوح ہوا۔ اور خنجر زبان کے زخم سے مجروح ہوا۔ الغرض جب وہ تحریر بیان دکھی دکھائی گئی تو اُس مین خلفاء کی توہین پائی گئی۔ ناچار یہ رسالہ جیسا کہ حضرت مولف نے دیباچہ مین لکھا ہے لکھا گیا۔ اور مجکو تقریظ نگاری کے واسطے جیسا کہ مین نے اوپر کہا ہے کہا گیا۔ مین اگر اس گزارش مین یہ سب نہ کہہ جاتا تو البتہ وضع تحریر کا موضوع لہ مجہول رہ جاتا بحث و نزاع کا رسم و آئین اور ہے۔ شیوہ سخندانان معنی آفرین اور ہے۔ نہ سفیہ ہون کہ ہجو مین سخن سرائی کرون۔ نہ فقیہ ہون کہ بحث مین زور آزمائی کرون۔ غریب الوطن سپاہی زادہ ہون۔ فلک زدہ خانمان برباد دادہ ہون۔ تاب آفتاب حوادث سے ظل اللہ کے سایہ دیوار کی پناہ مین بیٹھا ہون۔ گویا ایک تھکا ہوا مسافر ہون۔ کہ آرام کی جگہ دیکھکر دم لینے کو راہ مین بیٹھا ہون۔ احسان ہے مجھ پر خدا کا کہ مین سواے اپنے خدا کے کہ وہ غیب دان اور اپنے بندون پر مہربان ہے یہ نہین کہ اور کسی کا گنہگار رہون۔ جو مجکو اپنا ہمکیش سمجھین اُن سے دعاے مغفرت کا متوقع۔ اور جو مجکو اپنا مخالف مذہب گمان کرین اُن سے دعاے تخفیف عذاب کا امیدوار ہون حسبی اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر فقط

تقریظے کہ بر کتاب گلزار سرور بن تصنیف میرزا رجب علی بیگ صاحب سرور نگاشتہ

سبحان اللہ خدا کی کیا لطف فروز صفتین ہین۔ تعالی اللہ کیا حیرت آور قدرتین ہین یہ جو حدائق العشاق کا فارسی زبان سے عبارت اُردو مین نگارش پاتا ہے۔ ارم کا زمین دُنیا سے اُٹھ کر بہارستان قدس کا ایک باغ بن جاتا ہے۔ وہان حضرت رضوان ارم کے نخلبند و آبیار ہوئے۔ یہان میرزا رجب علی بیگ صاحب سرور حدائق العشاق کے صحیفہ نگار ہوئے۔ اس مقام پر یہ ہیچ میرز جو موسوم بہ اسد اللہ خان اور مخاطب بنجم الدولہ اور متخلص بہ غالب ہے۔ خداے جہان آفرین سے توفیق کا۔ او خلق سے انصاف کا طالب ہے۔ ہان اے صاحبان فہم و ادراک۔ سرور سحر بیان کا اُردو کی نثر مین کیا پایا ہے۔ اور اس بزرگوار کا کلام شاہد معنی کے واسطے کیسا گران بہا پیرایہ ہے ؎

رزم کے داستان گر سنیے	ہے زبان ایک تیغ جوہردار
بزم کے التزام گر کیجے	ہے قلم ایک ابر گوہر بار

مجکو دعوے تھا کہ انداز بیان و شوخی تقریر مین فسانہ عجائب بے نظیر ہے جس نے میرے دعوے کو اور فسانہ عجائب کی یکتائی کو مٹا دیا۔ وہ یہ تحریر ہے۔ کیا ہوا اگر ایک نقش دوسرے کا ثانی ہے۔ یہ تو ہم کہہ سکتے ہین کہ نقاش لاثانی ہے۔ مانی نقاش بے معنی صورتین بنا کر پیمبری کا دعوے کرے کیا عقل کی کمی ہے۔ یہ بندۂ خدا معنی کی تصویر کھینچ کر دعویٰ خدائی نہ کرے کس حوصلہ کا آدمی ہے۔ سچ تو یون ہے کہ جناب مہاراجہ صاحب والا مناقب عالی شان ایسری پرشاد نراین سنگھ بہادر جس باغ کی آرایش کے کارفرما ہون۔ اور پھر اُس پر طرہ یہ کہ میرزا سرور چمن آرا ہون۔ وہ باغ کیسا ہوگا۔ بہشت نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا۔ کوئی نہ کہے کہ یہ درویش گوشہ نشین فضول و سبکسر کیون ہے۔ بے دیکھے بھالے حضور کا ثنا گستر کیون ہے۔ صاحبو! حاتم سے ہم نے کیا دولت پائی ہے

کہ اُس کی سخاوت کی ثنا کرتے ہین - رستم سے کمان شکست کھائی ہے کہ اُسکی شجاعت کو ذکر کیا کرتے ہین - معتمدا جناب مہاراجہ صاحب جمیل المناقب عمیم الاحسان بابو برسدھ پرشاد نارائن کا ممدوح عنایت رہا ہون جن دنون وہ دلی مین تشریف لائے ہین اکثر اوقات شریک صحبت رہا ہون جب ناشناسائی اور بیگانگی درمیان ہو توان کا نیازمند کیون اُنکا ثنا خوان ہو - نہین نہین میرا کیا مُنہ ہے ثنا خوانی کا - مین تو عاشق ہون اُن کی شاعر پروری و سخندانی کا - حضور نے قدردانی کی - سرور نے گہرفشانی کی حضور کا اقبال - سرور کا کمال - حضور کی عالی ہمتی - سرور کی خوش قسمتی - انشاء اللہ تعالیٰ یہ نقش صفحۂ روزگار پر یادر ہے گا - مصنف کا شہرۂ رنگین بیانی مین - مہاراج عالی جاہ کا نام فیض رسانی مین تا روز شمار رہے گا فقط -

دیباچہ کہ بر دیوان منشی حبیب اللہ المتخلص بہ ذکا نگاشتہ اند

یہ کلام کسی بادشاہ کا نہین - کسی امیر کا نہین - کسی شیخ شاہ کا نہین - یہ کلام میرے ایک دوست روحانی کا ہے - اور فقیر اپنے دوستون کے کلام کو معرض اصلاح مین بنظر دشمن دیکھتا ہے - پس جب تملق نہین مدارا نہین تو جو مجکو نظر آیا ہے بے حیف و میل کہونگا - نثر مین نعمتخان عالی کی طرز کا احیا کیا ہے - مگر پیرایہ کچھ اُس سے بہتر دیا ہے - قصائد مین انوری کا چربا اُٹھایا ہے مگر طبیعت نے اچھا زور دکھایا ہے غزل مین متاخرین کا انداز - عاشقانہ سوز و گداز - منشی حبیب اللہ ذکا سخنور ہمہ دان یکتا - لفظ طراز معنی آفرین آفرین صد آفرین صد ہزار آفرین فقط -

دیباچہ کہ بر کتاب نواب عالیجناب میرزا کلب حسین خان بہ کلک گہر سلک آوردہ اند

سبحان اللہ شاہد سخن کمال حسن مین لاثانی ہے سچ تو یون ہے کہ یہ یوسف کنعان معانی ہے - کنعان ہو - کنوان ہو - کاروان ہو - کوئی جگہ - کوئی مقام کوئی مکان ہو - زلف ویسی ہی معنبر - عارض بدستور تابدار - لب کی جان بخشی کا وہی عالم چشم اُسی طرح بیمار

متعہذا جو سلطنتِ مصر کے زمانے کا جمال تصور مین لائیگا - وہ آفتاب تابان کو حضرت یوسف کا ادنیٰ ذرہ پائے گا - تو ہم ابھی قلمرو سخن سے آئے ہین حُسن پرستان سخن کے واسطے نوید سراسر امید لائے ہین سُنی سنائی نہین کہتے - نہ دیکھہ آئے ہوتے تو چپ ہو رہتے - امید یہ کہ دانشمند آدمی باور کرین نوید یہ کہ دیدہ ور لوگ نظر کرین کہ یوسف سخن کنعان وچاہ وکاروان و بازار و زندان سے نکل کر تخت فرمانروائی مصر پر جلوہ افروز ہوا ہے زلیخاے عشق کے گھر عید ہوئی ہے - اور یوسف حسن کی سرکار مین نوروز ہوا ہے - غالب آشفتہ نوا سن اِس ورق کے ناظرین جب تک رمز نجانینگے تیری بات کبھی نہ مانین گے کیون نہین کہتا کہ خالق نے نواب عالی جناب والا دودمان میرزا کلب حسین خان کو کیا اچھی طبیعت بخشی ہے جو اُنہون نے اِن اوراق کو اپنے اشعار سے رونق اور اشعار کو نعت ومنقبت سے زینت بخشی ہے - دیباچہ نگار نے اُس مجموعہ نظم کو مصر فرض کیا ہے - اور شاہد معنی کو یوسف قرار دیا ہے - جس کتاب مین ائمہ معصومین علیہم الصلوۃ والسلام کی مدح کے سو قصیدے زینتِ اوراق ہون - اُن اوراق کا سواد کیون نہ سرمہ چشم اہل دین - اور وہ اوراق کیون نہ حرز بازوے مومنینِ آفاق ہون - مین اپنے عُلوِّ رتبت پر ناز کرتا ہون کہ ائمہ اطہار کے مدّاح کا ستایش گر ہون - اور بذریعہ اس ستایش کے غالب پر غالب یعنی اپنے سے بہتر ہون - اس دعوے کا گواہ اسد اللہ ؛ فقط -

دیباچہ در تذکیر وتانیث حسب فرمایش مولوی سیّد احمد حسن بلگرامی نوشتہ اند

سیدی سندی نور بصر ولخت جگر قرۃ العین اسد مولوی سید فرزند احمد کے طول عمر ودوام دولت وبقاے اقبال کی دعا مانگتا ہون جن کو مبدء فیاض سے اس رسالے کے لکھنے کی توفیق عطا ہوئی ہے سبحان اللہ تذکیر وتانیث کی تقریر کہ وہ اور مطالب کی توضیح پر بھی مشتمل ہے - کس لطف سے ادا ہوئی ہے ہر چند اس راہ سے کہ دانا اور دقیقہ رس اور منصف ہین قواعد تذکیر وتانیث کے منضبط نہونے کے خود معترف ہین لیکن قوت

علم وحسن فہم لطف طبع سے وہ مضبوط ضوابط بہم پہنچائے ہین کہ اور صاحبون کے دل
ہی دوسرے کو کیا خبر مگر مجھے تو دل سے پسند آئے ہین دعا یہ ہے اور یقین بھی یہی ہے
کہ یہ رسالہ صفحہ روزگار پر یادگار اور ہمیشہ منظور انظار اولو الابصار رہے گا جو صاحب
اسکو مطالعہ فرمائینگے نفع بھی پائینگے اور لطف بھی اٹھائینگے - مولف صاحب
جو کامیاب اپنے ذہن رسا سے ہین - رئیس جلیل القدر عظیم آباد و آرا - اور حضرت فلک
رفعت مولوی سید صاحب عالم صاحب مارہروی کے نواسے ہین - سید واسطی بلگرامی
ہین - جہان کے سادات علم و فضل مین نامی اور قدر و منزلت مین گرامی ہین - ان حضرت
کا مداح گویا اپنا ثنا خوان ہے - جیسا کہ مولوی معنوی رومی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے ؎

مادح خورشید مداح خود است		کہ مرا دو چشم سر نامرمد است	

داد کا طالب

غالب

خطوط در تحقیق الفاظ و اصلاح بر اشعار بزبان اردو بنام منشی ہرگوپال تفتہ

واہ کیا خوبی قسمت ہے میری - بہت دن سے دھیان لگا ہوا تھا کہ اب منشی جی کا خط
آتا ہے اور اُن کی خیر و عافیت معلوم ہوتی ہے - خط آیا اور خیر و عافیت معلوم ہوئی یعنی
معلوم ہوا کہ تپ نہین ہے اور پانون مین چوٹ لگی ہے - سنو صاحب یہ بھی غنیمت ہے کہ
ہڈی کو صدمہ نہین پہنچا - اتنا پھیلاؤ ابھی اس سبب سے ہوا کہ کوئی مالش کرنے والا
نہ ملا اور چوٹ کہنہ ہوگئی - البتہ کچھ دیر مین افاقت ہوگی - بعد افاقت ہونیکے تم مجکو
اطلاع کرنے مین دیر نہ کرنا - میرا دھیان لگا ہوا ہے - بابو صاحب کا خط آیا تھا پر انہون
نے تکلیف کی اور وہ کچھ بھیجا جو آگے بھیجا تھا - تمہاری مفارقت سے بہت ملول ہین
طرز تحریر سے فراوانی محبت معلوم ہوتی تھی - مین نے اُن کو لکھ بھیجا ہے کہ منشی جی گئے نہین
ضرورت کو کیا کرین - جلد پھر آئینگے - آپ اُن کو اپنے پاس ہی تصور فرمائیے - بابو ہرگوبندسنگھ

تعطیل مین کول گئے ہونگے جو آپ کے خط مین اُن کی بندگی لکھی آئی۔ کیون اُنھون نے تکلیف کی۔ بہمہ جہت دو سو قدم پر میرے گھر سے اُن کا مکان۔ اور وہ جاتے وقت مجھ سے رخصت نہو گئے۔ اب بندگی سلام کیا ضرور۔ ہان صاحب یہ تم نے اور بابو صاحب نے کیا سمجھا ہے کہ میرے خط کے سرنامے پر الی کے محلہ کا پتہ لکھتے ہو۔ مین بلی ماردن مین رہتا ہون الی کا محلہ یہان سے بے مبالغہ آدہ کوس ہے۔ وہ تو ڈاک کے ہرکارے مجکو جانتے ہین ورنہ خط بے رنہ پھرا کرے۔ آگے کالے صاحب کے مکان مین رہتا تھا۔ اب بلی ماردن مین کرایہ کی حویلی مین رہتا ہون۔ الی کا محلہ کہان اور مین کہان۔ منشی جی کو لکھتے ہو کہ حاکم کے ساتھ گئے ہین۔ اور پھر لکھتے ہو کہ نہ دورہ مین بلکہ اپنے کام کو۔ بہرصورت اب آ گئے ہونگے میرا سلام کہیے گا۔ اور اپنی خیر و عافیت کے ساتھ اُن کی معاودت کی خبر لکھیے گا ورنہ مجکو خط لکھنے مین تامل رہے گا۔ نظر شگفتن و گوش شگفتن ہم نہین جانتے۔ اگرچہ منشی ہرگوپال تفتہ اور مولانا نورالدین ظہوری نے لکھا ہو ؎

نظارہ را زخون نظر گل در آستین	خونش مگو بگو کہ ز چشم چمن چکید

یہ نہ سمجھنا کہ چمن از چشم چکیدن شگفتن گوش و نظر کی مانند غرابت رکھتا ہے۔ یہ خونفشانی چشم کا استعارہ ہے۔ اور خونفشانی صفت چشم ہو سکتی ہے۔ اگر نظر کا خوش ہونا اور کان کا شاد ہونا جائز ہوتا تو ہم اُس کا استعارہ شگفتگی کر لیتے۔ خوش ہونا جب صفت چشم و گوش نہو تو ہم کیا کرین۔ یاد رہے یہ نکات سواے تمہارے اور کو مین نہین بتاتا ہون میری بات کو غور کر کے سمجھ لیا کرو۔ مین پوچھنے سے اور تکرار سے ناخوش نہین ہوتا۔ بلکہ خوش ہوتا ہون مگر ہان ایسی تکرار جیسی پنشن اور بشیشر کے باب مین کی تھی ناگوار گزرتی ہے کہ وہ صریح تہمت تھی مجھ پر۔ جو مین آپ لکھونگا تم کو اُسکے لکھنے کو کیون منع کرون گا ؎

اے صدہزار راز نہان اندرین سخن	گر کم سخن توئی نگہت کم سخن مباد

ص ہرچہ بانفس خود کنم زیدی	نیکیش نام مے توانم کرد
یہ دونون شعر بے سقیم ہین رہنے دو ص	
سرنا کامیم سلامت باد	کام را کام مے توانم کرد
مین نہین سمجھا کہ اس کے معنی کیا ہین کام کو کام سب کرسکتے ہین اسمین لطف کیا ہے ص	
زترکتازی آن نازنین سوار ہنوز	زسبزہ میدمد انگشت زینہار ہنوز

حزین کے اس مطلع مین واقعی ایک ہنوز زاید اور بیہودہ ہے متتبع کے واسطے سند نہین ہوسکتا - یہ غلط محض ہے - یہ سقم ہے - یہ عیب ہے - اس کی کون پیروی کرے گا حزین تو آدمی تھا یہ مطلع اگر جبرئیل کا ہوتا تو اس کو سند نہ جانو اور اس کی پیروی نہ کرو بھائی تمھارا مصرعہ اس قبیل سے نہین ہے - اس مین تو مکنید متمم معنی ہے - مکنید زائد نہین ہے مگر خرابی یہ کہ اگر فارسی رہنے دو تو - اور اگر ہندی کرو تو مصرعہ مہمل اور بے معنی ہے ع
چہ گل چہ لالہ چہ نسرین چہ نسترن مکنید - کیا گلاب کا پھول - کیا لالہ - کیا موتیا - کیا چنبیلا نکرو زنہار نہ کرو - یعنی کیا نہ کرو - اب جب تمھین کہو کہ صاحب ذکر نہ کرو تب کوئی جانے ورنہ کبھی جانا نہین جاتا کہ ذکر نہ کرو - اے تم نے کہا ہی کہ ہمارا مقصود یہ ہے کہ ذکر نہ کرو - حضرت ذکر مضاف کیون کر ہوسکتا ہے - گل و لالہ و نسرین و نسترن کی طرف - کہو گے کہ ذکر کا لفظ نہین بیان کا لفظ اوپر کے مصرع مین ہے وہ بیان کا لفظ رسون سے اور زنجیرون سے ان چارون لفظون سے ربط نہین پاتا - مطلع لکھو - قطع لکھو - ترجیع بند لکھو - یہ مصرع معنی دینے ہی کا نہین - مہمل محض ہے - والسلام - اسداللہ -

ایضاً - بندہ پرور "بیش از بیش و کم از کم" یہ ترکیب بہت فصیح ہے اس کو کون منع کرتا ہے اور جلال اسیر کی یہ بیت بہت پاکیزہ اور خوب ہے اسکے معنی یہی ہین کہ در زمان من مہر بیش از بیش شد - و در زمان تو وفا کم از کم شد - استاد کیا کرے گا اس مین تو تین ٹکڑے کا لف ونشر ہے من اور تو مہر اور وفا بیش از بیش اور کم از کم - یاد رہے کہ بیشتر

ازبیش وکمتر ازکم اگرچہ بحسب معنی جائز ہے - لیکن فصاحت اس مین کم ہے بیش از بیش وکم ازکم افصح ہے - وہ شعر تمہارا خوب ہے اور ہمارا دیکھا ہوا ہے ؎

قیس از تو نہ ایم کم دے صبر
بیش ست ترا کم ست مارا

لیکن ہان پہلے مصرع مین اگر کمتر ہوتا تو اور اچھا تھا - بہرحال اتنا خیال رہے کہ ایسی جگہ یہ تر کا لفظ افصح ہے چنانچہ میرا شعر ہے ؎

جلوہ کن منت منہ از ذرہ کمتر نیستم
حسن با این تابناکی آفتابے بیش نیست

مصرع ورنہ چشم تو چہ از روزن دیوار کم ست - یہان بہت ہی اوپری معلوم ہوتا ہے اور نرا ہندی کا ترجمہ رہ جاتا ہے فارسیت نہین رہتی مصرع سہل مشمار زندگانیہا مجکو یاد پڑتا ہے کہ مین نے اس مطلع کو یون درست کر دیا ہے ؎

رائگان ست زندگانی ہا
مے توان کرد جانفشانی ہا

اور اس صورت مین یہ مطلع ایسا ہو گیا تھا کہ میرے دل مین آئی تھی کہ تم کو نہ دون اور خود اس زمین مین غزل لکھون مگر پھر مین نے خست نہ کی اور تم کو دے دیا - حضرت نے ملاحظہ نہین فرمایا - یہ خط جو آپ نے مجھے لکھا ہے شراب کے نشہ مین لکھا ہے اور وہ اصلاحی اوراق بھی اسی عالم مین ملاحظہ فرمائے ہین اب مصرع گلہ تا کے ز زندگانی ہا اس کو موقوف کیجئے اور وہ مطلع رہنے دیجئے کہ وہ بہت خوب ہے بعینہ مولانا ظہوری کا معلوم ہوتا ہے - بھائی ہمارے اوراق اصلاحی کو غور سے دیکھا کرو ہماری محنت تو ضائع نہ جاوے - ایامے چند مین جمع الجمع ایسی کھلی ہوئی نہین ہے بلکہ فقیر کے نزدیک جمع الجمع ہی نہین ہے مثلاً معانی چند اور احکام چند اور اسرار چند یہ آدمی لکھ سکتا ہے مگر ہان آمال ہا یہ کھلی سورٹھ ہے مصرع خطاے بزرگان گرفتن خطا ست - ہمکو اپنی تہذیب سے کام ہے - اغلاط مین سند کیون ڈھونڈھتے پھرین مثلاً حضرت حافظ نے لکھا ہے ؎

صلاحِ کار کجا و منِ خراب کجا	ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

میری جان ایسے موقع مین یہ چاہیئے کہ بزرگون کے کلام کو ہم موردِ اعتراض نہ کرین اور شہرت فلانے شخص کے انتقال کی بہ غلط - البتہ میرا بھی موجبِ ملال ہے مگر یہ کون سا واقعہ عظیم ہولناک ہے کہ صاحبانِ اخبار اس کو چھاپین - آپ اس طرف اتنا اعتنا نہ فرمائیے ؎

اگر ماہ و آفتاب بہ یک بُرج واکمیم	در تیر و زہرہ کشتہ شود نوحہ خوان مخواہ

مین کالے صاحب کے مکان سے اُٹھ آیا ہون - بلّی ماران کے محلّہ مین ایک حویلی کرایہ کو لے کر اُس مین رہتا ہون - وہان کا میرا رہنا تخفیف کرایہ کے واسطے نہ تھا صرف کالے صاحب کی صحبت سے رہتا تھا - واسطے اطلاع کے تم کو لکھا ہے - اگرچہ میرے خط پر حاجت مکان کے نشان کی نہین ہے در دہلی بہ اسد اللہ برسد کافی ہے مگر اب لال کنوان نہ لکھا کرو محلّہ بلّی ماران لکھا کرو - اور ہان صاحب ہمارے شفیق بالو صاحب کا حال لکھو مسہل سے فراغت ہوئی اور مزاج کیسا ہے اور اب آجمیر اور وہان سے آبو پہاڑ کو کب جائین گے - میرا سلام بھی کہدیجیے گا والسلام - اسد اللہ - محررہ دو شنبہ بست و دوم مارچ سنہ ۱۸۵۲ع -

ایضاً مرزا تفتہ پیر شو و بیاموز - تم خوش گو او رزود گو مقرر ہو لیکن جس کو تم تحقیقات کہتے ہو وہ محض توہمات اور تخیلات ہین - قیاس دوڑاتے ہو وہ قیاس کہین مطابق واقع ہوتا ہے کہین خلاف - عرفی کہتا ہے مصرع روح را ناشتا فرستادی - یعنی روح کو تو نے بھوکا بھیجا - ناشتا اس کو کہتے ہین جس نے کچھ کھایا نہ ہو - ہندی اُس کی نہار منہ تم لکھتے ہو ؎ عجب ناشتا فرستادی - یعنی غذاے صبح جیسا کہ ہندی مین مشہور ہے اُس نے ناشتہ بھی کیا ہے یا نہین - واقف کہتا ہے ؎

نے محرمِ قفس نہ بہ دامِ آشنا شدیم	نفرین کنیم ساعتِ پرواز خویش را

یہ بھی ہندی کی فارسی ہے - بُری گھڑی اور شُب گھڑی - اہل زبان ایسے موقع پر طالع لکھتے ہین مصرع نفرین کنیم طالع پرواز خویش را - قتیل کہتا ہے ؎

کشتۂ برگشتہ تیان بود و گر خاک نبود	یک وجب جاے بکوی تو زخون پاک نبود

یہان ہیچ نہ بود کا محل ہے - ہندی مین کچھ نہین کی جگہ خاک نہین بولتے ہین - اور پھر صاحب برہان قاطع کا کیا ذکر کرتے ہو - وہ تو ہر لغت کو تینون حرکتون سے لکھتا ہے زیر زبر پیش کا تفرقہ منظور نہین رکھتا ہے - لکھتا ہے کہ یون بھی آیا ہے - اور یون بھی دیکھا ہے جس لغت کو کاف عربی سے لکھے گا کاف فارسی سے بھی بیان کریگا - جس لفظ کو طاے حطی سے لاے گا - تاے قرشت سے بھی ضرور لکھے گا - فضلاے کلکتہ کے حاشیے دیکھو کہ وہ اس کی کیا تحمیق کرتے ہین - نبیا نبوت کے مشتقات مین سے ہرگز نہین - اما من امام کے مشتقات مین سے زنہار نہین - نبی بخش کا مخفف نبیا - اور امام کا متعلق اگر مذکر ہے تو امامی - اور اگر مونث ہے تو امامن - طغرا نے ہندی لغت کے لانے کا التزام کیا ہے مصرع وقت آن آمد کہ بینار اگ ہندی سر کند ؎ اور اساتذہ کو اس کا التزام منظور نہین - مگر کیا کرین - گرہا گانوان نام ہے ایک گانو کا اس کو کیون کر بدلین - ہان گر بہ راے قرشت کہین گے - لکھنو نام ہے ایک شہر کا وہ لکھنو بغیر ہاے مخلوطہ کے کہین گے فی زمانناچھاپے کو چاپ بولتے ہین عرفی بھاکڑا کو جکڑ بولتا ہے مصرع آن باد کہ در ہند گر آید جکر آید ؎ راے ثقیلہ ہاے مخلوطہ - تشدید - یہ تینون ثقالتین مٹا دین - صاحب برہان قاطع اس لفظ کو فارسی بتاتا ہے - اور زبان علمی اہل ہند مین بھی اس کو مشترک جانتا ہے - اپنے کو رسوا اور خلق کو گمراہ کرتا ہے ؎

اے کہ در راہ سخن چون تو ہزار آمد و رفت	ہرزہ مشتاب و پے جادہ شناسان بردار

اہل ہند مین سواے خسرو دہلوی کے کوئی مسلم الثبوت نہین - میان فیضی کی بھی کہین کہین ٹھیک نکل جاتی ہے فرہنگ لکھنے والون کا مدار قیاس پر ہے جو اپنے نزدیک صحیح

سمجھا وہ لکھدیا ۔ نظامی و سعدی وغیرہ کی لکھی ہوئی فرہنگ ہو تو ہم اُس کو مانین ۔ ہندیونکو کیونکر مسلم الثبوت جانین ۔ گائے کا بچہ بزور سحر آدمی کی طرح کلام کرنے لگا ۔ بنی اسرائیل اُس کو خدا سمجھے یہ جھگڑے قصے جانے دو ۔ دو باتین سنو ۔ ایک تو یہ کہ ارغنون کو بغین مضموم مین نے سہو سے لکھا ۔ دراصل ارغنون بغین مفتوح اور مخفف اُس کا ارغن اور مبدل منہ ارگن ہے ۔ دوسرے یہ کہ جب میسوی خان نے الواے کو الوا لکھا تو اس لفظ کی صحت مین کچھ تامل نہ رہا ۔ رامپور سے اپریل مہینے کا روپیہ اور تعزیت و تہنیت کے خط کا جواب آگیا آیندہ جو خدا چاہے ۔ نجات کا طالب غالب ۔ یکشنبہ ۱۴ مئی سنہ ۱۸۶۵ء ۔

ایضاً بھائی یہ مصرع جو تم کو ہم پہنچا ہے فن تاریخ گوئی مین اس کو کرامت اور اعجاز کہتے ہین ۔ یہ مصرع سلمان ساوجی و ظہیر کا سا ہے ۔ چار لفظ اور چارون واقعہ کے مناسب یہ مصرع کہہ کر اور مصرع کی فکر کرنی کس واسطے واہ واہ سبحان اللہ اور یہ جو تم کو فر کے لفظ مین تردد ہوا اور ایک سہو کہا سہا شعر ظہوری کا لکھا ۔ اکبر العجب ہے یہ لفظ میرے ہان پنج آہنگ مین دس[۱] ہزار جگہہ آیا ہوگا ۔ فر اور فرّہ لفظ فارسی ہے مرادف جاہ کے پس جاہ کو اور اس کو کس نے کہا ہے کہ بغیر ترکیب دیے نہ لکھیے ۔ عالیجاہ اور سکندر جاہ اور مظفر فر اور فریدون فر یہ بھی درست ۔ اور صرف جاہ اور فریون بھی درست ۔ اور ایک بات تم کو معلوم رہے کہ اس پورے خطاب کو خطاب بہادری کہنا بہت بیجا ہے سنو ۔ خطاب کے دو ہین ۔ پہلے تو خانی کا خطاب ہے اور یہ بہت ضعیف ہے اور بہت کم ہے ۔ مثلاً ایک شخص کا نام ہے میر محمد علی یا شیخ محمد علی یا محمد علی بیگ اور اُس کو خاندانی بھی خانی نہین حاصل پس جب اُسکو بادشاہ وقت محمد علیخان کہدے تو گویا اُس کو خانی کا خطاب ملا ۔ اور جو شخص کہ اُس کا نام اصلی محمد علیخان ہے یا تو وہ قوم افغان سے ہے یا خانی اُس کی خاندانی ہے ۔ بادشاہ نے اُس کو محمد علیخان بہادر کہا پس یہ خطاب بہادری کا

---

[۱] دس ہزار کا لفظ محض ظرافۃً لکھا ہی یعنی تم ہمارے قدیم شاگرد اور ہمارے کلام کے دردر رکھنے والے اور پھر تمکو یہ خبر نہین کہ ہماری فارسی نثر مین یہ لفظ متعدد طور پر اور متعدد جگہہ استعمال ہوا ہے پس تمہاری غفلت کی مثال ایسی ہے کہ جو چیز دس ہزار بار دیکھی جائے وہ یاد نہ رہے ۱۲

ہے اسکو بہادری کا خطاب کہتے ہین - اس سے بڑھ کر خطاب دولگی کا ہے یعنی مثلاً محمد علیخان بہادر اُس کو منیر الدولہ محمد علیخان بہادر کہا اب یہ خطاب دولگی کا ہوا - اس کو بہادری کا خطاب نہین کہتے - اب اس خطاب پر افزایش جنگ کی ہوتی ہے منیر الدولہ محمد علیخان بہادر شوکت جنگ ابھی خطاب پورا نہین - پورا جب ہوگا کہ جب ملک بھی ہو پس پورے خطاب کو خطاب بہادری لکھنا غلط ہے یہ واسطے تمہارے معلوم رہنے کے لکھا گیا ہے - اب آپ اس سات بیت کے قطعہ کو اپنے دیوان مین داخل اور شامل کر دیجے یعنی قطعون مین لکھ دیجے - جب تمہارا دیوان چھاپا جاویگا یہ قطعہ بھی چھپ جاویگا - مگر ہان منشی صاحب کے سامنے اس کو پڑھیے اور اُن سے استدعا کیجے کہ اسکو آگرے بھیجیے - تاکہ چھاپا ہو جاوے اسعد الاخبار مین اور زبدۃ الاخبار مین یقین ہی کہ وہ تمہارے کہنے سے عمل مین لاوین گے مجکو کیا ضرور ہے کہ مین لکھون مین نے یہان صادق الاخبار مین چھپوا دیا ہے -

ایضاً - صاحب! دو زبانون سے مرکب ہے یہ فارسی متعارف - ایک فارسی - ایک عربی ہر چند اس منطق[۱] مین لغات ترکی بھی آجاتے ہین مگر کمترین عربی کا عالم نہین - مگر نرا جاہل بھی نہین - پس اتنی بات ہے کہ اس زبان کے لغات کا محقق نہین ہون - علما سے پوچھنے کا محتاج اور سند کا طلبگار رہتا ہون - فارسی مین مبداء فیاض سے مجھے وہ دستگاہ ملی ہے کہ اس زبان کے قواعد و ضوابط میری ضمیر مین اسطرح جاگزین ہین جلیسے فولاد مین جوہر - اہل پارس مین اور مجھ مین دو طرح کے تفاوت ہین - ایک تو یہ کہ اُن کا مولد ایران اور میرا مولد ہندوستان - دوسرے یہ کہ وہ لوگ آگے پیچھے - سو دو سو چار سو - آٹھ سو برس پہلے پیدا ہوئے ہین جود لغت عربی ہے بمعنی بخشش جواد صیغہ ہے صفت مشبہ کا بے تشدید - اس وزن پر صیغہ فاعل میری سماعت مین جو نہین آیا

[۱] منطق سے مراد یہان زبان یا بولی ہے -

تو مین اس کو خود نہ لکھون گا - مگر جب کہ نظیری شعر مین لایا اور وہ فارسی کا مالک اور عربی کا عالم تھا تو مین نے مانا - کیا ہنسی آتی ہے کہ تم مانند اور شاعرون کے مجکو بھی یہ سمجھے ہو کہ استاد کی غزل یا قصیدہ سامنے رکھہ لیا - یا اُس کے قوافی لکھ لئے اور اُن قافیون پر لفظ جوڑنے لگے - لاحول ولا قوۃ الا باللہ - بچپن مین جب مین ریختہ لکھنے لگا ہون لعنت ہے مجھہ پر اگر مین نے کوئی ریختہ یا اُس کے قوافی پیش نظر رکھ لیئے ہون - صرف بحر اور ردیف قافیہ دیکھ لیا - اور اس زمین مین غزل قصیدہ لکھنے لگا - تم کہتے ہو نظیری کا دیوان وقت تحریر قصیدہ پیش نظر ہوگا اور جو اُس کے قافیہ کا شعر دیکھا ہوگا اُس پر لکھا ہوگا - واللہ اگر تمہارے اس خط کے دیکھنے سے پہلے مین یہ بھی جانتا ہون کہ اس زمین مین نظیری کا قصیدہ بہی ہے چہ جائے آن کہ وہ شعر - بھائی شاعری معنی آفرینی ہے قافیہ پیمائی نہین ہے - زمان لفظ عربی ازمنہ جمع - دونون طرح فارسی مین مستعمل - زمانی - یک زمان - ہر زمان - زمان زمان - درین زمان - دران زمان - سب صحیح اور فصیح - جو اس کو غلط کہے وہ گدھا - بلکہ اہل فارس نے مثل موج و موجہ یہان بھی ہے بڑھا کر زمانہ استعمال کیا ہے - یک زمان کو مین نے کبھی غلط نہ لکھا ہوگا - سعدی کے شعر لکھنے کی کیا حاجت - سنو میان میرے ہموطن یعنی ہندی لوگ جو وادیِ فارسی دانی مین دم مارتے ہین وہ اپنے قیاس کو دخل دے کر ضوابط ایجاد کرتے ہین - جیسا وہ گھاگس اُلّو عبد الواسع ہانسوی لفظ نامراد کو غلط کہتا ہے - اور یہ اُلّو کا پٹھا قتیل صفوتکدہ و شفقکدہ و نشترکدہ کو - اور ہمہ عالم و ہمہ جا کو غلط کہتا ہے - کیا مین بھی ویسا ہی ہون جو یک زمان کو غلط کہون گا - فارسی کی میزان یعنی ترازو میرے ہاتھ مین ہے للہ الحمد و للہ الشکر - مرقومہ چہارشنبہ ۲۷ - ماہ - اگست ۱۸۶۲ء

ایضاً میان تمہارے انتقالات ذہن نے مارا - مین نے کب کہا تھا کہ تمہارا کلام اچھا نہین - مین نے کب کہا تھا کہ دنیا مین کوئی سخن فہم و قدردان نہ ہوگا - مگر بات یہ ہے کہ تم

مشق سخن کرتے ہو - اور مین مشق فنا مین مستغرق ہون - بوعلی سینا کے علم کو اور نظیری کے
شعر کو ضائع اور بے فائدہ اور موہوم جانتا ہون - زیست بسر کرنے کو کچھہ تھوڑی سی
راحت درکار ہے - اور باقی حکمت اور سلطنت اور شاعری اور ساحری - سب
خرافات ہے - ہندؤن مین اگر کوئی اوتار ہوا تو کیا اور مسلمانون مین نبی بنا تو کیا - دنیا
مین نام آور ہوئے تو کیا اور گمنام جیے تو کیا - کچھ وجہ معاش ہو اور کچھہ صحت جسمانی - باقی
سب وہم ہے اے یار جانی - ہر چند وہ بھی وہم ہے مگر مین ابھی اسی پایہ پر ہون - شاید
آگے بڑھ کر یہ پردہ بھی اُٹھ جائے - اور وجہ معیشت اور صحت و راحت سے بھی گزر جاؤن
عالم بیرنگی مین گزر پاؤن جس سناٹے مین ہون وہان تمام عالم بلکہ دونون عالم کا پتہ
نہین - ہر کسی کا جواب مطابق سوال کے دیے جاتا ہون اور جس سے جو معاملہ ہے
اُس کو ویسا ہی برت رہا ہون - لیکن سب کو وہم جانتا ہون - یہ دریا نہین ہے
سراب ہے ہستی نہین ہے پندار ہے - ہم تم دونون اچھے خاصے شاعر ہین - مانا کہ
سعدی و حافظ کے برابر مشہور رہین گے - اُن کو شہرت سے کیا حاصل ہوا کہ ہمکو تم کو ہوگا
قطعات تاریخ آگرہ کیونکر بھیجون پھر تمھارے پاس بھیجتا ہون - خالق معنی یعنی معنی
آفرین صحیح اور مسلم اور جائز - لیکن جس طرح اللہ مین مشدد لام کو دو لام کے قائم مقام قرار
دیا ہے الہٰ اور الٰہی مین الف ممدودہ کو دوسرا الف کیونکر سمجھین - قیاس کام نہین آتا - اتفاق
سلف شرط ہے - جب اور کسی نے الٰہی مین دو الف نہین مانے تو ہم کیونکر مانین - دویم
بروزن جویم غلط - دُوم ہے بغیر تحتانی بالفرض تحتانی بھی لکھین تو دیّم پڑھین گے - اگرچہ لکھین گے
دویم واو کا اعلان ٹکسال باہر ہے - ہان دومی درست ہے مگر نہ بہ حذف تحتانی مثل زمین
نہ بہ حذف نون - بلکہ بطریق قلب بعض - دویم کا دومی ہو گیا - کنوی کی تاریخ کو بے تال
بھیج دو - اور تاریخ وفات کا اور مادہ سوچو - کس واسطے کہ جب الٰہی مین سے ایک الف
لیا تو ایک عدد کم ہو جائے گا - والدعا - از غالب روز ورود نامہ بلکہ وقت ورود نامہ بعد

خواندن نوشتہ شد۔ یکشنبہ۔

ایضاً بھائی تمھارے ذہن نے خواب انتقال کیا۔ مین نے جس وقت یہ شعر پڑھا ؎
بہند آمدندی ز ایران دیار ﴿ آمدند کی جگہہ آمدندی بصیغہ استمرار ٹکسال باہر معلوم ہوا ؎
رسیدند در ہند ز ایران دیار ﴿ اوس کی جگہہ لکھ دیا۔ واقعی پوستین کا بیچنا راہ مین واقع ہوا۔ پھر رسیدند در ہند بیچا۔ تمھارا تصرف مستحسن جس طرح تم نے لکھا ہے اوسی طرح رہنے دو۔ صاحب اسنباستان سے کیون گھبراتے ہو مین تمھارے گھبرانے سے گھبراتا ہون۔ رخ کو گل زلف کو سنبل فرض کرتے ہین سنبلستان مین کیا عیب ہے۔ اور اگر نہین پسند تو یہ قصہ ہی جانے دو۔ اس وقت تک کہ اکتوبر کے آٹھوین ہفتے کا دن تیسرے پہر کا وقت ہے۔ میر قاسم علی صاحب تشریف نہین لائے۔ ہاترس کے منصف اور دلی کے نامنصف ہین ۱۲۔ از غالب روز شنبہ ہشتم اکتوبر ۱۸۵۹ء آخر روز۔

ایضاً میان ستو اس قصیدہ کا ممدوح شعر کے فن سے ایسا بیگانہ ہے جیسے ہم تم اپنے مسائل دینی سے۔ بلکہ ہم تم باوجود عدم واقفیت امور دینی سے نفور نہین اور وہ شخص اس فن سے بیزار ہے۔ علاوہ اس کے وہ اتالیق کہان۔ وہان سے نکالے گئے دلی مین اپنے گھر بیٹھے ہوئے ہین جب سے آئے ہین ایک بار میرے پاس نہین آئے نہ مین اون کے پاس گیا۔ یہ لوگ اس لایق بھی نہین کہ ان کا نام لیجیے۔ چہ جاے آنکہ مدح کیجیے۔ ہاے انوری ؎

اے دریغا نیست ممدوحے سزاوار مدیح	غالب ۱۲	اے دریغا نیست معشوقے سزاوار غزل

ایضاً انگشتری اور خاتم دونون ایک ہین تم نے خاتم بمعنی نگین باندھا یہ غلط جنس وفاے کس مخر کیا ترکیب ہے جنس کس مخر و وفا البتہ درست ہے۔ نظر اول مین بسبب تکدر حواس۔ اور کثرت درد ودرم پا کے مین نے خیال نہ کیا ہوگا ۱۲۔ یہ خط لکھ کر بند کرنا تھا کہ کل صبح روانہ کرونگا چشم بددور آج اسی وقت کہ دو گھڑی دن ہے آپ کا نوازشنامہ

پہنچا وہ سہ جو مین نے خالی چھوڑ دیا ہے اُسکو کتر کر یہ سطرین لکھ کر پھر بند کرتا ہون سبحان اللہ
مصرع ع دیگر نتوان گفت اخص را کہ اعم ست این تو اس کا وزن کب درست ہی۔ کیا فرماتے
ہو۔ غور کرو بعد غور کے اس کی ناموزونی کا خود اقرار کروگے۔ شرف قزوینی کے مطلع
مین ساغر غم درکشیدہ ایم۔ دوم درکشیدہ ایم۔ دوسرے شعر مین پیمانہاے زہر ستم درکشیدہ ایم
درکشیدن کو ربط پیمانہ کے ساتھ ہے یا زہر کے ساتھ۔ اگر زہر درکشیدن جائز ہوتا تو وہ سم کے
قافیہ کو کیون چھوڑتا۔ تیسرے شعر مین قلم درکشیدن ہے چوتھے شعر مین آب درکشیدن
ہے۔ پانچوین مین سر درکشیدن ہے۔ کیا زہر پانی ہے۔ اگر مثل زہر آب ہوتا تو روا تھا
سبحان اللہ یہ عبارت جائیکہ شرف قزوینی ساغر و پیمانہ و زہر درکشید۔ اے برادر
شرف زہر کجا درکشید بلکہ پیمانۂ زہر درکشید۔ شما ہم ساغر سم درکشید۔ سم درکشیدن
کجا و پیمانہ غم درکشیدن کجا۔ ہم نے تو تم کو اجازت دی ہے خیر رہنے دو۔ ہند مین
اس کو کون سمجھے گا چاہو یون کردو ؎

دریک نفس دو ساغر سم درکشیدہ ایم	دانی من و دل انچہ بہم درکشیدہ ایم — غالب

سبحان اللہ تم جانتے ہو کہ مین اب دو مصرع موزون کرنے پر قادر ہون جو مجھ سے
مطلع مانگتے ہو ؎

بدست مرگ وے بدتر از گمان تو نیست	گمان زیست بود بر منت ز بیدردی

خیر شرف قزوینی کی سند پر وہ مطلع رہنے دو۔ غالب۔ مین ایسا جانتا ہون کہ دراعہ بہ
تشدید ہے آوردہ درع بوزن زرع اور لغت ہے ۔ صاحب یہ قصیدہ تم نے ایسا لکھا ہے
کہ میرا دل جانتا ہے کیا کہنا ہے۔ ایک خیال رکھا کرو کہ شعر اخیر مین کوئی بات ایسی
آجائے کہ جس سے اختتام کے معنی پیدا ہوا کرین۔ ایک قصیدہ اصلاح دے کر
بھیج چکا ہون۔ اور اُسی ورق پر فلانے صاحب کے باب مین تمکو ایک نصیحت کر چکا
ہون۔ اُدہر کے جواب کا ہرگز خیال نہ رکھو اور ادہر سے اگر قصیدے کے ارسال مین دیر

ہوا کرے تو گھبرایا نہ کرو۔ اب میرے پاس نہ قصیدے ہین ایک شکر برادرم اور ایک
کل آیا ہے برجا ماند و دریا ماند خوب کہے کہ مضمون سے پہلے ممدوح ڈہونڈھنا پڑتا ہے
اگر مین تم کو ممدوح بنا سکتا تو قصیدہ اُس کے نام کا تم سے منگوا چکا ہوتا۔ اور اُس ممدوح
تک پہنچا چکا ہوتا۔ بھائی ایک دقیقہ ہے کہ لکھنے کے قابل نہین۔ ہان ملاقات ہوئے پر
کہہ سکتا ہون۔ اللہ اللہ۔

ایضًا صاحب گوہر اخاور را یہ قصیدہ بہت اصلاح طلب تھا۔ ہم نے اصلاح
دیکر تمہارے پاس بھیجدیا ہے۔ جب تم صاف کر کے بھیجو گے ہم تمہارے ممدوح کو
دے دینگے۔ کل تمہارا یہ قصیدہ پہنچا ہم نے دوپہر کو دیکھ کر درست کیا۔ آج پنجشنبہ
۱۴- ستمبر کو ڈاک مین بھجوا دیا۔ صاحب آج میر بادشاہ آئے تمہاری خیر و عافیت اُنکی
زبانی معلوم ہوئی اللہ تمہین خوش رکھے اور مجکو تمہارے خوش رکھنے کی توفیق دے۔ ممدوح کا
نام کیا لکھون بات اسی قدر ہے کہ رامپور مین کوئی صورت کسیطرح بنتی نظر نہین آتی ورنہ کیا
تمہارا قصیدہ وہان نہ بھجواتا ۱۲ ذراعہ کو یہ نہ کہو کہ تشدید نہین ہے۔ اصل لغت مشدد ہے
شعرا اُس کو مخفف بھی باندھتے ہین۔ سعدی کے مصرعہ سے اتنا مقصود حاصل ہوا کہ ذراعہ
بے تشدید بھی جائز ہے۔ یاد رہے جادہ اور ذرّاعہ دونون عربی لغت ہین وہ دال کے تشدید سے
اور یہ رے کی تشدید سے مگر ہنیر جادہ و ذراعہ بھی لکھتے ہین۔ یہ نہ کہو کہ ذراعہ ہرگز نہین ہے
یہ کہو کہ ذراعہ بے تشدید بھی جائز ہے غالب ۱۲۔

ایضًا صاحب دیباچہ و تقریظ کا لکھنا ایسا آسان نہین ہے کہ جیسا تمکو دیوان کا لکھ لینا
کیون روپیہ خراب کرتے ہو۔ اور کیون چھپواتے ہو۔ اور اگر یون ہی جی چاہتا ہے تو ابھی کہے
جاؤ آگے چل کر دیکھ لینا۔ اب یہ دیوان چھپوا کر اور تیسرے دیوان کی فکر مین پڑو گے تم تو دو
چار برس مین ایک دیوان کہہ لوگے مین کہانتک دیباچہ لکھا کرونگا۔ مدعا یہ ہے
اس دیوان کو اُس دیوان کی برابر ہو لینے دو۔ اب کچھ قصیدہ و رباعی کی فکر کیا کرو

دو چار برس مین اس قسم سے جو کچھ فراہم ہو جاوے دوسرے دیوان مین اس کو بہی درج کرو۔ صاحب جہان تقطیع مین الف نہ سمائے وہان کیون لکھو۔ اسد۔
ایضاً دیدہ مست یہ لفظ نیا بنایا ہے مقصود تمہارا مین نے تو سمجہہ لیا مگر نہ مانا اور کوئی سمجہے گا المعنی فی بطن القائل کے یہی معنی ہین چشمان پرخمار وچشمان بے حیا۔ ان دونون ترکیبون مین سے ایک لکھو۔ ان سب اشعار مین نہ عیب نہ لطف۔ دیکھو صاحب خدا مین تم پھر وہی بیش وبیشتر کا قصہ لائے ہو۔ چہ جرم وچہ سبب وچہ گناہ پر جو سند لاتے ہو مصرع عشق است وصد ہزار تمنا چہ جرم ۔۔۔ اسکی حاجت کیا ہے۔ جانان مدد ہی یاران مدد ہے یہ تمام غزل اسی طرح کی ہے۔ اگر یہ ترکیب درست نہوتی۔ تو مین ساری غزل کیون نہ کاٹ ڈالتا۔ دیکھو رفیع السودا کہتا ہے

نہ ضر کفر کو نہ دین کو نقصان مجہہ سے	باعث دشمنی اے گبر ومسلمان مجہہ سے

غالب کہتا ہے

مجہہ تک کب انکی بزم مین آتا تھا دور جام	ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب مین

یعنی اب جو دور مجہہ تک آیا ہے تو مین ڈرتا ہون۔ یہ جملہ سارا مقدر ہے میرا فارسی کا دیوان جو دیکھے گا وہ جانے گا کہ جملے کے جملے مقدر چہوڑ جاتا ہون مگر ہر سخن وقتے وہر نکتہ مکانے دارد یہ فرق البتہ وجدانی ہے بیانی نہین

اگر دریافتی بر دانشت بوس	وگر غافل شدی افسوس افسوس

از اسد اللہ روز جمعہ ۱۳ جنوری ۱۸۵۴ء

ایضاً صاحب یہ قصیدہ تم نے بہت خوب لکھا ہے۔ حق تعالی شانہ اس کا تمہین صلہ دے نواب مصطفے خان صاحب کے ہان سے قصیدے کی رسید آگئی یقین ہے کہ تم کو بہی وہ خط لکہین۔ وہ یہان آیا چاہتے ہین اور مجکو یہ لکھا تھا کہ قصیدہ پہنچا۔ کیا کہنا ہے ایسا ہے اور ایسا ہے۔ مین چند روز مین وہان آتا ہون۔ عند الملاقات اس قصیدہ کے باب

مین باتین ہونگی - ضیاء الدین خانصاحب کا بھی مقدمہ آج کل فیصل ہوا چاہتا ہے - وہ قصیدہ جو میرے پاس امانت ہے اُنکو دیا جائیگا انشاء اللہ العلی العظیم مصرع ازمن فراغ برد و بُریدم من از فراغ ٭ بُریدم من از فراغ یعنی قطع نظر کردم از فراغ و نومید شدم از فراغ ۱۲

ایضاً بھائی ریمیا و سیمیا خرافات ہے - اگر ان کی کچھ اصل ہوتی تو ارسطو اور افلاطون اور بوعلی یہ بھی کچھ اس باب مین لکھتے کیمیا اور سیمیا وہ علم شریف ہین جو اشیا کی تاثیر سے تعلق رکھے وہ کیمیا اور جو اسما سے متعلق ہو وہ سیمیا ہے ؎

جان ز غم سیمیا نخورد گزے
دل سوے کیمیا نیاوردم

شعر بامعنی ہوگیا یہ نہ سمجھا کرو کہ اگلے جو لکھ گئے ہین وہ حق ہے - کیا آگے آدمی احمق پیدا نہین ہوتے تھے - زمان و زمانہ کو مین پاگل ہون جو غلط کہونگا - ہزار جگہ مین نے نظم و نثر مین زمان زمانہ لکھا ہوگا - وہ شعر کسواسطے کاٹا گیا سمجھو پہلا مصرع لغو - دوسرے مصرع مین نبرد کا فاعل معدوم - حلقہ زا کی زے پر نقطہ نہ تھا مین نے غصہ مین لکھا کہ نہ حلقہ را درست نہ حلقہ زا درست - مگر یہ فارسی بے دلانہ ہے خیر رہنے دو - مرتا ہون مجھے سمجھاتے ہو کہ صد جا در کلام اہل زبان خواہند یافت - مگر مین بانی کلام اہل زبان نہین مصرع گردش چرخ استخوان سائید ٭ اس سے یہ بہتر ہے ؎ سودہ شد استخوان از گردش - باقی اور مصرعے سب اچھے بنائے ہین - غالب ۱۲

ایضاً حضرت پرسون صبح کو تمہارے سب کاغذ ایک لفافہ مین بند کرکے ڈاک گھر بھجوا دئے سمجھا کہ اب چند روز کو جان بچی اُسی دن شام کو ایک خط آپ کا اور پہنچا اسکو بھی روانہ کرتا ہون - اپنا حال پرسون کے خط مین مفصل لکھ چکا ہون - ادنی بات یہ ہے کہ جو کچھ لکھتا ہون وہ لیٹے لیٹے لکھتا ہون - مزے کی بات ہے کہ میرا لکھا ہوا میرا حال باور نہین - اور کسی نے جو کہدیا کہ غالب کے پاؤن کا ورم اچھا ہوگیا - اور اب وہ شراب دن کو بھی پیتا ہے - تو حضور نے ان باتون کو یقین جانا - بیس برس آگے یہ بات تھی کہ

ابر و باران مین یا پیش از طعام چاشت یا قریب شام تین گلاس پی لیتا تھا اور شراب شبانہ معمولی مین مجرا نہ لیتا تھا اس میں برس مین بیس برسا تین ہوئین بڑے بڑے مینہ برسے پینا یک حرف دل مین بھی خیال نہ گذرا - بلکہ رات کی شراب کی مقدار کم ہو گئی ہے - پانون کا ورم حد سے زیادہ گزر گیا - مادۂ تحلیل کے قابل نہ نکلا - کھوٹن شروع ہو گئی - حکما جو دو تین ہیان ہین اُن کی راے کے مطابق کل سے نیب کا بھرتا بندھے گا وہ لپکا لائیگا تب اُس کے پھوڑنے کی تدبیر کیجائے گی - تلوا زخمی - پنڈلی زخمی - اگر وہ نامرد بے درد جھوٹا ہے تو اُس پر ہزار لعنت - اور اگر مین جھوٹا ہون تو مجھ پر سو ہزار لعنت ۱۲ -

ایضاً مرزا تفتہ یہ غلطی تمھارے کلام مین کبھی نہین دیکھی تھی کہ شعر ناموزون ہو - بڑی قباحت یہ کہ اعمّ بہ تشدید لفظ عربی ہے مصرع دیگر نتوان گفت اخص را کہ اعم است ؛ مگر بحر اور ہو جاتی ہے - مانا کہ فارسی نویسان عجم نے یون بھی لکھا ہو کاف کے اسقاط کی کیا توجیہ کروگے اور پھر اس صورت مین بھی تو بحر بدل جاتی ہے ناچار اس شعر کو نکال ڈالو ہمین نے تمھین قصائد لکھنے کو کہا تھا - اب ہم منع کرتے ہین کہ عاشقانہ قصائد نہ لکھا کرو - مدح بشرط ضرورت لکھو - مگر بہ فکر و غور ۱۲ غالب ۱۶ - جولائی ۱۸۶۳ء -

ایضاً صاحب کشیدن کی جگہہ درکشیدن و برکشیدن بلکہ برکشیدن کی جگہہ درکشیدن نہ چاہیے برآمدن و درآمدن کا استعمال بعض متاخرین نے عام کر دیا ہے - یعنی درآید سے برآید کے معنی لئے ہین لیکن درکشیدن اور ہے اور کشیدن اور - مین قریب بمرگ ہون - پانون کے ورم نے اور ہاتھ کے پھوڑے نے مار ڈالا ہے باور کرنا اور میرے سب آدمی بلکہ بعض دوست جو روز آتے ہین وہ بھی گواہ ہین کہ مین صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک پڑا رہتا ہون - خطوط کی تحریر لیٹے لیٹے ہوتی ہے - اشعار اصلاح کو بہت جگہہ سے آتے تھے سب کو منع کر دیا - ایک رئیس رامپور اور ایک تم ان کی اصلاح رہ گئی -

ایضاً حضرت آپ کے سب خط پہنچے ۔ سب قصیدے پہنچے بعد اصلاح بھیج دیے گئے۔ ستر برس کی عمر آلام روحانی نہ مین کہون نہ کوئی باور کرے ۔ امراض جسمانی مین کیا کلام ہے بائین پانؤن مین مہینا بھر سے ورم ہے ۔ کھڑے ہونے مین رگین پھٹنے لگتی ہین ۔ افعال دماغ ناقص ہوگئے حافظہ گویا کبھی تھا ہی نہین ۔ قصہ مختصر ایک قصیدہ سابق کا اور ایک کل کا آیا ہوا یہ دونون ایک لفافہ مین آج روانہ کرتا ہون ۔ جمعہ ۳ ۔ جولائی ۔

ایضاً حضرت اس[۵۱] قصیدہ کی جتنی تعریف کرون کم ہے ۔ کیا کیا شعر نکالے ہین ۔ لیکن افسوس کہ بے محل اور بے جا ہے ۔ اس مدح اور اس ممدوح کا بعینہ وہ حال ہے کہ ایک مزبلہ پر سیب کا یا بہی کا درخت اُگ جائے ۔ خدا تم کو سلامت رکھے دُکان بے رونق کے خریدار ہو ۔ ۱۲

ایضاً نواب صاحب ہم نے لفٹنٹ گورنر کی ملازمت اور خلعت پہ قناعت کر کے انبالہ کا جانا موقوف کیا ۔ اور بڑے گورنر کا دربار اور خلعت اور وقت پر موقوف رکھا ۔ بیمار ہون ہاتھ پر ایک زخم ۔ زخم کیا ایک غار ہو گیا ہے ۔ دیکھیے انجام کار کیا ہوتا ہے ۔ غالب ۱۲

ایضاً تم کو معلوم رہے کہ ایک ممدوح تمہارے یہان آئے ہین ۔ اُن کو مین نے تمہاری فکر اور تلاش کا مداح پایا ۔ جنوری ۱۸۶۲ء مین کچھ تمہاری خدمت مین بھیجین گے تم کو قبول کرنا ہوگا ۔ سمجھے ! یہ کون ؟ یعنی نواب مصطفی خان صاحب ۔ اور دوسرے ممدوح یعنی نواب ضیاء الدین خان ۔ وہ آخر دسمبر ۱۸۶۱ء مین یا اوائل جنوری ۱۸۶۲ء مین حاضر ہونگے ۔

ایضاً لاحول ولاقوۃ کس ملعون نے بسبب ذوق شعر اشعار کی اصلاح منظور کی ۔ اگر مین شعر سے بیزار نہ ہون تو میرا خدا مجھ سے بیزار ۔ مین نے تو بطریق تہر درویش بجان درویش لکھا تھا جیسے اچھی جورو بُرے خاوند کے ساتھ مرنا بھرنا اختیار کرتی ہے میرا تمہارے ساتھ وہ معاملہ ہے ۱۲

ایضاً میرزا تفتہ[۵۲] کیا کہنا ہے نظیری کا پتا نہ غالب کا مداح شائستہ صد ہزار آفرین اور ممدوح سزاوار صد نفرین ۱۲

ایضاً صاحب تم نے تن تن کا ذکر کیون کیا ۔ مین نے اس باب مین کچھ لکھا نہ تھا ۔ تن تن

---

۵۱ - یہ قصیدہ غالباً مرزا تفتہ نے خود مرزا صاحب مرحوم کی مدح مین لکھ کر بھیجا تھا ۔

۵۲ - یہ رقعہ بھی غالباً کسی مدحیہ قصیدہ کے جواب مین لکھا ہے جو خود مرزا غالب مرحوم کی مدح مین لکھا گیا تھا ۔ ۱۲

اور تمنا اعوات ہین تار کے۔ ہندی و فارسی مین مشترک۔ نبیا اور امامن کے لکھنے کو
مین نے منع ہرگز نہین کیا شوق سے لکھو۔ یہ تم کو سمجھایا تھا کہ نبیا مخفف نبی بخش۔ اور
امامن متعلق بہ امام ہے۔ مشتقات مین سے اس کو تصور نہ کرو۔ قاعدہ دانان اشتقاق تم
پر ہنسین گے ۱۲۔ الواے کے جتنے شعر تم نے لکھے ہین سب مانع ہین الواکے۔ اور سند الواے
کی موسوی خان نے بحسب ضرورت شعر الوا لکھا ہے۔ تہمتن بروزن قلمزن ہے۔ فردوسی نے
سو جگہ شاہنامہ مین تہمتن بسکون ہاے ہوز لکھا ہے۔ پس کیا اس لغت کی دو صورتین قرار
پا گئین لاحول ولا قوۃ۔ لغت وہی بحرکت ہاے ہوز ہے ۱۲۔ مین نے کس قدر کلام کو
طول دیا۔ صاحب کے شعر کی حقیقت شرح و بسط سے لکھی تم نے ہرگز اعتنا نہ کیا۔ الوا کو الگ
سمجھے مصیبتاہ کو جدا سمجھے۔ بھلا میرے قول کو گوزشتر سمجھتے ہو۔ نرا مصیبتاہ یا حسرتاہ برہان
قاطع مین یا بہار عجم مین ہم کو دکھا دو۔ وہی واے ہے کہ جب اس کے بعد مصیبتا یا حسرتا
یا ویلا آتا ہے تو تحتانی کو حذف کرکے وا او یلا وغیرہ لکھتے ہین چاہو واے واویلا لکھو۔ چاہو واویلا
لکھو۔ چاہو آخر مین ہاے ہوز لکھو۔ جیسا کہ وامصیبتاہ۔ چاہو بے ہاے ہوز وامصیبتا۔ اور
یہی حال ہے حسرت و دردا و اسف و دریغ کا جہان اے کے ساتھ وامصیبتا پاؤ۔ وہان اے
کو حرف ندا اور منادی یعنی ہمنشین اور ہمدم کو مقدر سمجھو۔ فرہنگ لکھنے والون نے اشعار
قدما مین ترکیبین دیکھین۔ اپنا قیاس دوڑا کر اس کی حقیقت ٹھہرالی۔ کہین انکا قیاس غلط
کہین صحیح۔ سو ان مین یہ دکنی ایسا کج فہم ہے کہ اس کا قیاس سو لغت مین شاید دس جگہ
صحیح ہو۔ مین نے تو صاف لکھ دیا تھا کہ موسوی خان کے شعر کی سند پر الوا کو رہنے دو
مگر صاحب کے شعر مین الوا کو الگ اور مصیبتاہ کو جدا نہ سمجھو۔ تمہارے قیاس نے پھر تمہین
کہین کا کہین پھینکا۔ اور تم نے بھی کہا کہ صاحب نے الوا لکھا ہے۔ نجات کا طالب غالب ۵
ایضاً سچ ہے اگر آپ استاد کا مصرع نہ لکھتے تو مین بروے استادن رنگ کو کہانسے سمجھتا ۵

بر از من نصیحت گری بایدت	ندانم پس از من چہ پیش آیدت

مین نے جو لکھا کہ مین اچھا ہون اُس کو آپ سجھہ کر خدا کا شکر بجا لائے - وہ جو مین نے لکھا تھا کہ شدت مرض کا بیان مبالغہ شاعرانہ ہے اُس کو بھی آپ نے ہیچ جانا ہوگا - حال آن کہ یہ دونون کلمے ازراہ طنز تھے - مین جھوٹ سے بیزار ہون اور جھوٹے کو ملعون جانتا ہون کبھی جھوٹ نہین بولتا - جب تم نے کسی طرح بیان واقعی کو باور نہ کیا تو مین نے تمہین لکھ بھیجا کہ اچھا ہون - اور یہ کلمہ تمہین مین نے جب لکھا ہے کہ عہد کر لیا ہے کہ جب تک دم مین دم اور ہات مین جنبشِ قلم ہے جب تک سو قع اصلاح خیال مین آسکتا ہے آج جو تمہارا دفتر پہنچے گا اُس کو کل روانہ کر دیا کرون گا - مجملاً حال میرا یہ ہے کہ قریب بمرگ ہون - دونون ہاتھون مین پھوڑے - پاؤن مین ورم نہ وہ اچھے ہوتے ہین نہ یہ رفع ہوتا ہے بیٹھ نہین سکتا لیٹے لیٹے لکھتا ہون - کل تمہارا دو ورقہ آیا آج صبح کو لیٹے لیٹے اُسکو دیکھ کر تمہین بھجوایا زنہار تم مجھے تندرست سمجھے جاؤ اور دفتر کے دفتر بھیجتے رہو - ایک دن سے زیادہ توقف نکرون گا - قریب مرگ ہون تو بلا سے - غالب صبح پنجشنبہ ۲۳ - جولائی ۱۸۶۳ء -

ایضاً صاحب قصیدہ پر قصیدہ لکھا اور خوب لکھا آفرین ہے پھر اُستاد کے شعر تضمین کیون کرتے ہو نہ اس کی کچھ حاجت نہ اس مین کوئی افزائش حُسن تمہاری - ایک شعر کو ایک شعر کے بعد رکھ دیا ہے تاکہ مقطع کلام ہو جائے - پہلا قصیدہ تمہارا برادرم برادرم کی ردیف کا سست ہے اُس کو ہم نے نامنظور کیا - مگر نظر ثانی مین جو شعر قابل رکھنے کے ہونگے وہ لکھ کر تم کو بھیج دینگے - بالفعل ایک شعر کی قباحت تم پر ظاہر کرتے ہین تاکہ آیندہ اس بالغزش سے احتراز کرو مصرع نورِ سعادت از جبہۂ قاصدم چکد ٭ یہ کیا ترکیب ہے جبہہ بروزن چشمہ ہے یعنی دونا ہائی ہوز ہین جبہۂ قاصد ایک ہاے ہوز کہان گئی مصرع ہر کجا چشمۂ بود شیرین ٭ چشمہ کی جگہہ چشۂ لکھتے ہو - یہ بات ہمیشہ کو یاد رہے اتنے بڑے مشاق سے ایسی غلطی بہت تعجب کی بات ہے ۱۲ میان مصرع برگ دُنیا نہ ساز و نیشن بود ٭ یہ کوئی لغت نہین ایک لفظ نہین کہ کسی فرہنگ مین سے نکل آئے

یہ عبارت تحریری کس کو یاد ہے کہ اس کا نظیر کہان موجود ہے - اس امر سے قطع نظر وہ شخص
ایسا کہان کا فارسی دان اور عالم ہے کہ مین لڑکون کی طرح بیت بحثی کرون - دو جوتیان آپ
لگاوین ایک جوتی تم سے لگوا دی - آب قطع نظر کرو اور سکوت اختیار فرماؤ - مین برہان کا
خاکا اڑا رہا ہون - جار شربت اور غیاث اللغات کو حیض کا لتہ سمجھتا ہون ایسے گم نام
چھوکرون سے کیا مقابلہ کرونگا - برہان قاطع کے اغلاط بہت نکالی ہین - دس جزو کا ایک
رسالہ لکھا ہے اُس کا نام قاطع برہان رکھا ہے اب اُسکے چھاپے کی فکر ہے - اگر یہ مدعا
حاصل ہوگیا تو ایک جلد چھاپے کی تم کو بھیج دونگا ورنہ کاتب سے نقل کروا کر قلمی ایک جلد
بھیج دونگا - بہت سودمند نسخہ ہے - ۱۲ - اِس قصیدہ متبرکہ کو موافق اصلاح کے اس کاغذ
سے اور کاغذ پر نقل کر کے - اور جو مطالب کہ اس کاغذ پر مرقوم ہین اُن کو حافظہ کے سپرد کر کے
اس ورق کو پھاڑ ڈالو - اور اس قصیدہ پر ناز کیا کرو یہ قصیدہ تمہارا ہمکو بہت پسند آیا
ہے - غالب جمعہ ۴ - اکتوبر سنہ ۱۸۶۱ع -

ایضاً صاحب تمہارے یہ اوراق سکندر آباد سے دلی اور دلی سے رامپور پہنچے - یقین ہے
کہ رامپور سے میرے بھیجے ہوئے سکندر آباد پہنچے ہونگے - سواے ایک مصرعہ کے
مجھے اور جگہہ کی اصلاح یاد نہین - تم جو اپنے فرزند کو ناشناساے مزاج روزگار کہتے ہو
خود اس مین اُس سے کیا کم ہو - پہلے تو یہ بتاؤ کہ رامپور مین مجھے کون نہین جانتا - کہان
مولوی وجیہہ الزمان صاحب کہان ہین - اُن کا مسکن میرے مسکن سے دور - پھر در دولت
رئیس کہان اور مین کہان چارون والی شہر نے اپنی کوٹھی مین اُتارا - مین نے مکان
جداگانہ مانگا - دو تین حویلیان برابر برابر مجکو عطا ہوئین - اب اس مین رہتا ہون بحسب
اتفاق ڈاک گھر مسکن کے پاس ہے ڈاک منشی آشنا ہوگیا ہے برابر دلی سے خط چلے آتے
ہین - صرف رامپور کا نام اور میرا نام - محلہ کی اور عرف کی حاجت نہین - بلکہ در دولت
مولوی صاحب کے نشان سے شاید خط تلف ہو جائے - دوسری بات جو تم نے لکھی

وہ بھی مطابق واقع و مناسب حال نہین - اگر اقامت قرار پائی تو تمکو بلا لونگا - غالب ۱۲

ایضاً صاحب واقعی سداب کا ذکر کتب طبی مین بھی ہے اور عرفی کے ہان بھی ہے - تمہارے ہان اچھا نہین بندھا تھا اسواسطے کاٹ دیا - قراب کون سا لفظ غریب ہے جسکو سطرح پوچھتے ہو - خاقانی کے کلام مین اور اساتذہ کے کلام مین ہزار جگہہ آیا ہے - قراب اور سداب دونون لغت عربی الاصل صحیح ہین - غالب ۱۲

ایضاً
دل بے داغدار بود و نماند
در نظر ہا بہار بود و نماند

اگر بود کے آگے کے واؤ کو موقوف اور محذوف کر دو گے تو ہمارے نزدیک کلام سراسر بلیغ ہو جائیگا - میری جان جو خجالت کہ مجکو تم سے ہے شاید بسبب عبادت نہ کرنے کے قیامت مین خدا سے بھی نہ ہوگی - اور بسبب خلاف شرع کرنے کے پیمبر سے بھی نہوگی مگر خدا ہی جانتا ہے جو میرا حال ہے - مرگ ناگاہ کا طالب - غالب -

ایضاً مرزا تفتہ صاحب اس قصیدے کے باب مین بہت باتین آپ کی خدمت مین عرض کرنی ہین - پہلے تو یہ کہ خنجر را و گوہر را کو تم نے از قسم تنافر سمجھا - اور اُس پر اشعار اساتذ سند لائے - یہ خدشہ نہین پیدا ہوتا مگر زِہ کون کے اور بد تدیون نکے دل مین سلیم ؎

شراب نقل نخواہد بگیر ساغر را
کہ احتیاج شکر نیست شیر مادر را

یہ غزل شاہجہان کے عہد کی طرحی ہے - صائب و قدسی و شعراے ہند نے اسپر غزلین لکھی ہین - دوسرے یہ کہ ممدوح کا پورا نام بے تکلف آتے ہوئے خالی کیون اڑا دو - ضیاء الدین احمد خان نام ہے - ہندی مین رخشان تخلص فارسی مین نیر تخلص ؎ ہمانا نیر رخشان ضیاء الدین احمد خان ؛ دیکھو تو کیا پاکیزہ مصرعہ ہے - یہ نہ کہنا کہ شعرا ممدوح کا نام ننگا لکھ جاتے ہین وہ بسبب ضرورت شعر ہے جس بحر مین پورا نام نہ آئے - اُس مین شوق سے لکھو جائز و مستحسن - جس بحر مین نام ممدوح کا درست آئے اُس مین فروگذاشت کیون کرو

دو شنبہ - نہم ستمبر ۱۸۶۱ء -

ایضاً میں تم کو خط بھیج چکا ہوں پہنچا ہوگا- کل ایک رقعہ میرے پاس آیا کوئی صاحب ہیں عطا، اللہ خان اور نامی تخلص کرتے ہیں خدا جانے کہاں ہیں اور کون ہیں- ایک دوست نے وہ رقعہ میرے پاس بھیجا- میں نے اُس کا جواب لکھ کر اُسی دوست کے پاس بھیج دیا- رقعہ تم کو بھیجتا ہوں پڑھ کر حال معلوم کروگے- تمہارے شعر میں جو تردد تھا اُس کا جواب میں نے یہ لکھا ہے تم کو بھی معلوم رہے ؎

رفت آنچہ بہ منصور شنیدی تو ومن ہم	اے دل سخنے ہست نگہدار زبان را

تردد یہ کہ آنچہ بہ منصور رفت نہیں دیکھا- آنچہ بر منصور رفت درست ہے- جواب باء موحدہ علیٰ کے معنی بھی دیتی ہے- پس جو کچھ بر سے مراد تھی وہ باء موحدہ سے حاصل ہوگئی اور اگر باء موحدہ کے معنی معیت کے لیں تو بھی درست ہے نظیری کہتا ہے ؎

شادی کہ غنیمت میکشی ودم نمیزنی	در شہر این معاملہ با ہر گدا رود

اگر کوئی یہ کہے کہ یہاں معاملہ ہے اور اُس شعر میں معاملہ کا لفظ نہیں- جواب اس کا یہ ہے کہ سراسر دونوں شعروں کی صورت ایک ہے- نظیری کے ہاں معاملہ مذکور ہے اور تفتہ کے ہاں مقدر ہے- رفت کا صلہ اور تعدیہ باء موحدہ کیساتھ دونوں جگہ ہے- والسلام اسد اللہ

ایضاً صاحب دیکھو پھر تم ڈانگا کرتے ہو وہی بیش وبیشتر کا قصہ نکلا- غلطی میں جمہور کی پیروی کیا فرض ہے- یاد رکھو یاے تحتانی تین طرح پر ہے- جزو کلمہ ؎ ہماے بر سرِ مرغاں ازاں شرف دارد ؎- اے سر نامۂ نام تو عقل گرہ کشائی را- یہ ساری غزل اور مثل اسکے جہاں یاے تحتانی ہے جزو کلمہ ہے- اس پر ہمزہ لکھنا گویا عقل کو گالی دینا ہے- دوسرے تحتانی مضافہ ہے یہ صرف اضافت کا کسرہ ہے- ہمزہ وہاں بھی مخل ہے جیسے آسیاے چرخ یا آشناے قدیم- توصیفی اضافی بیانی کسی طرح کا کسرہ ہو ہمزہ نہیں چاہتا- فداے تو شوم رہنماے تو شوم یہ بھی اسی قبیل سے ہے- تیسرے دو طرح پر ہے یا مصدری اور وہ معروف ہوگی- دوسری طرح توحید و تنکیر- وہ مجہول ہوگی

مثلاً مصدری آشنائی یہان ہمزہ ضرور بلکہ ہمزہ نہ لکھنا عقل کا قصور توحیدی آشنائی یعنی ایک آشنا یا کوئی آشنا - یہان جب تک ہمزہ نہ لکھو گے دانا نہ کہاؤ گے ۲۱ نیم گناہ و نیم نگاہ و نیم ناز - یہ روزمرہ اہل زبان ہے - نیم بمعنی اندک ورنہ گناہ کا آدھا اور نگاہ کی ادھواڑ - اور ناز آدھا یہ مہملات مین ہے - ان چیزون کا مناصفہ کیا اگر تم کو نیم گناہ پسند نہین تازہ گناہ رہنے دو ۲۱ خستہ بستہ تازہ غازہ خانہ دانہ آوارہ بیچارہ روزہ یوزہ - ہزار لفظ ہین کہ ان کے آگے جب یاے توحید آتی ہے تو اُس کی علامت کے واسطے ہمزہ لکھدیتے ہین - زرہ - گرہ - کلاہ - شاہ - آگاہ - آگہ - صبحگاہ صبحگہ - ایسے الفاظ کے آگے اگر تحتانی آتی ہے تو زرہی - گرہی - کلاہی - شاہی گاہی الٰہی گاہے گہے - لکھ دیتے ہین ۱۲ غالب -

ایضاً صاحب دوسرا پارسل جس کو تمنے بہ تکلف خط بنا کر بھیجا ہے پہنچا نہ اصلاح کو جگہ نہ تحریر سطور کا پیچ و تاب سمجھہ مین آتا ہے تم نے الگ الگ دو دو ورقے پر کیون نہ لکھا اور چھدرا چھدرا کیون نہ لکھا - ایک آدہ ورقہ زیادہ ہوجاتا تو ہوجاتا - بہرحال اب مجھے چُنے پڑے ہین سوالات - اگر کوئی سوال میری نظر نہ چڑہے اور رہ جاے تو سطور کی موڑ توڑ کا گناہ سمجھنا میرا قصور نہ جاننا - بلا زبای اس مین تامل کیا ہے لفظ صحیح اور پورا تو یہی ہے - زبا اُس کا مخفف ہے ۱۲ خارہا در راہش افشانم کہ چون خواہد شدن ۱۲ بہت خوب اور معقول مین اُس وقت خدا جانے کس خیال مین تھا - چون خواہد شدن و کنون خواہد شدن ردیف و قافیہ سمجھا تھا - لفظ بے پیر تورانی بچہ ہاے ہندی نژاد کا تراشا ہوا ہے - جب مین اشعار اُردو مین اپنے شاگردون کو نہین باندھنے دیتا تو تمکو شعر فارسی مین کیونکر اجازت دونگا میرزا جلال اسیر علیہ الرحمہ مختار ہین اور اُن کا کلام سند ہے - میری کیا مجال ہے کہ اُنکے باندھے ہوئے لفظ کو غلط کہون لیکن تعجب ہے اور بہت تعجب ہے کہ امیرزادہ ایران ایسا لفظ لکھے - ۱۲ نشست بستن جب ظہوری کے ہان ہے تو باندھئے یہ روزمرہ ہے - اور

ہم روزمرہ مین نکے پیروہین - بے پیر ایک لفظ ٹکسال باہر ہے ورنہ صاحب زبان ہونے مین اسیرؔ بھی ظہوری سے کم نہین ۱۲ ؎

زاہدا این سخنت ہرزہ کہ گفتی چہ شدی	حق غفور ست گناہے شدہ ام تا چہ شود

پہلے زاہد سے یہ سوال غلط کہ چہ شدی - ترا چہ شد - سوال ہوسکتا ہے - پھر گناہے شدہ ام یہ جواب مہمل - گناہے کردہ ام جواب ہوسکتا ہے - یہان تم کہوگے کہ ہمہ تن گناہ یا سراپا گناہ یا سراسر گناہ شدہ ام - یہ جواب اُس جواب سے سراسر بے ربط ہے - جب تک ہمہ تن گناہ نہ ہو معنی نہین بنتے ہرگز ہرگز اصلاح دیے ہوئے شعر مین مضمون تمہارا ہی رہا اور ٹکسال کے موافق ہوگیا - عجب ہے تم سے کہ صرف شدہ ام اور تا چہ شود - کے پیوند مین اُلجھ کر حقیقت معنی سے غافل رہے ؎ بازار دل خود از چنین کار ÷ آزار چہ میکنی دلم را ÷ اہلی نے زبردستی کی ہے - مگر ہان اُس نے ایک وجہ ٹھہرالی ہے - یعنی آزردن مصدر اور آزار مضارع اور آزار اسم معنی اسم جامد آتا ہے اور اسم جامد کردن کے ساتھ پیوند پاتا ہے - نیر مثنے دو مصرع کند آن آہوے وحشی ز برم فردارم ÷ یہ شعر مؤید میرے کلام کا ہے - بردارم و زر دارم و سردارم و فردارم - یہ سب الفاظ ایک طرح کے ہین اَلِف ممدودہ کہین نہین - ہان بُود آرد و رود ارد و فرود آرد تمہارے عقیدہ کی تائید کرتا ہے مگر یہ شعر اُستاد کا نہین - مشایخ مین سے ایک بزرگ تھے مولانا علاؤ الدین ؎ ما مقیمان کوے دلدار یم ÷ یہ ترجیع بند اُنہین کا ہے - اُن کو فقر و فنا و سیر و سلوک مین سمجھنا چاہیئے - نہ انداز کلام مین مصرع پر موز رست شمشیرے کہ بہوے میان دارد ÷ بھائی خدا کی قسم یہ مصرع تلوار کی نازکی کی سند نہین ہوسکتا - یہ تو ایک مضمون ہے کہ - مہر - و تلوار - پر مو و جہ تشبیہ علاقہ پر مُو - بامُو مانند علاقہ شمشیر بامیان - نزاکت وجہ تشبیہ کبھی نہین اتصاف شرط ہے - تلوار کی خوبی تیزی ہے یا نازکی یہ دھوکا نہ کھاؤ اور تلوار کو نازک نہ باندھو - خو مین اور تلوار مین مناسبت نہین پائی جاتی جانے دو شعر سے ہاتھ اُٹھاؤ ۱۲

میان خمیدن بھی صحیح اور چمیدن بھی صحیح - اس مین کس کو تردد ہے مگر لغت اور محاورہ اور اصطلاح مین قیاس پیش نہین جاتا - ہندوستان کے باتونی لوگون کو خم وچم بولتے سُنا ہے آج تک کسی نظم و نثر فارسی مین یہ لفظ نہین دیکھا - لفظ پیارا مجکو بھی پسند مگر کیا کرون جو اپنے پیشواؤن سے نہ سُنا ہو اُس کو کیون کر صحیح جانون - چمید صیغہ ماضی کا ہے - چمیدن سے اور چمیدن ایک مصدر ہے صحیح اور مسلّم - چمد مضارع - چم امر - اس مین کیا گفتگو ہے - کلام خم وچم مین ہے - سوالات ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر اُن کا جواب لکھ دیا - اب اشعار کو دیکھتا ہون - خدا کرے مجھ سے کوئی سوال باقی نہ رہ گیا ہو - اور تم بھی جب ان اوراق طلسمی کو دیکھو تو کوئی اصلاح کا اشارہ تم سے باقی نہ رہ جائے غرض یہ ہے کہ اب پھر اس طرح کبھی نہ لکھنا - مین بہت گھبراتا ہون - خمید ست - ورسید ست مین نظر فی دست یہ قافیہ درست ہے - مگر است کا الف سب جگہ اُڑا دو - اور یاد رہے کہ صرف سین - تے کافی ہے - الف ممدود نہین ۱۲ - غالب

ایضاً حضرت اس غزل مین پروانہ و پیمانہ و بت خانہ - تین قافیے اصلی ہین - دیوانہ چونکہ علم قرار پاکر ایک لغت جداگانہ مشخص ہو گیا ہے اُسکو بھی قافیہ اصلی سمجھ لیجئے - باقی غلامانہ و مستانہ و مردانہ و ترکانہ و دلیرانہ و شکرانہ - سب ناجائز و نامستحسن - ایطا - اور ایطا بھی قبیح - مجھے بہت تعجب ہے کہ انہین قافیون مین ایطا کا حال تم کو لکھ چکا ہون - اور پھر تم نے غزل مبنی انھین قوافی پر رکھی - کاشانہ و شانہ و افسانہ و جانانہ و فرزانہ یہ قافیے کیون ترک کیے - یاد رہے ساری غزل مین مردانہ یا مستانہ یا انکے نظائر مین سے ایک جگہ آوے دوسری بیت مین زنہار نہ آوے - یہ غزل نظری ہو گئی اور غزل لکھ کر بھیجو تا اصلاح دی جائے ۱۲ - عفو کا طالب غالب -

بنام ماسٹر پیارے لال

یاس الف بیش نہین صیقل آئینہ ہنوز	چاک کرتا ہون مین جب سے کہ گریبان سمجھا

پہلے یہ سمجھنا چاہیئے کہ آئینہ عبارت فولاد کے آئینہ سے ہے ورنہ حلبی آئینون مین جوہر کہان اور اُنکو صیقل کون کرتا ہے - فولاد کی جس چیز کو صیقل کروگے بے شبہہ پہلے ایک لکیر پڑے گی اُسکو الف صیقل کہتے ہین جب یہ مقدمہ معلوم تو اب اس مفہوم کو سمجھیے مصرع چاک کرتا ہون مین جب سے کہ گریبان سمجھا ؛ یعنی ابتداے سن تمیز سے مشق جنون ہے ہنوز کمال فن نہین حاصل ہوا - آئینہ تمام صاف نہین ہوگیا - پس وہی ایک لکیر صیقل کی جو ہے سو ہے - چاک کی صورت الف کی سی ہوتی ہے اور چاک جیب آثار جنون مین سے ہے ۱۲ غالب

بنام منشی حبیب اللہ المتخلص بہ ذکا

بندہ پرور آپ کا مہربانی نامہ پہنچا - تمہاری اور صاحب زادے کی خیر و عافیت معلوم ہونے سے دل خوش ہوا - جو آپ کی عبارت سے سمجھ لیا ہون اس کا جواب لیجیے - اور جو نہین وہ مطابق میری التماس کے مجھے سمجھا دیجیے - عماد عماید شعراے قدیم مین سے ہے - اسی نے پان سات بیت کی ایک غزل ہے جس کا مطلع یہ ہے ؎

پاے سر تا نشود راہ تو رفتن نتوان	جز بہ جاروب مژہ کوے تو رفتن نتوان

پہلے مصرع مین ؎ سے مفتوح اور دوسرے مصرع مین مضموم - باقی اشعار مین گفتن و سُفتن وغیرہ قافیہ مین اُستاد دو مصرعون مین حرکت ماقبل ردی مختلف لایا - اگر مین نے پچاس شعر کے قصیدے مین ایک شعر ایسا لکھا تو کیا غضب ہوا - آیا معترض صاحب استثنا و مثال و نظیر کو نہین جانتے یا جانتے ہین اور نہین مانتے : یہ دستور میرا نکالا ہوا نہین قدیم سے ہے - بندہ نواز مین نے لکھا کہ موید برہان میرے پاس آگئی ہے اور مین اُس کے اعتراض کے جواب بہ نشان صفحہ و سطر ایک تختۂ کاغذ پر لکھ رہا ہون - بعد اتمام نگارش تمہارے پاس اس مراد سے بھیجونگا کہ تم از راہ عنایت موید کا جواب لکھو - میری نگارش جو ہے اُسکو بھی جابجا درج کردو - تم نے اس درخواست کا جواب ہان نا کچھ نہ لکھا - اب عنایت فرماکر ان تینون باتون کا جواب لکھیے اور ضرور لکھیے - میان محمد میران کو دعا - ۱۰ - مارچ ۱۸۶۳ء

ایضاً اے عنایت بے غایت ہم شکل - آپ کا خط حاوی حلّ شبہات جس دن پہنچا اسکے دوسرے دن جواب لکھکر بھیج دیا - دو مصرعوں مین دو لفظ بارے گئے - دو شعرون کے باب مین کچھ تقریر درج ہوئی - دو تین شعرون مین تمہاری راے مسلم رہی - باوجود فقدان حافظہ استیلاے نسیان - ایک مصرع کا بدلا ہوا لفظ یاد ہے مصرع چہ غرہ غرہ پیشانی سمندِ عمر بدل مصرع چہ غرہ غرہ پیشانی تگاورِ عمر + دوسرا تبدل اسی قدر یاد رہ گیا ہے کہ شبگیر و گرانی رکاب - کچھ اسی طرح کے دو لفظ تھے - یہ واو عاطفہ کچھ تقدیم و تاخر ہو گیا ہے ۱۲

صبح شنبہ ۲۰ - ذی الحجہ مطابق یکم مئی سال حال ۲۱ غالب -

ایضاً حضرت مولوی صاحب مین برس دن سے بیمار اور تین مہینے سے صاحب فراش ہون - اُٹھنے بیٹھنے کی طاقت مفقود - پھوڑون سے بدن لالہ زار - پوست سے ہڈیان نمودار - پھوڑے ایسے جیسے انگارے سُلگتے ہین - اعضا پر دس جگہ پھاہے لگتے ہین ضعف قویٰ علاوہ سوز غمہاے نہانی - علاوہ صنعت سہل ممتنع مین نے نواب مختار الملک کو قصیدہ بھیجا کچھ قدردانی نہ فرمائی - ردّ فرقہ وہابیہ مین ایک مثنوی جو سابق مین لکھی تھی وہ [illegible] الدولہ کو بھیجی رسید بھی نہ آئی - اب سنتا ہون کہ مولوی غلام امام شہید شاگرد قتیل وہان کوس انا الغیری بجا رہے ہین اور سخن ناشناسون کو اپنا زور طبع دکھا رہے ہین - ایک کم ستر برس کی میری عمر ہوئی سواے شہرت خشک کے فن شعر کا کچھ پھل نہ پایا - فرمانروایانِ عصر معتقد ہوئے مگر بات نہ آیا - احسنت و مرحبا کا شور سامعہ فرسا ہوا تحسین ستایش کا حق سہی ادا ہوا مختار الملک نے یہ بھی نہ کیا نہ مدح کی داد دی نہ مدح کا صلہ دیا - حیران ہون کہ نواب صاحب مجھے سمجھے [illegible] الدولہ سے اور کچھ نہین کہتا مگر یہ کہ خدا سمجھے ۱۲ کل سے پلنگ پر لیٹا لیٹا غزل کو [illegible] ہون - اور لیٹے لیٹے یہ سطرین لکھتا ہون مصرع دیدیم گل ولالہ چہار نگ برآورد [illegible] دیدیم زائد اگر یون ہو تو بہتر ہے ھ ہر یک زگل ولالہ الخ باشد شفقے کان [illegible] یکا دلِ ما رنگ برآورد باشد مخل معنی ہے اگر اسکی جگہہ

آرد ہو تو بہتر - مگر آرد صیغہ مستقبل کا اور آورد ماضی کا - اور فاعل دونون فعلون کا چرخ ہر چند اساتذہ نے یون بھی لکھا ہے - مگر فارسی گویان ہند نہ مانین گے - پس اس شعر کو یون لکھنا چاہیئے ؎

حاشا کہ شفق مثل لب لعل تو باشد	کے چرخ بکام دل ما رنگ بر آورد

مصرع "خون شد دل عمار یہ الخ" + یہ شعر ہموار ہے نہ صاد کے قابل نہ اصلاح کا محتاج یہان ۵- یہ دو شعر واہ کیا کہنا ہے ؎ اے اہل ورع الخ یہ بھی ہموار ہے نہ صاد چاہتا ہے نہ اصلاح ؎

گوئی کہ زبان در دہنم برگ حنا بود	تا بوسہ زدم آن کف پا رنگ بر آورد

مولوی صاحب یہ بات تو کچھ نہین زبان چاٹنے کا آلہ ہے نہ چومنے کا - زبان برگ حنا بن گئی تو بوسے سے کف پا کیون حنائی ہوجائے ؎

گوئی دہنم لب ز رگ برگ حنا داشت	تا بوسہ زدم آن کف پا رنگ بر آورد

مقطع اور اُسکے اوپر کا شعر دونون اچھے - اب آپ اس خط کی رسید لکھیے اور اسمین غلام امام شہید کا حال مفصل لکھیے کہ ان کی وہان کیا صورت ہے - ایک شخص مجھ سے یون کہتا تھا کہ مختار الملک نے منہ نہ لگایا مگر محی الدولہ نے چار سو روپیہ مہینا سرکار جناب عالی سے مقرر کروا دیا ہے - روز چہار شنبہ ۱۰- ربیع الاول ۱۲۶۹ھ مطابق ۲۶ - اگست سنہ ۱۸۶۲ء

ایضاً صبح شنبہ ۱۳- صفر سال ظفر - صاحب مین تمکو اخوان الصفا مین گنتا ہون اپنا نور نظر و لخت جگر جانتا ہون - دیکھو تم پر مجھکو کیا اعتماد ہے کہ خود ضبط راز نہین کرسکتا اور تم سے رازداری اور امانت مین اُستواری چاہتا ہون ۱۲ قصیدہ و غزل مین حیلہ و تحسین بہ اقتضائے بخت و قسمت ہے نہ بہ اندازۂ ارزش کلام ۱۲ ممدوح سخن فہم ہوتا تو مجھکو متوسط کے تساہل کا وہم ہوتا اغنیا کو نہ مذاق شعر سے نسبت نہ مطالعہ اشعار کی فرصت - متوسط نے بقدر سلسلہ جنبانی کی لیکن مرجع نے نہ قدردانی کی ۱۲ مولوی غلام غوث خان بیخبر میر منشی لفٹنٹ گورنر مخلص خاص الاخلاص ہین - ہرگز اُن کو مدعی سے تلمذ نہین البتہ اُسکو

خوشگو جانتے ہین اور یہ کبھی نہ ہوگا کہ وہ میرا مقابلہ کرین اور قاطع برہان کا جواب لکھین
باطل ست آنچہ مدعی گوید ؛ مدعی اپنے زعم مین مجکو اپنا ہم فن جان کر حسد کرتا ہے - تین
امیر علی شیر جیسا محتسب - اور مولوی جامی جیسا مفتی کہان سے لاؤن جو نیاؤ کرے اور
کاذب کو سزا دے - شکر ہے خدا کا کہ تم سخنور اور سخندان ہو - اور یقین ہے کہ قلمرو ہند مین اور
بھی ایسے آدمی ہون گے کہ میرے اور مدعی کے رتبہ کو ممیز ہو سکین گے مصرع عید ست بادہ شعلہ
فلک وساغر آفتاب ؛ سبحان اللہ فلک ظرف اور آفتاب مظروف ہے یہ شخص ظرف کو
مظروف اور مظروف کو ظرف ٹھہراتا ہے اسکو کون مسلم رکھے گا - اس سے بڑھکر ایک اور خدشہ
ہے یعنی مشبہ اور مشبہ بہ مین وجہ شبہ شرط ہے آفتاب وساغر مین تدویر وجہ شبہ ہے شراب
اور فلک مین وجہ تشبیہ کہان ۱۲ مین اپنے کو ایسا نہین جانتا کہ تمہارے کلام کو اصلاح
دون - قدردانی کیونکر کہون قدر افزائی کرتے ہو - دوستانہ نہ استادانہ - جو خیال مین آئیگا
کہا جائے گا - اگر آپ نے اس روش کا یعنی استصلاح کا التزام کیا ہے تو جب تک
کاغذ اشعار میرے پاس سے واپس نہ جایا کرے ما کتب فیہ شہرت نہ پایا کرے - مجموعہ کلام
سابق اگر بھیج دوگے مین بکمال طیب خاطر اسکو دیکھ کر بھیجدون گا - استجازت کیا ضرور ۱۲
نجات کا طالب - غالب ؛ -

ایضاً صاحب پہلے مطلع مین لطف نہین - ہان مضمون لطیف ہے وہ فرد مین خوب آگیا
ہے مطلع ثانی بسبب تعقیدات کے مہمل رہ گیا - وہونہ کا قافیہ اور شعر مین اور طرح سے
بندھ گیا تیسرا شعر الفاظ بدلنے سے بہت اچھا ہوگیا - جو شعر بے تصرف بدستور رہا اُس کا
ذکر کچھ ضرور نہین - ساقی ابھی چھنی الخ - چھنی لفظ غریب ہے نہ اہل دہلی کے زبان زد نہ گوش زد
غربال کو چھلنی کہتے ہین جسکی فارسی پرویزن ہے اور جس کپڑے مین سائلات کو چھانین فارسی
اُسکی لائے پالا اور اُردو صافی ہے یہ یائے معروف - برابر نہ ہوا تھا یہ قافیہ دو طرح سے
درست ہوا ہے جسطرح چاہو رہنے دو - مرنے کا میرے وقت مقرر نہ ہوا تھا - تقرر وقت

رگ کا انکار حشو بلکہ مہمل ہے - مگر ہان تقرر کا وقت ازل کو قرار دیا جاے - مقطع میری پسند نہین ہے - میرے سر کی قسم اُس کو نہ رکھو اور مقطع لکھ لو - ۱۲ غالب شنبہ ۱۴ - نومبر ۱۸۶۳ع

بنام منشی میان دادخان المخاطب بہ سیف الحق المتخلص بہ سیاح

منشی صاحب سعادت واقبال نشان سیف الحق میان دادخان سیاح کو دعا - صاحب وہم اور چیز ہے - اور احتیاط اور چیز ہے - کاربردازان ڈاک میرے خطوط کے ٹکٹ کبھی نہ دبائین گے اور میرے خطوط کبھی نہ تلف ہونگے - آدہ آنہ کی جگہہ دوست کا ایک آنہ کیون لکھوون ۱۲ گلشن بعض کے نزدیک مؤنث اور بعض کے نزدیک مذکر ہے - قلم وہی خلعت ان کا یہی حال ہے کوئی مؤنث کوئی مذکر بولتا ہے - میرے نزدیک وہی اور خلعت مذکر ہے اور قلم مشترک چاہو مذکر کہو چاہو مؤنث - گلشن البتہ مذکر مناسب ہے رکہتہ ہے - بھائی جہان الف دیتا ہے میرے کلیجے مین ایک تیر لگتا ہے رکھتا ہے گلشن بھی یہ الف دیتا ہوا دیکھ کر مین نے رکھتی ہے بنادیا - مگر گلشن مذکر مناسب ہے - پھلکی یا پھلکا تنہا بمعنی محض ہے - ہلکی پھلکی ہلکا پھلکا یون آئے تو درست ورنہ لغو - اور یہ جو پھلکا پتلی چپاتی کو کہتے ہین یہ دوسرا لغت ہے - پھلکے کبھی کوئی نہ بولے گا - پانی وانی حقہ وقہ یون کہین گے - نرا وانی اور نرا وقہ نہ کہین گے - ہلکا پھلکا - ہلکی پھلکی کہین گے سُبک چیز کو نرا پھلکا یا نری پھلکی نہ کہین گے - تذکیر و تانیث کے باب مین میرزا رجب علی بیگ سے مشورہ کر لیا کرو - اور دبتے ہوئے حروف بھی اُن سے پوچھ لیا کرو - ۱۲ غالب -

ایضاً بھائی ہم نے تمکو یہ نہین کہا کہ تم مرزا رجب علی بیگ کے شاگرد ہو جاؤ - اور اپنا کلام اُن کو دکھاؤ - ہمنے یہ کہا ہے کہ تذکیر و تانیث کو اُن سے پوچھ لیا کرو - دکھن بنگالے کے رہنے والون کو اس امر خاص مین دلی لکھنؤ کے رہنے والون کا تتبع ضرور ہے ۱۲ - ایک قاعدہ تمکو معلوم رہے عین کا حرف فارسی مین نہین آتا جس لغت مین عین ہو اُسکو سمجھنا کہ عربی

ہے۔ بعد معلوم ہونے اس قاعدہ کے یہ سمجھو کہ غربال غین نقطہ دار مکسور اور رائے قرشت اور بائے موحدہ اور لام یہ لغت فارسی ہے ہندی اسکی چھلنی اور مرادف اسکی پرویزن یعنی فارسی میں چھلنی کو غربال اور پرویزن کہتے ہیں۔ اور چھلنی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس کو کوئی نہ جانے۔ رہا غُریال یا عریال عین سعفص اور یائے تحتانی سے فصیح وغیر فصیح کیا بلکہ غلط محض و محض غلط ہے۔ ہاں اگر عربی میں چھلنی کو عریال کہتے ہوں تو فارسی غربال اور عربی غُریال۔ مگر میں ایسا گمان کرتا ہوں کہ غَربال کا عربی میں کچھ اور اسم ہوگا غُربال نہ کہتے ہونگے۔ اب تم سنو فن لغت میں ایک امر ہے کہ اُس کو تصحیف کہتے ہیں یعنی لفظ کی صورت ایک ہو اور لفظوں میں فرق جیسا کہ سعدی بوستان میں کہتا ہے ؎

مرا بوسہ گفتا بہ تصحیف دہ	کہ درویش را توشہ از بوسہ بہ

توشہ و بوسہ نوسہ۔ یہ تین لفظ مصحف یکدگر ہیں۔ حال آنکہ معانی میں وہ فرق کہ جیسا زمین و آسمان میں۔ توشہ ترجمہ زاد کا۔ بوسہ ترجمہ قبلہ کا۔ نوشہ اسم دولہ کا۔ صاحب فرہنگ میں بُرہان قاطع والا تصحیف میں بہت مبتلا ہے۔ گزر اور گزر خرپزہ اور خربزہ کہتا ہے کہ سدا بسین سعفص لفظ فارسی ہے بمعنی آواز۔ اور صدا بصاد تعریب ہے جو لغات تے میں لکھے ہیں اُنہیں لغات کو طوے میں لکھتا ہے۔ حال آنکہ جس طرح عین فارسی میں نہیں ہے طوے بھی نہیں ہے۔ مثلاً تشت لغت فارسی الاصل ہے۔ املا اسکی طوے سے غلط ہے۔ برہان قاطع والا اسکو تے سے بھی لایا ہے اور طوے سے بھی محققین جانتے ہیں کہ صدا بمعنی آواز لغت عربی الاصل ہے نہ معرب۔ اور سدا سین سے ہرگز فارسی میں آواز کو نہیں کہتے۔ ہاں اُردو کے محاورہ میں بمعنی ہمیشہ کے مستعمل ہے قصہ کوتاہ غربال بمعنی چھلنی کے لفظ فارسی الاصل صحیح اور فصیح ہے۔ اور غُریال اگر کسی اور فرہنگ عربی میں مثل قاموس اور صراح وغیرہ کے بمعنی چھلنی کے نکلے تو اُسکو مانو ورنہ یہ برہان قاطع والے کی خرافات میں سے ہے۔ نجات کا طالب غالب ۱۲ - ۲۷ - فروری -

ایضاً منشی صاحب تمہارے خط پہنچنے کی تم کو اطلاع دیتا ہون اور مطالب مستفسرہ کا جواب لکھتا ہون اور آپنے دوست روحانی مرزا رجب علی بیگ سرور کو سلام کہتا ہون کہہ دیجیے گا بلکہ یہ رقعہ دکھا دیجیے گا ۱۲ بعض لوگ آن بان بولتے ہین مگر فقیر کے نزدیک آن تان صحیح ہے اور یہی فصیح ہے ۱۲ پہ بمعنی لیکن لفظ مشہور ہے اور یہ اُس کا مخفف ہے اس مین شاید کسی کو کلام نہو - کوئی اور لکھے یا نہ لکھے میرے اُردو کے دیوان مین سو دو سو جگہ یہ لفظ آیا ہو گا ۱۲ مجکو بنگالے سے آئے ۲۲ - ۲۳ برس ہوئے بہت احباب مر گئے - بہت متفرق ہو گئے - اب ایسا وہان کوئی نہین جس سے ارسال رسائل کی رسم و راہ ہو ۱۲ - صاحب وہ شعر جس کو تم نے پوچھا ہے یہ ہے ؎

واعظ نہ تم پیو نہ کسی کو پلا سکو	کیا بات ہے تمہاری شراب طہور کی

دو شعر اس غزل کے اور یاد آگئے ہین وہ دوسرے صفحہ پر لکھتا ہون ؎

کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب	آؤ نہ ہم بھی سیر کرین کوہ طور کی
گو وہان نہین پہ وہان کے نکالے ہوئے تو ہین	کعبے سے ان بتون کو بھی نسبت ہے دور کی

دیکھو یہ پہ پر کا مخفف پہ ہے بمعنی لیکن ۱۲ بنارس کا کیا کہنا ہے ایسا شہر کہان پیدا ہوتا ہے انتہاے جوانی مین میرا وہان جانا ہوا - اگر اُس موسم مین جوان ہوتا تو وہین رہ جاتا اور ادہر کو نہ آتا ؎

عبادت خانۂ ناقوسیان است	ہمانا کعبۂ ہندوستان است

جس بحر مین کوئی اسم یا کوئی لفظ نہ آسکے اُسکی تدبیر فردوسی و خاقانی سے بھی نہ ہو گی - مین کیا کرون گا نام تمہارا آسکتا ہے لیکن الف و بتا رہتا ہے - خدا کے واسطے اسکی تدبیر سرور صاحب سے بھی ضرور پوچھنا - نجات کا طالب - غالب ۱۲ سہ شنبہ ۱۲ - فروری سنہ ۱۸۶۶ع

ایضاً بھائی تمہارا خط کل پہنچا آج جواب لکھتا ہون - پہلے یہ پوچھتا ہون کہ میری طرف سے جو اعتذار چھپا ہے وہ تمہاری نظر سے گزرا ہے یا نہین - نہ گزرا ہو تو اکمل الاخبار ماہ شوال کے چار دن ہفتہ کے دو ورقہ دیکھ لو - ایک ہفتے مین نکل آئے گا ۱۲ - واقعی

اعتراض کے جواب ایک مولوی نے لکھے ہین۔ اس ہفتے کے اکمل الاخبار مین دیکھو تو جو تم سے کلام کرے اُسی انداز سے تم بھی کلام کرو۔ ۱۲ نجات کا طالب غالب ۲۹ اپریل ۱۸۶۶ء۔

ایضاً بھائی تمھاری جان کی اور اپنے ایمان کی قسم کہ مین فن تاریخ گوئی و معما سے بیگانہ محض ہون۔ اردو زبان مین کوئی تاریخ میری نہ سنی ہوگی۔ فارسی دیوان مین دو چار تاریخین ہین اُنکا حال یہ ہے کہ مادہ اَوروں کا ہے اور اشعار میرے ہین۔ تم سمجھے کہ مین کیا کہتا ہون۔ حساب سے میرا جی گھبراتا ہے۔ اور مجکو جوڑ لگانا نہین آتا ہے۔ جب کوئی مادہ بناؤنگا حساب درست نہ پاؤنگا۔ دو ایک دوست ایسے تھے کہ اگر حاجت ہوتی تو مادہ تاریخ وہ مجھے ڈھونڈھ لادیتے موزون مین کرتا۔ اور اگر آپ مین نے مادہ کی فکر کی ہے اور یہی حساب جمل منظور رکھا ہے تو ایسے ایسے تعمیے و تخرجے آگئے ہین کہ وہ تاریخ ہنسی کے قابل ہوگئی ہے۔ کلکتہ مین قاضی القضات سراج الدین علیخان مرحوم کی قبر پر مسجد بنی ہے اُن کے بھتیجے مولوی ولایت حسین خان نے استدعا سے تاریخ کی مین نے لکھی چنانچہ وہ فارسی دیوان مین موجود ہے ؎

مفتی عقل از پے تاریخ این بنا	ایما بسوے من زرہ احترام کرد
گفتم بوے بدیہہ خوشا خانۂ خدا	شد خشمگین دمے کہ نظر در کلام کرد
خاشاک رفت و پاے ادب در شکنجہ تخت	ایہام را بہ تخرجہ معنی تمام کرد

واسطے خدا کے غور کرو خوشا خانۂ خدا مادہ پھر اُس مین سے خاشاک کے عدد دور کرو تو سو کہین کا تخرجہ پھر بھی ۱۰۰ اور زیادہ رہے۔ پاے ادب توڑا۔ بھلا یہ کوئی تاریخ ہے مگر ہان حساب کے قاعدہ سے باہر کچھ معنی سگالی کے طور پر یہ ایجاد ہے۔ اور وہ لطف رکھتا ہے ایک شخص ۱۲۸۴ مین مرا اُس کی تاریخ مین نے لکھی ؎

ز سال واقعہ میرزا مسیتا بیگ	آیات راست شمار ائمہ امجاد
صحیفہ ہاے سماوی مبین از عشرات	حدیقہ ہاے بہشتی مشخص از احاد

۱۲۴۸ بارہ یعنی بارہ سو پھر کتب سماوی چار۔ دہا کے چار۔ یعنی چالیس۔ ہشت آٹھ۔ چالیس اور آٹھ اڑتالیس بارہ سو اڑتالیس۔ دوسری تاریخ بارہ سو ستر کی ؎

از بروجِ سپہر جوئے مآت	عشرات از کواکب سیّار

یعنی بارہ سات دہا کے ستر۔ یہ جو لکھتے ہو کہ سید غلام بابا کسی بحر مین نہین آتا کیون نہین آتا ؎

جب کہ سید غلام بابا نے	مسندِ عیش پر جگہ پائی
ایسی رونق ہوئی برات کی رات	کہ کواکب ہوئے تماشائی

دوسری بحر سنو ؎

ہزار شکر کہ سید غلام بابا نے	فراز مسندِ عیش و طرب جگہ پائی
زمین پہ ایسا تماشا ہوا برات کی رات	کہ آسمان پہ کواکب بنے تماشائی

اس بحر مین سماتا ہوا کوئی مادہ بہم پہنچاؤ۔ تاریخ کہہ لو وہ دوست جو مادہ ڈھونڈھ دیتے تھے وہ جنت کو سدھارے۔ مین جیسا کہ اوپر لکھ آیا ہون معذور اور مجبور ہون۔ غالب شنبہ ۱۱۔ محرم ۱۳۔ جولائی سال حال ۱۸۶۵ء

بنام شہزادہ بشیر الدین

پیر و مرشد سلامت۔ اعضا فرسودہ اور لودے ہوگئے۔ روح اُن مین دوڑتی نہین پھرتی مگر ابھی مفارقت نہین کر گئی۔ خدا جانے کس کمین مین ہے۔ اعضا نکمے ہوگئے۔ اب وہ کام جو اُن سے متعلق تھے بند ہو گئے۔ آپ کا حکم ماننا اور آپ کی خدمت بجا لانی دل سے تعلق رکھتی ہے وہ لطیفہ غیبی یعنی روح کے کام ہین جب تک وہ باقی ہے سرانجام پائے جائینگے۔ خاکم بدہن واسطے اقوال کے ہے جب کوئی کلمہ مکروہ طبع کہتے ہین تو خاکم بدہن کہہ لیتے ہین عمر خیام ؎

بر خاک بریختی مئے ناب مرا	خاکم بدہن مگر تو مستی ربّے

الا خاکم بسر او خاکم بفرق عام ہے جیسا کہ مین ایک شہزادہ کے مرثیہ مین کہتا ہون ؎

[1] استاد	اے اہل شہر مدفنِ این دو دمان کجاست	خاکم بہ فرقِ خوابگہِ خسروان کجاست
	خاکم بسر کہ عاشق کار آزمودہ ام	دانم کہ با رقیب بخلوت چہا رود

آپ نکے ہان اور مولوی روم کے ہان خاکم بدہن کا متوقع نہین جیسا کہ مولوی معنوی نے لکھا حضرت بھی اپنے ہان نہ لکھین سہ فرق است درمیانہ کہ بسیار نازک است ۔ نجات کا طالب غالب ۔

ایضاً بندہ پرور مہربانی نامہ آیا سر پر رکھا اور آنکھون سے لگایا۔ فارسی کی تکمیل کے واسطے اصل الاصول مناسبت طبیعت کے ہے۔ پھر تتبع کلام اہل زبان لیکن نہ اشعار قتیل و واقف و شعراے ہندوستان کہ یہ اشعار سواے اسکے کہ ان کو موزونی طبع کا نتیجہ کہیئے اور کسی تعریف کے شایان نہین ہین۔ نہ ترکیب فارسی نہ معانی نازک ۔ ہان الفاظ فرسودہ عامیانہ جو اطفال دبستان جانتے ہین اور جو متصدی نثر مین درج کرتے ہین تو وہ الفاظ فارسی یہ لوگ نظم مین صرف کرتے ہین۔ جب رودکی ۔ و عنصری و خاقانی و رشید وطواط اور ان کے امثال و نظائر کا کلام بہ استیفاد دیکھا جائے اور ان کی ترکیبون سے آشنائی بہم پہونچے اور ذہن اعوجاج کی طرف نہ لیجائے تب آدمی جانتا ہے کہ ہان فارسی یہ ہے۔ منکہ باشم الخ اس کی جو شرح چھاپے مین لکھی ہے اُس کو ملاحظہ کیجئے اور معانی میرے خاطر نشان کیجئے تو مین سلام کرون۔ پہلے نظر یہان لڑنی چاہیئے کہ از اوج بیان انداختہ کا فاعل کون ہے اور مفعول کون ہے۔ اگر عقل کل کو انداختہ کا مفعول اور منکہ کے کاف کو کد امیہ ٹھہراؤ گے تو بے شبہ انداختہ کے فاعل دو ٹھہرینگے۔ ایک ناوک انداز ادب اور ایک مرغ او صاف تو ایک فعل اور دو فاعل یہ کیا طرق اور کیسی تحقیق ہے اب فقیر سے اسکے معنی سنئے من انداختہ کا مفعول را مقدر منکہ کا کاف توصیفی ناوک انداز ادب۔ ادب آموز یعنی اُستاد مرغ توصیف تو فاعل۔ مجھکو کہ عقل کا اُستاد ہون۔

[1] یہ شعر نواب غفران مآب محمد مصطفےٰ خان حسرتی تخلص کا ہے۔ اُنکے نام کی جگہ اُستاد کا لفظ یا تو اس لئے لکھا ہے کہ اُس وقت یاد نہین رہا کہ کس کا شعر ہے یا اس خوف سے لکھا ہے کہ ہندی شاعر کا نام لکھنے سے مخاطب کے دل مین کچھ پسند کی قدر نہو

یہ تیرے مرغ توصیف نے اوج بیان سے گرا دیا عقل کل تک کہ وہ علویین مین اعلے ہے اس کا ناوک پہنچ سکتا تھا - مگر مرغ اوصاف اس مقام پر ہے کہ جہان اُس ناوک انداز کو ناوک کے پہنچانے کی گنجایش نہین - اوج بیان سے گرنا عاجز آجانا ہے قدرت وہ کہ عقل کل سے بھی زیادہ - اور عجز یہ کہ اوج بیان سے گر گیا کیا اچھا مبالغہ ہے مرغ اوصاف کی بلندی کا - اور کیا خوب مضمون ہے اظہار عجز باوجود دعوی قدرت ۱۲ ایثار تو بر دوختہ چشم و دہن آز اسکے معنی تو وہی ہین جو چھاپے مین لکھے - مصرع[لہ] ثانی کی شرح مین گمراہ ہو گیا" احسان تو ہر قطرۂ دریا بشگافت تاہم بقیہ حیات نیاید" یہ ہیچمدان اس معنی کے معنی نہین سمجھا - سیدھی بات ہے مگر خیال مین جب آئے گی کہ اساتذہ کے مسلمات معلوم ہون - کمال ایثار وعطا مین مروارید و یاقوت و بحر و معدن کی کمبختی آتی ہے لعل - و دُر کا معدوم ہو جانا اور بحر و کان کا خالی رہ جانا - نئی نئی طرح سے باندھا ہے چنانچہ مین نے کسی زمانہ مین اسی زمین مین ایک قصیدہ لکھکر وزیر الدولہ والی ٹونک کو بھیجا تھا - اُس مین کے دو شعر یہ آپ کو لکھتا ہون ؎

ناموس نہ داشتی از جود بہ گیتی	جز پردگیان حرم معدن و یم را
وقت ست کہ این قوم بہر کوچہ و بازار	پرسند ز ہم منشا، رسوائی ہم را

پردگیان حرم معدن و یم - لعل و گہر جو کثرت ایثار سے کوچہ و بازار مین خاک آلودہ پڑے ہوئے ہین وہ باہمدگر دردمندانہ یہ گفتگو کرتے ہین کہ اس شخص نے سب کی حرمتین رکھ لین و سب کی آبروئین بچائین ہمکو اس قدر بے حرمت اور ذلیل کیون کر رکھا ہے ؟ ۱۲ قطرۂ دریا کا حساب کے واسطے چیرنا - بے حساب ہے - مقصود غنی کا یہ ہے کہ جتنے موتی دریا مین ہاتھ آئے وہ بخش دیے اور بخشش کا ذوق باقی رہا - چونکہ قطرہ مین بالقوہ استعداد موتی ہو جانے کا ہے تو اس احتمال سے ہر قطرۂ دریا کو چیر ڈالا کہ اگر موتی

[لہ] مصرع ثانی یہ ہے ؎ احسان تو بشگافتہ ہر قطرۂ یم را -

ہاتھ آئین تو وہ سائلون کو دے جائین - پہلے مصرعہ مین حرص کا سیر کر دینا موافق مسلمات شعرا کے ممتنع اور اسکا وقوع مین آنا اغراق دوسرے مصرعہ مین یہ احتمال استعداد بالقوہ قطرہ کو چیر ڈالنا اور پھر اس طرح کہ ہر قطرہ کو یہ اغراق سے گزر کر تبلیغ و غلو ہے - ۱۲ اداد کا طالب غالب -

بنام منشی کیول رام قوم کایتھ - المتخلص بہ ہشیار

غالب خاکسار کہتا ہے کہ شعراے ایران کلہم اجمعین مسلم الثبوت ہین اور اُن کا کلام سند ہے - سخنوران ہند مین امیر خسرو دھلوی بھی ایسے ہی ہین جیسے اہل ایران - اہل ہند مین امیر خسرو دہلوی نے اہل ایران مین رودکی و فردوسی سے لے کر جامی تک اور جامی سے صائب و کلیم تک کسی نے لغت کی کوئی کتاب لکھی ہو کوئی فرہنگ جمع کی ہو تو ہمین دکھاؤ اسکو اگر مین نہ مانون اور سند نہ جانون تو مین گنہگار ۱۲ جتنی فرہنگین اب موجود ہین نام اُنکے کہان تک لون مشہور و غیر مشہور کچھہ کم سو رسالے ہونگے ان سب رسالون کے جامع ہندی ہین - کوئی اہل زبان نہین ہے ۱۲ اشعار اساتذہ ایران کو ماخذ ٹھہرا کر جو لغات اُنکی نظم مین دیکھے مناسبت مقام اُن لغات کے معنی لکھہ دیے - استنباط معنی کا مدار قیاس پر - یہ مین نہین کہتا کہ قیاس اُن کا سراسر غلط - میرا قول یہ ہے کہ کمتر صحیح اور بیشتر غلط ہے ۱۲ اُن سب فرہنگ لکھنے والون مین یہ دکن کا آدمی یعنی جامع برہان قاطع احمق اور غلط فہم اور معوج الذہن ہے مگر قسمت کا اچھا ہے مسلمان اسکے قول کو آیت اور حدیث جانتے ہین اور ہندو اس کے بیان کو مطالب مندرجہ بید کی برابر مانتے ہین ۱۲ گیا اور گیاہ یہ کاف فارسی مکسور سبز گھانس کہتے ہین - گیا بہ کاف فارسی مفتوح کوئی لغت فارسی نہین ہے ہرگز نہین ہے - مولوی روم اور حکیم سنائی کے ہات کے لکھے ہوئے شعر کس نے دیکھے ہین کہ اُنھون نے اپنے ہاتھ سے کاف پر دو مرکز اور فتح بنا دیا ہو - فرہنگ نویسون کی راے کی تباہی اور قیاس کی غلطی ہے جو ایسا سمجھے ہین نہ گیا

بمعنی وہ ہے نہ گیا بمعنی مقدم وہ ہے نہ گیا بمعنے پہلوان ہے نہ کارگیا کوئی لفظ ہے
نہ کوئی لغت ہے ۱۲ کیئے بہ کاف عربی مفتوح بروزن مے ایک لغت فارسی ہے
ذُو معنین یعنی دو معنی دیتا ہے ایک تو کب یعنی کس وقت - اور دوسرے معنی اسکے
ہین حاکم اور مالک کے - الف جو اسکے آگے آتا ہے وہ کثرت کے معنی دیتا ہے جیسے خوشا
بہت خوش - بدا بہت بد - گیا بڑا حاکم ؎

عشق آن بگزین کہ جملہ اولیا		یافتند از عشق او کارکیا	

یعنی بہ سبب عشق کار بزرگ یافتند ؎

سرفرو بردیم تا بر سروران سرور شدیم		جاکری کردیم تا کارکیائی یافتیم	

یہان بھی وہ کار بزرگ یعنی بڑا کام پس یاے تحتانی اگر مجہول ہے تو تعظیمی ہے اگر
معروف ہے تو مصدری ہے یعنی بزرگی کا کام حکومت کا کام - وہ کیا مضاف و مضاف
الیہ مقلوب ہے یعنی کیای وہ اور حاکم وہ کارکیا مثلہ یعنی کیای کار و مالک کار جہان
ماقبل اس کے راے مکسور لائینگے وہان کار موصوف اور کیا صفت ہے نہایت
تحقیق و اصل حقیقت یہ ہے فقیر نے جہان کیا کے لفظ پر خط مستطیل کھینچا ہے وہ علامت
فتحہ ہے دوسرا امر کز نہین جو کاف پارسی سمجھا جاے ۱۲ اداکا طالب وا خواہ غالب -

بنام مولوی کرامت علی

فقیر اسد اللہ جناب مخدومی مولوی کرامت علی صاحب کی خدمت مین عرض کرتا ہے
کہ آپ کی تحریر کے دیکھنے سے یاد آیا کہ آپ میرے ہان آئے ہین اور مین نے آپکی ملاقات سے
حظ اٹھایا ہے حل معنی اشعار کی یہ صورت ہے کہ ہندی کے شعر میرے نہین شعراے
لکھنؤ مین سے کسی کے ہین بلکہ اغلب ہے کہ ناسخ کے ہون - اشعار فارسی البتہ میرے ہین ؎

خواست کز ما رنجد و تقریب رنجیدن نداشت		جرم غیر از دوست پرسیدیم و پرسیدن نداشت	

داشتن بمعنی رکھنے کی ہے - لیکن اہل زبان بمعنی بایستن بھی استعمال کرتے ہین - ظہوری کہتا ؎

گر اسیر زلف و کاکل گفتہ باشم خویش را | گفتہ باشم این قدر بر خویش پیچیدن نداشت

تیسرے شعر مین پہلے مصرعہ کا داشت بمعنی رکھنے کے اور دوسرے مصرع کا داشت بمعنی بالیست ہے مفہوم شعر یہ کہ دوست ایسا حیلہ ڈھونڈھتا تھا کہ اُسکے ذریعہ سے مجھ پر خفا ہو جاہتا تھا کہ آزردہ ہو مگر سبب نہین پاتا تھا۔ قضارا کچھ دنون کے بعد رقیب سے معشوق کو ملال ہوا۔ میری جو شامت آئی مین نے دوست سے پوچھا کہ رقیب نے کیا گناہ کیا جو راندۂ درگاہ ہوا معشوق اسی گستاخی کو بہانہ عتاب ٹھہرا کر آزردہ ہوگیا۔ اب شاعر افسوس کرتا ہے اور کہتا ہے ہاے پرسیدن نداشت یعنی پوچھنا نہ چاہیے تھا ۵

دیر خواندی سوے خویش و زود فہمیدم دریغ | پیش ازین پایم ز گرد راہ پیچیدن نداشت

عاشق ایک عمر تک منتظر رہا کہ یار مجکو بلاوے۔ مگر اُس عیار نے نہ بلایا رفتہ رفتہ مین غم سے ایسا زار و ناتوان ہوگیا کہ طاقت رفتار نہ رہی اور گرد راہ سے میرے پاؤن اُلجھنے لگے جب اُس نے یہ جانا کہ اب آنہ سکے گا تب بلایا۔ عاشق کہتا ہے کہ تو نے میرے بلانے مین دیر کی اور مین اس کی وجہ جلد سمجھ گیا کہ تو نے میرے بلانے مین اس واسطے دیر کی کہ اس سے پہلے مین ایسا ضعیف نہ تھا کہ تو بلاے اور مین نہ آؤن دریغ کو یہ نہ سمجھا جائے کہ زود فہمیدن پر ہے یا پہلے سے بیمار نہ ہونے پر ہے دریغ ہے دوست کی بیوفائی اور بے سبب آزار دینے اور اپنی عمر کے تلف ہونے پر ۵

من بوفا مردم و رقیب بدر زد | نیمہ لبش انگبین و نیمہ تبرزد

انگبین شہد کو کہتے ہین اور تبرزد مصری کو کہتے ہین ان معنون مین کہ یہ مانند قند اور بتاسون کے جلد ٹوٹنے والے نہین جب تک اس کو تبر سے نہ توڑو مدعا حاصل نہین ہوتا بدر زدن۔ اگرچہ لغوی معنی اسکے ہین باہر مارنا۔ یعنی بدر باہر۔ اور زدن مارنا لیکن روزمرہ مین اس کا ترجمہ ہے نکل جانا۔ اب جب یہ معلوم ہوگیا تو یون سمجھیے کہ معشوق کے ہونٹون کو میٹھا کہتے ہین اور قند اور مصری اور شہد سے نسبت دیتے ہین اور البتہ مکھی مٹھاس کی

عاشق ہے پس جو مکھی کہ مصری پر بیٹھی - وہ جب چاہے تب بے تکلف اوڑ جاے اور جو مکھی کہ شہد پر بیٹھے گی جب وہ اُڑنے کا قصد کرے گی - پر و بال اُسکے شہد مین لپٹ جائین گے اور وہ مر کر رہ جائے گی - پس اب یہ کہتا ہے کہ میرے معشوق کے ہونٹ شیرینی مین میرے واسطے شہد ہو گئے - اور رقیب کے واسطے مصری - یعنی وہ چاٹ کر لطف اُٹھا کر صحیح و سالم چلا گیا اور مین پھنس کر وہین مر کر رہ گیا ۵

در نمکش ہین واعتماد نفوذش		اگر ہمی افگند ہم بہ زخم جگر زد	

زدن لازمی بھی ہے - اور متعدی بھی لازمی کے معنی ہندی مین لگ جانا - اور متعدی کے معنی مارنا - یہان زد لازمی ہے - اب یہ سمجھنا چاہیے کہ نمک شراب کو بگاڑتا ہے یعنی اگر شراب مین نون ڈال کر ایک آدہ دن دھوپ مین رکھین تو اوسمین نشہ جاتا رہتا ہے اور وہ سرکہ ہو جاتا ہے - اور زخم پر اگر نمک ڈالین تو وہ کٹاؤ کرتا ہے اور زخم کو بڑھاتا ہے مقصود شاعر کا یہ کہ تو میرے معشوق کے نمک کو دیکھ اور دیکھ کہ اُس کو اس نمک کے نفوذ پر کتنا بھروسا ہے کہ اگر وہ اس نمک کو شراب مین ڈال دیتا ہے تو وہ شراب مین نہین گلتا - اور زخم جگر پر جا لگتا ہے - یعنی اگر بے محل بھی کرشمہ کرتا ہے تو بھی وہ اپنا کام کر رہتا ہے ۵

کیست درین خانہ کز خطوط شعاعی		مہر نفس ریزہ ہا بہ روزن در زد	

یہ خیال ہے یعنی ایک گھر مین اس کا محبوب بیٹھا ہوا ہے اور اس نے جان لیا ہے کہ کون ہے - مگر بطریق تجاہل بھولا بن کر پوچھتا ہے کہ آیا اس گھر مین ایسا کون ہے کہ مہر یعنی آفتاب نے اپنی سانس کے ٹکڑے فرط شوق سے دروازہ کے روزن پر پھینک دیے ہین - آفتاب کے خطوط شعاعی کا روزنون مین پڑنا - اور اُن خطوط شعاعی کا یعنی سورج کی کرن کا بصورت سانس کے ٹکڑون کے ہونا ظاہر ہے ۵

دعوی او را بود دلیل بدیہی		خندہ دندان نما بہ حسن گہر زد	

خندۂ دندان نما اُس ہنسی کو کہتے ہین جو تبسّم سے بڑہ کر ہو - اور اُس مین دانت ہنسنے والے کے دکھائی دین معشوق موتیون کے حُسن پر ہنسا اور ہنستا کوئی اُسی چیز پر ہے حسن کو اپنے نزدیک ذلیل سمجھ لیتا ہے - حاصل معنی یہ کہ میرا معشوق موتیون کے حسن پر ہنسا گویا اُس نے یہ دعوی کیا کہ موتی کچھ اچھی چیز نہین - اب دعوے کے واسطے دلیل ضرور ہے سو شاعر یہ کہتا ہے کہ میرے معشوق کے دعوی پر دلیل بدیہی ہے - یعنی ہنسنے مین اُسکے دانت نظر آئے معلوم ہوا کہ وہ حُسن جو لوگ موتی مین گمان کرتے تھے وہ لغو ہے حُسن یہ ہے کہ جو معشوق کے دانتون مین ہے - پس اس دلیل کو سب نے دیکھ لیا اور چونکہ بدیہی تھی مان لیا ۵

غیرت پروانہ ہم بروز مبارک	نالہ چہ آتش بہ بال مرغ سحر زد

پروانہ کی غیرت دن کو بھی مبارک سمجھنی چاہیے - پروانہ کی غیرت وہ غیرت نہین کہ جو پروانہ مین ہو یا پروانہ کو ہو - بلکہ وہ غیرت کہ جو اور کو آتی ہو - پروانہ پر - یعنی رشک حاصل معنی یہ کہ مین تو دن رات عشق مین جلتا ہون رات کو جو پروانہ کو جلتا ہوا دیکھتا تھا تو مجھکو اُس پر رشک آتا تھا دن کو ایسا کوئی نہ تھا کہ مجھکو اُس پر رشک آوے - تو اب وہی غیرت آور وہی رشک جو پروانہ پر شب کو تھا اب دن کو بھی مبارک ہو - یعنی میرے اپنے کے نالون سے مرغ سحر کے پرون مین آگ لگ گئی اور مین اپنی مستی اور بے خودی مین یہ نہین جانتا کہ یہ میرے نالے کے سبب سے ہے مجکو وہ رنج اور غصہ تازہ ہو گیا جو رات کو پروانہ کو دیکھ کر کھاتا تھا - اب مرغ سحر کو جلتے ہوئے دیکھ کر جلتا ہون کہ ہاے یہ کون ہے کہ جو میری طرح جلتا ہے ۵

لشکر ہوش ہم بزور مے نہ شکستی	غمزۂ ساقی نخست راہ نظر زد

نظر فکر کو بھی کہتے ہین اور نگاہ کو بھی - یہان نگاہ کے معنی ہین - شاعر کہتا ہے کہ مین ایسا نہ تھا کہ شراب کی تاب نہ لاتا - اور شراب پی کر بے ہوش ہو جاتا مگر کیا کرون کہ پہلے

غمزۂ ساقی نے نگاہ کو خیرہ اور مغلوب کر دیا پھر اُس پر شراب پی گئی بیخودی کا استعداد تو بہم پہنچ ہی گیا تھا ناچار ہوش جاتے رہے ٥

زان بت نازک چہ جاے دعوی خون ست	دست دے و دامنے کہ او بکمر زد

اُس شعر کا لطف وجدانی ہے بیانی نہین ہے معنی اس کے یہ ہین کہ اُس معشوق سے کہ وہ بہت نازک ہے خون کا دعویٰ کیا کرین کہ اُس کو وقت عزم قتل - دامن گردانتے وقت وہ صدمہ پہنچا ہے کہ اُس کا ہات ہے اور وہ دامن کہ جو اُنھون نے گردان کر کمر پر باندھا تھا ایسا لچکا کمر کو پہنچا ہے کہ وہ آپ اپنے دامن پر داد خواہ ہو رہا ہے - پس کوئی اُس سے خون کا کیا دعوے کرے گا قطعہ

برگ طرب ساختیم و بادہ گرفتیم شاخ چہ بالد گر ار مغان گل آورد	ہرچہ ز طبع زمانہ بہیدہ سر زد تاک چہ نازد اگر صلاے ثمر زد

شاعر کہتا ہے کہ یہ روئیدگیان بمقتضاے طینت خاک ہر طرف ظاہر ہوا کرتی ہین مثلاً گنا - اب کچھ خاک کو اور ہوا کو یہی منظور نہین کہ اُس کا رس نکلے اور اُس کا قند بنے - یہ آدمی کی دانشمندی ہے کہ اُس نے اس گھاس مین سے یہ بات پیدا کی - پس اسی طرح انگور مین اور گلاب کے پھول مین شاخ گل کیا جانے کہ پھول مین کیا خوبی ہے اور تاک کیا جانے کہ میرے پھل مین کیا ہنر ہے - ہم نے اپنے زور عقل سے انگور کی شراب بنائی اور پھولون کو ہر ہر رنگ سے اپنے کام مین لائے ٥

کام نہ بخشیدۂ گنہ چہ شماری	غالب مسکین بہ التفات نیرزد

یہ گستاخانہ اپنے پروردگار سے کہتا ہے کہ جب اس عالم مین تو نے میری داد نہ دی اور میری خواہشین پوری نہ کین تو بس اب معلوم ہوا کہ مین لائق التفات کے نہ تھا - پس جب مین لائق توجہ کے نہین تو اب عالم عقبیٰ مین میرے گناہون کا مواخذہ کیا ضرور ہے جب ہمارے مطالب آپ نے ہمکو نہ دیئے تو ہمارے معاصی کا بھی شمار نہ کیجئے

...با سنے دیجئے ہم مین التفات کی ارزش نہین ہے - ۱۲ غالب

بنام منشی جواہر سنگھ جوہر

برخوردار - تمہارے خطون سے تمہارا پہنچنا - اور چھاپے کے قصیدہ کا پہنچنا اور سہرا سنگھ ...ا ادھر روانہ ہونا معلوم ہوا - ہان لالہ چھجمل اکثر بیمار رہتے ہین - ان دنون مین خصوصاً ...س شدت سے نزلہ چھاتی پر گرا کہ وہ گھبرا گئے اور زیست کی توقع جاتی رہی بارے کچھہ ...فرصت ہوگئی ہے - بھائی یہ آفتاب سرکوہ ہین ہیرا لال انکے پاس رہنا اچھا ہے تم سے ...و ہوسکے گا تم اُسکے مصارف کے واسطے مقرر کردو گے - غزل تمہاری ہمکو پسند آئی - اصلاح ...ے کر بھیج دی گئی - اسکا تم خیال رکھا کرو کہ کس لفظ کو کس معنی کے ساتھ پیوند ہے مصرع ...چرا نہ یاس بجانِ امیدوار افتد - یہان افتد مہمل ہے - یاس بدل افتادن و یاس بجان افتادن روزمرّہ نہین - اور بھی کئی افتد ایسی ہی ہین ہ

سیاہ بختم اگر بر سرم گذار افتد	بسان سایہ ہُما نیز سوگوار افتد

...سوگوار ہونا سایہ کا بہ اعتبار سیاہی رنگ ہے - اب یہان دونو افتد ٹھیک ہین - گزار افتادن روزمرہ - اور دوسرا افتد بمعنی واقع شود ہ

شنیدہ ام بجفاے تو مبتلاست عدو	چرا نہ شور بجانِ امیدوار افتد

شور افتادن روزمرّہ ہے - اور یاس افتادن غلط ہ

بہ ہیچگیر تم در دوزخ - کسان دوزخ را	کجا برند چو آہم شرارہ بار افتد

یہان افتد بمعنی واقع شود ٹھیک ہ

نہ اسیر تم و نہ مسلمان بچیر تم کہ مرا	سواے دوزخ و مینو کجا گذار افتد

یہ شعر تمہارا بہت خوب ہے آفرین ہ

قرار در وطن افسردہ میکند دل را	خوشا غریب کہ دور از دیار یار افتد

یہان بھی افتد صحیح و با معنی - ہ

نیم زرقیب کہ رسوائیم خجل نکند | خوش ست پیشم اگر یار پردہ دار افتد
یہان بھی اُفتد بمعنے واقع شود ہے
ترا کہ شیوہ دگرگون کنی بزعم بُتان | خوش ست گر ز جفا بر وفا قرار اُفتد
اُفتد یہان بھی ٹھیک ہے - بات اتنی ہی تھی کہ تو دو گدلا لفظ تھا کہنی صاف ہے ہے
خطِ رخِ تو بدل دادہ خط آزادی | خوشم کہ در شکن زلف تا بدار افتد
وہ صورت اچھی نہ تھی یہ طرز خوب ہوگئی معنی کا عیار کامل ہوگیا ہے
چکد ز خامہ جوہر سخن چنانکہ مگر | بزور موج گہر از بحر بر کنار اُفتد
دولت و اقبال روز افزون روزی باد - از اسد اللہ - نگاشتہ شنبہ نہم اپریل ۱۸۵۳ء -

بنام منشی ہیرا سنگہ

فرزند دلبند سعادت مند منشی ہیرا سنگہ کے حق مین میری دعائین قبول ہون اور اُنکے جتنے مطالب و مآرب ہین وہ عنایت آلہی سے پورے ہون - بھائی لب ساحل کی سند پر یہ شعر ہے طالب آملی کا ہے مدتے آن گدا ے خونین دل ؛ بود بتنخالہ لب ساحل ؛ - لبِ بام - لبِ فرش لبِ گور لبِ چاہ لبِ دریا لبِ ساحل بمعنی کنارہ کے ہے مستعمل اہل ایران لبِ بام اُس مقام کو کہتے ہین کہ جہان ایک قدم آگے بڑھایئے تو دھم سے انگنائی مین آیئے پس لبِ دریا اُسے سمجھئے جہان سے قدم بڑہایئے تو پانی مین جایئے - لبِ ساحل وہ ہوا جہان سے آگے بڑھئے تو دریا مین گریئے - لب دریا سے پاؤن پانی پر رکھا جاتا ہے جیسا نہانے کے واسطے - اور لب ساحل سے دریا مین کودتے ہین جس طرح سلطان جی کی باؤلی مین لبِ بام سے تیراک کودتے ہین - اسیطرح تیراک جہان دریا کا پانی نشیب مین ہوتا ہے وہان کراڑی کے کنارے پر سے کودتے ہین - کراڑ ساحل اور کراڑے کا کنارا لب ساحل جو صاحب کہ لب ساحل کو صحیح نہین جانتے کیا وہ طالب ملی کو بھی نہین مانین گے اور اس لفظ پر اعتراض کرنے کا سبب یہ ہے کہ ان بیچارون نے سواے گلستان بوستان کے

کوئی فارسی کی کتاب نہیں دیکھی - اگر مدت تک قدما کی تصنیفات نظر میں رکھیں گے تو یقین ہے کہ دیکھ لیں گے فقط - نجات کا طالب - غالب -

بنام میر مہدی صاحب

آئیے جناب میر مہدی صاحب دہلوی بہت دنوں میں آئے کہاں تھے - بارے آپ کا مزاج خوش ہے میر سرفراز حسین صاحب اچھی طرح ہیں - میرن صاحب خوش ہیں ٭ ہستی ہماری اپنی فنا پر دلیل ہے ٭ یہاں تک مٹے کہ آپ ہم اپنی قسم ہوئے ٭ پہلے یہ سمجھو کہ قسم کیا چیز ہے - قد اس کا کتنا لمبا ہے - ہاتھ پانوں کیسے ہیں - رنگ کیسا ہے - جب یہ نہ بتا سکوگے تو جانوگے کہ قسم جسم و جسمانیات میں سے نہیں ایک اعتبار محض ہے - وجود اسکا صرف تعقل میں ہے سیمرغ کا سا اُسکا وجود ہے یعنی کہنے کو ہے دیکھنے کو نہیں پس شاعر کہتا ہے کہ جب ہم آپ اپنی قسم ہو گئے تو گویا اس صورت میں ہمارا ہونا ہمارے نہ ہونے کی دلیل ہے ۱۲ ٭ میخواہم از خدا و میخواہم از خدا ٭ دیدن حبیب را و ندیدن رقیب را ٭ لف و نشر مرتب ہے میخواہم از خدا دیدن حبیب را میخواہم از خدا ندیدن رقیب را - خواہ روز ارو خستہ و سوگوار - معنی تو یہیں موجود ہیں مگر بول چال ٹکسال باہر ہے ایک جملہ کا جملہ مقدر چھوڑ دیا ہے - اور پھر اس بھونڈی طرح سے کہ جسکو المعنی فی بطن الشاعر کہتے ہیں - یہ شعر اساتذہ مسلم الثبوت میں سے کسی کا نہیں ہے - کوئی صاحب ہونگے کہ اُنہوں نے لوگوں کے حیران کرنیکے واسطے یہ شعر کہدیا اور کسی اُستاد کا نام لے دیا کہ یہ اُنکا ہے - تذکیر و تانیث کا کوئی قاعدہ منضبط نہیں کہ جس پر حکم کیا جاوے جو جسکے کانوں کو لگے جسکو جسکا دل قبول کرے اُسطرح کہے - رتھ میرے نزدیک مذکر ہے - یعنی رتھ آیا - لیکن جمع میں کیا کرونگا ناچار مونث بولنا پڑیگا یعنی رتھیں آئیں خبر مونث ہو باتفاق - مگر کاغذ اخبار اسکو خود سمجھ لو کہ تمہارا دل کیا قبول کرتا ہے - میں تو مذکر کہونگا یعنی اخبار آیا - پیر ہوئی یا ہوا یہ منطق عوام کا ہے ہمیں اس سے کیا کام میں ہم کہیں گے کہ دوشنبہ ہوا - پیر کا دن ہوا نری پیر ہوئی یا پیر ہوا ہم کیوں بولیں گے ۱۲ - بلبل میرے نزدیک مونث ہے جمع اسکی بلبلیں - طوطی بولتا ہے - بلبل بولتی ہے ۱۲ - بھائی اس امر میں مفتی و مجتہد بن نہیں سکتا - اپنا عندیہ لکھتا ہوں - جو چاہے مانے جو چاہے نہ مانے ۱۲ - نجات کا طالب غالب - سہ شنبہ ۸ - دسمبر سنہ ۱۸۶۳ع -

ایضاً بھائی کیا پوچھتے ہو کیا لکھوں - قاطع برہان کے مسودے سب میں نے پھاڑ ڈالے اسواسطے کہ نظر میں اُس کی صورت بدلتی گئی - وہ تحریر بالکل مغشوش ہو گئی - ہاں اُسکی نقلیں صاف کہ جن میں کسی طرح کی غلطی نہیں نواب صاحب نے کرلی ہیں - ایک میرے واسطے ایک ضیاء الدین خاں کے واسطے میری ملک کی جو کتاب ہے اُسکی جلد بندھ جاوے تو بطریق مستعار بھیج دونگا - تم اُسکی نقل لے کر میری کتاب

مجکو بھیج دینا۔ اور یہ امر بعد محرم واقع ہوگا۔ مگر یہ یاد رہے کہ جو صاحب اسکو دیکھینگے وہ ہرگز نہ سمجھینگے۔ صرف برہان قاطع کے نام پہچان دینگے۔ کئی باتین جس شخص مین جمع ہونگی وہ اسکو مانیگا۔ پہلے تو عالم ہو۔ دوسرے فن لغت کو جانتا ہو۔ تیسرے فارسی کا علم خوب ہو اور اہل زبان سے اسکو لگاؤ ہو۔ اساتذہ سلف کا کلام بہت کچھہ دیکھا ہوا اور کچھہ یاد بھی ہو۔ چوتھے منصف ہو ہٹ دھرم نہو۔ پانچوین طبع سلیم و ذہن مستقیم رکھتا ہو۔ معوج الذہن اور کج فہم نہو۔ نہ یہ پانچ باتین کسی مین جمع ہونگی اور نہ کوئی میری محنت کی داد دیگا۔ فہمایش کا لفظ سیان بدھا ولد سیان جما اور لاگنیشی واس ولد اللہ بھیون ناتھ کا گھڑھا ہوا ہے۔ تیری زبان سے کبھی تم نے سنا ہے۔ اب تفصیل سنو۔ امر کے صیغہ کے آگے شین آتا ہے تو وہ اسم معنی مصدری دیتا ہے اور اسکو حاصل بالمصدر کہتے ہین۔ سوختن مصدر سوزد مضارع سوز امر سوزش حاصل بالمصدر۔ جیسے خواہش و کاہش و گزارش و گدازش و آرایش و پیدایش و فرمایش۔ فہمیدن فارسی الاصل نہین ہے۔ مصدر جعلی ہے۔ فہم لفظ عربی الاصل ہے۔ طلب لفظ عربی الاصل ہے۔ انکو موافق قاعدہ تفریس فہمیدن و طلبیدن کر لیا ہے اور اس قاعدہ مین یہ کلیہ ہے کہ لغت اصلی عربی آخر کو امر بن جاتا ہے۔ فہم یعنی بفہم سمجھ۔ طلب یعنی بطلب مانگ۔ فہمد مضارع بنا طلبد مضارع بنا۔ خیر یہ فرض کیجیے کہ جب ہم نے مصدر اور مضارع اور امر بنایا۔ تو اب حاصل بالمصدر کیون نہ بنائین۔ سنو حاصل بالمصدر فہمش اور طلبش ہونا چاہیے۔ فہم تھا صیغہ امر فہمد سے نکلا تھا۔ الف اور یے کہان سے آیا۔ فہمائی تو نہین ہے جو فہمائش درست ہو۔ کہین فرمائش کو اسکا نظیر گمان نہ کرنا۔ وہ مصدر اصلی فارسی فرمودن ہے۔ فرماید مضارع۔ فرمائے امر حاصل مصدر فرمائش ۱۲ پہلے حکیم میر اشرف علی کو دعا۔ اور بیٹا پیدا ہونے کی مبارکباد۔ میان مین نے رات کو اپنے عالم سرخوشی مین تاریخی نام کا خیال کیا۔ میکا ظم دین کے بارہ سو پچھتر ہوتے ہین۔ لیکن یہ اسم بھی مانند لفظ فہمایش ٹکسال سے باہر ہے۔ غالب۔

تمت بالخیر

اعلان

العبد
محمد عبد الاحد عفی عنہ پروپرائٹر مطبع مجتبائی دہلی اپریل سنہ ۱۸۹۹ء